بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق صدق اللہ العظیم

مقیاس الحنفیّت

جنید زمان پیر طریقت مناظرِ اعظم

ابو عبد الوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز

۴- دربار مارکیٹ لاہور

مقیاس حنفیت

اڈیشن اٹھائیسواں .... ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

قیمت: .... روپے

کمپوزنگ .... ایم جمیل اطہر، محمد علی صدیقی

المقیاس کمپیوٹر (لاہور)

تعداد ....

.... **ناشر** ....

علامہ محمد عبدالتواب صدیقی، محمد علی صدیقی

المقیاس پبلیشرز ۴۰ دربار مارکیٹ لاہور

فہرست مضامین مقیاس حنفیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عجب ہنوز ندانہ رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

مصطفیٰ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

سرور برسر منبر کہ ملت ازوطن است
چہ بے خبر ز مقام محمدؐ عربی است

﴿اقبال﴾

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ عَلٰی عَبْدِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا یَا رَبِّ ذَالْمَجْدِ وَالْعُلٰی عَلَیْہِ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً سَرْمَدِیَّۃً لَّاانْقِطَاعَ لَھَا وَسَلِّمْ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ اٰمَنَ بِھَا اما بعد فقیر نے سائلین فرقہ وہابیہ کے اعتراضات کے مختصر اجوابات پیش کیے ہیں بعدازاں مفصلاً تحریر ہیں۔

سوال۔ا: تبلیغی جماعت کے ارکان کیا غیر مقلد ہیں ثبوت دیجئے۔

جواب: تبلیغی جماعت وہابیت کے اصل کی دونو فرعین ہیں۔ دیوبندی اور وہابی۔ دونوں کی معجون مرکب تبلیغی جماعت ہے۔ تمام حضرات کا مشاہدہ ہے کہ اس میں اکثریت غیر مقلدین کی ہے جو رفع یدین کرتے ہیں اور سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے ٹانگیں چوڑی اٹنشن کھڑے ہوتے ہیں اور باقی دیوبندی ہیں۔ دوسرا جواب تبلیغی جماعت اگر وہابی نہیں تو آپ کے پاس کیوں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ کسی اہل السنت و الجماعت کے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے۔ تیسری دلیل آپ نے ان کی رفاقت کو کیوں پسند فرمایا کسی سنی سے آپ کی رفاقت کیوں نہیں۔ کند ہمجنس باہمجنسِ پرداز نمبر۴۔ ان

کے اشکال واطواران کی وہابیت پر واضح دلیل ہے۔ جو کسی دلیل کے محتاج نہیں۔

سوال ۔۲: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے مدعی کو وہابی کہنے کا آپ کے پاس کونسا مقیاس حنفیت ہے۔

جواب: حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی کو دو مقامات پر علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا ہے جس سے احناف کی دو اقسام ثابت ہوتی ہیں۔ حنفیہ مرجیہ اور حنفی اہل السنت والجماعت جیسا کہ آج کل بھی احناف کی دونوں قسمیں موجود ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض دعویٰ کافی نہیں بلکہ حنفیت اعتقاد و اعمال احناف کے متوازی ہونے پر مبنی ہے۔ حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے بعد وہی مرجیہ حنفیہ وہابیت کے عقائد کو عمدہ سمجھ کر یکجان دو قالب بن گئے۔ (فتویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۱۹۔ فتویٰ رشیدیہ جلد دوم ص ۸۸) محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ یہ سراہنا یکجان ہونے کی بنا پر ہے۔

سوال ۔۳: عبدالوہاب بخدی کیسے شخص تھے۔

جواب: محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ اب فقہائے احناف سے دریافت کر لیں۔ کہ تمہارے نزدیک محمد بن الوہاب کیسا آدمی ہے۔

ردالمختار جلد۳ ص ۴۲۷: محمدؐ بن عبدالوہاب اور اس کے معتقدین کو خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ اگر حنفی کہلانا چاہتے ہو تو تم فقہاء کے عقیدہ سے خارجی کہو۔ ان کو اچھا کیوں کہتے ہو۔ اور عامل بالحدیث سے نواز کر ان کے عقائد کو اپنے عقیدہ کیوں بناتے ہو۔

سوال ۔۴: وہابیوں کے مدرسے میں پڑھتے رہے ہو۔ آپ کے استاد بھی وہابی ہیں۔ اور وہیں نماز پڑھتے رہے ہو۔

جواب: واقعی میرا حصول علم تمام وہابیہ سے ہے۔ وہ وہابی آپ کی طرح توہین انبیاء

علیہم السلام واولیاء کرام میں چوٹی کے نہ تھے۔ بلکہ نیچے کے تھے۔ کیونکہ وہ امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل نہیں تھے۔ان کی کتابیں دیکھ لیجئے۔ میرا عقیدہ بھی بوقت تعلیم خود رفتہ تھا۔ جب علوم تفاسیر واحادیث پڑھے جیسے جیسے دلائل ملے وصول سند تک تمام مسائل مکمل ہو گئے۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقیر نے کوئی فتویٰ بھی تو نہیں دیا۔ جب علوم حاصل کر لئے تو خدا نے فتویٰ کی ہمت بھی عطا فرمائی اور باطل سے مقابلہ کرنے کے لئے طاقت بھی عنایت فرمائی۔ اور جب مرشد کامل غوث اکمل جن کے کرم نے ملک آباد کیا ہوا ہے نے نظر کرم فرمائی تو باطل کو فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ سے درست کرنے کی قوت بیانیہ بھی بخشی۔ جس سے آپ کو بھی حسد ہے۔ لیکن یہ خداداد نعمت وھبی ہے جو ولی کامل کا عطیہ ہے۔ یہ کسبی چیز نہیں۔ اگر میرے راہبر مجھے منظور نظر نہ فرماتے تو عقیدہ شائد درست نہ رہتا۔ بلکہ خبر نہیں کیا ہوتا۔ جیسے آپ کے ایمان اور شریعت میں بون بعید ہے۔ جب مرد کامل کی نظر ہو جائے تو بندہ کو بندہ بنا دیتا ہے۔ اسی واسطے حضرت بابرکت کا دامن تھاما کیونکہ کچھ نہ تھا۔ اگر کچھ ہوتا تو غلامی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ انعام غلامی میں میسر ہوا ہے۔

دوسرا جواب: آپ کے اکثر اساتذہ مدرسہ میں ہندو ہوں گے۔ کیا آپ کو ہندو کہہ سکتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ علوم ظاہری کا حصول عقائد کو نقصان دہ نہیں ہے۔ ہاں اگر اولو لا مروہابی ہو تو وہابیت میں شک نہیں یا آپ کی طرح مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ کا پیرو ہو تو یقیناً وہابیت کا مجسمہ ہے۔ فقیر نے آج تک کسی مسلمان کو خنزیر نہیں کہا۔ اگر اللہ تعالیٰ اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا فرمادے تو میں ذمہ وار نہیں۔ کیونکہ الانعام کے ال تعریف نے حکم عام کر دیا ہے جو عمل ازروئے قرآن کَالْاَنْعَامِ ثابت ہو وہ جو بھی کرے یہ حکم اس پر ہی چسپاں ہو سکتا ہے۔ کسی کا نام تو کہا نہیں جاتا۔ اگر آپ کو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سننے سے رنج ہوتا ہے تو آپ یقیناً اسی کے مصداق ہوں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال ۔۵: حرمین شریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفا کے متولی آجکل وہابی ہیں ان کی اقتدا میں نماز ادا کرتے رہے ہو اور یہ مقامات مقدسہ پاک ہے یا پلید نیز خود بھی تم نے (یعنی محمد عمر نے) ایک دن جامع مسجد دیو بندیہ میں نماز ادا کی ہے۔ کیا وہ اس وقت پلید نہ تھی۔ نیز جماعت تبلیغی کی مسجد میں شب باشی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کیا حرمین میں سویا نہیں جاتا وہاں وہابی سوتے ہیں وہ پاک ہیں یا پلید۔

جواب: خدا کے فضل و کرم سے حرمین شریفین پاک کرنے والے ہیں۔ وہاں جو جائے اور جیسا بھی جائے وہ اس کو پاک کر دیتے ہیں۔ لہٰذا وہابیوں کا وہاں جانا مضر حرمین نہیں۔ کفار کے قیام سے نبی ﷺ نے پلید نہیں فرمایا۔ جس کی یہی مذکورہ بالا وجہ تھی اور جہاں بوسہ دیتا رہا ہوں وہابیہ اور دیو بندیہ ان مقامات مقدسہ کو چھوتے ہی نہیں اور میرے ہم خیال ساتھی پچیس کی تعداد میں تھے۔ جنہوں نے ان کے پیچھے اقتدا نہیں کی۔ بلکہ تتبع سے ثابت ہوا کہ اکثر مقلدین علیحدہ جماعت کرواتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا بھی یہی وطیرہ رہا۔ اور وہاں کے مقیمین احناف کو میں نے اپنے اپنے گھروں میں نماز گزارتے دیکھا۔ سوال کرنے پر یہی جواب ملتا تھا کہ نجدیوں کی اقتدا ہمارے علماء کے فتویٰ سے از روئے احادیث صحیحہ کسی صورت میں ہی جائز نہیں ہے بلکہ گناہ ہے۔ چنانچہ اس طرح کے وہابیہ نے چوٹی سے ایڑی تک زور لگایا اور حکومت نجدیہ سے استدعا کی کہ محمد عمر علیحدہ جماعت پڑھاتا ہے۔ مگر حکومت نے ان کے اس اعتراض پر جب بھی ہم سے سوال کیا تو اس وقت ہماری طرف سے ان کے خلاف کوئی کلمہ نہ نکلتا تھا۔ بلکہ حکومت نجدیہ وہابیت کے متعلق اگر کچھ دریافت کرتی تو ان کو کہا جاتا۔ کہ ہم یہاں بغرض زیارت حرمین حاضر ہوئے ہیں نہ کہ مفتی بن کر۔ اگر کوئی فتویٰ ضرور ہم سے ہی دریافت طلب ہے تو سمندر پار پہنچنے پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ اس جواب سے سوائے خاموشی کے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے اور اس وقت جو میرے مقتدی

ان کی اتباع میں نماز پڑھنے والے موجود ہیں۔ وہ اب سننے کے بعد انشاء اللہ نجدی کی اقتدا میں نہ الجھیں گے۔ جس کا آپ کو بھی یقین ہو چکا ہے۔ آخری اعتراض کہ حرمین نجدیوں سے پلید ہے یا نہیں اس کی مثال پانی پاک جاری یا پانی پاک کثیر کی ہے۔ جس میں جنبی آدمی غسل کرے تو شرعا پانی پاک رہیگا۔ ایسے ہی حرمین شریفین نجدیت سے پلید نہیں ہوگا بلکہ بنیت طہارت داخل حرمین ہو تو پاک ہو سکتا ہے پہلے بیت اللہ میں بت تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو باہر نکال دیا تو بیت اللہ جیسا کہ پہلے پاک تھا پھر بھی پاک رہا۔ کیونکہ بیت اللہ کا اصل پاک ہے اور بابرکت ہے۔ اور روضہ اطہر کے اندر تو نجدی نہ داخل ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ اس کو داخل ہونے کی طاقت ہی ہے۔ اسی واسطے روضہ اطہر کو تو اللہ تعالیٰ نے ثَمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ کے قانون سے پاک مبرا رکھا ہوا ہے نجدی وہابی دیوبندی تو روضہ اطہر کے قریب نہیں بھٹک سکتا۔ کیونکہ ان کے دل میں شیطان نے یہ جمایا ہوا ہے کہ اگر تو روضہ اطہر کے قریب گیا تو نے روضہ اطہر کے سفر کی نیت بھی کی تو مشرک ہو جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْن کے ذکر سے ثابت ہے کہ واقعی شیطان انسان کا دشمن ہے جو وہابی دیوبندی کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی نہیں جانے دیتا۔ کہ اگر نزدیک چلا گیا تو پاک ہو جائے گا۔ اسی عناد کی بنا پر دور رکھتا ہے اور ان سے روضہ اطہر پر جانے کو شرک کے فتوے دلواتا ہے۔ جیسا کہ ان کو حضرت پیر پیران کی گیارھویں کے تبرک کے نزدیک نہیں جانے دیتا کہ تمہارے لئے حرام ہے۔ یہاں حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ تعالیٰ حقیقۃً اپنے تبرک کو ان سے بچاتے ہیں کہ ان کے نجس باطنوں میں پاک تبرک کیوں جائے۔ ایسے ہی وہاں اللہ تعالیٰ روضہ اطہر کی طرف جانے نہیں دیتا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام مطہر کو تم ملبس منی چھونے کے قابل ہی نہیں۔ ادھر شیطان اپنے عناد سے گمراہی میں پیچھے کھینچتا ہے ادھر رب العزت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

کے دربار سے نااہل سمجھ کر پیچھے دھکیلتا ہے جو قیامت کے دن فلا تلو مونی ولو موا انفسکم سے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرے گا۔ اور رب العزت ولو انھم اذظلموا انفسھم جاوک کا قانون سنا کر بلا اپیل القیا فی جھنم کل کفار عنید کا حکم سنادیں گے۔ باقی آپ کا سوال میرے متعلق عصر کی نماز پڑھنا سو میں نے اس کا اعادہ کرلیا تھا۔

سوال ۔٦: آپ کے مقتدی پہلے جا کر نجدی کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ کیا ان کو توبہ کرائی اور دوبارہ کلمہ شریف پڑھایا۔

جواب: کیا آپ کے پیچھے جو حنفی غلطی سے نماز پڑھنے جاتا ہے تو آپ ان کو پہلے توبہ کروا کر مقتدی بناتے ہیں۔ یہ کتنا کچا سوال ہے۔ جو مبتدی میرا پختہ معتقد بنتا ہے وہ خدا کے فضل وکرم سے خود بخود وہابیت سے تائب ہو کر ہی مستقل ہوتا ہے مجھے توبہ کرانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بعد از سماع قبول انشاءاللہ فقیر کا مقتدی کبھی قرن شیطان کا مقتدی نہیں بن سکتا۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو بھی حضور ﷺ کی محبت عنایت فرمادے اور اس دن سے قبل ہی توبہ کی توفیق دے جس دن توبہ کا دروازہ بند ہوجانے والا ہے۔

سوال ۔٧: عورت کے دودھ کو حرام کہتا ہے اور بچے کے پیشاب کو پاک۔

جواب: عورت کا دودھ واقعی حرام ہے اور احناف کے نزدیک بعد از حولین اس سے اجتناب لازمی ہے اور حنفیوں کو ہی اپنی مسجد میں ہی یہ مسئلہ سنایا گیا تھا۔ وہابیوں کا مسلک بیان نہیں کیا گیا۔ کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہابیہ کے نزدیک داڑھی والا آدمی عورت کا دودھ پی سکتا ہے۔ ویجوز ارضاع الکبیر ولو کان ذالحیۃ داڑھی والے کو عورت کا دودھ پینا جائز ہے۔ دیکھئے۔

روضہ الندیہ ص ٢٣٦ بلا شک آپ دونوں کاموں سے استفادہ فرمائیں۔

جب آپ حکم الٰہی حولین کاملین کو چھوڑ گئے ہیں تو میرا کہنا آپ کے سامنے کیا وقعت رکھتا ہے۔ دوسرا مسئلہ فقیر نے عورتوں کے متعلق احکامات شرعیہ بیان کرتے ہوئے لڑکے کی والدہ کو تنبیہ کی کہ تم نماز سے زیادہ چراتی ہو۔ کیا یہ کفران نعمت نہیں ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ خدا نے ہمیں لڑکا کیوں دیا۔ اگر چھین لے تو ہی نماز کی طرف مائل ہوگی۔ پھر اگر بچے کی والدہ کو موسم سرما میں دو لباس کی توفیق نہ ہو تو مقام پیشاب کو دھویا جائے کیونکہ پلید ہے اور کپڑا دھو کر نماز ادا کرسکتی ہے۔ اگر باعث سردی خطرہ لاحق ہو تو پانی کے چھینٹے مار کر نچوڑ کر بھی نماز ادا کرسکتی ہے۔ گیلے سے کیونکہ کپڑا لڑکے کے پیشاب کا چھینٹے مارنے سے پاک کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے ورنہ کپڑے سے پیشاب بغیر پانی کے کسی صورت میں بھی پاک نہیں ہوسکتا۔ یہ ہے آپ کے سوالات کے مختصر جوابات۔ اب بعدازیں مدلل سنیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''دیوبندی وہابی'' (محمد عمر کو مخاطب ہو کر) تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

محمد عمر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ اللہ تعالٰی جَلَّ شَانُہٗ ہر مسلمان کو اپنی خداوندی کے صفات حمیدہ پر بلانسبتہ عیب ایمان رکھنے کی توفیق عنایت فرماویں اور نبی اکرم نور مجسم محمد عربی مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت صلوۃ وسلام بھیجنے کی بلاشبہ طاقت بخشیں اور ہر کفر وشرک وبدعت سے محفوظ رکھے کیونکہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے سنا کرتے تھے لیکن آج وہ وقت آنکھوں سے دیکھا کہ قصور کے وہابی دیوبندی فقیر پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

اکابرین دیوبندیہ وہابیہ نے مسلمانان دنیا کے اکابرین وصالحین متقدمین و متاخرین کے صحیح عقائد پر طعن وتشنیع اور جرح قدح کر کے کفر کے فتوے جاری کیے ہوئے ہیں۔ اور مشرک اور بدعتی کے خطابات سے ان کو کوسا ہے۔ یہ شیوہ آپ کا ہی ہے۔ سنیے:۔

دیوبندی..............وہابی

(۱) تذکیر الاخوان مصنفہ اسماعیل صاحب دھلوی ص ۳۴۴}

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد ہے گلے میں اس کے حبل من مسد
سب سے اس پر لعنت و پھٹکار رہے

(۲) تذکیر الاخوان صفحہ ۳ مصنفہ مذکورہ بالا} مردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا کفار کی راہ ہے۔

محمد عمر: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی آلِہٖ الَّذِیْنَ اجْتَبٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی فقیر انشاءاللہ تمہارے تمام عقائد کا جواب پہلے قرآن کریم پھر حدیث صحیح محمد مصطفی ﷺ بعدہ بزرگان دین سے پیش کرے گا۔

قرآن کریم

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ

مومن مرد اور عورتیں انکا بعض بعض کے مددگار ہیں توبہ $\frac{10}{5}$}

اس آیت سے ثابت ہے کہ مومنین صالحین ہر وقت ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

(۲) مائدہ $\frac{6}{1}$} وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی

اور تم ایک دوسرے کی امداد کرو نیکی اور تقویٰ پر۔

کیا اللہ تعالیٰ نے یہاں شرک کا سبق دیا ہے۔ جو نیکی پر مدد کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

طبرانی صغیر ص ۲۰۱}: حدثنا محمد بن عبد اللہ القرمطی من ولد عامر بن ربیعہ ببغداد حدثنا یحیٰی بن سلیمان بن نضلۃ الخزاعی حدثنا عمی محمد بن نضلہ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ علی ابن الحسین حدثنی میمونہ بنت الحرث زوج النبی ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَاتَ عِنْدَھَا فِیْ لَیْلَتِھَا فَقَامَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوۃِ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ فِیْ مسوضاہ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ثَلَاثًا نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثَلَاثًا فَلَمَّا خرج قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سمعتک تقول

(۳) تقویۃ الایمان ص ۵} سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

فِیْ مُتَوَضَّانِکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ثَلَاثًا نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثلاثا کانک تکلم انسانا فھل کان معک احد فقال ھذا راجز یستصرخنی نبی ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حرث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے تو آپ ﷺ (رات کو تہجد کے واسطے) اٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں لبیک لبیک تین دفعہ فرمایا (یعنی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا۔ تو امداد کیا گیا تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا (اور اپنے وضو کرے کے مقام میں تشریف فرمائیں۔ کہیں دوسری جگہ بھی نہیں سرکے اور نہ غائب ہوئے تو جب آپ نبی ﷺ اس جگہ سے علیحدہ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے ایسے سنا ہے۔ کہ آپ اپنے وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرمارہے تھے لبیک لبیک نصرت نصرت تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ کسی نسان سے کلام فرماتے ہیں کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو آپ نے فرمایا یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ قریش راجز مسمی عمر بن سالم کو قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ کے سے نکلا اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا جب اس کو مصیبت پڑی تو وہ عمرو بن سالم نبی ﷺ کو غائبانہ پکارتا اور آپ اس کی امداد فرمادیتے چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آ گیا تو اس عمرو بن سالم اصحابی ے نبی ﷺ کو غائبانہ پکارا اور فریاد کی کہ حضور مجھے بچایئے ورنہ دشمن قتل کر دے گا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنت حرث اپنی بیوی صاحبہ کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقام وضو میں بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچالیا اور اپنی امداد کی راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز صحابی کے اس واقعہ سے استمداد اور آپ نے اپنی امداد غائبانہ

(۴) جواہر القرآن مصنفہ مولوی غلام خاں صاحب ص ۱۲۲}

سوال: اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

جواب: یہ بھی شرک ہے۔ مکہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر ہی پکارتے تھے۔

کی اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمرو بن سالم راجز نبی ﷺ کی غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اس نے نبی ﷺ کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے۔ جو سنہری قلم سے لکھنے کے قابل ہے۔

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللهِ نَصْرًا عَتَدًا وَادْعُ عِبَادَ اللهِ يَاتُوْا مَدَدًا

پس تو رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے۔ یہ تمام واقعہ اور اشعار اصابہ جلد ۴ ص ۲۹۷ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۴۶ میں بھی مذکور ہے۔

اس حدیث پاک سے چار مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) نبی ﷺ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا (۲) نبی ﷺ کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔ (۳) آپ کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار سننا۔ (۴) نبی ﷺ کا فریاد رسی فرمانا۔

نزھۃ الخاطر والفاطر لملا علی قاری ص ۶۱} وَعَنِ الشَّيْخِ اَبِی الْحَسَنِ عَلِی الْخَبَّازِ قُدِّسَ سِرُّهٗ قَالَ سَمِعْتُ الشَّيْخَ مُحْيَ الدِّيْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ رضی الله عنه يَقُوْلُ مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ كُرْبَةٍ كَشَفْتُ عَنْهُ وَمَنْ فَاَوَانِیْ بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّةٍ فَرَّجْتُ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ فِیْ حَاجَةٍ قَضَيْتُ حَاجَتَهٗ.

شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف ہٹا دیتا ہوں اور جس شخص نے

(۵) جواہر القرآن ص ۱۴۷} شرک فی الدعا غائبانہ حاجات میں کسی پیر و پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا۔ اور ہر پیغمبر کے زمانے میں ہوتا رہا۔ (دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک نبی ﷺ کو تو تمام انبیاء و رسل کا علم نہ تھا اور مولوی غلام خاں صاحب کو تمام انبیاء کے ہر امتی کے اقوال و افعال کی خبر ہے یہ عبارت مذکورہ بالا سے بین ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**.

مجھ سے وسیلہ لیا کسی حاجت میں تو میں اس کی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔

قصائد قاسمی مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند ص ۸}

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا — بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

رجا خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ — جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہووے بیڑا پار

ان اشعار میں مولوی محمد قاسم صاحب نبی ﷺ سے غائبانہ اپنی حاجت کے واسطے پکارتے ہیں۔ ان پر کیا فتوی لگاؤ گے فاسنوبہ واتقو اللہ

قصائد قاسمی ص ۳۹} مولوی ضیاء الدین رامپوری حافظ محمد ضامن صاحب کو لکھے ہیں:

تیرا سایہ ہو جس پر اس پہ ہو اللہ کا سایہ — خدا راضی ہو تو راضی ہو شہا جس مسلماں سے

مدد کر غوث اعظم بیکسوں ہم سے غریبوں کی — چھڑائے غیر تیرے کون دست نفس و شیطاں سے

خبر لینا ہماری اے شہ دنیا و دین جلدی — کہ ہیگا بر سر کیں نفس اس ننگ غلاماں سے

پکڑنا ہاتھ میرا شمع نور احمدی جلدی — کہ رہ ملتا نہیں مقصود کا ظلمات عصیاں سے

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۲۰۶} سنا ہے کہ طوفان کی شدت کے وقت جس کی تھوڑی دیر بعد سکون کے آثار پیدا ہوئے حکیم ضیاء الدین صاحب یا کسی دوسرے شخص نے عالم رویا یا عالم واقعہ میں دیکھا تھا کہ متلاطم سمندر میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب (امداد اللہ صاحب) اور دوسری جانب حضرت حافظ ضامن صاحب جہاز کو کندھے پر رکھے ہوئے آگے کو دھکیلتے اور موجوں کے تھپیڑوں سے اس کی حفاظت فرماتے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں گھبراؤ نہیں۔

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۱۴} مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں:

یا مرشدی یا مولٰی یا مفزعی — یا ملجائی فی مبدئی و معادی

ارحم علی ایا فیاث فلیس لی — لھفی سوی جلیسکم من زاو

فاز الا نام بکم وانی ھائم — فانظر الی برحمۃ یا ھادی

تقویۃ الایمان ص ۵ سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں و اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

یاسیدی اللہ شیاء انہ انتم لی المجدی وانی جادی
دوش وقت سحراز غصہ نجاتم وادند واندراں ظلمت شب اب حیاتم وادند
کیائیست عجب بندگی پیر مغاں خاک اوگشم و چندیں درجاتم وادند

امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد ص ۱۱۶

حاجی امداد اللہ جو سب دیو بندیوں کے پیر ہیں وہ اپنے پیر حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقمطراز ہیں۔

تم ہو اے نور محمدؐ خاص محبوب خدا ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا عشق کی پر نکے ہاتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا اے شہ نور محمدؐ وقت ہے امداد کا

حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام اکابر دیو بندیہ کے پیر و مرشد ہیں تحریر فرماتے ہیں:۔

نالہ امداد غریب مناجات ص ۸:

اے رسول کبریا فریاد ہے یا محمدؐ مصطفیٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے مشکلکشا فریاد ہے
گردن و پاسے ہوں آج کل یا نبیؐ کیجے جدا فریاد ہے
قید غم سے اب جھڑا دیجے مجھے یاشہ ہر دوسرا فریاد ہے
یا نبیؐ احمد کو واپس لو بلا اس لئے صبح و مسافر یاد ہے

تقویۃ الایمان ص ۱۰ جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور ۲ دور نزدیک سے پکارہ کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دہائی دیوے ۔

شاہ ولی اللہ صاحب اطیب النغم فی مدح سید العرب و العجم ص ۲:

وَمُعْتَصِمُ الْمَكْرُوْبِ فِیْ كُلِّ غَمْرَةٍ

وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبِ

یعنی بنظر مے آید مرا اگر آنحضرت ﷺ کہ دست زدن اندوہگین ۔ اندوہگین است در ہر شدتے و جائے طلب کردن مغفرۃ است بہ نسبت ہر توبہ کنندہ و دریں بیت اشارہ است بمضمون آیۃ کریمہ ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.

۱ اٹھتے بیٹھتے کسی کا نام لے تو شرک زبردست ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. اللہ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود پڑھتے ہیں ۔ اے مومنو تم بھی نبی ﷺ پر ہمیشہ درود پڑھو اور سلام ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے نبی ﷺ کا ورد اٹھتے بیٹھتے پکارو اور یہ منع کرتے ہیں کہ مشرک ہو جاؤ گے ۔ ان کو بغض ہے حضور ﷺ سے ۔ اور انہوں نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کو بالکل بھلا دیا ہے ۔ فرقہ وہابیہ اور دیو بندیہ کو چاہیئے کہ پہلے خداوند تعالیٰ کو روکیں کہ تو اور تیرے فرشتے غیر کا نام کیوں رٹتے ہو ۔ ہم لوگوں کو شرک کہہ کر بند کرتے ہیں اور تم ان کا نام ہر وقت پڑھ کر ہمارے دشمنوں کی ہم پر حجت قائم کرتے ہو ۔ اور وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى سے اپنے نیک بندوں پر بھی سلام بھیجتے ہیں ۔

۲ دور نزدیک سے پکارنا شرک ہے اس کا جواب اوپر گزر چکا ہے ۔ چنانچہ نبی ﷺ کو تم بھی دور سے ہر نماز میں ایھا النبی پکارتے ہو لہذا آپ بھی مشرک بن گئے ۔ اہل قبور کو اسلام علیکم یا اہل القبور وانشاء اللہ بکم لاحقون پکارتے ہو ۔ لہٰذا آپ کا شرک آپ پر لوٹا اور اگر نبی ﷺ کو تمہارے

اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے۔ یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی دکشائش و تنگی مرنا و جینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال دوہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سوان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے چشتی قادری نقشبندی سہروردی رفاعی یہ سب فرقے یہود کی طرح ہیں۔

سلام کی خبر نہیں ہوتی تو پکارتے کیوں ہو ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے اسم پاک کا اٹھتے بیٹھتے وظیفہ بمع صلوٰۃ پڑھے اور ہر وقت آپ کی امداد کو اور انبیاء و صالحین و اپنا پشتیبان سمجھے اور ان سے مدد حاصل کرنے کی ہمت خدا سے طلب کرتا رہے اور مصیبت کے وقت انبیاء و صالحین کی دوھائی خدا کے سامنے پیش کرے۔ تا کہ دنیا و عقبیٰ میں عذاب الٰہی سے محفوظ رہے اور ان کے نام سے ختم پڑھے یا پڑھاوے تا کہ ان کی دعائے خیر کا مستحق بنے اور حضور اکرم ﷺ کے حلیہ پاک کو اپنے تصور میں رکھے یا اپنے پیر کامل کا تصور باندھے تا کہ وہ نبی ﷺ تک رسائی کروا دے جیسا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کا تصور کرتے تھے۔ اگر نہ ہو سکے تو آپ کے روضہ انور کا اپنے سامنے تصور باندھے۔ اور یہ سمجھے کہ میں آپ کے روضہ اطہر کے پاس بیٹھا ہوں اور یہ خیال رکھے کہ ہر وقت نبی ﷺ میرے ساتھ ہیں۔ اگر کوئی خلاف سنت کام کروں گا۔ تو آپ ناراض ہوں گے اور جو مجھ پر حالات گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی کشائش و تنگی میری زندگی اور موت عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین کے قانون سے ہر وقت آپ باخبر ہیں۔ میری تکلیف آپ کو گوارا نہیں اللہ کے حکم کے مطابق اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ جو خیال میرے دل میں ہوتا ہے اس کی آپ کو ہر وقت اطلاع ہے۔ آپ دنیا میں کیا بلکہ

تذکیرالاخوان ص ۸۶ } نام فلاں بخش رکھنا اور غلام فلاں رکھنا۔ آخری چہار شنبہ کو سیر کرنا اور ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے تو کھڑے ہونا۔ ربیع الثانی کو گیارھویں کرنا۔ عرس ۲ میں جانا حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا۔ عید کے روز سیویاں پکانا یہ تمام کام کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔

عالمین میں ہر وقت شاید ہیں اور قیامت میں مشاہدے کی شہادت باذن الٰہی ہر مومن و کافر کی دینگے۔ اگر اپنا عقیدہ ان تمام امور پر نہ رکھے تو وہابی ہے منکر قرآن کریم دشمن حضور ﷺ ہے۔ خدا کی طرف سے راندہ درگاہ ہے۔ کیونکہ رحمۃ للعالمین کا ساتھ چھوڑنے سے خدا کی لعنت کا ساتھ رہتا ہے۔ باقی رہا تصور شیخ تو یہ بھی حدیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کا تصور صحابہ کرام کیا کرتے تھے۔

(۱) مسلم شریف ۲/۱۲۰} قَالَ وَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلٰى سِوَاكِهٖ تَحْتَ شَفَتِهٖ (ابوموسیٰ شعری نے فرمایا) کہ میں آپ کو لبوں میں مسواک لئے ہوئے کا تصور رکھتا ہوں۔

۲ مسلم شریف ۱/۴۴۰} كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنبر وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ وَقَدْ اَرْخٰى طَرْفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيهِ (حریث بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی ﷺ کا دیوں تصور پکا ہوا ہے) گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں نبی ﷺ کی طرف اور آپ منبر پر تشریف فرما ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپ کے عمامہ طیبہ کے دونوں پلے حضور کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خیر القرون کے اندر تصور رسول اللہ ﷺ میں مستغرق ہوں اور حضور ﷺ کے تصور کو فخریہ بیان فرماویں اور آج شر القرون کی حالت ایسی متغیر ہو چکی ہے کہ وہ بھی عالم دینی کہلانے کا مستحق ہے جو تصور رسول اللہ ﷺ یا تصور شیخ کو شرک کہے جس تصور کا حکم اللہ رب العزت مومنین کو ارشاد فرماویں یاایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اس آیۃ کریمہ میں جل شانہ نے ایمان والوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے اور ربط پیدا کرنے اور اتقا کی تقلین

فتاویٰ رشیدیہ جلد۲ص ۱۴۲ } سوال: جو بزرگوں سے مدد مانگتا ہو یا بدعتی مثلا جواز عرس وسوم وغیرہ ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں کیونکہ نصاریٰ اور یہود سے تو جائز ہے تو ان سے کیوں نہ جائز ہو۔ یہ بھی تو بہت سی رسمیں کفر وشرک کی کرتے ہیں۔

الجواب: جو شخص ایسے افعال رتا ہے وہ قطعا فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے۔

فرمائی ہے ان چار اصولوں سے رابطوا میں تصور شیخ مضمر ہے جو اولی ابصار کے واسطے کافی دلیل ہے۔

دیگر۔ اب فرمائیے جناب کفر کی مشین ہم ہیں یا آپ۔ آپ کے نزدیک تو عید کے دن سیویاں پکانے والا بھی مسلمان نہیں رہا۔ اور تم نے آخری چہار شنبہ والے دن بھی مسلمانوں میں سوگ کا دن مقرر کر دیا کہ اگر اس دن کوئی مسلمان سیر کو باہر چلا جائے تو اسلام سے خارج ہو جائے۔ میرے خیال میں فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ تو اس عبارت پر عمل کرنے کے واسطے اور اپنے ایمانوں کو چہار شنبہ کی ہوا سے بچانے کے واسطے کوٹھڑیوں میں بند ہو جاتے ہونگے۔

اِاس عبارت سے معلوم ہوا کہ غلام خاں نام بھی ان کے نزدیک غیر شرعی ہے بلکہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور آگے غلام خاں صاحب کا فتویٰ موجود ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی نکاح نہیں جیسا کہ جواہر القرآن ص ۱۴۷ میں لکھ چکے ہیں۔ غلام خاں نام رکھنے سے نکاح فاسد ہو گیا۔ اسی حال میں چالیس پنتالیس سال گزارے۔ کیا ان کی اولاد کا بقول ان کے کیا حال ٹھہرا۔

۲ ملفوظات شاہ عبدالعزیز صاحب ص ۴۱ } روزے بتقریب عرس برادر مولوی عبدالقادر خود بر قبر والد ماجد وغیرہ ہما تشریف فرما شد اول پیادہ رفت باوجود بعد مسافت در وقت واپس آمدن سوارہ آمد و قبور پیراں را کہ جد پدر ہم بودہ است دست بوسیدہ بعد فراغ قرآن و فاتحہ خوش آوازے را فرمود کہ چیزے از مثنو مولانا روم بخواند۔

فتوی رشیدیہ حصہ سوم ص ۹۰} جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں۔ بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوا کہ قبور پر عرس اور ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا اور فاتحہ خوانی بر قبور اور نعت خوانی جائز ہیں۔ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اکابر کے نکاح جائز تھے یا نہ وہ قابل بیعت تھے یا نہ۔ آپ کے فرمان کے مطابق تو معاذ اللہ شیطان تھے۔ یہی عقیدے آگے عبدالوہاب نجدی کے ہیں۔ پڑھ لیجئے اور خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تم کفر کی توپ ہو جو اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہو۔ بلکہ دور مار توپ ہو یا نہیں۔ جس کا گولہ اپنوں ہی مکانوں کو واپس آ رہا ہے۔ اور اندازہ لگاؤ کہ وہابی ہو یا حنفی۔ نبی ﷺ بھی مقررہ رات میں قبرستان تشریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں پہنچ کر کے بعد دیگرے تین دفعہ دست پاک اٹھا کر اہل قبور کے واسطے دعا فرمائی ہے۔ اس واقعہ کو نبی ﷺ کی اتباع میں چپکے چپکے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی آجکل موجودہ عرس مقررہ راتوں میں کئے جاتے ہیں۔ اور وہاں جا کر اہل قبور کے واسطے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور خاص طور پر عورتوں کو مزارت پر جانے سے روکا جاتا ہے تو مستورات حضرت عائشہ صدیقہ کی اس سنت کو ادا کرتی ہوئیں مردوں کی نظروں سے پوشیدہ وہاں پہنچتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا

مسلم شریف $\frac{1}{313}$} حَتّٰی جَاءَ الْبَقِیْعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ ثَلَاثَ مَرَّاةٍ (حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آپ میرے گھر سے نکلے اور جنت البقیع کی طرف تشریف لائے تو آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور عرصہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں دست پاک تین دفعہ اٹھائے۔)

نبی ﷺ نے عرصہ تک جنت البقیع میں قیام فرمایا اسی سنت کو ادا کرنے کے لئے عرسوں

کے موقع پر قبور میں قیام کیا جاتا ہے اور آپ کی اس سنت کو ادا کرنے کے لئے وہاں ٹھہرا جاتا ہے۔ اور آپ بھی چونکہ مقررہ رات میں تشریف لائے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی بزرگ کی برکت والی مقررہ رات میں حاضری دیتے ہیں اور نبی ﷺ نے چونکہ تین دفعہ دعا فرمائی ہے اس سنت کو ادا کرنے کے ہے ہم بھی وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ استمداد کو حرام کہہ کر رشتہ داری توڑنے والوں تم جب بچے کا جنازہ پڑتے ہو تو الھم اجعلہ لنا فرطا کہ یا اللہ اس بچے کو قیامت میں ہمارے آگے بڑھانے والا یعنی دوزخ کی آڑ بن کر جنت میں لے جانے والا بنادے۔ اور اگر ہم نبی ﷺ کے یقین فرمان پر جیسا کہ مذکور ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۷۵ } انی فرط لکم کہ میں تمہارے پہلے تمہیں دوزخ سے روکنے کے لئے اور جنت میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہونگا پر ایمان لاویں اور آپ کو اپنا استمدادی سمجھیں تو تم ہم سے رشتہ داری توڑنے کا فتویٰ دے دو تو یہ امر تمہارے اللھم اجعلہ لنا فرطا کے اور اجعلہ لنا شافعا و مشفعا پڑھنے سے ہمیں آپ کا انی فرط لکم فرمانا ہمارے لئے زیادہ معاون ہے۔

الہدایہ والنہایہ ۴/۴۵ } کان النبی ﷺ یزورھم کل حول فاذا بلغ نقرۃ اشعب یقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ثم کان ابوبکر یفعل ذالک حول ثم عمر لم عثمان و کانت فاطمہ بنت رسول اللہ تاتیھم فتبکی عندھم تُدعوا لھم

نبی ﷺ ہر سال شہداء کی قبور پر زیارت کے واسطے تشریف لاتے جب قبرستان کے چھوٹے ٹکڑے کے کنارے پہنچتے تو فرماتے السلام علیکم بماصبرتم فنعم عقبی الدار پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال یہی کرتے رہے اور فاطمہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی بھی ان کی قبور پر تشریف لائیں تو ان ے پاس روئیں اور ان ے واسطے دعا فرمائی۔

اس حدیث شریف سے ہر سال اہل اللہ کا عرس منانا سنت رسول اللہ ﷺ ثابت ہو گیا اور صحابہ ثلاثہ کی سنت اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی سنت ثابت ہو گیا

بہشتی زیور ص ۳۵} کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا کسی سے مرادیں مانگنا یا یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا تو شرک ہے۔

کے تم سالانہ عرس کو بدعت کہو تو خدا تمہیں ہدایت دے۔

ا اگر نبی ﷺ کو مصیبت میں پکارنا دنیا میں شرک کہو گے تو قبر میں اور قیامت کو آپ درکار دیں گے اور امداد نہ فرمائیں گے۔ اور فرمائیں گے کہ دنیا میں تو نے مجھے چھوڑ دیا قبر میں اور حشر میں میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ وہاں میرے نفع کا تو قائل نہ تھا۔ لہٰذا اب میں تیرا ضامن نہیں ہوں۔ آپ کا ناواقف ہونا یہ بڑا نقصان ہے۔ آپ مسلمان عقیدتمندوں کی ہر صحیح مراد پوری فرماتے ہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ رکھے تو نجدی ہے۔ آپ کی رحمت سے محروم ہے اور بے نصیب ہے۔ اور نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق آپ کی ذات پاک پر ایمان لانا یہی اسلام ہے اور ایمان ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اول ص ۷ میں مذکور ہے۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُول اللّٰہ ﷺ لَایُوْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وولدہ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ اور نبی ﷺ سے روایت ہے بخاری شریف جلد اول ص ۶ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہارا کوئی بھی ہو وہ بے ایمان رہے گا۔ یہاں تک کہ میں اس کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی پانچ چیزوں پر بنا رکھی گئی ہے شَھَادَۃَ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ پہلے گواہی اس لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے پانچ بناء اسلام کے مقرر فرمائے ہیں۔ جن سے پہلی لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر لا الہ اللہ پڑھتا رہے تو وہ کبھی ناجی نہیں

ہوسکتا جب تک محمد رسول اللہ زبان سے اور تصدیق بالقلب نہ کرے۔ جس کے اسم شریف کا فائدہ اتنا ہے کہ بال بال سے کفر کو نکال دیتا ہے اور از سرتا پا ایمان سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور مقرب الٰہی بن جاتا ہے تو آپ کی ذات پاک کا درجہ بہت زیادہ ہے اور فائدہ حساب سے باہر ہے۔ بدقسمت ہے وہ شخص جو آپ کے نفع سے دور رہا۔ بخاری شریف جلد۲ ص ۹۱۱

عَنْ اَنَسِ بنِ مَالِکٍ اَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ متی السَّاعَۃِ یا رسول اللہ انس بن کا مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا نبی ﷺ کو تو عرض کیا کب ہے قیامت یارسول۔ فَقَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ کَثِیْر۔ تو آپ نے فرمایا اس کے لئے تو نے کیا تیار کیا ہے اس نے عرض کی میں نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں کیا۔ صَلٰوۃَ وَلاصوم ولاصدقۃ ولکی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من اجبت.

نہ نماز بہت ہے نہ روزہ اور نہ صدقہ اور لیکن میں محبت رکھتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی آپ نے فرمایا تو اس شخص کے ساتھ ہوگا قیامت میں جس سے تو نے محبت کی۔

معلوم ہوا کہ صوم وصلوٰۃ بغیر محبت اللہ اور اس کے رسول کے کوئی وقعت نہیں رکھتے کیونکہ ہمارے اعمال صالح پر صالح ہونے کا اتنا اعتماد نہیں ہے اور یقین نہیں ہے جتنا حضور اکرم ﷺ کی محبت پر اور شفاعت پر جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہو چکا ہے۔

ابوداؤد جلد نمبر۲ ص ۳۰۴

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ عَنِ لنبی ﷺ وَسَلم قال شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِن امتی انس بن مالکؓ سے روایت ہے نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا میری سفارش میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی اتنی بڑی سفارش کہ کبیرہ گناہ کرنے والے آپ کے نفع سے بخشے جائیں لیکن آپ (دیوبندیہ وہابیہ) کو آپ سے کوئی نفع نہ پہنچنا یہ تمہارے معاندانہ اور گستاخانہ روش کا نتیجہ ہے ابوداؤد کے مذکورہ بالا صفحہ میں نبی ﷺ سے مروی ہے۔ قَالَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ

مبشرات مولوی حسین علی وان بھچراں ص ۸} اِذَا الْبَتُ الْاَنْبِیَاءَ کُلُّھُمْ مِنْ آدَمِ اِلٰی نبینا ﷺ کُلُّھُمْ یُنَادُوْنَ بِاَعْلٰی نِدَاءٍ اَنَّ دَعَا غَیْرَ اللّٰہِ تعالٰی مُعْتَقِدَ اَنَّہ یَعْلَمُ وَیَسْمَعُ فَھُوَ کَافِرٌ

بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

آپ نے فرمایا محمد ﷺ کی سفارش کے ساتھ ایک قوم دوزخ سے نکلے گی۔

وَیُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِیِّیْن تو جنت میں وہ داخل ہوں گے اور جہنمیوں کے نام سے لوگ ان کو پکاریں گے۔

ے میرے دوست نے جرح کرتے ہوئے حدیث کا یہ مطلب بیان نہیں کیا کہ اگر اللہ چاہے پھر محمد ﷺ چاہیں تو یہ کہنا جائز ہے۔ مطلب تو صرف نبی ﷺ سے بغض ہے۔

ابن ماجہ ص ۱۵۴ صحابہ کرام کو یہودیوں نے طعنہ دیا کہ تم مشرک ہو کیونکہ تم کہتے ہو ماشاءاللہ وشاء محمد تو یہ بات نبی ﷺ کے پاس ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا۔

قولو ماشاء اللہ ثم شاء محمد یعنی تم کہہ لیا کرو جو اللہ چاہے پھر محمدؐ چاہے۔ یہ کہنا جائز ثابت ہوا۔

اِیہ لوگ نبی ﷺ کو تمام انبیاء کے علم ہونے کا انکار کرتے ہیں اور خود خواب میں تمام انبیاء کو دیکھنے کا دعوی کرتے ہیں۔ کیا (معاذ اللہ) حضور اکرم ﷺ کو مولوی حسین علی صاحب جتنا بھی علم نہیں ہے جو لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت مذکورہ بالا) میں نے تمام انبیاء کو دیکھا جتنے تھے آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی ﷺ تک تمام ہی بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ جس شخص نے پکارا اللہ کے سوا کو اعتقاد رکھنے والا کہ آپ جانتے ہیں اور سنتے ہیں تو وہ کافر ہے۔ اب مولوی حسین علی صاحب سے بندہ یہ سوال کرے تم جو یہ لکھ رہے ہو کہ میں نے تمام انبیاء کو دیکھا۔ کیا آپ کو پہلے تمام انبیاء کا علم تھا جو خواب میں آپ نے ان کو پہچان لیا یا آپ کو جبرائیل نازل ہوئے

جواہر القرآ ص ۱۸۴}:۔ اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پیر فقیر یا پیغمبر میرے حالات جانتے ہیں اور مافوق الاسباب میرے امور میں متصرف ہیں تو اس نذر کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔ اور دینے والا کافر ہے۔

تھے جنہوں نے آپ کو جتادیا۔ نبی کریم ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے اور ان کو تمام انبیاء کا علم بھی ہے کیونکہ آپ نے مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات تمام انبیاء کی امامت منظور فرمائی اور تمام انبیاء مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر حضور اکرم ﷺ کی متابعت سے سرفراز ہوئے۔ باوجود اس کے کہ حضور اکرم ﷺ کو معراج کی رات ماضل صاحبکم وما غویٰ کی دلیل سے عرش معلیٰ تک نسیان نہ ہوا اور راستہ نہ بھولیں۔ بلکہ بغیر جبرئیل کے بتائے کہ آپ لامکان تک عروج فرمائیں اور رب کریم سے ہمکلام ہوں اور ایک بات بھی نہ بھولیں عالم علوی کا اتنا مرتبہ اور اس میں آپ کو ذھول نہ ہوا اور تم کہو کہ محدود مسجد اقصیٰ میں محدود انبیاء کا علم نہیں اور خود اپنی اتنی بزرگی ثابت کرو کہ تمام انبیاء میرے حضور میں حاضر ہوئے۔ خدارا سوچو کہ انبیاء کے علم کی تنقیص اور اپنے علم کا اتنا بڑا ملے کیا تمہاری حنفیت آپ کو یہی سکھاتی ہے۔ مصدق لما معکم کے مصدق ثابت ہوئے تو جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم نہیں تو وہ شخص مصدق لما معکم آپ کی تصدیق کا بھی منکر ہے۔ فقط۔

پارہ $\frac{11}{12}$} سورۃ توبہ: وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان

جواہر القرآن ص ۱۴۹} آج کل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑتے ہیں۔

رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بتاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لئے موجب قربت ہے۔ ضرور ان و اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی قربت سے نذر باصطلاح الٰہی خرچ کرنا اور نبی ﷺ کی دعا کا ذریعہ بنانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور اکرم ﷺ کو میرے اس نذرانے کے خرچ کی اطلاع ہے اور آپ میرے لئے دعا فرمادینگے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی دعا کے ہم محتاج ہیں جو خرچ کرنے سے آپ دعا فرماتے ہیں۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ بھی قریب کرلیتے ہیں اور اپنی رحمت میں شامل فرمالیتے ہیں اور تمام گناہ بخش دیتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ آپ حضور اکرم ﷺ مافوق الاسباب باذن الٰہی ہمارے ہر کام میں متصرف فی الامور ہیں دعا سے یا اپنی کرم نوازی سے۔

۲۔ توبہ ۱۱/۱۳} خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

ترجمہ: آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ ان لوگوں کو (گناہ کے آثار سے) پاک وصاف کردینگے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ (ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں (اور ان کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو نذرانے لینے کی طرف رغبت دلا

رہے ہیں۔ جیسا کہ ابولبابہؓ کے نذرانہ قبول کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ جس سے انبیاء و اولیا کا نذرانہ قبول کرنا ثابت ہوگا۔ (۲) پھر اللہ تعالیٰ نے نذرانہ لینے کے بعد ان کو گناہ سے پاک کرنے کا ارشاد ہوا۔ اور وتطھرھم کے ارشاد سے متصرف فی الامور مافوق الاسباب بنادیا۔ اوران کے تزکیہ النفس کا بھی ارشاد فرمایا۔ یہ بھی متصرف فی الامور ہونے پر دال ہے۔

وصل علیھم کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ نذرانہ قبول کرکے اوران کو گناہوں سے پاک کرکے ان کے حق میں دعا فرمائیے۔ کیونکہ آپ کی دعا سے اسی تزکیہ پر مطمئن اور ثابت قدم رہیں گے۔ یہی معمول نبی کریم ﷺ کا رہا۔ اور اب تک یہی معمول اولیائے عظام کا ہے جب کوئی مرید ان کو نذرانہ پیش کرتا ہے تو وہ اسی آیت کے حکم سے نذرانہ قبول کرتے ہیں۔ اور پھر نظرولایت سے ان کا تزکیہ نفس فرماتے ہیں۔ بعدازاں اس کی ثابت قدمی پر اللہ سے ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ مریدین صحیح العقیدہ کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ باقی رہا نذر کا ماننا تو جن مالوں کا یا جن طعاموں کا نذرانہ قبول کرنا جائز ہے تو اگر کوئی انہی کو اسی طریقے سے نذر مان لے تو نذر کا ادا کرنا بھی ولیوفوا نذورھم کے قانون سے نذر کو پورا کرنا بھی جائز ہوگا۔ اور جو لوگ اس کے برخلاف آیہ کریمہ پیش کرتے ہیں وہ مطلب غلط بیان کرتے ہیں۔ سنیئے: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُھِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ: بیشک خدا نے حرام کیا ہے تم پر مردار کو اور خون جو جاری ہوا اور گوشت سور کا اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت لینے بتوں کے نام جو ذبح کریں پھر جو کوئی ناچار ہو اور محتاج ہو کھانے کو ان حرام چیزوں میں سے کسی کا کہ لذت کے لئے نہ کھائے اور نہ زیادہ کھائے بھوک سے تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔

اب تو دیوبندیہ اور وہابیہ نے متقدمین و متاخرین کے تراجم کو یا مطالب کو جو انہوں نے قرآن کریم کے کئے ہیں ان کو ٹھکرا کر اپنی رائے سے قرآن پاک کے ترجمے شروع کردیئے ہیں جیسا کہ ما اھل به لغیر اللہ کا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب نے چاروں ہی جگہ پر ان آیات کے ماتحت یہی مذکورہ بالا کیا ہے۔ حالانکہ فرقہ دیوبندیہ شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ کو معتبر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی غلام خاں صاحب جواہر القرآن نے صفحہ نمبر ۴۵ پر امام المترجمین تسلیم کیا ہے۔ شاہ صاحب کو اپنے مطلب کے واسطے امام المترجمین کہیں گے۔ لیکن جب ان کو کسی مسئلہ

میں اپنے خلاف پاتے ہیں تو فورا کہہ دیتے ہیں کہ ہم شاہ صاحب کے مقلد نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے واسطے کوئی حجت نہیں ہیں۔ مثلاً اسی مقام پر۔ چنانچہ ایسے ہی علامہ نووی شارح مسلم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے:

مسلم شریف {۱/۳۷۶} اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ والی حدیث کے ماتحت نووی نے فرمایا قولہ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ بغیر اللہ ای دفع الصوت عند ذبحہ بغیر ذکر اللہ

(یعنی اللہ کا فرمان وما اھل بہ کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے کے وقت آواز کو غیر اللہ کے ذکر سے بلند کیا۔

تمام محدثین اور مفسرین نے ساڑھے تیرہ سو سال تک یہی ترجمہ کیا ہے۔ جس کو اب تم بگاڑ رہے ہو۔

تفسیر کبیر {۲/۱۲۰} فَمَعْنٰی قَوْلُہٗ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَھُوَ قَوْلُ مُجَاھِدٍ وَالضَّحَّاکَ وَقَتَادَۃ مَا اُھِلَّ کے معنی جو بتوں کے واسطے ذبح کیا جائے مجاہد اور ضحاک وقتادہ نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

البدایہ والنہایہ {۹/۳۴۵} خذو التفسیر عن اربعۃ سعید بن جبیر و مجاھدو عکرمۃ وضحاک فوز الکبیر پر شاہ صاحب نے ضحاک کے ترجمہ کو معتبر کہا ہے۔ تقرب الی غیر اللہ کے واسطے ہمارا کوئی حنفی ذبح نہیں کرتا یہ محض بہتان ہے بلکہ جو پہلے بزرگ کا مقرب ہو وہی ایصال ثواب کی نیت سے ذبح کرتا ہے۔ اور ملاحظہ ہو التفسیرات الاحمدیہ ص ۲۹ مصنفہ ملا جیون جن کی کتاب علم اصول فقہ میں نور الانوار جو تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

وہ یوں رقمطراز ہیں: وَمِنْ ھٰھُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَۃَ الْمَنْذُوْرَۃَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ ذَمَا نِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ لِاَنَّہٗ لَمْ یُذْ کَرِاسْمُ غَیْرِ اللّٰہِ عَلَیْھَا وَقْتَ الذِّبْحِ وَاِنْ کَانُو اینذُرُوْ نَھَالَہٗ

ترجمہ: اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گائے جو نذر کی گئی اولیاء کے واسطے جیسا کہ وہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال طیب ہے۔ کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ اسی کے لئے نذر مانتے ہیں۔ یہ ہے فتویٰ ملا جیونؒ کا جو انہوں نے اسی آیت کے ماتحت بیان

فرمایا ہے اب شاہ رفیع الدین صاحب کا فتویٰ اسی کے متعلق جس کو دیو بند یہ خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں آپ بیان فرماتے ہیں۔

فتاویٰ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ص ۸ و نیز بعضے مردم جاوران جاندار مثل گاؤ گو سفند و مرغ وغیرہ بر مقابر بزگان بطریق نیاز ہے آرند و خدا ما مید ہند و قید ذبح مطلق نمیکتند بمثل نقود و شیرینی نیاز کردہ میروند خدا آں درگاہ مختار اند اگر خواہند ذبح کنند و اگر خواہند فروختہ دہند ایں قسم ہم قباحت ندارد۔ و درانیجا فائدہ چند نوشتہ میشود حق تعالیٰ نافع گرداند یکے آنکہ نذر و نیاز میکنند برائے موتے سہ قسم است یکے برائے عوام مومنین وآں محمود است زیرا کہ اعانت است آں مومنین را برائے حصول ثواب و دافع عذاب و داخل است در امراءِ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وتصدق برائے موتے اور حدیث جاہائے بسیار وارد شدہ است واز اں جملہ ساختین سعد بن عبادہ چاہ را و وقف کردن آں برائے ثواب مادر خود و گفتن آن ھذا لام سعد و دیگر در خبر است از تابعین کرام کَانَ السَّلْفُ يُحِبُّوْنَ الْاِطْعَامَ عَنِ الْمِيِّتِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وشواہد ایں بسیار است۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے نذر کا ادا کرنا اور انہی طرق سے جائز ثابت ہوا اور ہم احناف ایسے ہی خرچ کرتے ہیں اور نذر و نیاز دیتے ہیں۔ جن سے فائدے کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ نذر ادا تب ہی کی جاتی ہے جب پہلے ان سے فائدہ پہنچتا ہے اور جس نذر کو فقہا نے حرام لکھا ہے وہ بھی منذورین کے تقرب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم جو نذریں دیتے ہیں ہمیں منذورین سے پہلے تقرب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم جو نذریں دیتے ہیں ہمیں منذورین سے پہلے تقرب ہوتا ہے تب ان کو نذر دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت پیر پیران کا جس کو تقرب ہوتا ہے اور اعتقاد صحیح ہوتا ہے تب وہ گیارہویں دیتا ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔ باقی رہا وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ تو اس آیت کا ترجمہ اور مطلب ہم تیرہ سو سال کے آئمہ مجتہدین اہل سنت و جماعت سے پتہ کر لیں۔

(۱) بقرہ ۲/۲۱ } وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۲) مائدہ ۶/۱ } وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ. وآنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۳) انعام ۱۸/۸} فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْفِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ پس ہر آئینہ آں حرام است یا آنکہ فسق باشد کہ برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شد وقت ذبح او (شاہ ولی اللہ)

(۴) ۱۴/۵} وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ و آنچہ ذکر کردہ بنام غیر خدا بمذبح دے (شاہ ولی اللہ)

(۵) (موضح القرآن شاہ عبدالقادر صاحب ص ۲۶) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وہ جانور حرام ہے تم پر جو آواز اٹھاویں یعنی کہیں اس کو ذبح کرنے کے وقت نام سوائے اللہ کے۔

(۶) (موضح القرآن ص ۹۹ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور حرام ہے جو جانور کہ آواز کی گئی ہے۔ وقت ذبح کرنے اس کے واسطے سوائے خدا کے کہ او پر بتوں کے ذبح کرتے ہیں۔

(۷) (موضح القرآن ص ۱۲۶) اَوْفِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یا ذبح کیا گیا ہوا زروئے فسق کے کہ آواز کی گئی ہو وقت ذبح اس کے واسطے سوائے اللہ کے یعنی بتوں کے واسطے ذبح کیا گیا ہو۔

(۸) (موضح القرآن ص ۲۸۲ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت یعنی بتوں کے نام جو ذبح کریں۔

(۹) (جلالین ص ۱۹ مطبع دہلی) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ رائے ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهٖ تعالٰی وَالْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا يَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِهَتِهِمْ۔

(۱۰) (جلالین ص ۷۵) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهٖ)

(۱۱) (جلالین ص ۹۸) اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ رای ذُبِحَ عَلٰی اسْمِ غَيْرِهٖ

(۱۲) (بیضاوی ص ۱۲۳ مطبع دہلی) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ رای رُفِعُ الصَّوْتُ عِنْدَ ذِبْحِهٖ لِلصَّنَمِ۔

(۱۳) (بیضاوی جلد ۲ ص ۸۷) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ رای رُفِعُ الصَّوْتُ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى عِنْدَ ذِبْحِهٖ)

(۱۴) (بیضاوی جلد ۲ ص ۱۴۵) اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ رو اِنَّمَا سُمِّيَ مَاذُبِحَ عَلٰی اسما لَفَسمٍ فِسْقًا)

(۱۵) (خازن جلد اول ص ۱۱۹) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ (یعنی) وَمَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ)

(۱۶) (خازن جلد ۲ ص ۱۶۰) اَوْفِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (یعنی) وَمَا ذُبِحَ عَلٰی غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ)

(۱۷) (خازن جلد ۲ ص ۶) وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (یعنی) مَا ذُكِرَ عَلٰی ذبحه غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ

(۱۸) (معالم التنزیل اول ص ۱۱۹) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (ای ما ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَ الطَّوَاغِيْتِ)

(۱۹) (معالم التنزیل جزو ثانی ص۶) وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (اے) مَا ذُکِرَ عَلٰی ذبحه غیرِ اسمِ اللّٰهِ.

(۲۰) (معالم التنزیل جزو ثانی ص۱۶۰) اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلٰی غیرِ اسمِ اللّٰهِ.)

(۲۱) (ابن کثیر جزو اول ص۲۰۵) وَکَذَالِکَ حَرَّمَ عَلَیْهِمْ مَا اُهِلَّ به لِغَیْرِ اللّٰهِ (وهومَا ذبِحَ عَلٰی غَیرِ اِسْمِهٖ تَعالٰی مِنَ الْاَنْصَابِ وَالانْدَادِ وَالْاَزْلَامِ)

(۲۲) (ابن کثیر جلد۲ ص۸) وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (اے) مَا ذُبِحَ فَذُکِرَ عَلیهِ اِسْمُ غَیرِ اللّٰهِ فَهُوَ حَرامٌ

(۲۳) (ابن کثیر جلد۲ ص۵۸۹) وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (اے) ذُبِحَ عَلٰی غیرِ اِسْمِ اللّٰهِ.

(۲۴) (ابن جریر جلد۲ ص۴۸) وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ رفَاِنَّهٗ یعنی بِهٖ وَمَا ذُبِحَ للالهٖ ولاوثان یسمی علیه لغیر اسمه)

(۲۵) حَدثَنَا اَلحَسَنُ بْنُ یَحیٰی قَالَ اَخبَرنَا عَبْدُ الرزاقِ قَال اَخبرنَا مُعْمَر عَنْ قَتَادَۃَ فِیْ قَولِهٖ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ قَالَ مَاذُبِحَ لِغَیرِ اللّٰهِ مِمَّا لَمْ یُسَمَّ عَلَیْهِ

(۲۶) حَدثَنِی المثنّٰی قَالَ حَدثَنَا اَبُوحُرَیْقَه قَالَ حَدثَنَا مِیْثل عَنْ اِبنِ اَبِیْ نَجِیح عَنْ مُجَاهِدٍ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ مَا ذُبِحَ لِغَیرِ اللّٰهِ

(۲۷) حَدثَنَا القَاسِمُ قَالَ حَدثَنَا اُلحُسَیْنُ قَالَ حَدثَنِی قَالَ اِبنِ جُرَیحٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ قَولِهٖ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ قَالَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِلطَّوَاغِیتِ.

(۲۸) حَدّثنی المثنّٰی قَالَ حدثنا عبدالله ابن صالح قَالَ حدّثنی مُعَاوِیَۃُ عَنْ عَلیّ عن ابن عباس و ما اهل به لغیر اللهِ (یعنی مَا اُهِلَّ للطّواغیتِ کُلِّهَا یَعْنِیْ مَاذُبِحَ لِغَیرِ اللّٰهِ.

(۲۹) (ابن جریر جلد۱۴ ص۱۱۸) وَمَا ذُبِحَ لِلّٰهِ نصاب فَسَمّٰی عَلَیْهِ غَیرُ اللّٰهِ

(۳۰) (تفسیر نیشاپوری جلد۲ ص۱۰۲) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ مَعنَاهُ رُفِعَ بِهٖ الصَّوتُ لِلصَّنَمِ.

(۳۱) (تفسیر نسفی جلد اول ص۶۹) وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ (اے ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ)

(۳۲) (تفسیر نسفی جلد اول ص۲۰۹) وَمَا اُهِلَّ لِغَیرِ اللّٰهِ بِهٖ اے رفع الصَّوْتُ بِهٖ لِغَیرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسِمِ لِلّاتِ وَالعزی عند ذبحه)

(۳۳) (تفسیر نسفی جلد دوم ص۲۹) اُهِلَّ لِغَیرُ اللّٰهِ بِهٖ (اے رُفِعَ اَلصَّوتُ عَلٰی ذِبْحِهٖ بِاسْمِ غَیرِ اللّٰهِ وَسُمِیَ بالفِسْق)

تمام اہل سنت و جماعت کی حنفیہ تفاسیر نے لکھ دیا کہ وَمَا اُہِلَّ لِغَیرِ اللہِ کے معنی یہی ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے۔ لیکن تمہیں یقین نہ آیا کیونکہ اہلسنت والجماعت میں آپ دیوبندی وہابی داخل ہوتے تو آپ کا یہ عقیدہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق ہوتا نہ مخالف اگر اُہِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللہِ کو مطلق بناؤ گے تو آیۃ کے پہلے جملوں کو بھی مطلق مراد لینا پڑے گا۔ کیونکہ معطوف الیہ کا تمام حال ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ ایک کو مطلق مراد لیں اور دوسرے کو مقید۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ انما حَرَّمَ عَلَیکُمُ المَیتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحمَ الخِنزِیرِ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللہِ محرمات سے پہلی چیز میتہ ہے یعنی مردہ اس سے مطلق مردہ حرام نہیں۔ کیونکہ مسند امام احمد ضبل دار قطنی (۲۳۹) ابن ماجہ میں حدیث شریف مذکور ہے عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُحِلَّتْ لَنَا مَیتَانِ الحُوتُ وَالجَرادُ ہمارے واسطے دو مرے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور مکڑی۔ اُہِلَّ بِہٖ بِغَیرِ اللہِ کو مطلقاً حرام کرنے والو مکڑی اور مچھلی دونوں مردہ نبی ﷺ کی حدیث سے حلال ہیں۔ ہمارے واسطے دو مردے حلال کئے گے ہیں مچھلی اور مکڑی۔

اس آیۃ میں مردہ بھی مطلقاً حرام نہیں۔ لیکن آپ کا اطلاق مکڑی اور مچھلی کو حرام کر رہا ہے۔ حالانکہ تم دونوں کو حلال کہتے ہو۔ بلکہ دونوں کو کھاتے ہو۔ چاہئے تھا کہ آپ دونوں پر حرمت کا فتویٰ دیتے اور نہ کھاتے۔ دوسری حدیث مرفوع ہے ابن عمرؓ سے ابن کثیر جلد اول (۲۰۵) اَحَلَّنَا محسان ودمان السمک والجرادوا لکبد واطحال نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے واسطے دو مردے حلال ہیں اور دو خون حلال ہیں۔ تمیان مچھلی اور مکڑی اور دمان یعنی دو خون جگر اور طحال لہذا اس حدیث سے والدم کا اطلاق بھی مطلق نہ رہا۔ بلکہ دو خون حرمت سے نکل گئے حالانکہ ترجمہ صریحہ کے مطابق جگر اور تلی کو بھی حرام ہونا چاہیئے تھا اور لحم خنزیر کو اللہ تعالیٰ نے خاص کیا۔ حالانکہ صرف گوشت ہی حرام ہے۔ آپ کے ترجمہ کے مطاق محض گوشت خنزیر کو الہ تعالیٰ نے خاص کیا۔ حالانکہ صرف گوشت ہی حرام ہے۔ آپ کے ترجمہ کے مطابق محض گوشت خنزیر ہی حرام ہونا چاہیئے کیونکہ مقید ہے۔ قرآن کریم میں محض گوشت کی حرمت فرمائی گئی ہے۔ یعنی خنزیر کو لحم سے مقید کیا گیا ہے۔ تو باقی خنزیر کا چمڑہ آنتیں بال جگر تلی فوتے وغیرہ آپکو کھا لینے چاہئیں۔ حالانکہ آپ ان کو تناول نہیں فرماتے اور مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللہِ کو اگر آپ عام رکھیں تو اس سے آپ کو بہت چیزیں جو حلال ہیں وہ حرام کرنی پڑیں گی۔ مثلاً وَالَّذِینَ یُتَوَفَّونَ مِنکُم وَیَذَرُونَ اَزوَاجًا وَصِیَّۃً لِاَزوَاجِہِم مَتَاعًا اِلَی الحَولِ غَیرَ اِخرَاجٍ جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں اگر عورتوں کے بیٹھنے کا ارادہ ہو تو ایک سال تک آپ ان کو نکال نہیں سکتے تو وہ عورت

بیٹھنے والی ایک برس تک اپنے متوفی خاوند کے نام سے پکاری جاویگی جب اس عورت پر غیر اللہ کا نام ایک برس تک پکارا گیا تو ایسی عورت سے تمہارے عقیدے کے مطابق کسی دیوبندی وہابی کو نکاح نہ کرنا چاہئے بلکہ حرام ہی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام ہوگئی۔ حالانکہ آپ اس سے نکاح کر لیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جس کو چاہیں حلال بنا لیتے ہیں اور جس کو چاہیں حرام مطلق قرار دے دیتے ہیں۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔

تمام امت محمد ﷺ کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ذبح کے وقت اگر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے تو حرام ہے نہ جو تم نے سمجھ لیا ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے ذبح کی شرط نہیں یہ غلط ہے کیونکہ سیاق وسیاق کلام جاندار اور عند الذبح پر ہی دال ہے کیونکہ آیت کا ماقبل میة اور دم اور لحم خنزیر حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں اس واسطے مَاأُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ بھی حیوانات پر ہی منطبق ہوسکتا ہے اور حیوانات جب تک زندہ ہیں تب تک تو ان کا کھانا حرام ہی ہے۔ کیونکہ ان کو کاٹ کر تو کھا ہی نہیں سکتے ان کو بعد از ذبح (باسم اللہ تعالیٰ ہی تو اللہ نے کھانا حلال کیا ہے۔ قبل از ذبح کسی کا نام اس پر پکارنا اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اگر خدا کا نام اس پر قبل از ذبح موثر ہے تو بھلا بکرے کو کہہ دیا کہ خدا کے واسطے لیا ہے۔ پھر اس کی بغیر ذبح ٹانگ کاٹ کر کھالی۔ دم کھالی۔ حالانکہ پھر بھی کھانا حرام ہی ہے۔ جب تک خدا کا نام لے کر ذبح نہ کیا جاوے۔ اس کا کھانا حرام ہی رہے گا۔ پھر اگر زندہ پر غیر کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے۔ تو عقیقہ کا بکرا یا ولیمہ کا جانور بھی حرام ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جاتا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے تو ان پر بھی غیر کا نام پکارا گیا ہے جو آپ کے عقیدہ کے مطابق قصاب سے گوشت مول لے کر کھانا بھی حرام ہو جاوے گا۔ کیونکہ قصاب نے اللہ کے واسطے نہ خریدا ہے نہ اللہ کے واسطے دیتا ہے۔ بلکہ غیر اللہ کا نام لے کر یعنی فروخت کرنے کے واسطے خریدا۔ فروخت کرنے کے واسطے ذبح کیا بعد میں پیسوں ہی سے فروخت کیا۔ وہ تو آپ کے نزدیک مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ میں ٹھیک داخل ہوگیا۔ کیا پھر قصاب سے حرام لے کر کھائے ہو۔ خدارا سوچو قرآن کریم کو ایسے نہ بگاڑو جس سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور خدا کے حلال کردہ کو حرام کہہ کہہ کر اسلام میں رخنہ اندازی کر رہے ہو۔ اگر کوئی کہے یہ سنت ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ اگر مسنون سمجھ کر کھا لیا جاوے تو جائز ہو جاوے گا۔ عقل سے بات کرو نبی ﷺ نے تو ذبح کے وقت فرمایا۔ دیکھو مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۵۶ اخذ الكبش فاضجعه ثم ذبحه وقال بسم الله اللّٰهم تقبل من محمد وال محمد ومن امة محمد ثم ضحى به نبی ﷺ نے مینڈھے کو پکڑا تو

اس کو لٹایا پھر ذبح کیا۔ اس کو اس وقت فرمایا میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ تو قبول فرما محمد ﷺ سے اور محمد ﷺ کی آل سے اور محمد ﷺ کی امت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا اس کو۔ کیا نبی ﷺ نے معاذ اللہ شرک کیا اور معاذ اللہ صحابہ نے حرام کھایا۔ کچھ سوچ پھر بولو۔ اور اس عقیدہ سے توبہ کرو۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین نے جو قرآن کریم سمجھا ہے وہ صحیح ہے جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے۔

''وہابی'' ہم تو اولیاء و انبیاء کی نذریں دینا خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں۔ کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کے واسطے حرام ہے۔

''محمد عمر'' نذر کے معنی اصطلاحی

مجمع البحار جلد ۳ ص ۳۴۶} النذر اذا اوجبت علٰی نفسک شیئا تبرعا من عبادۃ او صدقۃ او غیر ذالک وتکرر انھی عنہ تاکید الاصرہ وتحذیرا اعن التھاون بہ بعد ایجابہ

قاموس جزو ثانی ۱۴۰} نذر اوجبہ

المنجد ۸۶۸} نذر. نذراً ونذوراً. اوجب علٰی نفسہ مالیس بواجب

مفردات راغب ۵۰۶} النذر. ان توجب علٰی نفسک بواجب لحدوث امر

نذر اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس پر کسی چیز کو واجب کرلے جو پہلے تجھ پر واجب نہیں کسی مشکل کام کے وقت خواہ عبادت یا صدقہ یا کچھ اور معلوم ہوا کہ نذر کو محض عبادت سے تعبیر کرنا اور اربعہ میں یہ تخصیص نہیں پائی جاتی محض اجتہاد ہے۔ دوسری جو یہ ہے کہ اگر نذر سے مراد محض عبادت ہی ہوتی تو اللہ تعالٰی نذورھم نہ فرماتے بلکہ نزوٗ۔ اللہ فرماتے۔ تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ اگر محض عبادت ہی مراد لی جائے تو نبی ﷺ کا فرمان عبادت سے روکتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے سنیئے۔

مسلم شریف جلد ۲ ص ۴۴} عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال لا تنذروا فان النذر لا یغنی من القدر شیا و انما یستخرج من البخیل

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نذر نہ مانو اس واسطے کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو ہٹا نہیں سکتی۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ بخیل سے مال کو نکلواتا ہے۔

نسائی شریف جلد۲ص ۱۴۵ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ النبی ﷺ نَھٰی عَنِ النَّذْرِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے نبی ﷺ سے کہ آپ نے نذر ماننے سے منع فرمایا۔

اگر نذر کے معنی عبادت ہوتے تو نبی ﷺ مطلقاً نذر سے نہ روکتے جیسا کہ ان حدیثوں میں آپ نے کسی نذر کی بھی اجازت نہیں فرمائی۔ خدا کے واسطے ہو یا غیر کے واسطے اور یہ فتویٰ دنیا کو خدا کے واسطے جائز ہے۔ اور غیر اللہ کے واسطے نہیں یہ سراسر حدیث شریف کے خلاف ہے البتہ اگر کوئی نذر مان لے جائز کام پر اللہ کے واسطے ہو یا دوسرے کے وسطے تو اس نذر کو پور کرنا قرآن و حدیث کے لحاظ سے واجب ہوگا۔ کیونکہ نذر مان کر اپنے پر بوجھ ڈالنا منع اور نذر مانی ہوئی کو پورا کرنا واجب ہے لہٰذا ادا کرنے کو عبادت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور اس کو ادا کرتے وقت ناذر یہ ضرور کہہ لیتا ہے کہ اس نذر کو خدا واسطے پوری کر رہا ہوں۔ کیونکہ نذر کو پورا کرنا اللہ ہی کا حکم ہے۔ انبیاء و اولیاء اگرچہ اہل قبور ہوں وہ مالک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر ناذر بلا معاوضہ خدا واسطے ان کی طرف سے اپنی نذر فقراء پر خرچ کر دے تو اس کا ثواب منذور لہ کو یعنی اولیاء و انبیاء کو خداوند کریم پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت سعدؓ نے عرض کی فَلَھَا اَجرٌ اِنْ تصدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ کہ یارسول اللہ ﷺ اگر میں اپنی ماں میتہ کی طرف سے صدقہ کر دوں تو اس کو کوئی ثواب ہوگا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، مسلم شریف جلد۲ص ۱۴۱ تو یہ کہنا منذور لہ چونکہ میت ہے اور میت مالک نہیں ہو سکتی یہ عقیدہ بھی نبی ﷺ نے حل فرمادیا جس میں سوال کی گنجائش نہیں اور نہ ہی معترض کے پاس اس کے برخلاف کوئی دلیل ادلہ اربعہ سے ہے۔ باقی رہا بحرالرائق کا منع کرنا تو اس میں خاص وجہ ہے جس کو علامہ خیرالدین رملیؒ نے ظاہر فرمادیا ہے۔ فتاویٰ خیریہ جلد اول ص ۸ میں موجود ہے کہ اس زمانہ میں مجاورین مالدار ناذر سے زبردستی نذر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ کئی دفعہ پولیس کو بلا کر سزا دلوائی گئی۔ کہ اس ناذر نے ہمارے شیخ کی فلاں نذر مانی تھی۔ اب اس کا کام پورا ہو چکا ہے اب یہ ہمیں نذر ادا کرتا نہیں۔ یا قاضی کے پاس مقدمہ نذر لے جاتے کچھ حصہ نذر کا خود کھاتے باقی حکام کو کھلایا جاتا۔ فقطھذا منہ منقول اب یہ نذر خدا واسطے نہ رہی بلکہ لاٹھی کے زور سے چارج کی گئی۔ ناذر کا لحاظ بھی نہ کیا گیا اور غربا مساکین کا حق بھی ضائع ہو گیا۔ اور نا اہل کھا گیا۔ اسی وجہ سے ناذرین

کی اس معصیت کو توڑنے کے واسطے شیخ زین الدینؒ نے بحرالرائق میں منع فرمایا ہے۔ جو ان کی عبارت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ ورنہ اگر یہ تحقی نہ ہوتی تو نذر کو پوری کرنا اور مجاوروں کو دینا منع نہ تھا اور نہ ہے۔ خدا واسطے ہو یا غیر اللہ ہو ہر صورت میں ادا کرنا تو غیروں کا ہی حق ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب عمران کی بیوی نے یہ نذر مانی کہ اللہ پہلا بچہ میں تیرے لئے نذر کروں گی تو جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام جو اس وقت کے امام الانبیاء تھے مریم علیہا اسلام کا ان کو کفیل بنایا۔ اور انبیاء و اولیاء کی نذر ماننا یہ ابتدا سے چلا آ رہا ہے۔ یہ نئی بدعت نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ نے اسے روکا نہ نبی ﷺ نے بلکہ اجازت فرمائی۔ جس کا ثبوت عنقریب آ رہا ہے۔ چنانچہ ایسی نذر آئمہ کرام سے بھی ثابت ہے۔ جس کو خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف جو متعصبین شوافع سے شمار کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تاریخ بغداد جلد اول ص ۱۲۳} وَعِنْدَ الْمُصَلّٰی الْمَوْسُومِ بِصَلٰوۃِ الْعِیْدِ کَانَ قَبْرَۃٌ یُعْرَفُ بِقَبْرِ النُّذُوْرِ دیُقَالَ اور عیدگاہ کے نزدیک ایک قبر ہے جو قبر نذور سے پہنچانی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اِنَّ الْمَدْفُوْنَ فِیْهِ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ علی ابن اَبِیْ طَالِب یَتَبَرَّکُ النَّاسُ بِزِیَارَتِهٖ اس میں حضرت علیؓ کی اولاد سے ایک آدمی مدفون ہے۔ لوگ اس کی زیارت کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں وَ یَصَدُّ ذُوْالْحَاجَۃ مِنْهُمْ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

اور حاجت والے ان کے در پے ہوتے ہیں۔ اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے۔

وَاِنَّمَا شُهِرَ بِقَبْرِ النُّذُوْرِ لِاَنَّهٗ مَایَکَادُ یُنْذِلَهٗ نَذْرٌ اِلَّا صَحَّ وَبَاغَ النَّاذِرُ مَایُرِیْدُ وَلَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِالْمَنْذُوْرِ انا اَحَدُ مَّنْ نَذَرَلَهٗ مُرَادَ اِلَّا اَخْطَیْهَا کَثِیْرۃُ نُذُوْراً عَلٰی اُمُحدِ متعذّرۃٍ فَلَغْتَهَا ولَزِمَنِی النُّذُرُ فرقَیْتُ بِهٖ

اور سوا اس کے نہیں قبر نذور سے مشہور ہے اس واسطے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کے واسطے نذر مانی گئی ہو جو صحیح نہ ہوئی اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو۔ اس کو نذر پوری ہی کرنی پڑتی ہے۔ اور میں نے بھی اس کے واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں مانیں کئی مشکل کاموں پر تو میں بھی مراد کو پہنچا۔ اور مجھے نذر دینی ہی پڑی تو میں نے نذر کو پورا کیا۔

ثابت ہوا کہ متقدمین بھی انبیاء و اولیاء کے واسطے نذریں مانتے تھے اور مقصد پورا ہونے پر ادا بھی کرتے تھے جو بغیر اللہ نہیں ہوسکتیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعض مصالح کی بنا پر ایک دو علماء

نے جبر وتشدد کو دیکھتے ہوئے بند فرمایا۔ جس سے نذر کا پورا کرنا حرام نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ انہی علماء نے نذر ماننے کے غلط طریقے کو برا سمجھا۔ کہ اگر ناذر میت منذور لہ کو بالذات متصرف فی الامور سمجھے تو کفر ہے معلوم ہوا کہ اگر اللہ کے اذن سے میت کو متصرف فی الامور سمجھے تو نذر جائز ہے اور آج کل کے مفتی ہیں کہ اگر کوئی شخص انبیاء و اولیاء کو باذن اللہ متصرف فی الامور سمجھے تو اس کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔ خبر نہیں انہوں نے یہ مسئلہ کہاں سے گھڑ لیا ہے۔ جو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ حالانکہ قرآن کریم بھی تصرف کو اللہ کے بندوں کے لئے ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ تصرف کا عام اختیار فرماتے ہیں اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا یعنی اگر تو چاہے تو تمام کو عذاب کردے اور اگر چاہے تو ان کو معاف کردے کیا اس آیت میں اللہ تعالیٰ رب العزت نے ذوالقرنین کو متصرف فی الامور مافوق الاسباب ہونے کا اختیار نہیں دیدیا۔ اور بعد از وصال کا اختیار تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے سَوَاءً مَّحْیَاهُمْ و مماتهم یعنی اللہ کے بندوں کی حیات اور ممات یکساں ہے۔ جتنا اختیار اور تصرف کی طاقت کسی اللہ کے بندے کو حیاتی میں ہوتی ہے بعد از وصال بھی بدستور رہتی ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی سے نوازا۔ یعنی نبی ﷺ کا دنیا میں وقت گزارنا اس سے روز بروز اب تک آپ کی ترقی ہو رہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین میں متصرف فی الامور مافوق الاسباب ہونے کی طاقت فرمائی اس سے قیامت تک اور قیامت کے بعد تک آپ کی قوت متصرفہ میں ہر روز افزوں ترقی ہے۔ اور اسی پر امت کا اجماع ہے سوائے چند وہابیہ اور دیوبندیہ کے جب زمانہ جبر و اکراہ کا گزر گیا تو فقہا نے نذور کی اجازت سابقہ اصول کے مطابق عالمگیرؒ کے زمانے میں فرمادی۔ کسی چیز کو کسی تھوڑے وقت کے لئے کسی چیز سے منع کردینا حرمت پر دلالت نہیں کرتا۔ جیسا کہ گوشت کو کسی مریض کے لئے منع کردیا جائے تو تندرستی کے بعد گوشت اس پر حرام نہیں ہوگا۔ ایسے ہی نذر کا دینا انبیاء و اولیاء کے واسطے اگر حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ حرام فرماتے یا نبی ﷺ اس نذر کو علی الاعلان منع فرمادیتے۔ اسی بنا پر ملا جیونؒ نے جو عالمگیرؒ کے استاد تھے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔

تفسیر احمدی ۲۹ } اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِیْ ذَمَاننا حَلَالٌ طَیِّبٌ (یعنی جو گائے اولیاء کی نذر کی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کو جیسا کہ یہ ہمارے زمانے میں رسم ہے

حلال پاک ہے کیا ملا جیونؒ جن کی کتابیں پڑھ کر تم فقیہہ ہونے کی سند لیتے ہو ان پر فتویٰ کفر لگاؤ گے کیونکہ انہوں نے اولیاء کی منذورہ اشیاء کو حلال پاک ہونے کا فتویٰ دیا۔ کیا ان کے زمانہ میں فقہا نہ تھے۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے والے موجود نہ تھے۔ جو ان پر فتویٰ کفر چسپاں کرتے یا آج تک کوئی ایسا عالم نہیں ہوا جس نے ان کا رد کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انبیاء و اولیاء کے خلاف ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دینا بہت آسان سمجھا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَهٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ

نذر کے متعلق فتویٰ خداوندی

(دہر ۲۹/۱) عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا. ترجمہ: ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں اللہ کے بندے چلاتے ہیں وہ اس کو صحیح چلانا پوری کرتے ہیں وہ منت کو اور وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس کی برائی پھیلنے والی ہے۔

اس آیت کریمہ میں يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ میں عموم ہے۔ شارع کے عموم کو آپ خاص نہیں کر سکتے۔ عِبَادُ اللّٰهِ کی شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ سے ان کو سراہا اور۔ اجر عظیم بخشا۔ اور جو لوگ نذروں کو خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں نہ وہ عباد اللہ میں شامل ہوئے۔ اور نہ ان کو آخرت میں چشموں کا پانی نصیب ہوگا۔ کیونکہ نہ انہوں نے نذر کو پورا کیا اور نہ وہ قیامت سے ڈرے۔

(حج ۱۷/۱۳) ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ترجمہ: پھر چاہیے کہ اپنی میل کو دور کریں اور چاہئے کہ اپنی نذروں کو پورا کریں اور چاہئے کہ وہ پرانے گھر کا طواف کریں۔

آیات مذکورہ بالا سے نذور کا پورا کرنا ثابت ہو چکا ہے اور نُذُوْرَهُمْ سے ان کی نذریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یعنی نذور کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف منسوب فرمایا۔ اگر محض اللہ ہی کے واسطے نذریں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ کی بجائے وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَ اللّٰهِ فرماتا تو جائز ہی تھا نُذُوْرَ عِبَادِهٖ کا تردد اللہ تعالیٰ نے نُذُوْرَهُمْ کی اضافت سے نکال دیا جس کے

آپ مخالف ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ارشاد خداوندی کو معاندانہ نظر سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اسی واسطے قرآن کریم کے خلاف نذور سم کی حرمت کا فتویٰ دے دیا۔

''وہابی'' اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ ماں سے زنا کرے گا۔ اگر میرا فلاں کام درست ہو جائے تو کیا یہ بھی نذر پوری کرنے کا حکم دو گے؟

''محمد عمر'' ماں کے زنا کا تحفہ کبھی آپ نے کسی چندہ میں بھی جمع کرایا ہو تو بزرگ کی نذر کا بھی سوال ہوسکتا ہے۔ ورنہ مطابق حدیث پاک جو آپ اپنی ذات کے واسطے پسند کریں۔ دوسرے کے واسطے بھی وہی پسند ہونی چاہئے''۔ لہٰذا نذر بھی آپ اسی چیز کی ادا کر سکتے ہیں جو بہ حیثیت مسلمان ہونے کے آپ کے واسطے حلال ہو۔ ماں کی حرمت جب بغیر نذر کے قرآن کریم میں مذکور ہے تو اس کی نذر بھی حرام ہوگی۔ جب کسی بزرگ کی روح کو حلال شے کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو اس کو للہ نذر کا ثواب بھی بخشا جا سکتا ہے اور خدا پہنچاتا ہے۔ اور ناذر غربا و مساکین کو نذور تقسیم کرنے سے پیشتر کسی سے کچھ کلام پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نذر فلاں بزرگ کے لئے مانی گئی تھی۔ اس کا ثواب اسی کی روح کو بخشا جائے۔ اور اگر کلام خود پڑھتا ہے تو بعد از کلام مجید پڑھنے کے کہتا ہے کہ یا اللہ اس کلام اور طعام کا ثواب تیری رضا اور تقرب کے واسطے اور تیرے حکم یُوفُوا نُذُورَکُمْ سے خائف ہو کر میں نے فلاں نبی علیہ السلام یا ولی کی روح کو بخسا۔ اور یا اللہ یہ ثواب تو اس کی روح کو پہنچا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناذر کی نیت بوقت نذر ماننے کے بھی اللہ کی رضا مقصود ہے۔ چنانچہ اس بزرگ منذور لہ کی دعا سے جب نافذ کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔ تو خدا اس پر راضی ہو جاتا ہے کیونکہ گنہگار پر اللہ کے بندے کی نگاہ کرم خدا کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ اور یہی مقصود ہے جس میں آپ ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ اور لغیر اللہ کا فتویٰ لگا کر حرام ثابت کرتے ہیں۔

نسائی شریف جلد۲ ص ۱۴۹} عمران بن حصین قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا کَانَ مِنْ نَذْرٍ فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ فَذَالِکَ لِلّٰہِ وَفِیْھَا الْوَفَاءُ وَمَا کَانَ مِنْ نَذْرٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ فَذَالِکَ لِلشَّیْطَانِ وَ لَا وَفَاءَ فِیْہِ وَیُکَفِّرُا لْیَمِیْنَ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ نذر کی دو قسمیں ہیں۔ پس جو نذر اللہ کی طاعت میں ہو تو یہ اللہ کے واسطے ہے۔ اور اس میں پورا کرنا ہے۔ اور جو نذر اللہ کی نافرمانی میں ہو یہ شیطان کے واسطے ہے۔ اس میں پورا کرنا نہیں ہے۔ اور (ناذر)

کفارہ ادا کرے گا جو قسم کفارہ دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۸ ص ۳۴۶)

قرآن کریم کے بعد دوسرا درجہ حدیث شریف کا ہے۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے نذر کو دو قسموں میں منحصر فرمایا۔ فِیْ طَاعَةِ اللهِ وَفِیْ مَعْصِيَةِ اللهِ پہلی قسم کو للہ ہونے کا فتویٰ دیا اور اس نذر کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری قسم کو للشیطان فرمایا اور اس نذر کی بجائے کفارہ قسم کا ارشاد فرمایا۔ احناف کا انبیاء عظام واولیاء کرام کے ارواح کو نذروں کا ثواب پہنچا کر نذر پوری کرنا محض للہ ہے۔ کیونکہ کسی کے حق کو نہ پورا کرنے کی سزا اللہ ہی نے قیامت کو دینی ہے اور یہ نذر بھی انبیاء علیہ السلام کو انبیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں اور اولیاء کرام کو اولیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں جائز سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت بھی اللہ کی طرف ہے۔ اسی واسطے جیسا کہ الہ واسطے والی چیز کو غربا اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچا کر غربا اور مساکین میں للہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ کی شریعت میں یہ نذر مطابق حدیث شریف للشیطان ہے یا للرحمان ہے اگر للرحمان ہے تو پورا کرنا جائز اور آپ کا فتویٰ غلط ثابت ہوا۔ اگر للشیطان ہے تو قائل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اولیاء الرحمٰن اور انبیاء الرحمٰن کو اس نے اولیاء الشیطان اور انبیاء الشیطان کہہ دیا۔ اور یہ کفر ہے۔ اور کافر کا فتویٰ شرعاً مستند نہیں۔ لہٰذا نذور کو حرام کہنے والے کا فتویٰ از روئے حدیث شریف مستند نہ ہوا۔

ترمذی شریف جلد اول ص ۱۸۶؛ ابوداود جلد ۲ ص ۱۱۲

مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۷} عن ابن عباس ان سعد بن عبادہ استفتی رسول اللہ ﷺ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی ﷺ سے فتویٰ دریافت کیا۔

فِیْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تقضِيَه نذر کے متعلق جو اس کی ماں پر لازم تھی اس کے پورا کرنے کے پہلے فوت ہو چکی تھی۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِقْضِهِ عنهَا تو نبی ﷺ نے فرمایا ماں کی طرف سے نذر کو پورا کر دے۔

جب اہل قبول کی مانی ہوئی نذر اس کی طرف سے تقسیم کی جاوے تو اس کے ذمہ سے نذر پوری ہو جاتی ہے تو کیا اس کے نذرانہ کو اس کی طرف سے تقسیم کیا جاوے۔ تو اس کا ثواب اس کو نہیں پہنچ سکتا فتدبر و لا تکن من المنکرین اب اس حدیث شریف کے رو سے آپ کو تین

مسئلوں سے ایک پر ایمان ضرور لانا پڑے گا۔ اگر تینوں پر ایمان لے آؤ پھر تو پکے ایماندار بن جاؤ۔

(۱) مطلقاً نذر شرعی کو میتہ کی طرف سے ادا کرنا ہے۔

(۲) آپ مختار کل ہیں جو علی العموم اجازت فرما رہے ہیں۔

(۳) آپ کو علم غیب ہے کہ یہ میتہ کی نذر صحیح رحمانی ہی ادا کرے گا اور میتہ نے صحیح نذر ہی مانی جس کا آپ کو علم یقینی تھا۔ اور اسی علم کے مطابق نبی ﷺ نے بلا تفریق اجازت فرما دی۔

تینوں صورتوں میں تم اپنے فتویٰ کے مطابق اسلام سے خارج ہو جاتے ہو۔ کیونکہ تینوں مسائل آپ کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور تمہارا تینوں مسئلوں سے انکار کرنا حدیث صحیحہ سے روگردانی کرنا ہے۔ اٰمِنُوْا تَفْلِحُوْا ۔ اب طاعۃ اللہ کا مقسم نذر نبی ﷺ سے دریافت فرماتے ہیں۔

ابوداؤد جلد۲ ص ۱۱۳؛ مشکوۃ شریف ص ۲۹۸} اَنَّ اِمْرَءَةَ النَّبِی ﷺ فَقَالَتْ یارَسُولَ اَوْفِیْ بِنَذْرِکِ قَالَتْ اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَذْبَحَ بِمَکَانِ کَذَا و کَذَامَکَانٍ یُذْبَحُ فِیْهِ اَهْلُ الجَاهِلِیَّةِ قَالَ لِصَنَمٍ قَالَتْ لَاقَالَ لِوَثَنٍ قَالَتْ لَاقَالَ اَوْفِیْ بِنَذْرِکِ

تحقیق ایک عورت (سودا) نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی نذر کو پوری کر لے عورت نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی۔ اور جاہلیت کا مذبح ہے۔ آپ نے فرمایا بت کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا وثن کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اپنی نذر کو پوری کر۔

فرق صنم ووثن

المصباح المنیر جلد اول ص ۵۳۴} ویُروی عن بن عباس وَیقَالَ الصَّنَمُ الـمُعجِلُ مِنَ الجَوْهِرِ امَدَ نِیَّةِ الَّتِی تَذُوبُ والوَثَنُ هُوَ المتخذُ مِنْ حَجَرٍ اَوْخَشب

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ صنم اس کو کہتے ہیں جو جواہر معدنیہ سے ڈھال کر بنایا جاتا ہے۔ اور وثن اس کو کہتے ہیں کہ پتھر اور لکڑی سے بنایا گیا ہو۔

ف: حدیث مذکورہ بالا میں نبی ﷺ نے پہلے نذر دف کی اجازت فرمائی۔ جو تین فوائد سے خالی نہیں۔

(۱) دف بجانے کا ثبوت ثابت ہوا (جس کے بجانے سے آپ کو شرک کو د پڑتا ہے۔ اگر دف بجانا شرعاً ناجائز ہوتا تو آپ بجانے کی اجازت نہ فرماتے)

(۲) نبی ﷺ کے مختار کل ہونے کا ثبوت۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کے واسطے نذر ماننا جائز ثابت ہوا۔ (کیونکہ نبی ﷺ نے مائی سودہ کو اپنے سامنے اپنے واسطے نذر مانی ہوئی کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ کیونکہ خدا واسطے تو دف بجانے کی نذر مانی ہی نہ گئی تھی۔ نبی ﷺ کے واسطے عورت نے نذر مانی اور نبی ﷺ نے اجازت فرمائی تو اس عورت نے نبی ﷺ کے سامنے ہی دف بجا کر نذر کو پورا کیا۔ ایسے ہی لوگ آج کل انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے واسطے نذریں مانتے ہیں اور بلا معاوضہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے واسطے اپنی منذورہ اشیاء کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ یا ان کے مقابر کے سامنے ان کی ارواح کو ثواب پہنچا کر غرباء و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ جو عین سنت کے مطابق ہے۔

اور حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں جو نبی ﷺ سے مذبحہ جاہلیت کے متعلق عرض کیا کہ اس میں نذر کے جانور کو ذبح کرنے کی اجازت فرمائی جائے تو نبی اکرم ﷺ نے دو موسومین کے علاوہ جواز کا فتویٰ فرمایا۔ اور دونوں قسموں کو بتوں کے ناموں کے باعث نذر سے روک دیا۔ جن کے واسطے نذر کا جانور ذبح کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نبی اللہ اور ولی اللہ کے واسطے بھی ممانعت ہوتی تو آپ بتوں کے علاوہ انبیاء و اولیاء کو بھی ممتاز فرما لیتے۔ لہٰذا اپنی رائے سے قرآن و حدیث کے مخالف انبیاء و اولیاء کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچانے کو حرام کہنا یہ مداخلت فی الدین ہے۔ اور اس گمراہی میں تمہارا ابتلا ہونا محض اس بنا پر ہے کہ تم نے انبیاء اللہ کو غیر اللہ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نساء ۶/۲۱ } اِنَّ الَّذِینَ یَکْفُرُوْنَ بِااللهِ وَرُسُلِه وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللهِ وَرُسُلِه وَیَقُوْلُوْنَ نُؤمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللهِ وَرُسُلِه وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَکَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کیساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان میں فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے

منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ثواب دینگے اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

ان آیات فرقانیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کو واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ کافر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان ایک غیریت کے رستے کا قائل ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے سزا سخت فرمائی اور تفریق نہ کرنے والوں کو ایماندار ہونے سے سراہا اور ان سے اجر اور بخشش کا وعدہ فرمایا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی بیعت کرنے والوں جن کو اپنی بیعت فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ فَاِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ بے شک جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی یا رسول اللہ ﷺ تو انہوں نے اللہ سے بیعت کی۔

نبی ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرمائی ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہَ

ایسے ہی اللہ نے اولیاء اللہ کے مخالف کو اعلان جنگ فرمایا اور اس کے سمع بصارت کو بھی اپنی طرف منسوب فرمایا۔

بخاری شریف جلد۲ ص ۹۶۳} عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اِنَّ اللہَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْئٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ

نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس کو اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ محبوب کسی مفروضہ چیز کے ساتھ میرے قریب نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے۔ نوافل کے ذریعہ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا

ہوں تو اس کے کان میں ہوتا ہوں جس سے وہ بندہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ میں ہوتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں میں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو اس کو ضرور عطا کرتا ہوں۔

اب فرمایئے نبی اللہ اور ولی اللہ کیا غیر اللہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہے وہ بھی اللہ کی عبادت میں شامل اور جو شخص ذکر اولیاء اللہ کرے مثلاً وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ وغیرہ کے تو یہ بھی طاعت اللہ اور عبادت الٰہی میں شامل ہوگا۔ کیونکہ اس کے بندوں کا ذکر بحکمہ اس کا ذکر ہے۔ اور اس کے بندوں کو نذر للہ ہوگی۔ کیونکہ نہ وہ من دون اللہ ہیں اور نہ ان کی مِنْدُوْنِ اللّٰہ۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۱۹ }ذِکْرُ الْاَنبیاء مَنَ الْعِبَادَۃ وَذِکْرُ الصَّالِحِیْنَ کَفَّارَۃٌ

انبیاء علیہم السلام ذکر عبادت سے ہے اور ذکر صالحین کفارہ گناہ ہے۔

''وہابی'' تم لوگ جو من دون اللہ کو پکارتے ہو اور ان کی نذریں مانتے ہو یعنی نبیوں ولیوں کی تو ایسے لوگوں کو اللہ نے خوب رگڑا ہے سنیئے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِہِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِہِمْ کٰفِرِیْنَ○

اور اس شخص سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے شخص کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دے گا اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ جن نبیوں اور ولیوں جنوں اور فرشتوں اور بتوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری پکار سے بے خبر ہیں اور وہ قیامت تک تمہارا جواب نہ دینگے قرآن کی رو سے تمہاری اس پکار وغیرہ کو اور ان کو حاجت روا سمجھ کر نذریں دینا یہ تمہاری گمراہی اور شرک کا مظہر ہے چنانچہ وہ تمہاری اس پکار وغیرہ کا قیامت کے دن انکار بھی کریں گے۔ یہ کتنی واضح دلیل ہے۔ جو تمہارے اس فعل مذمت کر رہی ہے۔

''محمد عمر'' بھائی تم نے قرآن کریم کی اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے آیت پاک کو خوب بدلنے کی کوشش کی اللہ کریم تمہیں قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کی توفیق عنایت فرمادے۔ زیادہ تحقیق کی طرف اگر نہ بھی جاتے تو کم از کم تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے وہی ملاحظہ فرمالیتے

تو شاید تمہارا فکر اس غلطی کے گڑھے میں نہ گرتا اور جو آیت کریمہ خداوند کریم نے بتوں کے لئے نازل فرمائی وہ تم مسلمانوں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں نہ کرتے ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی صاحب رقمطراز ہیں (اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک اس کا کہنا نہ کرے)۔

کیوں جناب اب فرمایئے مولوی اشرف علی صاحب نے تو من سے منشا الٰہی کے مطابق کفار کے بت اور ان کے معبود مراد لئے ہیں اور تم نے کیا مراد لیا اور ہم انبیاء اکرام اور اولیاء عظام کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ معبود ہو سکتے ہیں۔ تو یہ شان وہابیت ہی ہے کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو بتوں کے ساتھ مساوات کا حکم جاری کر کے ان پر بتوں والی ایت چسپاں کرتے ہیں اور اگر تم من کو عام سمجھو اور اس میں انبیاء اکرام اور اولیاء اللہ کو شامل کر لو تو اس کی صفت لَایَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ان کے لئے صحیح درست نہ ہوگی۔

(۱) کیونکہ دن میں کئی دفعہ نماز میں وَالصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہ کر تم بھی صلوۃ وسلام کے تحفے در بار رسالت مآب ﷺ میں اب بھی پیش کر رہے ہو اگر آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دیتے تو جیسا کہ تم پس و پیش تمام مواقعات خیر پر صلوۃ وسلام کو برا مناتے ہو نماز میں بھی ترک کر دو۔ تا کہ تمہارے عقیدہ کا تناقض رفع ہو جائے۔

(۲) اہل قبور کو تم بھی السلام علیکم جا کر کہتے ہو اگر وہ مَنْ لَّایَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ہیں تو تم بھی اس اپنے مقرر کردہ قانون کی زد میں گمراہ تر ہو کیونکہ تم بھی اہل قبور کے پکارنے میں شمولیت رکھتے ہو۔

(۳) اگر منشاء الٰہی بھی اس آیت کریمہ سے یہی تھا جو تم نے بیان کیا ہے تو رب العزۃ نے نبی کریم ﷺ کو اہل قبور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے پکارنے کا اور ان سے جواب طلب کرنے کا ارشاد کیوں فرمایا۔

زخرف ۶/۱۲۵ } وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ آپ دریافت فرمایئے جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے کیا تمہارے اس پیش کردہ قانون کے مطابق خداوند رب العزۃ نے مـــن دون اللہ کو پکارنے کا حکم فرمایا کہ شرک کا سبق دیا ہے اور ایسے لوگوں کو پکارنے کا ارشاد فرما دیا جو قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے بلکہ قیامت کو اس پکار کا انکار بھی کرینگے قرآن کریم

ہے اس کو کچھ سمجھ کر بیان کیا کر دیا مخالف پر فتویٰ شرک جڑنے کے لئے آیت تو تم نے پڑھ دی لیکن اس کا مطلب ایسا ظاہر کیا جو خداوند کریم پر بھی خود عائد ہو جاوے کچھ شرم کا مقام ہے۔

تو ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خداوند کے گھڑے ہوئے نہیں ہیں بلکہ صنعت کفار ہے اور وہی ان کو معبود سمجھتے ہیں اور وہی قیامت تک بھی اگر ان کو کفار پکارتے رہیں اور ان کی عبادت کرتے رہیں تو وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور انہی بتوں کو رب العزۃ قیامت کے دن قوۃ گویائی عنایت فرمادے گا تو وہ چونکہ جمادات غیر معقولہ ہیں تو وہ ان کفار کی عبادۃ سے اپنی بے خبری کا اظہار فرمادیں گے اور اگر اسی حکم میں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا قیامت کے دن اپنے متبعین سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ہمارے لئے ان کو اخروی امداد کو بیان فرمایا ہے سنیئے۔

زخرف ۲۵/۶} اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ قیامت کے دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے لفظ متقین میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ دونوں شامل ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ اپنے متبعین سے بے خبری اور بیزاری کا اظہار نہ فرماد ینگے بلکہ ان کی دوستی ان کے متبعین کے لئے کارگر ہوگی تو یقیناً یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمہاری پیش کردہ آیت سے من دون اللہ بت ہی مراد ہیں اور وہی بت ان کی عبادت کے منکر ہوں گے اور وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ فرمان الٰہی سے دونوں عابد اور معبود جہنم کا ایندھن ہونگے اور انبیا علیہ السلام اور اولیاء اللہ اور ان کے متبعین فریقین یعنی مطاعون ومطیعون اولٰئک عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ فرمان الٰہی سے جہنم کی آگ سے دور ہوں گے۔

''وہابی'' لفظ ''مَـــنْ'' ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بت غیر ذوی العقول ہیں لہٰذا ''مَنْ'' سے مراد تمہارے مقتداء ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ بت۔

''محمد عمر'' تمہارے اس سوال کا جواب علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ مَـــنْ جو ذوی العقول پر مستعمل ہے یہاں بتوں پر استعمال فرمایا ہے تو یہ اس واسطے مستعمل ہے کہ چونکہ کفار ان کو سمیع و بصیر سمجھتے ہیں تو ان کے عقیدے کے مطابق ان کی بات کو نقل فرما کر مَن استعمال فرمایا ہے۔

تفسیر نسفی ۲/۲۱۸ } وجِیئی بِمَنْ الَّذِیْ هُوَ لِاُولِی الْعِلْم لِزَعْمِهِمْ اور مَنْ جو ذوعلم کے واسطے مستعمل ہوتا ہے یہاں بتوں پر لایا گیا یہ کفار کے گمان کے مطابق ہے۔ اب ذرا تفاسیر اہل سنت و جماعت بھی ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے اس آیۃ کا مطلب کیا سمجھا ہے۔

(۱) تفسیر نسفی ۴/۱۰۶ } (وَكَانُوْ) اَیْ اَلْاَصْنَامُ یعنی بت۔

وَمَعْنَی الْاِسْتِفْهَامِ فِیْ مَنْ اَضَلُّ اِنْكَارُ اَنْ يَّكُوْنَ فِی الضَّلَالِ كُلُّهُمْ اَبْلَغُ ضَلَالًا مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ اور فرمان الٰہی مَنْ اَضَلُّ میں استفہام انکاری ہے یہ وہ تمام گمراہی میں ہیں ان کی گمراہی بتوں کی عبادت کی وجہ سے بہت واضح ہے انہیں گمراہی کے انکار کی گنجائش نہیں۔

ثابت ہوا کہ مفسرین احناف کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ میں مـــن دون اللہ سے بت مراد ہیں۔ نہ جیسا کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر اس آیت کو چسپاں کیا ہے کیونکہ تمہارے مطلب کی بنا پر آیت کے معانی ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ بت ہی اس آیت کا مصداق بن سکتے ہیں اور ملاحظہ ہو۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۴۲۵ } (وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْنَ) لِاَنَّهُمْ جَادَاتٌ صَنَمٌ لَاتُبْصِرُ وَلَا تَعْقِلُ اس واسطے کہ وہ جمادات ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

(۳) تفسیر جلالین ۴۲۱۳ } (ماالدعون) تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللهِ) ای الاَصْنَامَ (مَنْ لَا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمُ الْاَصْنَام.

(۴) تفسیر بیضاوی ۶۰ } (وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ) لِاَنَّهُمْ جَمَادَاتٌ

(۵) تفسیر خازن $\frac{6}{130}$ } (قُلْ اَرَئَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ الخ) اعْلَمْ اَنَّهٗ تعالیٰ بَیَّنَ فِیْمَا سَبَقَ اَنَّ الْقَوْلَ بِعِبَادَةِ الاَصْنَامِ قَوْلٌ بَاطِلٌ

(۶) تفسیر کبیر $\frac{7}{496}$ } (وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللهِ الخ) اعْلَمْ اَنَّهٗ تعالیٰ بَیَّنَ فِیْمَا سَبَقَ اَنَّ الْقَوْلَ بِعِبَادَةِ الاَصْنَامِ قَوْلٌ بَاطِلٌ

''وہابی'' مولوی صاحب دوسری جگہ بھی تو اسی مضمون کی آیت ہے سنیئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ اور وہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہاری دعا کو سنتے ہی نہیں اور اگر وہ سن بھی لیں تو قبول نہیں کرتے۔ اس آیتا سے معلوم ہوا کہ جن نبیوں ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ وہ تمہاری بات سنتے ہیں اگر سنتے بھی ہیں تو قبول نہیں کرتے پھر تمہیں ایسے لوگوں کو پکارنے کا فائدہ کیا تو سوائے شرک کے اور کچھ نہ ہوگا۔

''محمد عمر'' ذرا بنظر انصاف کلام باری تعالیٰ کو ملاحظہ فرمایئے رب العزة فرماتے ہیں کہ جس کو تم پکارتے ہو تو ایک گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اب غور طلب امر یہ ہے کہ واقعی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی قطمیر کے مالک نہیں یا رب العزة نے ان

کے ماتحت بھی کچھ کیا ہے۔ اللہ رب العزۃ نے تو اس آیت کریمہ سے کفار کو خطاب کر کے بتوں کی تذلیل فرمائی ہے کہ وہ بت ایسے من دون اللہ ہیں کہ ان کی ملکیت میں تو کھجور کا چھلکا بھی نہیں۔

تو اے وہابیو اگر تم اس کے مصداق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بناؤ گے تو ملائکہ بھی تو انہی میں شامل ہونگے حالانکہ اللہ رب العزۃ نے ملک الموت کو تمام ذی روح کی جانیں اس کے قبضہ میں دی ہیں اور اسرافیل علیہ السلام کے قبضہ میں ہر شے ذی روح ہو یا غیر رکھی ہے جب وہ قرناء پھونکیں گے تو ہر شی کو ھبا منثورا کر دینگے پھر ارشاد الٰہی فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کئی ملائکہ ایسے ہیں جن کے قبضہ میں امورات کی تدبیر رکھی ہے وہ دنیا کا نظام خداوند کی عطا کردہ تدبیر سے چلا رہے ہیں کئی ایسے ہیں جن کے متعلق ارشاد الٰہی ہے فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا وہ ہر کام کو تقسیم کر کے چلا رہے ہیں اب فرمائیے تمہارے نزدیک وہ بھی من دون اللہ ہیں حالانکہ ان پر مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ صادق نہیں آتا ایسے ہی رب العزۃ نے تمام مومنین جس کے اول مصداق نہیں آتا ایسے ہی رب العزۃ نے تمام مومنین جس کے اول مصداق انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر اولیاء اللہ بعد میں حقیقی امتی ہیں ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

جاثیہ $\frac{25}{2}$ } وَسَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے تابع کئے ہیں جو چیز آسمانوں میں سے اور جو چیز زمین میں ہے سب کی سب۔

اللہ رب العزۃ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شی زمین آسمان کی تابع فرما دی تو معاذ اللہ آپ و بڑا معبود سمجھنا چاہیئے تمہارا یہ کیسا برا استنباط ہے باوجودیکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اللہ تعالیٰ نے ہر شی بنادی لیکن پھر بھی آپ معبود اور اِلٰہ نہیں بن سکتے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مَا یَمْلِکُوْنَ فرما کر بتوں کو تذلیل کی ہے دنیا میں وہی ایسے ہیں جو

ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں اور اگر تم اپنی ہٹ دھرمی پر ہی قائم رہو تو بڑے بڑے بادشاہ برطانیہ اور امریکہ اور روس جو اتنی ملکیت اور قوۃ رکھتے ہیں پھر تمہیں تو اس استدلال کے مطابق اپنا معبود سمجھنا چاہیئے اور پھر کہہ دینا کہ فرمان خداوندی کے ماتحت وہابیوں کے خدا یہی ہیں کیونکہ اللہ ہونے کی علامت ان میں ملکیت موجود کیونکہ جھوٹے معبود قطمیر کے بھی مالک نہیں بلکہ تمہیں تو فرعون نمرود شداد وغیرہم کو بھی معبود اور اللہ ماننا پڑے گا۔ تو رب العزۃ نے پھر ان کو تباہ کیوں کیا اور قارون جواب بھی زمین میں دھنسا ہوا ہے اور اس کا خزانہ بھی اس کے ساتھ ہی ہے تو تمہیں اپنے مجوزہ اصول کی بنا پر الہ ماننا چاہیئے جس کی ملکیت رب العزۃ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

قصص ۲۰/۸} وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ اور دیا تھا اس کو ہم نے خزانوں سے اس قدر کہ اس کی کنجیاں البتہ بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوۃ والی کو۔

حالانکہ یہ اتنی ملکیت رکھتا ہے پھر بھی اس کے کفر کی وجہ سے اس کی ملکیت کو کالعدم سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔ اور میرے خیال میں اسی واسطے تم نے کبھی ان کو برا سمجھا بھی نہیں اور نہ کہا ثابت ہوتا ہے کہ تم ان کو اپنا الہ سمجھتے ہو اسی واسطے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہو اور انہیں مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ کا مصداق بنا کر بتوں کے ساتھ شامل کرتے ہو کچھ تو خدا کا خوف کرو اور کلام الٰہی کو بگاڑو مت۔

دوستو یہاں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں جن کی صفت رب العزۃ نے مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ فرمائی ہے اور انہی کی تذلیل اور ان کی الوہیت کو باطل ثابت کرنا مقصود الٰہی ہے جس کو تم ہیرا پھیری کر رہے ہو فافهم۔

''وہابی'' بھائی ہم تو اہل قبور کی بات کرتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا ولی وہ قطمیر کے مالک نہیں۔

"محمد عمر" اچھا تم زندہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو معبود تسلیم کر چکے ہو کیونکہ وہ قطمیر کے مالک ہیں پھر اہل قبور کے منکر ہو گئے ہو کیسی بھولی باتیں گھڑتے ہو یہاں کہیں حیات وممات کی تخصیص آتی ہے رب العزۃ نے تو وَالَّذِیْنَ کا صلہ عام رکھا ہے اس میں ممات کا مخصص کون ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ ومردہ کہنے والا مردہ ہے وہ زندہ ہیں جیسا کہ آگے انشاء اللہ مذکور ہے آیئے قبور کو ہی زیر بحث لاتا ہے تو ان کی ملکیت بھی ثابت کر دی جاتی ہے سنیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا مومنین انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء اللہ ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے ہمیشہ نہریں جاری رہیں گی۔ تو اللہ رب العزۃ نے جنتیوں کو ہمیشہ کے لئے جنت کا مالک بنا دیا جس کی وسعت ملاحظہ ہو۔

ال عمران 4/14} وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ اور جلدی کرو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کی فراخی تمام آسمان اور زمین ہیں جو متقیوں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

اہل اللہ کی ملکیت اخروی بھی اتنی ہی رب العزۃ نے بنا دی جتنی کہ دنیا میں تابع فرمائی تھی جو آیت سابقہ سے واضح ہو چکی تو ثابت ہوا کہ یہاں اہل اللہ مراد نہیں ہیں جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے بلکہ بت مراد ہیں جن کی نہ دنیا میں ملکیت نہ عقبیٰ میں بلکہ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

اب حنفی تفسیر ملاحظہ ہو:

(۱) تفسیر نسفی 3/258} وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ یعنی الْاَصْنَامَ الَّتِیْ

لَعْبُدُوْنَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی بت جن کی وہ کفار عبادۃ کرتے ہیں اللہ کے سوا۔(اِنْ تَدْعُوْهُمْ)ای الْاَصْنَامَ یعنی بتوں کو

اب تو مفسرین احناف بھی تمہارے برخلاف چلے اب تو ایمان لے آؤ کیا تمام مفسرین نے ایات کے معنی غلط سمجھے ہیں اور تم آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد قرآن کریم کو صحیح سمجھ بیٹھے ہو تفکر و تدبر اب باقی اہل سنت و جماعت کی تفسیر کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۲) تفسیر موضح القرآن ۲۵۶}(اِنْ تَدْعُوْهُمْ) یعنی دعا مانگو بتوں سے۔

(۳) تفسیر جلالین ۲۷۴}(وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ)تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِهٖ) اے غیرہ وَهُمُ الاَصْنَامُ

(۴) تفسیر بیضاوی $\frac{۳}{۱۱۴}$}(لَایَسْمَعُوْا دُعَاءَکُمْ)لِاَنَّهُمْ جَمَادٌ

(۵) تفسیر جامع البیان ۳۷۰}(لَایَسْمَعُوْا دُعَاءَکُمْ)فَاِنَّهُمْ جَمَادٌ

(۶) تفسیر خازن $\frac{۵}{۲۴۶}$}(وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی الْاَصْنَامَ (اِنْ تَدْعُوْهُمْ) یعنی الْاَصْنَام).

(۷) تفسیر معالم التنزیل $\frac{۵}{۲۴۶}$}(وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی الْاَصْنَامَ (اِنْ تَدْعُوْهُمْ) یعنی اِنْ تَدْعُوا الْاَصْنَام)

(۸) تفسیر ابن کثیر $\frac{۳}{۱۵۵}$}(وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) اے مِنَ الْاَصْنَامَ وَالْاَنْدَادِ الَّتِیْ هِیَ عَلٰی صُوْرَةِ مَنْ تَزْعُمُوْنَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ (اِنْ تَدْعُوْهُمْ) لِاَنَّهَا جَمَادٌ لَااَرْوَاحَ فِیْهَا

(۹) تفسیر کشاف {۳/۲۷۲} (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) اِنْ تَدْعُوْا الْاَوْثَانَ.

(۱۰) تفسیر ابن جریر {۲۲/۷۳} حدثنا بفر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادة. وقوله (یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ) بَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ذِکْرُهٗ لِلْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ

تِلْکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ

"وہابی" وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئاً وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ

اور جو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے حالانکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں مردے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں اور نہیں سمجھتے وہ کہ کب اٹھائے جاوینگے۔

کیا اس آیت میں مردوں کے پکارنے سے اللہ نے منع نہیں فرمایا وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کو پکارا جاوے کیونکہ وہ خود مخلوق ہیں اور مردہ ہیں تو مردہ کو پکارنا کب جائز ہے تو خدا سے ڈرو مردوں کو پکار پکار کر شرک نہ کرو۔

"محمد عمر" فقیر نے پہلے بھی عرض کر دیا تھا کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے تراجم کو تو تم نے کیا ہی دیکھنا ہے کم از کم اپنے کسی مولوی کا ترجمہ ہی ملاحظہ فرمالیا کریں دیکھئے مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئاً وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔

اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ اور ان کو خبر نہیں کہ مردے کب اٹھائے جائینگے۔

اِلٰهُکُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِد معبود تمہارا معبود اکیلا ہے۔ ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں اور کسی اور کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اس آیت کے ماتحت وہی مراد ہیں۔

آیئے ذرا ملاحظہ ہو کہ متقدمین مفسرینکا اس آیت کریمہ کے متعلق کیا خیال ہے۔

(۱) تفسیر نسفی ۲/۲۱۸ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) والاٰلِهَةَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْهُمُ الْکُفَّارُ اور معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۲) تفسیر خازن ۴/۷۰ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) یعنی الاصنام التی تَدْعُوْنَهَا اٰلِهَةً مِنْدُوْنِ اللہ اور وہ لوگ جن کو پکارتے ہو سوائے اللہ یعنی بتوں کو جن کو تم معبود پکارتے ہو اللہ کے سوائے۔

(۳) تفسیر معالم التنزیل ۴/۷۰ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) یعنی الاصنام .(لَایَخْلُقُوْنَ شَیْئاً وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ) ای الاصنام (ایانَ) مَتٰی (یُبْعَثُوْنَ) وَالقرآنُ یَدُلُّ اَنَّ الْاَصْنَامَ تُبْعَثُ وَتُجْعَلُ فِیْهَا الحَیٰوةُ

اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں (سوائے اللہ کے) یعنی بتوں کو (نہیں پیدا کر سکتے وہ کچھ حالانکہ وہ خود گھڑے ہوئے ہیں مردہ ہیں) یعنی بت زدہ نہیں اور نہیں سمجھتے وہ یعنی بت (کب) (اٹھائے جائینگے وہ) اور قرآن دلالت کرتا ہے کہ بت اٹھائے جائیں گے اور ان کو زندگی دی جاوے گی۔

(۴) تفسیر ابن کثیر ۲/۵۶۵ } وَاَنَّهٗ لا یَنْبَغِی العِبَادَةَ الا لهٖ دُوْنَ مَاسِوَاهُ من الْاَوْثَانِ التی لَاتَخْلُقُ شَیْئاً بَلْهُم یُخْلَقُوْن اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ سوائے اپنی ذات کے کسی معبود بت کی عبادۃ نہیں چاہتا جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود گھڑے گئے ہیں۔

(۵) تفسیر ابن جریر ۱۴/۵۹} حدثنا بشر حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادة قوله اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ وَھِیَ ھٰذِہِ الْاَوْثَانُ الَّتِیْ تُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللهِ اَمْوَاتٌ لَااَرْوَاحَ فِیْهَا

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے فرمان اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ کا مطلب کیا ہے اور وہ اموات یہی بت ہیں جن کی سوائے اللہ کے عبادت کیجاتی ہے مردہ ہیں ان میں روح نہیں ہے۔

(۶) تفسیر کبیر ۵/۴۴۲} فَھٰذِہِ الْاَصْنَامُ جَمَادَاتٌ مَحْضَةٌ وَلَیْسَ لَھَا فَھْمٌ وَلَاقُدْرَةٌ وَلَا اِخْتِیَارٌ اَلْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ مَنْ لَا یَخْلُقُ الْاَصْنَامُ وَاِنَّھَا جَمَادَاتٌ

پھر یہ بت جمادات محضہ ہیں اور ان کو سمجھ نہیں اور قدرۃ اور اختیار نہیں اللہ کے فرمان مَنْلا یَخْلُقُ سے مراد بت ہیں اور بے شک وہ جمادات ہیں۔

(۷) تفسیر جلالین ۱۶۵} (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) یَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللهِ) وَھُوَ الْاَصْنَامُ (لَایَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ) یُصَوَّرُوْنَ مِنَ الْحِجَارَةِ وَغَیْرِھَا. (وَمَایَشْعُرُوْنَ) اَیِ الْاَصْنَامُ

اور وہ لوگ جو عبادۃ کرتے ہیں تبوں کی وہ پیدا نہیں کر سکتے کچھ حالانکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں پتھر وغیرہ سے تصویر بنائے گئے ہیں۔ اور بت نہیں سمجھتے۔

(۸) تفسیر موضح القرآن مصنف شاہ عبدالقادر صاحب ۲۷۱} (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَایَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ) اور جن کو پوجتے ہیں۔ مکے کے لوگ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی چیز پیدا نہیں کی اور نہیں پیدا کر سکتے کیونکہ پیدا کریں جو وہ آپ پیدا کئے ہوئے ہیں یعنی بنائے ہوئے ہیں یہ بت۔

(۹) تفسیر کشاف ۳۲۵} (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ (اَمْوَاتٌ) جَمَادَاتٌ لَاحَیَاۃَ فِیْھَا

(۱۰) تفسیر جامع البیان ۲۲۶} (وَالَّذِیْنَ) ای وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ (یَدْعُوْنَ) اے یَعْبُدُوْنَھُمْ تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

خداوند کریم کفار کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے ان کو مردہ کہے اور ان کی کمزوری کا اظہار فرمادیں اور ان کی عبادت کرنے والوں کو ان کمزوریوں کی وجہ سے شرمسار فرمادیں اور تم وہابی یہی ایت انبیاء کرام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے مسلمانوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہو کفار تمہیں کیا استھزا کریں گے کہ جن کے انبیاؤں اور اولیاؤں کو خدا نے ایسا ذلیل کیا ہے اور اسلام میں معلوم ہوتا ہے کہ نبی اللہ ہونا اور ولی اللہ ہونا باعث ذلت ہے کچھ شرم کرو اور اس آیۃ کریمہ کو منشاء الہی کے مطابق سمجھو جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہے اور جیسا کہ متقدمین مفسرین اہل سنت و جماعت نے بیان کیا۔

اور اگر مفسرین کے خلاف وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ میں انبیاء کرامکو بھی شامل کرو گے تو پھر تمہاری تمام وہابیہ کی شمولیت بھی عیسائیوں میں بڑی آسانی سے ہو جائے گی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد قرآن کریم میں موجود ہے۔ اِنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ میں گھڑتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل جیسی پھر اس میں میں دم کروں گا۔ تو وہ اللہ کے اذن سے اڑنے والا ہو جائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام میں دونو صفات موجود صفت خلق بھی اور صفت حیاۃ بھی اور تم نے جو اس آیۃ سے استدلال لیا ہے کہ یہ دونوں صفات الوہیت کی دلیل ہیں اور کسی میں نہیں لہٰذا ان کو پکارنا شرک ہے تو عیسیٰ علیہ السلام تمہارے معیار الوہیت پر پورے اترے اس واسطے تم ان کو پکار الوہیت پکارا کرو

کیونکہ وہ تمہارے استدلال کی رو سے معبود ثابت ہو گئے چونکہ تم وہابی بھی عیسائی عقیدہ رکھتے ہو اسی واسطے علماء اسلام کو فسیسین اور اولیاء اللہ امت محمدیہ کو رُھبانُ کا مصداق بناتے ہو تمہارے مذہب کی اصلاح ہے کیونکہ نہ استعمال کرو مسلمانوں کو اس پر کوئی افسوس نہیں کیونکہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے کیونکہ نہ استعمال کرو مسلمانوں کو اس پر کوئی افسوس نہیں کیونکہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے نہیں اور تمہیں علماء و اولیاء اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔ سبحان اللہ قرآن دانی ہو تو ایسی ہو چودھویں صدی ہے مفسر قرآن بھی واقعی ایسے ہی ہونے چاہیں جو لوگوں کو قرآن سے شرک کا سبق دیں ہاں ایسے مفسر قرآن تو وہابیوں کو ہی مبارک ہوں اسلام میں ایسے مفسروں کی ضرورت نہیں مسلمان شرک سے خدا کے فضل سے مبرا ہے جیسا کہ احناف متقدمین نے تاہنوز قرآن کریم کو سمجھ کر عمل کیا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ رہے ہیں جو اور کسی کو نصیب نہیں۔ محض حسد کر کے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا کیا بگاڑو گے اور قرآن کریم کو سمجھو اور خدائی منشاء کے مطابق بیان کرو کہ اس ایۃ کریمہ میں بتوں کی تذلیل مراد ہے جن کو نہ طاقت خلق ہے اور نہ وہ زندہ ہیں اور وہ من دون اللہ بھی ہیں اور ان کو معبود سمجھنا یہ بھی من دون اللہ اور ان کی عبادت کرنا بھی من دون اللہ ہے من دون اللہ کو یہ طاقتیں نہیں ہو سکتیں یہ طاقتیں اگر عیسی علیہ السلام میں موجود ہیں تو وہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کی قوۃ احیاء تو وہ بھی من دون اللہ نہیں ہے بلکہ باذن اللہ ہے اور پھر رب العزۃ کے کلام میں تناقض لازم آیگا کہ ایک مقام پر انبیاء اللہ کو قوۃ حیات و قوۃ تخلیق عطا فرمائی اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف فرماویں کہ یہ علامات الوہیت کے ساتھ مختص ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اصول خداوندی میں تو من دون اللہ کو یہ طاقت نہیں اور نبی اللہ کو اس نے طاقت عطا فرمائی وہ من دون اللہ نہیں ہو سکتے اور نہ من دون اللہ کا مصداق بن سکتے ہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ تو یہ دونوں صفات بیک

وقت بتوں میں پائے جاسکتے ہیں کہ وہ مخلوق بھی ہیں اور اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ بھی ہیں اور اہل قبور بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو کیونکہ تمہارے نزدیک وہ مرکر مٹی ہو چکے ہیں اس واسطے هُمْ يُخْلَقُوْنَ کا وہ مصداق نہیں بن سکتے کیونکہ ان کا وجود تو تمہارے نزدیک ہے ہی نہیں فنا ہو چکے کسی وقت وہ مخلوق تھے بالفعل نہیں تو ان کو بالفعل هُمْ يُخْلَقُوْنَ کہنا تمہارے عقیدہ کے مطابق ناجائز ہوا اور نہ وہ اموات کا مصداق بن سکتے ہیں کہ مردہ اس جسم کو کہا جاتا ہے کہ جس کی ذات کو پہلے حیاۃ مستلزم تھی اور اب تمہارے نزدیک وہ مجسمہ قبر وَمَا فِيْهَا سوائے مٹی کے لاشیئ محض ہے آیت کا غلط مطلب بیان کرنے سے تمہاری جان شکنجے میں آگئی یا تو آیت کا مطلب صحیح بیان کرو جو صفات بتوں میں ہیں اور یہاں بت ہی مراد ہیں اور یا عیسی علیہ السلام کو اپنا معبود سمجھو اور اہل قبور واپنی قبور میں بجسد عنصری تسلیم کرو۔

تو ثابت ہوا کہ اس آیت سے رب العزۃ نے بت پرستوں کو شرمسار کر کے ذلیل کیا ہے اور اپنی توحید کا سبق سکھایا ہے اور اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بت نہ کچھ پیدا کر سکتے کیونکہ مــن دون الله ہیں اور مردہ بھی ہیں اور جیسا کہ بیک وقت تمہارے مقرر کردہ معبود بتوں میں یہ دونوں صفتیں بیک وقت مفقود ہیں رب العزۃ کی ذات میں بیک وقت دونوں صفات موجود تھیں اور ہیں بھی اور ہمیشہ رہے گی جن کو بھی زوال نہیں تو اے کفار الوہیت و پرستاران بت ایسے کمزوروں کو معبود بنانے والو باز آجاؤ او اس طاقت ور لایزال خالق کی صرف پرستش کرو اور اے فرقہ وہابیہ تمہیں خداوند ہدایت دے اور تم بھی تحریف قرآنی کر کے اسلامی بزرگوں کی توہین مت کرو اور ایسے لوگ جاہل تھے اور ہیں جو ایسا کریں۔

''وہابی'' تم بت پرستوں کو موت کے وقت پیر فقیر اور انبیاء بھولیں گے اس وقت خدا یاد آوے گا اور اس وقت پچھتاؤ گے کہ ہائے ہم نے خدا کو چھوڑ پیغمبروں کی کیوں

پوجا کی دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لوگوں کے اس وقت کا حال نقل فرمایا ہے۔

حَتّٰی اِذَا جَاءَ تْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ قَالُوْ ا اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ قَالُوْ اضَلُّوْ اعَنَّاوَشَھِدُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کَافِرِیْنَ

ترجمہ: یہاں تک کہ جب آ دینگے ان کے پاس ہمارے فرشتے جان نکال لیں گے ان کی کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہم سے وہ غائب ہیں اور اپنی جانوں پر وہ گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر ہی تھے۔

بعینہ وقت موت یہ تمہارا حال ہوگا باز آ جاؤ اور ان پیغمبروں کی پوجا چھوڑ دو۔

"محمد عمر" مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرمالیجئے تَدْعُوْنَ من دون اللہ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مولوی اشرف علی صاحب بھی بت مراد لیتے ہیں اور تم وہابی لوگ جو ہم پر بہتان لگاتے ہو کہ نبیوں ولیوں کی پرستش کرتے ہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رقم طراز ہیں گویند کجا است انچہ شما مے پرستید بجز خدا۔

سن لو اور یاد رکھوا ے فرقہ وہابیہ کہ ہم تمام احناف چھوٹے سے بڑے تک اور گنہگار سے اولیاء تک عورت سے مرد تک بچے سے بوڑھے تک خدا کے سوا غیروں کی پوجا کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں ہم نبی اللہ کو درجہ الوہیت نہیں دیتے ایسا کرنے والا مشرک ہے ولی اللہ کو بھی درجہ ولایت سے بڑھا کر درجہ الوہیت پر فائز نہیں سمجھتے ایسا کرنے والوں کو مشرک سمجھتے ہیں ایسے ہی جو لوگ انبیاء اللہ کی عطائی طاقت اور عطائی علم وغیرھما کا انکار کرے اور ان کے صفات کو عیوبات سے بدل کر بیان کرے تو ہم ان کو بھی اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور ایسے شخص کو والد مکرمہ کے درجہ پر دائمی محائز سمجھتے ہیں۔ خداوند کریم وحدہ لاشریک ہے وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور نہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے تمام انبیاء علیہم السلام بمع اپنی صفات کاملہ عطائیہ کے برحق ہیں اور بت من دون اللہ ہیں نبی اللہ اور

ولی اللہ کو بت کا مصداق بنانے والا خود بت اس کا استاد بت اس کے پچھلے اگلے بت جن کے ساتھ وہ جہنم کے گڑھے میں ضرور ڈالا جاوے گا۔ اب ایۃ مذکورہ بالا کے متعلق مفسرین کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) تفسیر موضح القرآن ۱۴۲} (اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ) کہاں ہیں وہ بت کہ دعا مانگتے تھے اور بندگی کرتے تھے تم ان کی سوائے اللہ کے ثابت ہوا کہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے معنی عبادۃ کئے ہیں اور مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ بت ہیں جو کسی کی بات سن نہیں سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سنتے ہیں اور وہ اس صفت سے مبرا ہیں جو تم نے سمجھا ہے۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۳۴} (اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ) تَعۡبُدُوۡنَهَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۲/۱۵۴} (اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ) اَیۡنَ الۡاٰلِهَةُ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡدُوۡنِ اللّٰہِ اور معنی ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۴) تفسیر بیضاوی ۲/۴۰} (قَالُوۡا اَیۡنَمَا کُنۡتُمۡ تَدۡعُوۡنَ) وَالۡمَعۡنٰی اَیۡنَ الۡاٰلِهَةُ الَّذِیۡنَ تَعۡدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اور معنی ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۵) شاہ ولی اللہ صاحب۔ گوئیند کجا است آنچہ شامے پرمقید بجز خدا}

ان تمام آیات سے اور اہل سنت و جماعت کی تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ تم جو معنی لیتے ہو کہ یہاں انبیاء اور اولیاء اللہ مراد ہیں یہ غلط ہے بلکہ جو لوگ اللہ کے سوا

اپنے معبود سمجھ کران کی عبادت اور پرستش کرتے رہے ہیں۔ان کے لئے یہ سختی اور دھمکی ملائکہ کی طرف سے ہوگی۔

جب ہم مِــــنْ دُوْنِ اللّٰہ نہیں بلکہ باذن اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو اپنا مددو معاون سمجھتے ہیں۔اور دنیا میں ہماری وہ امداد فرماتے ہیں تو انشاء اللہ العزیز بوقت مرگ بھی وہ اپنے متبعین کی امداد فرماوینگے کیونکہ ہم تو ان کے لئے درجہ الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ نبی اللہ کو درجہ نبوت سے نہیں بڑھاتے اور ولی اللہ کو درجہ ولایت سے زیادہ نہیں سمجھتے تو وہ بحسب استطاعت خود عطائی ہماری امداد انشاء اللہ فرمائیں گے اور بت چونکہ کوئی طاقت رکھتے ہی نہیں اور نہ ان کو خداوند کریم نے کوئی طاقت دی ہوئی ہے نہ دنیا میں نہ بعد میں تو وہ ان عابدین کی کیسے امداد کو پہنچ سکتے ہیں۔

پھر دوسری عرض یہ ہے کہ حساب گیر اور اَیْنَ اٰلِھَتُکُمْ کے سائل بھی تو ملائکہ ہیں یہ سوال بھی تو خدا کا نہیں اگر یہ باذن اللہ سائل ہیں تو انبیاء اللہ اپنے متبعین کے لئے باذن اللہ ممد ہیں خصوصاً ہمارے مصطفیٰ ﷺ ہمارے متبعین کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں دنیا میں بھی قبر میں بھی حشر میں بھی اگر کوئی اور عالم ان کے علاوہ ہو تب بھی ہمارے لئے آپ ہر حالت میں ہر وقت ہر مکان ہر زبان رحمۃ اللعالمین ہیں اور آپ کی عام رحمۃ ہمارے لئے اب بھی نجات دہندہ ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہر آن فی کل مکان ہر حالت ہماری منجی رہے گی۔تو آپ کی رحمۃ جو ہمارے مومنین کے لئے باذن اللہ ہے ہم متبعین وغلامان رسول اللہ ﷺ کو ملائکہ کی کیا قبرت ہے کہ ملائکہ یہ سوال کرسکیں اور کبھی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ ہم آپ کو اپنا معبود نہیں سمجھتے لیکن باذن الٰہی آپ کو رحمۃ للعالمین منجی ضرور سمجھتے ہیں اگر اسی کا نام معبودیت کا تصور رہے تو خداوند کو کہیئے کہ تو نے نبی ﷺ کو مومنین کے لئے روف ورحیم کیوں بنادیا جو وہ ہر وقت اپنے مومنین کو فائدہ دے رہے ہیں اور مومنین فائدہ حاصل کررہے ہیں اور ہمارے

روکنے سے رکتے نہیں۔ بھائی ہم تم یہ خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ بوقت موت ہماری زبان پر محمد رسول اللہ ﷺ کا جملہ جاری ہوا جس میں توحید و رسالت دونو کا اقرار ہے تو اس حالت میں اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہ کہنے والے فرشتوں کی کیا طاقت کہ وہ آسکیں اس وقت انشاء اللہ باذن الٰہی جنتی ملائکہ تشریف فرما ہوں گے۔ جو والمرسلات عرفا کی شان سے مرحبا اھلا و سھلا کہتا ہوا آرام سے ہماری روح کو نکالیگا اس کو علم ہے کہ یہ غلام مصطفٰی ﷺ ہے اگر اس غلام سے کچھ سختی کا برتاؤ کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں جھڑکیاں دیں کہ تو نے میرے غلام سے جو اپنی زبان سے میرا احترام کر رہا ہے تو نے ایسا سوال کیوں کیا یہ سوال تو جناب وہابی حضرات کے لئے یا تمہارے عیسائی بھائیوں کے لئے یا آریہ اور سکھوں کے لئے مختص ہے جو شان نبوت سے بے نصیب ہیں اور آپ کے ماننے والوں کو بت پرست بناتے ہیں اور نبی ﷺ کو معاذ اللہ مثل بت مالا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِی عَنْکَ شَیْئًا کے درجہ پر تصور رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو وہ بھی زمرہ مومنین میں کہلاتے ہیں۔

جناب یہ آیت کریمہ بت پرستوں کی آئندہ شرمساری کو ظاہر کر رہی ہے یا جو اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھے اس کو وقت موت یاد دلا رہی ہے کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل اور اس کے اولیاؤں کا دامن تھام لو تا کہ ایسے سختی کرنے والے ملائکہ بوقت موت تمہارے پاس نہ آئیں ورنہ اے بت پرستوں اے غیر خدا کو خدا سمجھنے والو جب تک تم ہر ایک کو اپنے اپنے مرتبہ پر پورا نہ سمجھو گے تو تمہارا انجام برا ہوگا اور اگر اے وہابی صاحب تم ہمیں رسالت و ولایت کے اقرار سے مشرک کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے تا کہ تم قرآن کو صحیح سمجھ سکو اور خداوند تمہیں بھی توفیق عنایت فرمادے کہ تم بھی کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کا دامن تھام لو جو تمہیں معبود حقیقی تک پہنچا دے تا کہ تمہاری آنکھ بھی ان کو دیکھ کر بینا ہو جاوے اور من دو ن اللہ کو من حیث الذات سمجھ جاوٗ۔

اگر تم نے اس آیت کے معنی صحیح نہ کئے تو تمہیں ایک اور مشکل کا سامنا پڑے گا اور وہ یہ کہ جو لوگ ملائکہ کو معاذ اللہ بنات اللہ کہتے ہیں وہ سچے ہیں کیونکہ ملائکہ ہی وقت مرگ سائل ہوں گے اور وہ لوگ تمام عمر ان کو پکارتے رہے ہوں گے تو ان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہونی چاہئے کیونکہ جب ان کو فرشتے سوال کریں گے اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے تو وہ بجائے ضَلُّوْا عَنَّا کے بآسانی کہد ینگے کہ ہم تمہیں ہی تمام عمر پکارتے رہے ہیں اب تم ہی حاضر ہو جن کو پکارتے رہے ہیں۔ تو ایسے مشرک لوگ بقول تمہارے ان کے عذاب و پرسش سے بچ جانے چاہیں حالانکہ وہ بھی نہ بچ سکیں گے۔ کیونکہ سوال محض پکارنے کا نہیں بلکہ توحید کا سوال ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا دوسرے کو معبود سمجھ کر پکارتے رہے ہیں ان سے پرسش ہوگی کیونکہ وہ دوزخی فرشتے باذن الٰہی خدا کی طرف سے وارد ہوں گے۔ اسی واسطے ان کا پہلا سوال محض وہ اپنے اللہ کی دلیل کو پیش کرنا ہوگا چونکہ تم نے خدا کی عبادت نہیں کی بلکہ غیر کی پوجا کرتے رہے ہو اس واسطے خدا نے ہمیں بھیجا ہے کہ وہ موحد جو محض توحید کا اعلان کرتے پھرتے ہیں اور عبادت الٰہی سے محروم ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی کچھ وقعت نہیں سمجھتے اور نہ ان کے نفع نقصان کے قائل ہیں تو کیا ایسے لوگ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ کے رو سے اس سوال کی سرزنش میں نہ ہوں گے؟ حالانکہ پھر ضَلُّوْا عَنَّا کا جواب بھی صحیح نہ ہوگا لیکنسوال ضرور ہوگا اور گرفت بھی ضرور ہوگی کیونکہ اس نے خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا تھا ہم مومنین احناف ان کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ انشاء اللہ ہمیں یہ سوال ہوگا بلکہ تم جو اپنی ھویٰ یعنی خواہش کو الہ سمجھ چکے ہو اور اپنی ھواہ سے ہی ہر مومن پر فتویٰ کفر و شرک جڑتے ہو تم سے یہی سوال ہوگا۔ اور تم اپنی بات لوگوں کو مناتے ہو ابھی توبہ کر لو اور اپنے نفسانی فتووں کو ترک کر دو ورنہ ہر وقت تمہیں اس سوال سے کوئی رہائی نہ ہوگی۔ فافهم و لاتحير.

"وہابی" اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ؀

بے شک جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری مثل بندے ہیں تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؟ اگر تم سچے ہو۔

اس آیت نے پیر پرستوں مشرکوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کہ جن کو تم پکارتے ہو تو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتے تو پھر ان کو پکارتے کیوں ہو اور ان سے مرادیں کیوں مانگتے ہو لہٰذا ثابت ہوا کہ اہل قبور کو پکارنے والے سب مشرک ہیں آؤ شرک سے باز آجاؤ اور نبیوں ولیوں کو پکارنا چھوڑ دو کیونکہ وہ بھی تو تمہاری مثل بندے ہی تو ہیں۔

"محمد عمر" بھائی قرآن کریم کے سیاق و سباق کو دیکھنا مابعد و ماقبل کے تعلق کا خیال رکھنا یہ ہر مومن پر فرض ہے اور جو ایسا نہ کرے تو وہ منحرف قرآن ہے اور قطع و برید کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

سنیئے یہ آیت کریمہ جو تم نے پڑھی ہے یہ رب العزۃ نے محض ہندوؤں کے رد میں اور ان کے معبودین بتوں کی تذلیل کے واسطے نازل فرمائی ہے۔ تم کانگرسی ملاں بھی چونکہ انہیں کے ایجنٹ ہو اس واسطے تم نے بجائے اس کے کہ اپنے رہنما کانگرسی ہندو پر چسپاں کرتے الٹا مسلمان کے انبیاء اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر دی سبحان اللہ تمہارے جیسے مسلمان موحدوں کی موجودگی میں کفار سے مخالفت کرنی اور ان کو قرآنی چور کہنا سخت گناہ سمجھتا ہوں۔ آیئے فقیر تم کو اس کا مطلب صحیح عرض کرتا ہے جو متقدمین اہلسنت و جماعت کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جس کو آج تک مسلمان مومنین غلامان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سمجھتے آئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار کئی اقسام سے منقسم تھے بعض اپنے اتاروں کو مورتی بنا

کران کی پرستش کرتے تھے ۲ بعض ملائکہ کو بنات اللہ سمجھ کر اپنے ذہن سے منگھڑت تصویر گڑھ کر سرنگوں ہو۔ ۳ بعض صالحین کے حجری مجسمے بنا کر ان کو اپنا معبود سمجھتے اور انبیاء کرام جب ان کو خداوند وحدہ لاشریک کی طرف مدعو فرماتے تو وہ ان کی بات تک نہ سنتے تو رب العزۃ نے ان آیۃ کریمہ سے ان کی حقیقت کو ان کے عقیدہ کے مطابق ظاہر فرماتے ہوئے اس کو شرمسار کیا اور فرمایا۔

اعراف ۹/۱۴} اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنَ

واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تھام سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلالو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔ (مولوی اشرف علی)

معلوم ہوا کہ یہ شان محض بتوں کی ہی ہے کیونکہ ان کے پاؤں گھڑے ہوتے ہیں لیکن چلنے کی طاقت نہیں رکھتے ہاتھ ہوتے ہیں لیکن ان کو پکڑنے کی طاقت نہیں ہوتی انکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کان ان کے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی آنکھوں میں قوت بنیائی نہیں کانوں میں قوت سامعہ نہیں ہاتھوں میں قوت بطش نہیں اور پاؤں میں قوۃ متحرکہ نہیں تو وہ معبودیت کی صلاحیت خاک رکھیں گے تو تم خدا کو جو معبود حقیقی ہے کیوں چھوڑتے ہو اور پھر رب

العزۃ نے ان کی انہی کمزوریوں کے باعث کفار کو چیلنج بھی دیا کہ اگر تم یہ تمہارے ان اوصاف کے مجسمے میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو ان کو کہو کہ وہ بلا مہلت مجھے نقصان پہنچائیں جب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور میں بگاڑ سکتا ہوں تو وہ کفار ایسے معبود حقیقی کو کیوں چھوڑتے ہیں یہ تو ہے اصل مطلب جو تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے بھی تم پر واضح کر دیا اگر اب بھی تم انبیاء و اولیاء اللہ پر چسپاں کرو تو تمہارا اعلاج پھر خدا ہی کرے اب دیگر تفاسیر اہل سنت کی طرف نظر اٹھائیں کہ کیا انہوں نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے یا تمہارا نو ایجاد مطلب سنیئے۔

(۱) تفسیر موضح القرآن} (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ) تحقیق جن بتوں کی کہ بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۵۰} (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَهُمْ (مِنْ دُوْنِ اللهِ) اى الْاَصْنَامَ جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۲/۱۷۹} (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللهِ) اَى تَعْبُدُوْنَهُم وَتُسَمُّوْنَهُمْ اٰلِهَة..

(۴) تفسیر نفسی ۲/۶۹} (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ) اى تَعْبُدُوْنَهُم وَتُسَمُّوْنَهُمْ اٰلِهَة (عِبَادٌ اَمْثَالُكُم) اى مَخْلُوْقُوْنَ مَحْلُوْكُوْنَ اَمْثَالُكُمْ (يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ) يَشْبَهُوْنَ النَّاظِرِيْنَ اِلَيْكَ لِاَنَّهُمْ صَوَّرُوْا اَصْنَامَهُمْ بِصُوْرَةِ مَنْ قَلَّبَ حَدْقَتَهٗ اِلَى الشَّىْءِ يَنْظُرُ اِلَيْهِ.

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا یعنی ان کی عبادت کرتے ہو اور ان کا نام معبود رکھتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں۔ یعنی گھڑے گئے ہیں تمہاری طرح مملوک ہیں دیکھتے ہیں وہ تمہاری طرف آپ کی طرف دیکھنے والوں کی مشابہ ہیں

کیونکہ وہ اپنے بتوں کی ایسی تصویر بناتے تھے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی شے کی طرف آنکھ پلٹ کر دیکھ رہا ہے۔

(۵) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۶۸ {إنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ} یعنی الاصنام۔

(۶) تفسیر ابن جریر ۹/۹۵ {إنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُم} یَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاءُ ہٗ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ مُوْنَجِهُمْ عَلٰی عِبَادَتِهِمْ مَالَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ مِنَ الاصْنَامِ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اَیُّهَا الْمُشْرِکُوْنَ آلِهَةً. مِنْ دُوْنِ اللهِ وَتَعْبُدُوْنَ شِرْکَامِنْکُمْ وَکُفْراً بِااللهِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ یَقُوْلُ هُمْ اَمْلَاکٌ لِرَبِّکُمْ کَمَا اَنْتُمْ لَهٗ مَمَالِیْکُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بتوں کی عبادۃ سے ان مشرکوں کو توبیخ کرنے والا انکی عبادۃ پر چونکہ نہ نقصان ہوتا ہے ان کو اور نہ نفع ہوتا ہے ان بتوں سے بے شک اے مشرکو جن کو تم اللہ کے سوا معبود پکارتے ہو اور جن کی تم عبادۃ کرتے ہو اللہ کے ساتھ شرک کر کے اور کفر کر کے وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی تمہارے رب کی ملکیت ہیں جیسا کہ ملکیت ہو اپنے رب کی۔

(۷) تفسیر خازن ۲/۲۶۸ {یعنی اَنَّ الْاَصْنَامَ الَّتِیْ یَعْبُدُ هٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکُوْنَ اِنَّمَا هِیَ مَمْلُوْکَةٌ لِلّٰهِ اَمْثَالُهُمْ

وَفِیْهِ سَوَالٌ وَهُمْ اَنَّهٗ وَصَفَهَا بِاَنَّهَاعِبَادٌمَعَ اَنَّهَا جَمَادٌ وَالْجَوَابُ اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ لَمَّا ادَّعُوْا اَنَّ الاَصْنَامَ تَضُرُّو تَنْفَعُ وَجَبَ اَنْ یَّعْتَقِدُوْا کَوْنَهَا عَاقِلَةً فَاهِمَةً فَوَرَدَتْ هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ عَلٰی وَفْقِ مُعْتَقِدِهِمْ تَبْکِیْتًا لَهُمْ وَتُوْبِیْخًا اِنَّمَا وَرَدَفِیْ مَعْرِضِ الْاِسْتِهْزَاءِ بِالْمُشْرِکِیْنَ (قُلِ ادْعُوْا شُرَکَائَکُمْ هٰذِهِ الْاَصْنَامُ الَّتِی تَعْبُدُوْنَهَا.

یعنی بے شک وہ بت جن کی یہ مشرک لوگ عبادۃ کرتے ہیں وہ اللہ کی ملک ہیں جیسا کہ یہ ان کی ملک ہیں۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو لفظ عباد سے تعبیر کیا حالانکہ وہ جماد ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب دعویٰ کیا کہ بت نقصان اور نفع دیتے ہیں واجب ہے کہ وہ اس امر کا بھی اعتقاد رکھیں کہ وہ عاقل بھی ہیں اور سمجھ دار بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ ان کے عقیدے کے مطابق استعمال فرمائے ان پر افسوس کرتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے اور کوئی بات نہیں محض مشرکین کو استھزا کے طور پر عِبَادُ اَمْثَالُکُمْ ارشاد فرمایا۔

ان تمام اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے ثابت وا کہ اس ایۃ کریمہ میں رب العزۃ نے کفار کے بتوں کی مذمت کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ میں نے تم کو سننے والا دیکھنے والا چلنے والا پکڑنے والا بنایا ہے اور جن کی تم پوجا کرتے ہو وہ تو ان کاموں سے بھی محروم ہیں۔ تم ایسے بے وقوف ہو کہ ایسے نادار بتوں کی پرستش کرر ہے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو خداوند کریم کفار کو ان کے بتوں کی تنقیح کر کے ان کی کمزوری پر ان کو مخول کرے اور تم انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ کی تنقیحات کر کے ان کو مخول کرتے ہو واقعی یہ کام پہلے کفار کا بھی تھا جیسا کہ رب العزۃ نے فرمایا ما یاتیھم مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کانُوْا بِہٖ یَسْتَھْذءُ وْنَ کوئی ایسا رسول نہیں آیا جن کو کفار نے مخول نہ کیا ہو اور تمھیں ان کے مالک کی خبر نہیں کہ جب وہ ان کا بدلہ لے گا تو تمہارا کیا حال ہوگا کفار کو تو اللہ نے چیلنج دیا کہ تمہارے معبود اگر کچھ ہمارا بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں اور تم مسلمانوں کو چیلنج دیتے ہو کہ تمہارے انبیاء اور اولیاء اگر سکتے ہیں تو بگاڑ لیں یاد رکھو ان کے مالک کمزور تھے اور معلن زبردست تھا وہ کچھ بگاڑ کچھ بگاڑ نہ سکے لیکن ان کا مالک زبردست ہے جو تمہارا بھی مالک ہے دیکھنا وہ تمہیں اپنے انبیاء علیہ السلام اور اولیائے

کرام کے مخول کا کیا عجیب بدلہ دیں گے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے فَاِمَّا نَذۡهَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ مُنۡتَقِمُوۡنَ کفار کی بت نہ سن سکتے تھے کیونکہ ان کی قوت لاشئی محض تھی اور یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنے متبعین کی سنتے ہیں۔ جن کی شان نبی کریم ﷺ کی حدیث قدسی سے ثابت ہے۔

بخاری شریف ۹۶۲/۲} فکنت سَمۡعَهُ الَّذِیۡ یَسۡمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیۡ یُبۡصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیۡ یَبۡطِشُ بِهَا وَرِجۡلَهُ الَّتِیۡ یَمۡشِیۡ بِهَا وَاِنۡ سَاَلَنِیۡ لَاُعۡطِیَنَّهٗ

نبی ﷺ نے فرمایا کہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ولی کے کان ہوتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور میں ولی کے پاؤں ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور سنیئے۔

بخاری شریف ۱۱۱۱/۲} اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا عِنۡدَ ظَنِّ عَبۡدِیۡ بِیۡ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔

کیوں جناب اب فرمائیے۔ اب تو رب العزۃ نے پوری لف ونشر غیر مرتب سے اپنے ولی کی ایسی شان بیان فرمائی کہ بتوں کے مقابلہ میں وہابی کا کنڈا توڑ کر رکھ دیا بلکہ دوسری حدیث شریف میں رب العزۃ نے بیان فرمادیا کہ میرا ولی نبی بتوں کی طرح نہیں مگر میرے بندے کے جو خیال میں آجائے میں ایسے ہی کر دیتا ہوں۔

وہابی ولی اللہ اور نبی اللہ کی آنکھ وغیرہ کو بت جیسے ٹھانے بیٹھا ہے فانھم الکان لک فھم

"وہابی" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو مردوں کو پکارتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسا

کہ ایک شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے تو پانی خود بخود اس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور یہ وتیرہ کفار کا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَاۗءِ لِیَبْلُغَ فَاہُ وَمَا ھُوَ بِبَالِغِہٖ وَمَا دُعَاۗءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ

اور جو لوگ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کو پکارتے ہیں وہ ان کو کچھ جواب نہیں دے سکتے مگر پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلانے والے کی طرح تا کہ اس کے منہ تک پہنچے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچے والا اور نہیں ہے کافروں کی دعا مگر گمراہی میں اب تم مردوں کو پکارتے ہو یہی حال تمہارا ہے۔

''محمد عمر'' اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی ایک صفت بیان فرمائی ہے کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کون ہیں فرمایا لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ اپنے پکارنے والوں کو کچھ جواب نہیں دے سکتے کیا انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کی شان بھی یہی ہے کہ وہ بھی اپنے بلانے والے کو کچھ جواب نہیں دیتے؟ اگر یہ واقعی سچ ہے جو تم نے سمجھا ہے تو تمہیں نبی پاک ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھنا چھوڑ دینا چاہئے قبرستان میں جا کر تو تم بھی اسلام علیکم کہہ دیتے ہو پھر تم بھی مشرک ٹھہرے کیونکہ اس آیۃ میں دور نزدیک کا تو سوال ہی نہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ التحیات میں کہتے ہو تم بھی مشرک ہو گئے کیونکہ اس میں تمہارے نزدیک ندا مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہے آیئے فقیر مومنین کو اہل قبور مومنین کا جواب دینا حدیث پاک سے ثابت کر دیتا ہے۔

کنز العمال ۷ {۱/۲۶} فَاَتٰی عُمَرُ وَمَنْ مَّعَہُ الْقَبْرَ فَقَالَ عُمَرُ یَا فُلَانُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ فَاَجَابَہُ الْفَتٰی مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ یَا عُمَرُ قَدْ اَعْطَانِیْھِمَا رَبِّیْ فِی الْجَنَّۃِ مَرَّتَیْنِ. پس تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جو شخص آپ کے ساتھ تھا ایک قبر کے پاس تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے فلاں اور جو

شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرے اس کے واسطے دو جنت ہیں پس جوان نے آپ کو جواب دیا قبر کے اندر سے اے عمر تحقیق میرے رب نے مجھے دوبار جنت عطا کئے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اس ایۃ کریمہ سے مراد اہل قبور نہیں ہیں کیونکہ جوان سے بات کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس سے بات کرتے ہیں اور اہل قبور کو پکارنا بھی ثابت ہو گیا اور سنیئے۔

طبقات سبکی 4/113 } وَكَانَ فِي زَمَانِنَا شَخصٌ يَكْرَهُ الغزالي يَذُمُّهُ يَستَعِيبُه فِي الدِّيَارِ المِصرِيَّةِ فَرَءَ النَّبِي ﷺ فِي المَنَامِ وَاَبَابَكرٍ وَعُمَرَ رضى الله ﷺ هٰذا يَتَكَلَّمُ فِيَّ وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ هَاتُوا السِّيَاطَ وَامَرَ بِهٖ فَضُرِبَ لِاَجَلِ الغَزَالِي وَقَامَ هٰذَا الرَّجُلُ مِنَ النَّومِ وَاثَرُ السِّيَاطِ عَلٰى ظَهرِهٖ وَلَم يَزَلْ وَكَانَ يَبكِي وَيَحْكِيهِ لِلنَّاسِ.

اور ہمارے زمانے میں ایک شخص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو برا سمجھتا تھا اور ان کی برائی کرتا اور شہروں میں ان کی عیب جوئی کرتا تو اس شخص نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ کے دونوں جانبین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور آپ کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ دربار مصطفیٰ ﷺ میں درخواست پیش کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص میرے متعلق باتیں بناتا رہتا ہے اور تحقیق نبی ﷺ نے فرمایا کوڑے مارنے والے کو بلاؤ (جب وہ حاضر ہوا تو) آپ نے حکم جاری فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں تو وہ شخص (عیب نکالنے والا) کوڑے مارا گیا امام غزالی کے سبب اور یہ آدمی نیند سے کھڑا ہوا اور کوڑے مارنے والے نے جو کوڑے مارے اس کے نشانات اس کی پشت پر موجود تھے اور وہ شخص ہمیشہ روتا رہتا اور لوگوں کو یہ واقعہ بیان کرتا رہتا۔

اور باقی رہا جو تم نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب اہل قبور ہوتے ہیں۔ تو ان کی طرف ہاتھ پھیلانا ایسا ہے۔ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاءِ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ جیسا کہ پانی والا اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے اور وہ پانی اس کو خود بخود پہنچنے والا نہیں تو تمہارا یہ استنباط بھی صحیح نہیں۔ انبیاء علیہ السلام سے تو ایک ہی مثال پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر تمام جانوں کے واسطے رحمت اب تم بتاؤ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت روضہ میں تشریف فرما ہیں آپ کی رحمت عالمین کو محیط ہے یا نہیں؟ بغیر آپ کی رحمت کے تو بفرمان الٰہی عالمین کا قیام ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ اس آیۃ کریمہ کو تم نے جو انبیاء علیہ اسلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کیا ہے یہ تمہارا چسپان کرنا غلط ہے۔ اب ذرا ولی اللہ جو قبر میں بھی ہے اس کی ایک مثال بھی پیش کرتا ہوں۔

طبقات سبکی {2/15} ۴۶۴ھ سمرقند میں قحط چھا گیا لوگوں نے بہت دعائیں کی اور نماز استسقا بھی پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی سمرقند کا قاضی بہت صالح تھا اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے۔ مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی اور تیرے ساتھ لوگ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکلیں اور اس کے پاس جا کر دعا مانگیں فَخَرَجَ الْقَاضِيْ وَالنَّاسَ مَعَهٗ وَسْتَسْقَى الْقَضِيُ بِالنَّاسِ وَبَكَى النَّاسُ عِنْدَ الْقَبْرِ وَتَشَفَّعُوْا بِصَاحِبِهٖ فَاَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى السَّمَاءَ بِمَاءٍ عَظِيْمٍ عَزِيْرٍ فَقَامَ النَّاسُ مِنْ اَجَلِهٖ بِخَرْتَنَكَ سَبْعَةَ اَيَّامٍ اَوْنَحْوَهَا لَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُ الْوُصُوْلِ اِلٰى سَمَرْقَنْدَ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ وَعَزَادَتِهٖ

تو نکلا قاضی اور لوگ بھی اس کے ساتھ قاضی نے دعا استسقیٰ پڑھی لوگوں کے ساتھ اور لوگ قبر کے پاس روئے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش

خداوند کے دربار میں پیش کی تو رب العزۃ نے آسمان سے خوب زور کی بارش برسائی تو لوگ کثرت بارش کی وجہ سے خرتنک میں سات دن بار نہ نکل سکے اور سمرقند شہر میں بارش کی وجہ سے نہ جا سکے اے وہابی دوستو خدارا کچھ سوچ کر ایت کو چسپان کیا کرو جو ایتیں بتوں کے حق میں نازل ہیں ان کو انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ پر چسپان مت کرو یہ خدا کی کتاب تمہاری تصنیف شدہ نہیں کہ جو تمہارا دل چاہے مطلب بنا اور تمہارے اس عقیدہ باطلہ کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی تردید فرمائی ہے۔

ال عمران 4/17} وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَنْ لَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور وہ شہدا مبارکیں طلب کرتے ہیں ان لوگوں سے جو انکے ساتھ ابھی ملے نہیں ان کے پیچھے ہیں اس بات کی کہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائینگے۔

سناؤ اب تو فیصلہ خداوندی ہو گیا کہ یہ پارٹی شہدا و اولیاء اللہ و انبیاء علیہم السلام کی ایسی نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے بلکہ دنیا سے ان کا تعلق رہتا ہے اور وہ طلب بشارت کرتے ہیں۔

کچھ خدا کا خوف کرو جب حیاۃ انبیاء علیہم السلام و شہداء و صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین بکلام الٰہی ثابت ہے اور ان سے فائدہ و استفادہ بھی ثابت ہے تو تم اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے آیئے اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے تمہاری تسلی کر دیں تاکہ اگر تم عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق رکھتے ہو تو بھلا ان کی تفسیر ہی سن کر شاہد تمہارا ایمان درست ہو جائے اور خداوند تمہارے عقیدہ کو درست کر دیں يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْراً وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْراً.

(ا) تفسیر خازن 4/10} (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِه) یعنی وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَهُمْ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهِىَ الْاَصْنَامُ الَّتِىْ يَعْبُدُوْنَهَا (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِه) کے معنی

جن کو تم خدا کے سوا معبود پکارتے ہو اور وہ بت ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ كَالعَطْشَانِ اِذَا بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي الْمَاءِ لَايَنْفَعُهُ ذَالِكَ لَمْ يَغْرِفْ بِهِمَا مِنَ الْمَاءِ وَلَا يَبْلُغُ الْمَاءَ فَاهُ مَادَام بَاسِطُ كَفَّيْهِ وَهٰذَا مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللهُ تَعَالىٰ لِلْكُفَّارِ وَدُعَائِهِمُ الْاَصنَامَ حِيْنَ لَايَنْفَعُهُمْ البتته ثم ختم هذا بقوله (وما دعاء الكافرين يعني اصنامهم)

اور فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال پیاسے کی جب اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے یہ پیاسے اس کو نفع نہیں دے سکتے جب تک کہ دونوں ہاتھوں سے پانی کے چلو نہ بھرے اور نہیں پہنچتا پانی کو اس کا منہ جب تک بھی وہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے رکھے اور یہ مثال اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے بیان فرمائی ہے اور ان کا بتوں کو پکارنا اور عبادت کرنا جب کسی وقت ان کو نفع نہیں دیتا۔ ہرگز پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے قول سے آیت کو ختم فرمایا (اور نہیں ہے کافروں کو پکارنا) یعنی ان کے بتوں کو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں اور کفار کے بارے میں ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے حق میں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

(۲) تفسیر معالم التنزیل $\frac{۴}{۱۰}$ } (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِه) يَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ مِنْ دُوْنِ اللهِ اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔

(۳) تفسیر نسفی $\frac{۲}{۱۱۸}$ } (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِهَةَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْهُمُ الْكُفَّارُ (وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ) اَنْ دَعْوُ الْاَصْنَامِ لَمْ تَسْتَطِعْ اِجَابَتَهُمْ۔ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور وہ معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۴) تفسیر ابن کثیر $\frac{۲}{۵۰۷}$ } (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِه الخ) مَثَلُ الَّذِيْنَ يَعْبُدُوْنَ اٰلِهَةً غَيْرَ اللهِ مثال ان لوگوں کی جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا معبود کی۔

(۵) تفسیر بیضاوی $\frac{۲}{۲۸۴}$ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْمُشْرِکُوْنَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ الْاَصْنَامَ اور مشرک لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور بلاتے ہیں۔

(۶) تفسیر جلالین ۱۵۳ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) یَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِہٖ) ائے غیرِہٖ وَھُمُ الْاَصْنَامُ اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۷) تفسیر جامع البیان ۲۱۱ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) اَلاصنام (مِنْ دُوْنِہٖ) مِنْ دُوْنِ اللہ تعالٰی اَوِالْمُرادُ مِنَ الَّذِیْنَ الْاَصْنَامُ اَیِ الْاَصْنَامُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَھُمْ مِنْ دُوْنِ اللہِ (لَایَسْتَجِیْبُوْنَ) ای الْاَصْنَامُ لَھُمْ لِعِبَادَتِہِمْ.

اور جن بتوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں الذین سے مراد بت ہیں یعنی وہ بت جن کو کفار اللہ کے سوا پکارتے تھے (وہ نہیں جواب دے سکتے) یعنی بت ان کو ان کی عبادت کا۔

(۸) تفسیر کشاف $\frac{۲}{۲۸۳}$ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ۔

(۹) تفسیر موضح القرآن ۲۵۲ } (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ) اور لوگ جو پکارتے ہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے بتوں کو جو انہیں خدا تعالیٰ کا شریک کہتے ہیں (لَایَسْتَجِیْبُوْنَ) وہ بت ان کا پکارنا اور بلانا نہیں مانتے۔ اکثر تفاسیر اہل سنت و جماعت سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں کے حق میں ہے نہ ولیوں نبیوں کے حق میں جیسا کہ تم نے اور تمہارے اکابرین نے سمجھا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.

"وہابی" اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ جن ولیوں نبیوں کو تم پکارتے ہو وہ اپنے نفسوں کی مدد نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ وہ تمہاری امداد کریں ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَایَسْمَعُوْا وَتَراھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ

وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ وہ اپنے ں کی مدد کر سکتے ہیں اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ وہ سنتے نہیں آپ ان کو ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ کہ وہ آپ کی طرف تکتے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

سنا یہی ہے تمہاری قبروں کا حال جن کو تم پکارتے ہو خدا کا خوف کرو قرآن کیا کہتا ہے۔

''محمد عمر'' رب العزۃ نے اس آیۃ کریمہ میں مِن دُوْنِ اللہ کی شرح فرمائی جیسا کہ ماقبل بھی تفاصیل گزر چکی ہیں۔ اب مِن دُوْنِ اللہ کی تین شقیں بیان فرمائیں۔

(۱) اپنی جانوں کی مدد کر کے وہ عذاب الٰہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے لہٰذا وہ تمہاری مدد کے قابل نہیں۔

(۲) وہ گمراہ ہیں ہدایت سے اتنی دور ہیں کہ اگر تم ہدایت کے لئے پکارو تو وہ تمہاری بات سنتے ہی نہیں۔

(۳) وہ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ بظاہر ان کی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کیونکہ دیکھنے والی آنکھیں اُن کی نہیں ہیں۔ بلکہ انسانوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اب اے وہابیو تم ذرا تنا غور فرماؤ کہ ان امور ثلاثہ کو انبیاء کرام اور اولیاء کرام پر چسپاں کرنا ایمان سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ آیت مومن پر چسپاں نہیں ہو سکتی جا انبیاء کرام و اولیائے عظام پر چسپاں کرو کیونکہ نمبر (۱) میں بتوں کی حالت یہ ہے کہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِیْنَ تم آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اس ایۃ سے ثابت ہوا کہ اس ایۃ مذکورہ میں معبودین کفار بت مراد ہیں جو جہنم کا ایندھن ہوں گے

دوزخ کی آگ سے خود نہ بچ سکیں گے دوسروں کو انہوں نے کیا ہی بچانا ہے جن کے لئے رب العزۃ نے بھی فتویٰ دیا ہے لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَا اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ یہ صفت بت کی ہے نہ کہ مومنین کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ مومنین کی شان دوسرے مقام پر کلام الٰہی میں مذکور ہے سنیئے۔

انبیاء ۱۷/۷} اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ بے شک وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ ہو چکا ہے یہی لوگ دوزخ سے دور کیے جاویں گے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ مومنین کے نزدیک بھی نہ ہو سکے گا جا وہ بتوں کے مصداق بن کر دوزخ میں داخل ہوں اور سنیں۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ تمام دوست قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے۔

معلوم ہوا کہ متقین انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنی جانوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچائیں گے اور ان کی دوستی ان کے متبعین کو بھی مفید ثابت ہو گی تو اس ایۃ کریمہ کے یہ لوگ مصداق نہ بنے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت کیا گیا معلوم ہوا کہ تم نے اس ایۃ کو غلط سمجھا ہے۔

ارے جن کی شان میں خداوند فرمادیں اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ تم ان کی بے ادبی ایسی کرو کہ بتوں کی ایات ان پر چسپاں کرو اور وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کو پس پشت ڈال کر یہ کہو کہ وہ نہ اپنی جانوں کو نہ کسی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں خدا سے ڈرو تم نے مرنا ہے کیا قبروں میں اپنے ساتھ توشہ انبیاء کرام و اولیاء کرام کی بے ادبی اور گستاخی ہی لے جاؤ گے ان سے مت بگاڑو ان سے بگڑ گئی تو خدا راضی نہ ہوگا۔ تو تمہارا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا سوچ لو یہاں تو دھڑا بندی بنا لو گے لیکن وہاں ان کا دھڑا ہی کام آئے گا۔ یہ تمہارا دھڑا کام نہ آئے گا فرمان الٰہی

لَایَسْتَطِیْعُوْنَ یہ بتوں کے متعلق ہے نہ انبیاء کرام اور اولیاء اکرام کے متعلق جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اب مفسرین اہل سنت و جماعت سے فتویٰ دریافت فرمائیے۔

(۱) تفسیر جلالین ۱۱۲ }(وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ)اَیِ الْاَصْنَامَ اِلَی الْهُدٰی لَایَسْمَعُوْا (وَتَرٰاهُمْ)اَیِ الْاَصْنَامَ اور اگر تم بتوں کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ نہیں سنتے (اور آپ ان کو دیکھتے ہیں) یعنی بتوں کو۔

(۲) جامع البیان ۱۵۰}(وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ)اَیِ الْاَصْنَامَ اور اگر تم بتوں کو پکارو۔

(۳) تفسیر خازن $\frac{۲}{۲۶۹}$} (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) هٰذِهِ الْاَصْنَامَ وَهِیَ لَیْسَتْ کَذَالِکَ فَلَاتَکُوْنُ مَعْبُوْدَةً ۔اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یہ بت ہیں اور وہ ایسے نہیں تو معبود نہ بن سکے۔

(۴) تفسیر معالم التنزیل $\frac{۲}{۲۶۹}$}(وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی الاَصْنَامَ (یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ) یعنی الاصْنَامَ۔

(۵) تفسیر ابن کثیر $\frac{۲}{۲۷۶}$} (وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ)اِلَی الْهُدٰی لَایَتَّبِعُوْکُمْ یعنی اَنَّ هٰذِهِ الْاَصْنَامَ لَاتَسْمَعُ عُعَاءَ مَنْ دُعَاهَا یعنی یہ بت جو شخص ان کو پکارے وہ اس کی پکار کو سنتے نہیں۔

(۶) موضح القرآن ۱۶۳۔شاہ عبدالقادر صاحب} اور جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے نہیں طاقت رکھتے وہ یاری کرنے تمہارے کی اور نہ ذاتوں اپنی کی یاری کرتے ہیں۔

(۷) موضح القرآن } کم از کم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ کرلو شاید سمجھ آجائے۔اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

اور دوست پہلی آیت تو تم نے اس کو چھوڑ ہی دیا تا کہ پول نہ نکلے سنئے

اعراف 9/24} اِنَّ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآئَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنَ

بے شک جن مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل مملوک خدا ہیں پس دعا مانگو تم ان سے تا کہ وہ تمہاری دعا قبول کریں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں؟ جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں؟ جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں؟ جن سے وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں؟ جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاؤ اپنے شرکا کو پھر وہ مجھ سے مکر کر لیں تو وہ میرا انتظار نہ کریں (جو کرنا ہے کر لیں)

یہ ہے جناب بتوں کا حال جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنے کے لئے ایک ایک بات میں ان کو ذلیل کیا ہے۔ اب اس کا ترجمہ پہلے اپنے اکابرین سے سنئے۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

(۲) تفسیر موضح القرآن} تحقیق جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے۔

(۳) شاہ ولی اللہ صاحب} ہر ائینہ کسانیکہ عبادت میکنند ایشاں را بجز خدا معلوم ہوا ہے کہ اس ایۃ میں ہے تَدْعُوْنَ سے مراد تَعْبُدُوْنَ ہے جو کوئی اہل سنت و جماعت کسی نبی اللہ و یا ولی اللہ کی عبادت نہیں کرتا یہ تمہارا بہتان ہے۔

اب مفسرین اہل سنت کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۴) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَهُمْ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) ای الاَصْنَامَ جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی۔

(۵) تفسیر خازن ۲/۲۶۸ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) یعنی اَنَّ الاَصْنَامَ الَّتِیْ یَعْبُدُھَا ھٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکُوْنَ مَمْلُوْکَۃٌ لِلّٰہِ اَمْثَالُھُمْ یعنی بت جن کی وہ مشرکین عبادت کرتے ہیں وہ ان کی طرح اللہ کی مملوک ہیں۔

وَفِیْہِ سُوَالٌ وَھُوَ اَنَّہٗ وَصَفَھَا بِاَنَّھَا عِبَادٌ مَعَ اَنَّھَا جَمَادَاتٌ وَالْجَوَابُ اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ لَمَّا ادَّعَوْا اَنَّ الاَصْنَامَ تَضُرُّ وَتَنْفَعُ وَجَبَ ان یَّعْتَقِدُوْا کَوْنَھَا عَاقِلَۃً فَاھِمَۃً فَوَرَدَتْ ھٰذِہِ الاَلْفَاظُ عَلٰی وَفْقِ مُعْتَقِدِھِمْ تَبْکِیْتًا لَھُمْ وَتَوْبِیْخًا اِنَّما وَرَدَفِیْ مَعْرِضِ الاِسْتِھْزَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی وصف بندوں سے فرمائی (یعنی بندوں کی مثال فرمائی) بایں طور کہ وہ بندے نہیں باوجود یکہ وہ جمادات ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب یہ دعویٰ کیا کہ بت نقصان بھی کرسکتے ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں واجب ہوا کہ اعتقاد رکھیں ان کے عاقلہ فاہمہ ہونے کا بھی تو یہ الفاظ ان کے عقیدے کے موافق ان کو رولانے اور جھڑکنے کے لئے وارد ہوئے اور کوئی بات نہیں یہ بیان عباد امثالکم کا محض مشرکین کو مخول کرنے کے لئے وارد ہوا ہے (حقیقت الامر وہ بت ایسے نہیں تو ثابت ہوا کہ تم بھی انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو مخول کرتے ہوئے اس آیت کو ان پر چسپاں کرتے ہو اللہ تبارک وتعالیٰ بتوں اور ان کے پرستاروں کو ایسی آیات نازل فرما کر مخول کرے اور تم بتوں اور کفار کا بدلہ لینے کے لئے وہی آیتیں مومنین اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کر کے مخول کرتے ہو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو کچھ شرم کرو۔

(٦) تفسیر نیشاپوری ٩/٩٥ {اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) فَسُئِلَ کَیْفَ یَحْسُنُ وَصْفُ الْجَمادَاتِ بِاَنَّمَا عِبَادٌ وَاُجِیْبَ بَعْدُ تَسْلِیْمِ اِخْتِصَاصِ الْعِبَادِ بِالْعُقَلَاءِ بِاَنَّ ذَالِکَ وَرَدَعَلٰی مُعْتَقِدِ هِمْ اَنَّهَا عُقَلَاءٌ وَفِیْهِ اَیْضًا نَوْعٌ مِنَ الاستهزاء

(بے شک جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں و پس سوال کیا گیا کہ جمادات کی وصف عباد کے ساتھ کیسے اچھی لگتی ہے اور جواب دیا گیا کہ عباد کی خصوصیت ان کے عقلاء کے تسلیم کرنے کے بعد اس لئے بیان ہوا کہ ان کے اعتقاد سے بتوں کا عقلاء ہونا ان کو مسلم تھا)

اور اس میں بھی ایک قسم کا استھزاء ہے۔

(٧) تفسیر معالم التنزیل ٢/٢٦٨ {اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الاصنامَ یعنی بت

(٨) تفسیر کشاف ٢/١١٠ {(وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ) وَاَنْ تَدْعُوْا هٰذِهِ الاَصْنَامَ (عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) وَقَوْلُهُ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ اِستهذاءٌ بِهِمْ

(٩) تفسیر ابن جریر ٩/٩٥ {اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) یَقُوْلُ جلَّ ثناءُهٗ لِهٰؤلاء الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ مُوَبِّخُهُمْ عَلٰی عِبَادَتِهِمْ مَالَایُضُرهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ مِنَ الْاَصْنَامِ

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو بتوں کی عبادۃ پر توبیخ فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں جو بت ان و نہ ضرور دے سکتے ہیں اور نہ نفع۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اَیُّهَا لُمُشْرِکُوْنَ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَتَعْبُدُوْنَهَا شِرْکًا مِنْکُمْ وکُفْرًا بِاللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ یَقُوْلُ هُمْ اَمْلَاکٌ لِرَبِّکُمْ کَمَااَنْتُمْ لَهٗ مَمَالِیْکُ

بے شک اے مشرکو جن معبودوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اللہ کے ساتھ شرک وکفر کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ مملوک ہیں تمہارے رب کے جیسا کہ تم اسی کی مخلوق ہو۔

ثابت ہوا کہ یہ تمہاری پیش کردہ آیت جس کا ماقبل تمام بتوں کی صفات سے پُر ہے یہ مکمل آیت بتوں کے حق میں ہے اور اب حدیث قدسی بخاری شریف میں مذکور ہے اس آیت کے مقابلہ میں رب العزۃ نے لف ونشر غیر مرتب سے اپنے محبوبوں کی شان بیان فرمائی ہے جو مومنین کے واسطے کافی سمجھنے کا مقام ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۶۳ } فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّذِىْ يَبْطِشُ بِهَاوَرِجْلَهُ الَّذِيْنَ يَمْشِىْ بِهَا وَاِنْ سَالَنِىْ لَاُعْطِيَنَّهٗ

(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی کے) میں کان ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔

اب تم پر فیصلہ ہے کہ یہ فیصلہ الٰہی اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے حق میں ہے اور وہ بتوں کے حق میں تو تم بتوں کی آیت کو جب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہو اور ان کو مخول کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا یہ ان کو مخول کرنا یہ ان کی طرف منسوب نہیں بلکہ یہ خداوند کو مخول کرنا ہے جس کا بدلہ تم سے خداوند ہی بطش شدید سے لے گا اب تمہاری مرضی پر موقوف ہے سمجھو یا نہ اور پھر بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۱۱ } اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِىْ بِىْ ۔

یہ بھی حدیث قدسی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہے۔

اب اس آیۃ کا فیصلہ تمہارے ایمان پر ڈالتا ہوں۔

"وہابی" اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے تم بیچارے کتنے مغالطے میں پڑے ہوئے ہو سنو۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہیں پیدا کر سکتے وہ مکھی کو بھی اور اگرچہ وہ اس کے واسطے تمام جمع ہو جاویں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی نہیں قدر کیا انہوں نے حق اس کے قدر کا۔ بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غالب حکمت والا ہے۔

اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ جن بزرگوں کو تم پکارتے ہو نبی ہوں یا ولی نذریں نیازیں دیتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے کبھی تم نے اپنے نبیوں ولیوں کو اپنی قبر سے مکھی اڑاتے دیکھا یہ حال ہے ان لوگوں کا جن کو تم پکارتے ہو اور یہی بڑا بھاری شرک ہے۔

"محمد عمر" دوست تم نے اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے مراد انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ لئے ہیں اگر تم واقعی اس مطلب پر یقین رکھتے ہو تو اس مطلب سے تو وہابیت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کیونکہ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ اور اگرچہ وہ تمام جمع ہو جاویں تو تمہارے اس مطلب سے اہل قبور کی نقل و حرکت اجتماع و افتراق نشست و برخاست صلاح و مشورہ ثابت ہو گئیں اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ تم لوگ بڑے موحد ہو تم چلتے پھرتے اہل قبور سے بھی بدتر ثابت ہوئے کیونکہ اللہ رب العزۃ نے فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ کیونکہ طالب ایسا کمزور کہ ایسے کمزور کو تسلیم کرتا ہے اور مطلوب اتنا کمزور کہ اس سے مکھی چھین لے جائے تو وہ اس کی مغصوبہ شے مکھی سے

چھڑا نہیں سکتا قبور پر تو کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کو مکھی چھینے اور نہ کسی شخص نے کبھی قبور پر کوئی چیز رکھی ہے۔ بلکہ وہاں تو ہر وقت مجاور جھاڑو سے صفائی ہی رکھتا ہے بلکہ ان کو جو اللہ تعالیٰ رزق پہنچاتے ہیں وہ تو تمہارے شعور سے ہی ورا ہے بھلا وہاں مکھی کی کیا جرات کہ ان سے چھین سکے ارے ان سے تو وہابی اپنی عمر بھر میں نہ چھین سکا حسد سے خواہ جلتا رہے لیکن چھیننے سے قاصر ہے مکھی بیچاری کی طاقت کہاں جو شے ان کی طرف سے خرچ کی جاتی ہے وہ قبروں تک جاتی ہی کہاں وہ یا تو مولوی ختم پڑھ کر کھا گیا یا مجاور قبر سے اس کو کیا تعلق کھانے کا تعلق تو یا مولوی کے متعلق ہے یا مجاور کے یا مساکین وغربا کے ہاں البتہ اس کے ثواب کا تعلق اہل قبور سے ہے نہ کہ قبور سے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے اس لحاظ سے تو اہل قبور سے تمہاری حالت بدتر ہے کیونکہ تم اگر کھانا کھانے کو اپنے سامنے چیز رکھتے ہو تو تم سے پہلے فوراً مکھی اس کھانے سے چوس کر کھا جاتی ہے تم چھڑا نہیں سکے البتہ اڑا دو گے تو معلوم ہوا کہ مکھی کو قبور سے تو کچھ وصول نہیں البتہ تجھ سے اس کو وصول ہے اور تم بھی اس سے نہ چھڑا سکے لہٰذا تم بموجب اس آیت کے اہل قبور سے زیادہ کمزور ٹھہرے تو تم پر ضعف الطالب والمطلوب صادق ہوگا نہ کہ اہل قبور سے زیادہ کمزور ٹھہرے تو تم پر ضعف الطالب والمطلوب صادق ہوگا نہ کہ اہل قبور پر تو ثابت ہوا کہ اس آیت کے مصداق اہل قبور نہیں۔ اور وہابی کی مثال بھی نیک و بد کی تمیز میں بعینہ مثل مگس ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ مکھی کو پیدا نہیں کر سکتے اس واسطے وہ کوئی وقعت نہیں رکھتے تو یہ بھی تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ جو انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے پیدا کر سکے تو وہ معبود کہلا سکے گا؟ یہ بھی غلط کیونکہ عیسیٰ کو یہ طاقت تھی لیکن معبود وہ خالق حقیقی ہی ہے اور کوئی نہیں موسیٰ علیہ السلام لاٹھی پھینکتے تو وہ اژدھا بن جاتا چنانچہ وہ ایک دفعہ جادوگروں کی رسیاں نگل گیا کیا موسیٰ علیہ السلام کو

معبود کہو گے؟ ابراہیم علیہ السلام نے قیمہ کئے ہوئے ٹکروں کو بلایا تو وہ ان کی طرف زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے آئے کیا ان کو معبود سمجھو گے؟ ہر گز نہیں تو معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خالق نے ان کی معبودیت کو باطل ثابت کر کے اپنی قوت الوہیت کے مقابلہ میں کفار اور ان کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے فرمایا کہ جن کو تم معبود اور الہ سمجھے بیٹھے ہو وہ تو مکھی بھی جو میری ادنیٰ مخلوق ہے پیدا نہیں کر سکتے اور میں ہی لائق پرستش ہوں جس نے اتنے بڑے بڑے آسمان زمین پیدا کر دیئے اور تمہارے نصب کردہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو ان کی حالت اتنی کمزور ہے کہ تم لوگ جو ان پر چیزیں چسپاں کر جاتے ہو ان پر مکھیاں بیٹھ کر کھا جاتی ہیں۔ اور ان کو کھانے کی طاقت نہیں ہوتی جب تمہارے مقرر کردہ معبودوں کی اتنی کمزوری ہے تو تم ان کو اپنا معبود کیوں سمجھتے ہو بلکہ خالق کل کو ہی اپنا معبود سمجھو جب تم اس کو اپنا معبود حقیقی سمجھ کر اس کے بن جاؤ گے اور اس کی ہی عبادت کرو گے تو پہاڑ تمہارا کہا مانینگے دریا تمہارے غلام ہونگے زمین و آسمان شمس و قمر تمہارے مطیع ہوں گے حتی تم قبر میں بھی چلے جاؤ گے تو تمہارا رزق خداوند فرشتوں کے ذریعہ تمہیں اسی جگہ پہنچاویں گے تیرا درجہ عبودیت ہوگا لیکن تیرا ذکر خوشنودی خداود ہوگا۔ تیرا ادب واحترام اطاعۃ اللہ لکھی جاویگی۔ تیری زندگی قیامت کی ڈھال ہوگی تیری قبر تیرے سبب سے حاجز عذاب الٰہی ہوگی اور باعث نزول رحمت الہیہ ہوگی اور مومنین کے واسطے ایت من ایات اللہ ہوگی تو اسی درجہ پر فائز ہونے سے ہر مکان ہر زمان تیرے ساتھ معیت الہیہ ہوگی پھر وہ ایسے ہی کرے گا جو تو نے کہدیا کیونکہ تیری موت و حیات اسی کے لئے ہوگی۔

کہاں من دون اللہ طاقت بتان واوثان اور کہاں طاقت عباد اللہ جن کو **ھو معکم** کا خطاب مل چکا ہو اور معیت کا وقت اور انتہا کا ذکر ہی نہ ہو ان سے مکھی نے چھیننا تو کیا انکی حدود میں مکھی پر نہیں مار سکتی جائیے مدینہ طیبہ میں خود ملاحظہ کر لو کہ روضہ

اطہر کے حرم میں کہیں مکھی نظر نہیں آئیگی تو اس آیت کریمہ کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے آیئے اہل سنت و جماعت کے مفسرین سے مشورہ کر لیں کہ اس آیت پاک کے متعلق تم ہی فیصلہ کردو کہ یہ آیت کریمہ کس کے حق میں نازل ہے۔

(۱) تفسیر جلالین ۲۱۵ }(اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) مِنْ دُوْنِ اللہِ ای غیرہ وَھُمُ الاَصْنَامُ بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۲۹۲}(اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْن) مِنْ دُوْنِ اللہِ) تَدْعُوْنَھُمْ اَیِ الاَصْنَامَ (وَلَو اجْتَمَعُوْا) الاَصْنَامُ بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی اور اگر جمع و جاویں تمام بت۔

(ضَعُفَ الطَّالِبُ) الصَنَمُ وَالذُّبَابُ اَوِالعابد (وَالْمَطْلُوبُ) وَالذُبَابُ اَوِ الصَنَمُ (کمزور ہے طالب) بت اور مکھی یا عابد (اور مطلوب یا مکھی یا بت)

(۳) تفسیر بیضاوی ۳/۳۳۶}(اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) مِنْ دُوْنِ اللہِ) یعنی الاَصْنَامَ یعنی بت

(ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ) عابد الصنم ومعبوده وَالذُبَابُ یطلب مایسلب عن الصنم من الطیب اَوِ الصَنَمُ یطلب الذباب منه السلب او الصنم الذباب

(۴) تفسیر نفسی ۳/۸۵}(مِنْ دُوْنِ اللہِ) اٰلِھَۃً بَاطِلَۃً (مَاقَدرُو الله حَقَّقَدْرِہٖ) مَاعَرَفوہُ حَقَّ مَعرِفَتِہِ حَیْثُ جَعَلُوْا ھَذَا الصَنَمَ الضعِیْفَ شَرِیْکاً لَہٗ

اللہ کے سوا معبود باطلہ من دون اللہ معبود باطلہ ہیں (نہیں قدر کیا انہوں نے اللہ کا حق اس کے قدر کا) نہیں پہنچانا انہوں نے حق اس کے پہچاننے کا جہاں بنایا انہوں نے اس بت کمزور کو اللہ کا شریک۔

(۵) تفسیر صاوی ۳/۱۱۰ } یاایُّها النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاستَمِعُوالَهٗ) اَلْمرادُ بِه عُمُوْمُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُالاَصْنَامَ

(۶) تفسیرابن کثیر ۳/۲۲۵ } (وَلَوِاجْتَمَعُوالَهٗ) ای وَلَوْا جتمَعَ جَمِیْعُ مَاعُبُدُوْنَ مِنالصَنَامِ وَالاَنداد (ضَعُفَ الطَّالِبُ والمَطلُوبُ) قَالابْنَ عَبَّاسٍ الطَّالِبُ الصَّنَمُ وَالْمَطْلُوبُ الذُّبَابُ

(۷) تفسیر کبیر ۶/۲۶۱ } قَالَ اِنَّ هَذِهِ والاَصْنَامُ وَاِنِ اجْتَمَعَتْ لَنْ تَقْدِرَ عَلٰی خَلْقِ ذُبَابِهٖ عَلٰی ضُعْفِهَا (ضَعُفَ الطالِبُ) اَلْمُرادُمِنْهُ الصَّنَمُ

(۸) تفسیر خازن ۵/۲۳ } جَعَلَ الْمُشرِکُوْنَ الْاَصْنَامَ شُرکَافِیْ یَعْبُدُوْنَهَا۔

(۹) معالم التنزیل ۳/۲۳ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الْاَصْنَامَ (وَلَواجتَمَعُوا لَهٗ) وَالْمعنی انّ هَذه الْاَصْنامُ لَواجْتَمَعتْ لَمْ یَقْدِرُوْا عَلٰی خَلْقِ ذُبَابِہٖ

بے شک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہواور اگر وہ تمام جمع ہو جاویں اس کے لئے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ تمام بت جمع ہو جاویں تو ایک مکھی پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

(وَاِنْ یَسْلُبُهُمُ الذُّبَابُ شیالَا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَانُوْ یَطْلُوْنَالاَصْنَامَ بِالزَّعْفرَانِ فَاِذَا جَفَّ جَاءَ الزُّبَابُ فَاسْلَبَهٗ مِنْهُ

(اوراگران سے مکھی کچھ چھین لےاس سے وہ چھڑانہیں سکتے کہاابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ لوگ بتوں کوکیسر کے ساتھ طلا کرتے تھےتو جب خشک ہو جاتے مکھیاں آتیں تو وہ اس کواس بت سے چوس لیتیں۔

ان مفسرین کے حوالہ جات سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ یہ آیت بتوں کے متعلق رب العزۃ نے نازل فرمائی جس سے بتوں کی تذلیل مقصود ہے نہ کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی اب شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرماویں۔

(۱۰) تفسیر موضح القرآن ۳۵۰ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) لَنْ یَخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ

بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور یاد کرتے ہیں یعنی پوجتے ہیں سوا خدا تعالیٰ کے بتوں کو جو وہ بت بنا نہیں سکتے اور پیدا نہیں کر سکتے ایک مکھی کو بھی اگرچہ اس کام کے واسطے سب بت اکٹھے ہوویں تب بھی نہ کر سکیں اور اگر مکھی بتوں سے کچھ لے جاوے تو بت مکھی سے نہ لے سکیں۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

''وہابی'' جن پیروں پیغمبروں کو تم پکارتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو وہ تو بیچارے خود کمزور ہیں جن کی حالت کو خداوند نے بیان فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَاءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ مثال ان لوگوں کی کہ پکڑتے ہیں سوائے اللہ کے کارساز ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور بے شک بہت سست گھروں کا البتہ مکڑی کا گھر ہے کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم جو اولیا یا انبیاء کو کارساز بناتے ہو اللہ تعالیٰ نے ان پر حکم ثبت کیا کہ وہ تو مکڑی کی مانند ہیں جن کا اپنا مکان مکڑی کی طرح بودا ہے تو دوسرے کے واسطے کب کارساز بن سکتا ہے اور انبیاء و اولیاء جو خود زمین کے نیچے دبے ہوئے ہیں وہ دوسرے کی امداد کیا کر سکیں۔

''محمد عمر'' اللہ تعالیٰ تم وہابیوں کو ہدایت دے خداوند کریم اگر کسی کو قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرماوے تو صحیح سمجھنے کی بھی توفیق دے کیا تمہاری عقل ایۃ کریمہ کو جب سمجھتی ہے الٹ ہی سمجھتی ہے کیا تم نے یہی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ جو کفار اور بتوں کے حق میں رب العزۃ نے ذکر فرمایا ہو تم ان کو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام پر چسپاں کر کے انکی خوب بے ادبی کرو؟ کیا یہ گستاخی نہیں تو اور کیا ہے مثلاً جو گفتگو میں کسی بھنگی سے اس کے حقیر کسب کے متعلق کروں وہی گفتگو اگر تمہارے کسی عالم سے چھیڑ دوں اور جن کلمات کا مصداق سمجھ کر میں نے بھنگی کو خطاب کیا ہے وہی جملے بعینہ میں تمہارے اس عالم پر کسوں تو کیا آپ ازردہ خاطر نہ ہوں گے بلکہ تم ضرور کہو گے کہ یہ ایسا نادان ہے کہ یہ شخص بھنگی اور عالم کی تمیز سے بے خبر ہے۔ لہٰذا فقیر تمہیں بھی مودبانہ گزارش کرتا ہے کہ تمہارا دماغ کیوں مسخ ہو گیا ہے۔ جو آیات خداوند تعالیٰ نے بتوں کی حقیقت کو واضح کرنے کے واسطے فرمائیں تا کہ لوگ ان کی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی عبادت ترک کر دیں اور کفر و شرک کے جال کو توڑ کر میری توحید اور عبادت پر ہی عقیدہ اور ایمان درست کر لیں اور کسی نہ کسی طرح یہ نار سقر سے نجات پالیں اور میرے عتاب سے بچ جائیں تم ان کو عمداً و عناداً انبیاء کرام و اولیاء عظام پر جڑتے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں مِنْ دُوْنَ اللّٰہ کی کمزوری کا اظہار فرمایا کہ مِنْ دُوْنَ اللّٰہ کی مثال عنکبوت کی طرح ہے۔ جیسے اس کو ذرا سا بھی دبایا جاوے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ اور اس کا مکان اس کی ذات سے بھی زیادہ کمزور ہے تو جو شخص مِنْ دُوْنَ اللّٰہ یعنی بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کی طاقت بھی عنکبوت کی طرح ہے کہ بت کو ذرا سا چھیڑ و تو فوراً گر جاتا ہے۔ رب العزۃ نے بتوں کی کمزوری کو ان کی طاقت کے مطابق مثل عنکبوت ثابت کر کے بت پرستوں کو ذلیل فرمایا اور اپنی الوہیت کا سبق دیا لیکن تم وہابی بیچارے ایسے نکلے ہو کہ وہی عنکبوت کی مثال تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں

کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے متعلق خوب ارشاد فرمایا:

اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا

ملاحظہ فرمایئے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے وہ کیسے مثالیں بیان کرتے ہیں پس گمراہ ہو گئے وہ (ان مثالوں کی بنا پر) پس نہیں طاقت رکھتے وہ رستے کی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے متعلق ایسی مثالیں کفار دیا کرتے تھے جو تم پیش کرتے ہو جیسے وہ گمراہ ایسے تم بھی آگے اللہ تعالیٰ نے خود مِنْ دُوْنَ اللّٰہ کی وضاحت فرمادی اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَایَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ ۝

فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جن مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی تم عبادت کرتے ہو وہ کچھ شی ہی نہیں اب تم ہی اے وہابیو فیصلہ کرو کہ اگر ایمان بالقرآن ہے تو تم نے جب انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر مِنْ دُوْنَ اللّٰہ ہونے کا فتویٰ چسپاں کر دیا تو تمہارے نزدیک پھر انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ ہیچ ثابت ہوئے کچھ سوچو کہ خداوند کریم قرآن کریم میں مِنْ دُوْنَ اللّٰہ کا مصداق کس کو فرما رہے ہیں اور ہم کن پر چسپاں کر رہے ہیں اور یہ بھی سوچو کہ اس عقیدہ رکھنے سے ایمان بھی باقی رہتا ہے یا نہیں۔

''وہابی'' مَایَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ

کا یہ ترجمہ کس نے کیا ہے۔

''محمد عمر'' نحوی قواعد سے بھی ترجمہ صحیح ہے۔ اور مفسرین نے بھی لکھا ہے سنیئے

تفسیر خازن ۵/۱۶۰ } مَایَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ اِنَّ الَّذِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَیْسَ بِشَیْءٍ

تفسیر کبیر ۶/۶۷ } مَایَدْعُوْنَ لَیْسَ بِشَیْءٍ

اے ظاہری ملانوں کلام خداوندی سے بے خبر اور تفسیر بالرای کرنیوالو انبیاء

عظام کولاشی سمجھتے ہو جن کے متعلق رب العزۃ فرماویں فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بے ایمان ہی رہینگے جب تک کہ آپ کی حکومت کو تسلیم نہ کرلیں معلوم ہوا کہ تم لَا یُؤْمِنُوْنَ کی اعلیٰ جماعت میں شمولیت رکھتے ہو جو خداوند کے ایسے واحد حاکم کو لاشیء سمجھتے ہو میرے خیال میں ابو الاعلی یعنی فرعون کی ابوت کا خطاب بھی ایسی وجہ سے مل چکا ہے۔ جن کی شان میں رب العزۃ فرماویں۔

حدید ۲۷/۱} وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ اور وہ خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی ہو۔

بقرآن کریم ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے ساتھ معیت الٰہیہ ضروری ہے خواہ وہ عالم دنیا میں ہوں یا عالم برزخ میں پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْن بے شک اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن بے شک اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور صابرین سے مراد بھی ایمان والے صالحین ہی مراد ہیں کیونکہ انہی کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ پھر فرمایا۔

نحل ۱۴/۱۶} اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے اور وہ پرہیز گار وہ ہیں جو ہر وقت نیکی کرنے والے ہیں۔

ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت ہے خواہ وہ فوق الارض ہوں یا تحت الارض ان کو من دون اللہ کہنا ایمان کے خلاف ہے اور خلاف نص صریحہ ہے۔

''وہابی'' تم کہتے ہو کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہیں میں ثابت کرتا ہوں کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہیں سنو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ

الٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَایَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَالَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے یا اللہ تو پاک ہے میرے لئے یہ لائق نہیں کہ میں کہتا جو میرا حق نہیں اگر میں نے کہا ہو تو یا اللہ تو جانتا ہے اس کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں لہٰذا تمہارا کہنا کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں یہ غلط ہے اس آیت میں تو نبی اللہ کا مِنْ دُوْنِ اللہ ہونا صاف ظاہر ہو گیا اور اس میں کوئی گنجائش بھی نہیں۔

''محمد عمر'' اللہ تعالیٰ تمہیں صراط مستقیم کی ہدایت دے اب تک تم انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اصحاب قبور کو مِنْ دُوْنِ اللہ کہتے آئے ہو جب ہر طرف سے دانت کھٹے ہوئے تو تم نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ وہابیہ صرف مرسلین اصحاب قبور کو ہی مِنْ دُوْنِ اللہ کے قائل نہیں بلکہ زندہ مرسلین وانبیاء علیہم السلام کو بھی مِنْ دُوْنِ اللہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس آیۃ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے حین حیات کا سوال ہو رہا ہے کہ تم نے اپنی زندگی میں بوقت تبلیغ رسالت تبلیغ کی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی بریئت ظاہر فرماویں گے۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ شاید وہابی لوگ بعد از وصال انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام سے منکر ہوتے ہیں لیکن تمہارے اس اعتراض سے ثابت ہوا کہ تم لوگ زندہ انبیاء علیہم السلام کو بھی مِنْ دُوْنِ اللہ سمجھتے ہو۔ میرے دوست اگر انبیاء علیہم السلام زندہ ہی بوقت تبلیغ رسالت مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں تو یہ صاف انبیاء کرام کا انکار ہے مرزائیوں کو تم ویسے ہی کہتے ہو جب تمہارے فرقہ وہابیہ کا انبیاء کرام کے متعلق یہ ایمان ہے تو تمہاری موجودگی میں مرزائی

کم درجہ رکھتے ہیں۔ ارے جس کا اللہ کی طرف سے یہ اعلان قرآن شریف میں پیدائش سے ہی موجود ہو وَجَعَلَنِی نَبِیًّا اور اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور ارشاد ہو وَرَسُولاً اِلٰی بَنِیٓ اِسْرَآئِیلَ اور رسول ہوں بنی اسرائیل کی طرف اور پھر فرمایا اَنِّیٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّینِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیهِ فَیَکُونُ طَیْراً بِاِذْنِ اللّٰہِ میں تمہارے لئے ایک پرندے کی شکل گڑھ کر اس میں دم کرتا ہوں تو وہ اڑھنے لگ جائے گا۔ یہ اذن مجھے اللہ کی طرف سے حاصل ہے اس کے علاوہ اور طاقتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری جگہ درج ہیں ان تمام آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت علیہ السلام نبی اللہ ہیں اور رسول اللہ ہیں اور کئی طاقتوں کا اللہ کی طرف سے ان کو اذن بھی مل چکا ہے تم کہتے ہو وہ پیدائش سے قیامت تک مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہیں اور مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ رہینگے۔

''وہابی'' تم بتاؤ کہ اس آیۃ کا پھر مطلب کیا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

''محمد عمر'' بھائی اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال نہ خداوند کریم کے عدم علم پر دال ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غلط تبلیغ ہونے کا مظہر ہے اور نہ حضرت علیہ السلام کو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ثابت کرنا مقصود ہے۔ بلکہ رب العزۃ کا ان کے اتخاذ من دون اللہ کو ظاہر کر کے مثلثین کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرۃ مریم علیہا السلام مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہیں نبی اللہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں ہو سکتا اور مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نبی اللہ نہیں کہلا سکتا اور حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی ولیہ ہیں وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ولی اللہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ تو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں بلکہ کفار کا ان کو الٰہ سمجھنا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہے بمعنی فعل کفار مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات جیسا کہ تم نے سمجھا ہے تم وہابیہ تو مرزائیوں سے بھی ترقی کر گئے مرزائیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کو نبی اللہ بنا لیا تو وہ اسلام

سے گئے اورتم نے انبیاء اللہ کومِـــنْ دُوْنِ اللہ سمجھ لیا تم ان سے بھی گئے گزرے بھائی تمہارا عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کومِـــنْ دُوْنِ اللہ کہتے ہیں تو پہلی خرابی یہ لازم آئیگی کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار دوسری یہ کہ انکار قرآن کریم ہوگا۔ جو لَانُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهٖ سے ظاہر ہے یہ عقیدہ تمہیں ہی مبارک ہو اور باقی مسلمانوں کو خداوند اس عقیدہ سے محفوظ رکھے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا نبی اللہ ہونا ہی مِنْ دُوْنِ اللہ ہونے سے بری کرر ہا ہے۔ اور دوسرا ان کا جواب دینا سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ان کا مِنْ دُوْنِ اللہ نہ ہونا مومن کی تسلی کر رہا ہے لہٰذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار کا ان کو الٰہ سمجھنا مِنْ دُوْنِ اللہ ہے نہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں جیسا کہ تم منکرین نے سمجھا ہے۔

"وہابی" تم لوگوں نے جو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو اپنا مددگار سمجھا ہوا ہے یہ صاف گمراہی ہے سنو قرآن میں مذکور ہے فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

ایک فرقے کو ہدایت کی اس نے اور ایک فرقہ کہ ثابت ہوئی انہیں گمراہی تحقیق انہوں نے پکڑا شیطان کو دوست سوائے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ پانے والے ہیں۔

اس آیت سے ثبوت ملا کہ تم نے جو ولیوں پیروں نبیوں جنوں وغیرھم کو خدا کے سوا مددگار بنایا ہوا ہے یہ صراصر گمراہی ہے۔

"محمد عمر" مَعَاذَ اللّٰهِ ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰه تمہاری باتیں سن سن کر دل کانپ اٹھتا ہے کہ ایسے بھی مسلمان کہلانے والے موجود ہیں جو قرآن کے معانی بدلا کر انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء کرام کی یوں گستاخی کرر ہے ہیں ہائے مسلمانی کے دعویدارو! ایسی گستاخی تو ان مقدس ہستیوں کی آریہ اور بھنگی سکھ بھی نہیں کر سکتے اس آیۃ کریمہ میں رب العلی

نے ان لوگوں کو گمراہ کہا۔ ہے کہ جنہوں نے شیطانوں کو اپنا معاون بنالیا ہے کیونکہ شیاطین واپنا مددگار بنانا یہ مِنْ دُوْنِ اللہ ہے اور شیاطین بھی مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں اور ان کو اپنا معاون بنانے والا بھی مِنْ دُوْنِ اللہ تو اس ایۃ کریمہ میں انہی لوگوں ہی کا رد فرمایا نہ انبیاء اللہ اولیاء اللہ کا تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ مِنْ دُوْنِ اللہ شیاطین ہیں۔

اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اور اللہ پر مِنْ دُوْنِ اللہ ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور ان کو معاذ اللہ شیاطین کے ساتھ شامل کیا ہے کیا تم مسلمان ہو؟ ہرگز نہیں کیونکہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی دنیاوی دینی برزخی آخروی مدد کا کسی وقت قائل نہ ہو وہ شخص مومن کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ جو شخص حضور ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے میں شک کرے وہ ہندو سے بھی بدتر ہے اور یہی معاونت ہے۔ کیونکہ جو شخص لا الـــہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ مومن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ محـمد رسول اللہ کا بھی اقرار نہ کرے اور مومنین کا تعلق شیاطین سے اتنا ہے کہ مومن قرآن کریم کی تلاوت تب شروع کرے.......... جب پہلے اعوذ بـا اللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لے اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا اور شیطاطین کا آپس میں روشنی اور تاریکی کا فرق ہے شیطان پر لعنت بھیجے اور مردود کہے تو رحمۃ الٰہیہ کا مستحق اور نبی ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھے اور اولیاء اللہ کو مرحوم کہے تو رحمۃ الٰہیہ کا حقدار ہو سکتا ہے شیاطین سے بچے اور پناہ خداوندی میں رہے تو مومن اور امداد خداوندی سے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی پناہ میں رہے تو مومن کیونکہ اُن سے اجتناب فرض اور ان کی غلامی فرض ہے ان کی غلامی سے بچا۔ اور اُن کی معیت میں پھنسا اُن کی طاقت کا قائل اور ان کی طاقت کا منکر مسلم نہیں کہلا سکتا۔

تو اللہ رب العزۃ نے اس آیۃ کریمہ میں شیاطین کی ولایت کو تسلیم کرنے والوں کا رد فرمایا ہے۔ جس کے تم قائل ہو نہ کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کا جن

کے متعلق خداوند بھی فرما رہے ہیں۔ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خداوند کے برگزیدہ بندوں پر خداوند کی سلامتی ہمیشہ ہے اور رحمت۔ ہے اور فرمایا هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اس مقام پر ولایۃ اللہ کے لئے ہی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ وہابیہ کا رد ہے نہ کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کا کیونکہ ہم تو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی ولایت و امداد کے قائل ہیں اور تم شیاطین کی طاقت کے قائل اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی طاقت کے منکر اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کا راستہ چھوڑ کر تم شیاطین کا راستہ قبول کرتے ہو اسی واسطے تمہارے پول کو خداوند نے رد کر دیا اور فرمایا وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ یقین کرتے ہیں کہ ہدایت پر ہیں تم بغیر ولایت و نبوت کے وسیلہ کے اپنے آپ کو ہدایت پر یقین جمائے بیٹھے ہو لیکن ہمیں رب العزۃ نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ثابت ہوا کہ منعم من اللہ اولیاء انبیاء علیہم السلام کے رستے قبول کئے بغیر صراط مستقیم محال ہے اور معاذ اللہ تم ان پر شیاطین ہونے کا فتویٰ لگاتے ہو کچھ شرم کرو۔

"وہابی" اس آیۃ کے متعلق تو خوب تسلی ہوگئی لیکن ایک آیت ہے جس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری پیر پرستی کو خوب رگڑا ہے فرمایا

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَاءَ اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا

کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کفر کیا انہوں نے یہ کہ بناتے ہیں وہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز بے شک ہم نے کافروں کے لئے جہنم کو تیار کیا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا کارساز سمجھنا کفر ہے اگر اب بھی تم نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے۔

''محمد عمر'' بھائی فقیر عرض کرتا ہے کہ کم از کم ترجمہ تو صحیح کیا کرو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا پس کفار نے یقین کرلیا ہے یہ کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز یا مددگار بنالیں گے؟ (یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میرے بندے اولیاء یا انبیاء میرے بغیر تمہاری کارسازی یا امداد کرسکیں کیونکہ) ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

یہ خداوند نے سچ فرمایا ہے کیونکہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام اگر سفارش فرما دینگے یا امداد فرماتے ہیں تو مومنین گنہگاروں کے لئے نہ کہ کفار کے لئے اور یہ مومنین امت مصطفیٰ ﷺ کا عقیدہ صحیح ہے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور یہی عقیدہ وہابیہ کا بعینہ عقیدہ معتزلہ کا ہے شرح مواقف باب معتزلہ کا نکال کر دیکھ لو احناف اس کے خلاف ہیں تو یہ آیت وہابیہ پرؔ چسپاں ہے کیونکہ یہ لوگ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سمجھتے ہیں اور پھر اگر امید رکھیں کہ قیامت کو ہمارے گناہوں کی سفارش فرمادیں گے تو یہ غلط ہے اگر ضرورت ہے تو ابھی ان کا دامن تھام لو خدا تک پہنچادیں گے اور قیامت کو بھی سفارش فرماویں گے۔

''وہابی'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَاتَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَا اُشْرِكُ بِهٖ اَحَدًا

اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس نہ پکارو تم اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہو بندہ خدا کو پکارتا ہے اس کے نزدیک ہیں کہ ہوویں اوپر اس کے حلقہ حلقہ کہ سوائے اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں رب اپنے کو اور نہیں شریک لاتا میں ساتھ اس کے کسی کو۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی مسجدیں محض اللہ کی عبادت کے لئے ہیں ان میں لوگ جو یا رسول اللہ یا یا شیخ کے وظیفے پڑھتے ہیں یہ شرک ہے اور

شرک کسی طرح جائز نہیں۔

''محمد عمر'' فقیر نے تمہیں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ کم از کم تم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ فرمالیا کرو۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ (آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں)

معلوم ہوا ہے کہ دعا بمعنی عبادت ہے دعا بمعنی پکارنا اس مقام پر جو تم نے لیا ہے وہ غلط ہے ہم اولیاء اللہ کی عبادت نہیں کرتے یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگاتے ہیں اور خصوصاً وہابیہ کو سنا کر کہا جاتا ہے تاکہ وہابیہ کا شرک ٹوٹے وہابیہ جو یارسول اللہ ﷺ پکارنے سے بھاگتا ہے۔ جیسا کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور تاکہ وہابی کو معلوم ہو جائے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ ایسے ہی یا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ لگاتے ہیں تاکہ وہابی و معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ شیخ کو بحیثیت شیخ ہونے کے ولی ہونے کی حیثیت سے بزرگانہ طور پر پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر نہ نبی سمجھ کر تمہارے اس شرک کو توڑنے کے واسطے پکارا جاتا ہے اور اگر بلند آواز سے نہ پکاریں تو تمہیں ضرور ظن ہوگا کہ یہ لوگ معبود سمجھ کر پکارتے ہیں جیسا کہ تمہارا یہ بہتان ہے تم اپنا بہتان واپس لے لو ہم آہستہ کر لیا کریں گے اور یہی منشا خداوندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے **فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا** اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو یعنی خداوند کی الوہیت کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ یہ نہیں کہ کسی کو نبی یا ولی بھی نہ سمجھو اسی واسطے **اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّی وَلَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا** کی شرح نے واضح کر دی کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو الوہیت میں شریک سمجھنا یعنی الوہیت میں ساجھی...... سمجھنا شرک ہے نہ جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو غائبانہ پکارا جاوے تو شرک ہے یہ قانون تمہارا خود ساختہ ہے۔ ان قیودات سے

قانون خداوند مذکور نہیں اور نہ اس تفصیل سے جو تم نے کی ہے۔

''وہابی'' خدا کے سوا غائبانہ پکارنا شرک ہے۔ یہ محض خداوند کی ذات کے واسطے ہی مختص ہے۔

''محمد عمر'' جو شخص بے دین ہو جاوے تو خداوند اس کی عقل بھی چھین لیتے ہیں۔ قرآن کریم کی اصطلاح ہے کہ جس آیت کریمہ میں دعا کا مفعول من دون اللہ ہو تو اس مقام پر دعا بمعنی عبادت ہوگی اور فاعل کفار ہوں گے اور من دون اللہ بت ہوں گے اور فعل شرک فی الالوہیت ہوگا۔ دعا بمعنی عبادۃ ہوگی۔ جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں مذکور ہوا نہ یہ کہ ہر مقام پر دعا پکارنے کے معنی میں ہی آتی ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو بھی پکارا جاوے تو وہ عبادۃ ہوگی۔ اور غائبانہ کی زیادتی کا استنباط کسی جملہ سے ثابت نہیں ہے۔ یہ تمہاری اختراع اس امر کا ثبوت ہے کہ ان آیات دعا بمعنی عبادۃ ہے۔ جب کوئی چارہ نہیں چلتا تو کبھی غائبانہ کی قید بڑھاتے ہو کبھی غائبانہ کے ساتھ حاجات کو مقید کرتے ہو جب اعتراضات کی بوچھاڑ پڑی تو ایک ایسے بھی وہابی پیدا ہو گئے جنہوں نے مافوق الاسباب کی قید بڑھادی پہلے محض پکارنے کو شرک کہا گیا جب ایسی آیات پیش کی گئیں کہ جن میں محض دعا کو ہی اگر شرک کہا جاوے تو کئی آیات کے مطالب میں فرق آجاتا ہے۔ تو وہابیہ ڈگمگا گئے اور سلسلہ قیودات شروع کر دیا سنیئے:

(۱) بقرہ ۱/۳} وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ بلاؤ تم اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ کیا گواہوں کو بلانا بھی شرک ہوگا۔

(۲) ال عمران ۴/۱۶} وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ

اور رسول اللہ ﷺ تمہیں پکارتے تھے تمہاری پچھلی جانب سے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو جو پہاڑوں میں تھے بلایا کیا معاذ اللہ آپ پر بھی فتوی شرک چسپاں کرو گے۔

(۳) انفال ۹/۳} يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ

(۴) نور $\frac{۱۸}{۸}$ } لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا اور نہ بلاؤ رسول ﷺ کو جیسا کہ تم ایک دوسرے کا بلاتے ہو۔

اگر تمہارے معنی ہی لئے جاویں کہ ہر دائی مشرک ہے تو پھر اس آیۃ سے تمام مشرک ہو گئے مومن دنیا میں کوئی نہ رہا۔

(۵) قصص $\frac{۲۰}{۳}$ } اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ شعیب علیہ السلام کی بیٹی کہتی ہے (کہ میرا باپ آپ کو بلاتا ہے) شعیب علیہ السلام پر فتویٰ لگاؤ گے یا ان کی لڑکی پر۔

(۶) $\frac{۲۵}{۳}$ } يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ

کیا سب جنتی معاذ اللہ مشرک ہونگے۔

(۷) بقرہ $\frac{۲}{۲۷}$ } وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ

اور اللہ بلاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے۔ خدا پر بھی فتویٰ لگاؤ کیونہ وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو پکارتا ہے خداوند پر بھی فتوی جڑ دو

(۸) بنی اسرائیل $\frac{۱۵}{۸}$ } يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ہ

اسی دن پکارینگے ہم تمام لوگوں کو ان کے ائمہ کے ساتھ۔

(۹) ال عمران $\frac{۳}{۶}$ } فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ

(۱۰) مومنون $\frac{۱۸}{۴}$ } وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور بے شک آپ ان کو بلاتے ہیں صراط مستقیم کی طرف نبی ﷺ پر بھی فتوی لگادو۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

توان آیات دعا سے جب دعا بمعنی عبادۃ نہ ثابت ہوئی اوران آیات کریمہ میں دعا موجود لیکن یہ مدعوین مشرک د بن سکے تو مابعد کے وہابی ...... محض پکارنے والوں پر فتوی لگانا بیوقوفی سمجھتے ہوئے خاموش ہو گئے۔ جب ثابت ہو گیا کہ ہر پکارنا عبادۃ نہیں بلکہ جس مقام پر دعا کو شرک کہا گیا ہے یا کوئی سرزنش وارد ہوئی وہاں دعا بمعنی عبادۃ شرک کہا گیا ہے۔ جو شیوہ کفار ہے نہ مومنین اور وہاں عبادۃ بھی الوہیت کی تخصیص کی بنا پر مراد ہوگی۔ ورنہ نہیں کیونکہ عبادۃ محض اللہ جل شانہ کے واسطے ہی مختص ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

(۱) مومنوں ۱۸/۶} وَمَنْ یَدْعُ مع اللہ اِلٰھًا اٰخر

(۲) شعراء ۱۹/۱۱} فَلا تدْعُ مع اللہ الٰھًا اخر فتکُونَ مِنَ الْمُعذَّبِیْنَ

(۳) نمل ۲۰/۵} ءَ الٰہٌ مع اللہ قلِیْلا مَّاتذکّرُوْن

(۴) نمل ۲۰/۹} وَلا تدْعُ مَعَ اللہ الٰھًا آخرلا اِلٰہَ الّاھُو

(۵) فرقان ۱۹/۲} وَالَّذِیْنَ لا یدْعُوْن مع اللہ الٰھًا آخر

توان آیات سے صاف ثابت ہے کہ الوہیت میں شرکت مِــــنْ دُوْن اللہ محال ہے۔ انبیاء اللہ او ر اولیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں ہیں اوران کو پکارنا الوہیت کا پکارنا نہیں بلکہ ندائے رسالت یا ندائے ولایت ہے اور شرعا مطلقا دعا ممنوع نہیں جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ بلکہ دعا غیر فی الالوہیت شرک ہے۔ جو بمعنی عبادۃ ہے اور نہ محض پکارنا ہی عبادۃ بن سکتی ہے بلکہ الٰہ یعنی معبود سمجھ کر جس کو پکارا جاوے اس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہوگی جیسا کہ حدیث پاک میں بھی مذکور ہے۔

رعد ۱۳/۲} (وَالَّذِیْنَ یدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہ) کے تحت فرماتے ہیں۔

بخاری شریف ۲/۶۸۰} وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِيْ عَبَدَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثل پھیلانے والے کی اپنے دونوں ہاتھوں کو مثل مشرک کی وہ جس نے عبادۃ کی اللہ کے ساتھ معبود اور کی۔

تو ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دعا سے غیر معبود کی عبادت مراد لی ہے نہ محض دعا بغیر اللہ عبادۃ ہے۔

یہ ہے جناب ترجمہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو تمہارے عقیدہ وہابیہ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جڑ کاٹ کر رکھ دی جو تم لوگ اکابرین کے محض پکارنے کو عبادت بنا بیٹھے ہو ثابت ہوا کہ الوہیت میں غیر کو پکارنا عبادۃ ہے اور یہی معنی الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ کے ہیں۔

بخاری شریف ۲/۷۱۵} مَاتَدْعُوْنَ لَا يَسْتَحِقُّ اَنْ يُعْبَدَ

اس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہیں۔

طوالت کے خطرہ سے دو حوالے ہی حدیث شریف سے کافی ہیں ورنہ کئی حوالہ جات تحریر کئے جاتے۔

''وہابی'' بھائی مولانا بالکل تسلی ہوگئی مگر ایک آیت کا مطلب سمجھا دو دیکھو قرآن کریم میں مذکور ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا

کہ بلاؤ ان لوگوں کو کہ دعویٰ کرتے ہو تم سوا اس کے بس نہیں اختیار رکھتے کھولنا

برائی کام سے ور نہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں طرف پروردگار اپنے کی وسیلہ کونسا ان میں سے بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت اس کے کی اور ڈراتے ہیں عذاب اس کے سے تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا۔

بھلا باقی مذکورہ ایا تو واقعی کفار اور بتوں ی توہین کے واسطے رب العزۃ نے بیان فرمائیں جو مفسرین واقوال صحابہ کرام وحدیث شریف ومتقدمین کے تراجم سے معلوم ہو چکا ہے اب یہ آیت مذکورہ بالا ایک ایسی چوٹ ہے جس نے قبر پرستوں انبیاء پرستوں اور پیر پرستوں کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے کیونکہ یہ آیت خصوصا ان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے لوگ انبیائے کرام کی پوجا کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اور ان سے مشکلکشائی کے خواہاں ہو وہ تم سے کوئی کسی قسم کی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ تو خود اپنے لئے وسیلہ نجات کے متلاشی ہیں تمہاری نجات وہ کیا کر سکیں گے اب اس کا جواب کوئی سنی انشاء اللہ نہیں دے سکے گا۔

''محمد عمر'' دوست واقعی تمہاری پیش کردہ آیت انبیاء کرام کی پرستش کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ ان کو رسول اللہ ماننے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہم احناف ان کو رسول اللہ مانتے ہیں الٰہ اور معبود نہیں سمجھتے خداوند جل وعلیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں ان کفار کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ انبیاء کرام اور ملائکہ کو معبود سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور عزیز علیہ السلام کو اور ملائکہ کو بنات اللہ اور ابن اللہ کہتے تھے جیسے ان کو ابن اللہ سمجھنا کفر ویسا ہی ان کو رسول اللہ ہونے سے بھی اگر کوئی تم جیسا انکار کرے تو وہ بھی کافر یعنی اگر افراط سے کفر لازم آتا ہے تو تفریط سے بھی تو کفر لازم آتا ہے انہوں نے ابن اللہ کہہ کر کفر کیا تم نے ان کو ذلیل سمجھ کر کفر کیا۔

روم $\frac{21}{6}$ } فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَایُوْقِنُوْنَ پس

صبر فرمائیے۔ یارسول اللہ ﷺ بیشک اللہ اوعدہ سچا ہے۔ اور نہ خفیف سمجھیں آپ کو بے یقینے لوگ لیکن اہل سنت و جماعت ابن اللہ کہنے کو بھی کفر سمجھتے ہیں اور ان کی تذلیل کرنے والے کو بھی کافر اور اللہ رب العزت نے کفار کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ فلا یملکون کشف الضر عنکم چونکہ تم انکو ابن اللہ کہتے ہو اور ملائکہ کو بنات اللہ کہتے ہو اس لئے وہ تم سے بسبب تمہارے کفر کے تکلیف کو دور نہیں کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ سے فتویٰ کفر ثبت فرمایا ہوا ہے اور یہ حکم کفار کو بطور سزا سنایا گیا ہے۔ کہ چونکہ تم خداوند کے رسول کو رسول اللہ ہونے کی بجائے ابن اللہ کہہ کر کفر کرتے ہو اس وجہ سے وہ بھی گو نبی اللہ ہیں لیکن تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں گے کیونکہ تم کافر ہو اس آیت کریمہ میں کفار کو ان کے کفریہ عقیدے کی بنا پر بے امید کر کے عتاب ہوا ہے نہ کہ تذلیل انبیاء علیہم السلام مراد ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مردے کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور ان کے ماننے والے ان کی سفارش سے بھی محروم رہیں کتنی بری بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل ثابت کر کے جھڑکیاں دیں کہ ایسے اولوالعزم نبی اور تم محروم تم ان کو مانتے تو ہو لیکن تم نے بجائے رسالت کے کفریہ عقیدہ رکھا جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا تو کیا مانا ان کو نبی اللہ ہونے کا صحیح عقیدہ کیوں نہیں بنا لیتے تا کہ اگر تم سے کوئی جرم بھی ہو جائے تو تمہاری بخشش ہو سکے۔ لیکن ان کو مشکل یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر صحیح ایمان لے آئیں تو ان کو مصطفیٰ ﷺ پر بھی ایمان لانا پڑتا ہے۔ یہ امر ان کے ایمان لانے کے آگے آڑے آتا ہے تو خیر یہ آیت کفار کی تذلیل ثابت کر رہی ہے نہ کہ کمزوری انبیاء علیہم السلام کو کیونکہ کفار سے ان کا تکلیف کو نہ دور کرنا معاذ اللہ ان کی خفت پر دال نہیں جیسا کہ تم بھی نبی ﷺ کو ماننے کا دعویٰ رکھتے ہو اور ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ ہم سے تکلیف یعنی عذاب الٰہی کو دور

نہیں کر سکتے تو تمہارے اس استدلال نے تمہارے ایمان کا پول نکال کر رکھ دیا کہ ہوں رحمۃ اللعالمین لیکن تم محروم تو ثابت ہو گیا کہ نبی ﷺ کو تمہارا کمزور سمجھنا تمہیں ایمان سے خارج کر رہا ہے اور ایسے لوگوں نے واقعی مصطفیٰ ﷺ کی سفارش سے محروم رہنا ہے تو اس میں آپ کی خفت نہیں بلکہ تمہاری خفت ہے ایسے ہی مذکورہ بالا آیت میں کفار کو عیسیٰ علیہ السلام کے استفادہ سے محروم رکھنا مراد ہے جس کو تم الٹ سمجھے بیٹھے ہو جب اللہ تعالیٰ نے ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے امیدی ثابت کر دی تو اب ان کفار مثلثیں کو شان مصطفیٰ ﷺ کی ظاہر فرمائی جس کے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام وعزیز علیہ السلام کو بھی الوہیت سے مبرا فرمایا اور آگے فرمایا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ یہی وہ لوگ ہیں (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وعزیز علیہ السلام جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو) جن کی عبادت کرتے ہو (وہ معبود نہیں بن سکتے کیونکہ وہ خود) اپنے رب کی طرف جونسا ان کا زیادہ قریب ہے (مصطفیٰ ﷺ) اپنے رب کی طرف وہ (اس کا) وسیلہ طلب کرتے ہیں۔ جملہ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کا ہی ثبوت پیش کر رہا ہے کیونکہ انبیا ہم علیہم السلام سے خدا کے زیادہ اقرب نبی ﷺ ہی ہیں جملہ انبیاء علیہم السلام آپ کے ہی منتظر ہوں گے۔ جب آپ خداوند کریم کو سجدہ میں راضی فرمائینگے تو بعد ازاں باقی انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد اولیاء کرام کلام کر سکیں گے ورنہ ایسے پہلے سب نفسی نفسی پکارینگے تو اللہ تعالیٰ نے اس امر کی دلیل پیش کی کہ میں نے تمہارے سامنے ایسے نبی الانبیاء پیش کر دیئے ہیں جن کے تمام انبیاء محتاج ہوں گے اور ان کی نبوت میرے محبوب ﷺ کی ذات کے محتاج ہے چہ جائیکہ تم ان کو معبود تسلیم کرو کتنی سخت عقل سے بعید بات ہے اور جس ذات کے انبیاء علیہم السلام محتاج ہوں تم ان سے بیزاری کا اظہار کرو اور کہو کہ وہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور جن کی رحمت باقی انبیاء علیہم السلام

تک فائز ہو بھلا ان کی امت آپ کی رحمت سے کیسے محروم رہ سکتی ہے اور جو محروم ہو وہ آپ کی امت سے ہی نہیں اور جو رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت کا خواستگار ہو تم ان پر کفار کی آیتیں چسپاں کرو کچھ خدا کا خوف کرو ایسے وہابیہ کے عقائد کی اطلاع ہمیں حدیث شریف سے مل چکی ہے۔ ہم مسلمان تمہارے وہابیوں کے پھندوں میں نہیں آسکتے سنیئے۔

بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۲} وقولُ اللہ عزّوجلّ وما کان اللہُ لیُضِلَّ قومًا بعد اِذْ ھدٰھُم حتّٰی یُبیّن لَھُم م یتقُوْنَ وکانَ ابْنُ عُمر یراھُم شِرارَ خلقِ اللہ وَقال اِنّھُم انْطلقُوْا الی آیاتٍ نزلتْ فی الْکُفّارِ فجعلُوْھا علی الْمُؤمِنِیْنَ

اور اللہ عزوجل کا ارشاد (اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہراوے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو حتی کہ بیان کرے ان کے لئے کہ وہ کس چیز سے کنارہ کش رہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ ان (خارجیوں) کو اللہ کی تمام خلقت سے بہت بری نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسی آیتوں کی طرف جو کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں پس چسپاں کریں گے۔ وہ ان کو مومنوں پر۔

قسطلانی ج ۱۰ ص ۴} وَصَلَہُ الطَّبرِیُ فِیْ تَھْذِیْبِ الْاٰثَارِفِیْ مُسْنَدِ عَلِیٍ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ذَرٍمَرْ فُوْعًا

طبری نے مسند حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تہذیب الاثار میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مستند بیان کی ہے اور مسلم کے نزدیک ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

سبحان اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کے علم غیب کی عجیب دلیل ثابت ہوئی فرمایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایسے لوگ خارجی ہوں گے۔ کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ ان کو مومنین پر چسپاں کریں گے اور اب تم فیصلہ کر لو کہ یہ شعار وہابیہ کا ہے یا نہیں جب تمہارے دلائل اسی فرمان کے ماتحت ہیں تو تم خود

فیصلہ کرو کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کے ماتحت ایسے لوگوں وخارجی اور ملحد کہا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث نبی ﷺ موجود ہے جس میں اس سے زیادہ سخت سزا مذکور ہے وہ خود قسطلانی ۱۰/۸۴ میں ملاحظہ فرمالیں آئیے اب اس آیۃ کریمہ کا فیصلہ کتب اہل سنت و جماعت سے کرالیں کہ آیا وہ کفار واقعی انبیاء علیہم السلام کو الہ معبود سمجھتے تھے بدیں وجہ یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں۔

(۱) تفسیر جلالین ۱۷۷ }(قُلْ) لَهُمْ (اُدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) اَنَّهُمْ آلِهَةٌ (مِنْ دُوْنِهٖ) كَالْمَلَائِكَةِ وَعِيْسٰى عليه السلام وعزير عليهاالسلام فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ لُضُرِّ عَتُكُمْ وَلَا تحويلا

فرمادیجئے یارسول اللہ ﷺ کفار کو کہ بلالو جن کو تم معبود گمان کرتے ہو من دون اللہ (یعنی رسول اللہ ﷺ ہونے کے علاوہ جو تم ان کو اپنا معبود سمجھتے ہو اس حیثیت سے ان کو بلالو) مثل فرشتوں کی اور عیسیٰ علیہ السلام کی اور عزیز علیہ السلام کی تو وہ تم کفار سے تکلیف کو ہٹا نہ سکیں گے اور نہ وہ کفار سے تکلیف رفع کر ہی سکتے ہیں۔ (تو معلوم ہوا کہ یہ کفار کو کہا گیا ہے کہ تم اپنے عقیدہ کے مطابق یعنی ابن اللہ سمجھ کر پکارو تو وہ چونکہ ابن اللہ نہیں ہیں تو وہ تمہارے اسی شرکیہ عقیدہ کی وجہ سے تمہاری پکار کا جواب نہ دیں گے۔ اور نہ تمہاری تکلیف کو رفع ہی کریں گے۔ کیونکہ تم نے خلاف رسالت ان کو خدا بنالیا ہوا ہے اور یہ نہیں منع فرمایا کہ اگر تم ان کو بحیثیت رسول اللہ ہونے کے بھی پکاروگے تو بھی وہ تمہاری تکلیف کو دور نہ ریں گے۔

(۲) تفسیر نسفی ۲۴۵ }(قُلْ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) اَنَّهُمْ آلِهَتُكُمْ

(۳) تفسیر ابن کثیر ۴/۴۶ }(قل) يا محمد (ﷺ) لِهٰؤُلاءِ الْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ عَبَدَ وغَيْرُ الله فرمادیئے یا محمد ﷺ ان مشرکین کو جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(۴) تفسیر کبیر ۵/۲۰۵} اعلم انّ المقصود من هذہ الآیۃ الرّدُ علی المشرکین وقد ذکرنا انّ المشرکین کانوا یقولون لیس لنا اھلیّۃ ان نشتغل بعبادۃ اللہ تعالی فنحن نعبد بعض المقربین من عباد اللہ وھم الملائکۃ ثم انھم اتخذو الذالک الملک الّذی عبدوہ تمثالا وصورۃ واشتغلوا بعبادتہ علی ھذا التاویل واللہ تعالی احتجّ علی بطلان قولھم فی ھذہ الایۃ

جان لے کہ مقصود اس ایۃ سے مشرکین کا رد ہے اور ضرور ہم نے ذکر کیا ہے۔ کہ مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں اللہ کی عبادت سے مشغول ہونے کی طاقت نہیں تو ہم اللہ کے بندوں سے بعض کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ فرشتے ہیں پھر انہوں نے بنایا ان فرشتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے بت مجسمے اور تصاویریں اور اس کی عبادۃ کے ساتھ وہ مشغول ہو گئے اس تاویل پر اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں انکی بات کے رد پر دلیل پیش فرمائی۔

اس ایۃ کے ماتحت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ وہ ملائکہ کی تصویریں اور مجسمے بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور اہل سنت و جماعت نہ کسی بزرگ کی عبادت کرتے ہیں اور نہ تصویریں اور نہ مجسمے وغیرہ ان کی پوجا کرتے ہیں یہ واقعی مشرکوں کا رویہ ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے ملائکہ کی تصویر کے بت گھڑے ہوئے یہاں مراد ہیں۔

''وہابی'' نوح السلام کے زمانہ میں کفار بھی تمہاری طرح ولیوں اور نبیوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ودو یعوق و نسرو یغوث وسواع یہ نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بزرگوں کے نام تھے بلا شک. بخاری شریف نکال کر دیکھ لو تو نوح

علیہ السلام نے بدعا فرمائی کہ یا اللہ یہ کفار ودو یعوق و نسر و غیرھم کو چھوڑتے نہیں۔ ان کا ایک تخم نہ رہنے دے یہ بے ایمان توحید کو مانتے ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو بزرگوں کے ماننے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا یاد رکھو تم بھی اسی لائق ہو کوئی عبدالقادر کو پکارتا ہے کوئی باہو کو پکارتا ہے کوئی شکر گنج کہتا ہے یہ سب شرک ہے تم تسلیم کرو یا نہ۔

''محمد عمر'' خداوند تم کو ہدایت نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تحریف سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے قرآن کریم کے اصل کو بدل کر بیان کرنا بھی تمہارا ہی حصہ ہے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کی اور مطلب جدھر مرضی چاہا پھیر کر لے گئے ذرا ایت قرآنی ملاحظہ ہو۔

نوح ۲۹/۲} وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا اور انہوں نے کہا نہ چھوڑو تم اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو تم ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق اور نہ نسر کو۔

وہابی صاحب قرآن کے چور ہیں الفاظ قرآنی کو بھی چرانے سے فرق نہیں کرتے لَا تَذَرُنَّ کو پڑھ لیا اور اٰلِهَتَكُمْ کو چھوڑ دیا افسوس صاف اتنا موٹا لفظ لکھا ہوا ہے کہ ان پر کفر کا فتویٰ اس واسطے عائد ہوا کہ وہ ان بزرگوں کے مجسمے بنا کر ان کو الہ یعنی اپنا معبود سمجھتے تھے۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا فرمائی تو خداوند نے بھی ان کی غرق کیا کہ وہ خدا کی توحید کے بھی قائل نہ تھے اور وہ کفار بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے دیکھو۔

بخاری شریف ۲/۷۳۲} کتاب التوحید ۵۱ محمد بن عبدالوہاب} حدثنا ابراھیم ابن موسیٰ قال اخبرنا ھشام عن ابن جریج وقال عطاء عن ابن

عباس صَارَتِ الْاَوْثَانُ التی کانَتْ فی قَوْمِ نُوْحٍ فی العرب بعدُا ماوُدُکانت بکَلْبٍ بَدَومَۃِ الجندلِ واما سُواعُ کانت لھذیل وَاِمَّا یغو ُ فکانت لمراد شد لنبی طیف باالجوف عند سبَاوَ امَّا یَعُوق فکات لھمد ان وامَّانسرٌ فکانت لحمیر لال ذی الکلاع و نسرا اسماءُ رِجَالٍ صَالحِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا ھَلَکُوْا اَوْحی الشیطَانُ اِلٰی قَوْمِھِمْ اَنْ اَنْصِبُوْا فَلَمْ نَعْبُدْ حَتّٰی اِذَا اُھْلِکَ اُوْلٰئِکَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت عرب میں نوح علیہ السلام کی قوم کے اندر بت تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ ود شہر دومہ جندل میں نبی کلب کا بت تھا اور لیکن سُواع ہذیل کا بت تھا اور لیکن ث نبی مراد کا بت تھا پھر جوف متصل سبا مدینہ بلقیس میں نبی غطیف نے اس کو اپنا معبود بنالیا اور لیکن ق بت ہمدان نے اپنا معبود بنایا ہوا تھا اور لیکن بت ذوالکلاع کی ال حمیر قبیلے کا معبود تھا اور وغیرہم یہ تمام بت نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے نام سے پکارے جاتے تھے پس جب وہ بزرگ فوت تو گئے تو شیطان نے ان کی قوموں کی طرف وحی کی کہ جہاں یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی جگہ ان کے نتے بت بنا کر کھڑے کر دو اور ان بزرگوں والے نام ان بتوں کے رکھ دو تو ان لوگوں نے شیطانی انگیخت سے ایسے ہی کیا پھر ان کی پرستش شروع ہوئی حتی کہ جب یہ بت نصب کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا تو ان بتوں کی پوجا شروع ہوگئی۔ اور اے حدیث شریف کے چور وحدیث نے تمہارا پول نکال دیا تم نے جو کہا تھا کہ وہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے تھے غلط ثابت ہوا بلکہ حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ وہ لوگ بزرگوں کے نتے بت جو نصب کئے ہوئے تھے ان کی پوجا کرتے تھے اور ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا اور ان بتوں کے نام وہ بزرگوں والے ہی رکھ دیتے پھر

اسے شارحین بخاری سے دریافت فرمالیں۔

فتح الباری ۲۰/۲۷۶ ج شرح بخاری شریف} قال فی قولہ تعالیٰ ودا ولا سواعا الایة قال اوثان کان قوم نوح یعبدونھم

اللہ تعالیٰ کے فرمان ودا ولا سواعا اخیر ایت تک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بت تھے جن کی وہ عبادۃ کرتے تھے۔

پھر بت پرستی کی ابتدا فرمائی کہ کیسے شروع ہوئی۔

فتح الباری ۲۰/۲۷۸ ج} فَمَاتَ رَجُلٌ مِنهُمْ فَجُزِعَ عَلَيْهِ فَجُعِلَ لَا يُصْبرُ عَنْهُ فَاتُّخِذَ مِثَالاً عَلٰى صُوْرَتِهٖ فَكُلَّمَا اِشْتَاقَ عَلَيْهِ نَظَرَهٗ ثُمَّ مَاتَ فَفُعِلَ بِهٖ كَمَا نُعِلَ

جب مرگیا آدمی ان سے تو اس پر رویا پٹیا گیا پھر اس سے صبر نہ کیا جاتا تو اس کی صورت کی ایک مثال کا بت گڑھا جاتا پھر جب اس کے شوق نے جوش مارا تو اس کے بت کو دیکھ لیا پھر جب وہ گڑھنے والا مر گیا تو بت پرستی شروع ہو جاتی۔

اور قسطلانی شرح بخاری شریف نے بھی ۱۰۴/۷ ج میں یہی تحقیق کی ہے۔

یہ ہے جناب کی چوری جو قرآن میں بھی تم نے کی اور حدیث میں بھی سرقے سے کام لیا اور یہاں تو نہ ان کا بت اور نہ اس کی تصویر اور نہ ان کی پوجا بلکہ مطابق شریعت محمد یہ قبر بنائی جاتی ہے اور جب کوئی کسی زائر سے دریافت کرے کہ کہاں جاتے ہو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ فلاں بزرگ کے مزار مقدس پر جا رہا ہوں اور وہاں جا کر وہ قرآن کریم کی چند آیات پڑھتا ہے مراقبہ کی حالت میں اپنے قلب کو موت کی یاد دلاتا ہے اگر کوئی صاحب کشف ہو تو وہ اس صاحب قبر کی زیارت سے مشرف ہو کر فیض حاصل کرتا ہے ورنہ متقدمین اصحاب قبور سے عبرت

حاصل کرتے ہیں اگر کسی نے کوئی جیسے بھی منت وغیرہ مانی ہو مثلاً قرآن پڑھنے کی منت ہوتو وہ صاحب قبر کو پڑھ کر بخش آتا ہے۔ بشرطیکہ بھنگی چرسی نہ ہوں اور اگر کسی نے کوئی جانور کی منت مانی ہوتو وہ وہی جانور لیجا کر کسی صاحب شرع فقیر کو اس صاحب قبر کی طرف سے صدقہ کرآتا ہے اور جو خلاف شرع ہوں ان کو ایسے صدقات دینے ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہیں اگر غلط ہے تو ہماری کسی کتاب چھوٹی سے چھوٹی کی تحریر ثابت کردو کہ تمہارے نزدیک بھنگیوں چرسیوں شرابیوں کو دینا جائز ہے یا تم کسی حدیث یا آیت قرانی سے ان مذکورہ بالا امورات کو شرک یا ناجائز ثابت کردو۔ و انَ لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقو النّار الّتِیْ وَقُوْدُھا النّاسُ والحِجرةُ اُعِدَّتْ لِلْکافِرِیْنَ آؤ وہابیو باز آجاؤ اور کفار اور بتوں والی آیتیں مومنوں پر چسپاں نہ کرو اور اپنے امال کو بے ایمانی کی رو میں نہ بہاؤ۔

تو ان آیات کریمہ سے جو تم نے پیش کی ہیں وہ تمام بتوں اور کفار کے متعلقہ تھیں چاہے کسی نے نبیوں ولیوں کے بت ہی یوں نہ بنائے ہوں بہر صورت تم نے دعامن دون اللہ کی آیات پیش کیں جس کے معنی عبادۃ ہیں اور من دون اللہ سے مراد بت ہیں جیسا کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت ہو گیا آیئے حدیث شریف سے بھی اس کا ثبوت پیش کردوں۔

بخاری شریف ۲/۱۰۷ {من دون اللہ بالاوثان.

اور قرآن کریم نیں بھی جو من دون اللہ کے صفات رب العزۃ نے بیان فرمائے ہیں ان سے مختصر بیان کئے گئے جو تم نے سن لئے ہیں کہ من دون اللہ کی صفات سے چند یہ ہیں مثلاً:

صفات مِنْ دُوْنِ اللہ

(۱) مَنْ لَا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مِنْ دُوْنِ اللہ
قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔

(۲) وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غٰفِلُوْن مِنْ دُوْنِ اللہ
ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔

(۳) وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاءً
جب آٹھائے جائیں گے تو مِنْ دُوْن اللہ ان کے دشمن ہوں گے۔

(۴) وَكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ
اور وہ مِنْ دُوْنِ اللہ اپنے عابدین کی عبادت کا انکار کریں گے۔

صفات عباد اللہ

اور یہ انبیاء علیہم السلام کی شان نہیں اور اولیاء کی شان نہیں بلکہ وہ جواب دیتے ہیں۔

اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ غافل نہیں ہیں۔

یہ بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شان کے خلاف ہے کیونکہ وہ اپنے متبعین کو پہنچائیں گے اور سفارش کریں گے نساء ۵/۸ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا جھوٹے معبودین کی طرح انشاء اللہ دشمن نہ ہوں گے کیونکہ یہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی شان ہوگی۔

یہ بھی اولیاء اور انبیاء کی شان نہیں کیونکہ ان کی ہم عبادت نہیں کرتے بلکہ اتباع کرتے ہیں اور وہ ہماری اتباع کا انکار نہ فرماوینگے بلکہ

صفات مِنْ دُوْنِ اللہ

(۵) مَایَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ مِنْ دُوْنِ اللہ وہ ہیں جو کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

(۶) لَایَخْلُقُوْنَ شَیْأً وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہ
کچھ بنا نہیں سکتے وہ خود گھڑے ہوئے ہیں۔

(۷) اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ مِنْ دُوْنِ اللہ۔ میں ذاتی موت ہے جمود ہیں حیات ہے ہی نہیں کسی وقت بھی۔

صفات عباد اللہ

نبی ﷺ ربّ اُمتی فرما کر گنہگاروں کی بخشش فرماویں گے اور پیران عظام بھی سفارش کریں گے اور اپنی اتباع کا انکار نہ کریں گے یہ شیوہ مذکورہ آیت کا مِنْ دُوْنِ اللہ معبودین کا ہے۔

اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ بہت کچھ کے مالک ہیں جو واضح ہو چکا لہٰذا مِنْ دُوْنِ اللہ نہ ہوئے کیونکہ یہ شان رسالت وولایت کے خلاف ہے شان اہل اللہ یہ ہے قُلْنَا یٰذَالْقَرْنَیْنِ اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَتَّخِذَ فِیْھِمْ حُسْنًا

انبیاء کرام اور اولیاء کرام کسی کے گھڑے ہوئے نہیں بلکہ خدا وند کے پیدا شدہ ہیں۔ اور آگے خلق کی طاقت بھی عطائی رکھتے ہیں لہٰذا مِنْ دُوْنِ اللہ نہ ہوئے۔

اس عنوان سے انبیاء کرام و اولیاء کرام کی ذات مبرا ہے جیسا کہ واضح ہو چکا لہٰذا مِنْ دُوْنِ اللہ نہ ہوئے۔

صفات مِنْ دُوْنِ اللہ

(۸) وَمَایَشْعُرُوْنَ اَیَّان یُبْعَثُوْنَ

اور مِنْ دُوْنِ اللہ قیامت سے بے خبر ہیں۔

(۹) قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا و شَهِدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ کَانُوْا کَافِرِیْنَ.

(فرشتے جان لینے آئینگے تو وہ سوال کریں گے تو عابدین اپنے جھوٹے معبودین کا انکار کریں گے)

ترجمہ: کہیں مِنْ دُوْنِ اللہ ہم سے غائب ہیں اور وہ اپنے کفر کا خود اقرار کریں گے۔

(۱۰) لَایَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ اِلَی الْمَاءِ وَ مَا هُوَا بِبَالِغِهٖ

(مِنْ دُوْنِ اللہ) نہیں قبول کرتے وہ ان کی دعا کو کچھ بھی مگر جیسا کہ کوئی

صفات عباد اللہ

یہ بھی جھوٹے معبودین کی شان ہے انبیاء کرام واولیاء کرام قیامت سے باخبر ہیں لہٰذا مِنْ دُوْنِ اللہ کی یہ صفت بھی ان میں نہ ہوئی تو مِنْ دُوْنِ اللہ نہ ثابت ہوئے۔

یہاں اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ متبعین رسل و اولیاء اللہ بوقت موت ان کو غائب نہ کہیں گے بلکہ نبی ﷺ بوقت موت اپنے غلاموں کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں اور ہم مصطفی ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اور مومن آپ کی اتباع کا اسوقت انکار بھی نہیں کرتا لہٰذا مِنْ دُوْنِ اللہ نہ ہوئے اگر مِنْ دُوْنِ اللہ ہوتے تو اس وقت جھوٹے معبودوں کی طرح غائب ہوتے۔

انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے اور ان کی قبروں سے بھی ان کا فیض لوگوں کو ہر وقت پہنچتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ رہے گا ورنہ ولایت کا

صفات مِنْ دُوْنِ اللہ	صفات عباد اللہ
اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف لمبے کرے اور پانی اس کے پاس نہیں پہنچنے والا۔	خاتمہ ہو جائے یہ مذکورہ شان مِنْ دُوْنِ اللہ کی ہے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں ہیں۔
(۱۱) عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْکُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ.	انسانوں کی مثل تو ہیں لیکن انسان نہیں کیونکہ ان کو اگر پکارو تو تمہاری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔
اعراف {۹/۲۴} مِنْ دُوْنِ اللہ تمہاری مثل بندے (نظر آتے ہیں) پھر پکارو تو سہی ان کو اگر تم (ان کی عبادت میں) سچے ہو تو تمہاری بات کا جواب تو دیں۔	مِنْ دُوْنِ اللہ سے مراد بت ہے۔ اس آیۃ کریمہ سے صاف ثابت ہو گیا کیونکہ وہ آدمیوں جیسے تصور میں تو نظر آتے ہیں چونکہ وہ جمادات ہیں جواب نہیں دے سکتے۔ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اس سے ممتاز ہیں کیونکہ وہ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ کے ماتحت نہیں اگر اصحاب قبور کو کلام کی جاوے۔ تو جواب دیتے ہیں ثابت ہوا کہ وہ مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں۔
(۱۲) اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا	یہ بتوں کی شان ہے کہ ان کے پاؤں ہیں لیکن چل نہیں سکتے ایسے ہی باقی اعضا بھی موجود ہیں لیکن بیکار ہیں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی حالت

صفات من دون اللہ

کیامِنْ دُوْنِ اللہ کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیاان کے ہاتھ ہیں جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں۔

صفات عباد اللہ

اس کے برعکس ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا کیونکہ ان کی شان ہے کہ تَتَلَقَّاھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ان کو ملائکہ استقبال کے لئے آتے ہیں اگر وہ مِنْ دُوْنِ اللہ ہوں نہ سنیں اور نہ دیکھیں وغیرہ وغیرہ تو معاذ اللہ فرشتے ایسوں کا استقبال کرتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ شان بتوں کی ہے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کھاتے ہیں پیتے ہیں جنت کے باغات میں عیش کرتے ہیں ان کی سمع و بصر وغیرہ ہم سے زیادہ قوی ہیں۔

(۱۳) اعراف $\frac{9}{۲۴}$ } لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ

من دون اللہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی جانوں کو بچا سکتے ہیں۔

یہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی تیرھویں صفت ہے کہ وہ اپنی جانوں کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتے چہ جائیکہ وہ تمہاری مدد کرسکیں نبی ﷺ اپنی گنہگار امت کو بخشا کر جنت میں لے جائیں گے اور اولیاء اللہ بھی بعد ازاں سفارش کر کے بخشائیں گے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں بلکہ یہ ہیں ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

صفات من دون الله	صفات عباد الله
(۱۴) وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۔ اور اگر تم مِنْ دُوْنِ اللہ کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ ہدایت سنتے ہی نہیں۔	اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ مِنْ دُوْنِ اللہ بے ہدایتے ہیں اور ان کی شان ہے۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وما بينهما تناقض لهٰذا حزب الله مِنْ دُوْنِ اللہ نہ کہلائیں گے۔
(۱۵) وَتَدَاهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْکَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ.	مِنْ دُوْنِ اللہ کی شان یہ ہے کہ ان میں قوۃ باصرہ نہیں تو وہ بت ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی وَتَدَاهُمْ فرما کر مِنْ دُوْنِ اللہ سے ممتاز فرمایا۔
(۱۶) حج ۱۷/۱۰ } لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ اگر وہ تمام مِنْ دُوْنِ اللہ جمع ہو جاویں تو ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔	یہ شان ہے مِنْ دُوْنِ اللہ کی اور نبی ﷺ لما يحييكم سے تمام کی زندگی آپ کے باعث ہے بلکہ تمام مخلوق کی زندگی کے سبب حضور ﷺ ہیں۔ پتھر کی طرف یا کنکروں کی طرف آپ کی نگاہ پاک اٹھی تو جانور بن گئے بلکہ گویا بن گئے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں۔

صفات من دون الله

(۱۷) وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ

اوراگر مِـــنْ دُوْنِ الله سے مکھی کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے۔

(۱۸) بنی اسرائیل ۱۵/۶}

فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ

پس نہیں مالک ہیں وہ تم سے تکلیف دور کرنے کے

صفات عبادالله

میں مِـــنْ دُوْنِ الله کی سترھویں صفت ہے کہ ان سے اگر مکھی کچھ چھین کر لے جاوے تو اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے اور شان مصطفیٰ ﷺ یہ ہے کہ آپ دوزخ سے چھڑا سکتے ہیں ادھر مِـــنْ دُوْنِ الله میں اتنی کمزوری ادھر اتنی طاقت کہ عزرائیل نزدیک آنے کی جرات نہیں رکھ سکتا مکھی کی تو کیا ہی طاقت ہے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام مِنْ دُوْنِ الله نہیں مِنْ دُوْنِ الله بت ہی ہیں۔

یہ مِنْ دُوْنِ الله کی آٹھارویں صفت ہے کہ وہ تکلیف کو دور نہیں کر سکتے اور نبی کریم ﷺ بـالـمُـؤْمِـنِـیْـنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ انبیاء کرام مِنْ دُوْنِ الله اور حِـزْبَ الله هُـمُ الـغَالِبُوْنَ کے فرمان سے اولیاء الله بھی

صفات من دون اللہ	صفات عباداللہ
	مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں ہو سکتے۔ قَالُوْ یٰمُوْسَی ادْعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَکَ وَلَئِنْ کَشَفْتَ عَنَّا الرِّ جزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَکَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَکَ بَنِی اِسْرَائِیْل فَلَمَّا کَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰی اجلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَا هُمْ یَنْکُثُوْنَ ایمان وار کے واسطے اشارہ کافی ہے۔
(۱۹) عنکبوت $\frac{۲۰}{۴}$} مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَاءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ مثال ان لوگوں کی جنہوں نے مِنْ دُوْنِ اللہ کو مددگار یا کارساز پکڑا مثل مکڑی کی ہے۔	نساء $\frac{۵}{۲۰}$} بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا نِ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ان منافقوں کو عذاب الیم کی خوشخبری دیجئے جو مومنوں کے سوا اپنا مددگار بناتے ہیں۔
	نساء $\frac{۵}{۲۱}$} یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ من دونِ الْمُؤْمِنِیْنَ

صفات من دون الله	صفات عباداللہ
	اے ایمان والومومنین کے سوا کفار کو اپنے مددگار نہ بناؤ۔ معلوم ہوا کہ مومنین مِنْ دُوْنِ اللہ بھی نہیں اور کمثل العنکبوت بھی نہیں اور کیا رب العزۃ نے معاذ اللہ کمثل العنکبوت کے زمین و آسمان اور ہر شئی تابع کر دی کچھ خیال کرو معلوم ہوا کہ ان کی امداد بغیر کچھ نہیں ملتا۔
(۲۰) عنکبوت ۲۰/۴} اِنَّ اللہَ یَعْلَمُ مَایَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جن مِنْ دُوْنِ اللہ کو تم پکارتے ہو وہ کچھ نہیں۔	وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ معلوم ہوا کہ مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں مِنْ شیء کہاں اور رحمۃ للعالمین کہاں کچھ تو انصاف سے کام لو
(۲۱) اعراف ۸/۳} اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ اللہ بیشک انہوں نے بنالیا ہے شیاطین مِنْ دُوْنِ اللہ کو کارساز	اس آیت کریمہ میں رب العزۃ نے مِنْ دُوْنِ اللہ پر شیاطین کا اطلاق فرمایا اور شیطان کو مِنْ دُوْنِ اللہ کہا اور شیاطین سے مسلمان کو۔ خدا کی

پناہ اور شیاطین کا کام ہے ۔ اِنَّ
الشَّیاطِینَ لَیُوحُونَ اِلٰی اولِیَاءِ
ھِمْ اپنے دوستوں کے دلوں میں
وساوس ڈال کر گمراہ کرنا اور انبیاء
کرام کا عمل ہے ہدایت اِنَّکَ
لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیم
اور آپ کی اطاعت میں بھی یہی
فعل ہے اور اولیاء کرام کا اَئِمَّۃً
یَھْدُوْنَنَا بِاَمْرِنَا تو اولیاء الشیاطین
اور شیاطین کے احکام والی آیات کو
انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا
اور ان جیسا سمجھنے والا وہ ابلیسی
جماعت کا نمائندہ ہے حزب اللہ
سے اسے سروکار نہیں۔
شیاطین مِنْ دُوْنِ اللہ ثابت
ہوئے نہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ
فتدبر اور اگر ان کو مِنْ دُوْنِ اللہ
سمجھو گے تو پھر تم مطیع شیطان ہی
کہلاؤ گے اور امت شیطان
کہلانے کے حقدار ہو گے امت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہلا سکو گے۔

صفات من دون الله

(۲۲) سبا ۲۲/۳ } قُلِ ادْعُوا الَّذِینَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ

فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ دعا مانگو ان مِنْ دُوْنِ اللهِ سے جن کو تم گمان کرتے ہو نہیں ملکیت رکھتے وہ ایک ذرے کی نہ آسمانوں میں نہ زمین میں۔

(۲۳) فاطرہ ۲۲/۵ } اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ

صفات عباداللہ

یہ مِنْ دُوْنِ اللهِ کی بائیسویں صفت ہے کہ ان کو اللہ نے ایک ذرے کا مالک نہیں بنایا حالانکہ عباد اللہ کی شان یہ ہے۔

نساء ۵/۸ } اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَا اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ الْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا کیا جلتے ہیں لوگ اس چیز پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا پس تحقیق دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی آل کو کتاب اور حکمۃ اور دیا ہم نے ان کو مُلْكً عَظِیْمَ.

ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللهِ نہیں ہیں۔

مومن ۲۴/۷ } جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ میرے پاس میرے رب کی طرف سے بینت آئیں۔

صفات من دون اللہ

کیا مَنْ دُوْنِ اللّٰہ کو ہم نے کوئی کتاب دی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے بینہ پر ہیں۔

(۲۴) لقمان ۲۱/۴} ذالِکَ بِانَّ اللّٰہ ھُوَ الْحَقُّ وَانَّ مَایدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ

یہ بہ سبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے اور جس مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ باطل ہے۔

حج ۱۷/۸} ذالِکَ بِانَّ اللّٰہ ھُوَ الْحَقُّ وَانَّمَا یدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ ھُوَ الْبَاطِلُ

یہ بہ سبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے اور جس ذالِکَ بِانَّ اللّٰہ ھُوَ الْحَقُّ وَانَّ مَایدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہ

صفات عباداللہ

اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ

ہم نے آپ کی طرف کتب اتاری معلوم ہوا کہ نبی ﷺ پر کتاب اتاری گئی تو من دون اللہ نہ ہوئے کیونکہ من دون اللہ کے کذب کی اور من دون اللہ ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی خدائی کتاب نہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی

اگر یدْعُوْن کے معنی صرف پکارنا ہی لئے جاوینگے تو بڑی خرابی لازم آئیگی جس کو تم پکارو گے ماسوائے اللہ تو وہ باطل ثابت ہوگا اور اگر مِنْ دُوْنِ اللہ سے مراد اگر بت نہ لئے جاویں بلکہ انبیاء و اولیاء کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ ذات اولیاء و انبیاء اللہ بموجب ان دونوں آیات کے اباطیل ثابت ہوں گے حالانکہ باطل آجاوے تو اس پر اللہ تعالیٰ حق کو پھینکتے ہیں تو وہ حق باطل کو تباہ کر دیتا ہے اور حق کو اللہ تعالیٰ ثابت و

صفات من دون اللہ

الْبَاطِلُ کی وہ عبادت کرتے ہیں وہی باطل ہے۔

دعا بمعنی اگر یہاں پکارنا ہی لیا جاوے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے تو معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ باطل ثابت ہونگے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

انبیاء ۱۷/۲ }بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَاِذَاهُوَ زَاهِقٌ

بلکہ پھینکتے ہیں ہم حق کو باطل پر تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے۔ تو وہ اس وقت مٹ جاتا ہے۔

انفال ۹/۱ }لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ.

تا کہ ثابت رکھے اللہ تعالیٰ حق کو اور تباہ کرے باطل کو۔

صفات عباداللہ

غالب رکھتے ہیں اور باطل کو مٹا دیتے ہیں تو میرے خیال میں جب وہابیوں کے نزدیک انبیاء کرام و اولیا کرام مِنْ دُوْنِ اللہ اور باطل ٹھہرے تو بت اور کفار کو تو ضرور حق سمجھتے ہوں گے اور اسی لئے کفر کا ساتھ دیتے ہیں اور حزب اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ رب العزۃ کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.

اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر اسی لئے بھیجا ہے تا کہ تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ کفار کیوں نہ چلائیں۔

اور پھر فرمایا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ ضرور میں غالب رہوں گا۔ اور میرے تمام رسول اور حِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ کا حکم تو اولیاء اللہ کو

صفات من دون اللہ

نحل ۱۴/۱۰} اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰہِ ھُمْ یَکْفُرُوْنَ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

کیا پس باطل کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ وہ انکار کرتے ہیں اور مِــنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی

عبادت کرتے ہیں۔

محمد ۲۶/۱} ذالک بِـاَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اتَّبَعُوْا الْبَاطِلَ

یہ بایں طور کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کی تابعداری کرتے ہیں۔

صفات عباداللہ

ل چکا ہے ثابت ہوا کہ یہ تمام مِــنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں ورنہ ان کو اللہ غلبہ نہ عطا کرتے بلکہ مٹا دیتے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے پھر اگر انبیاء کرام مِـنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہیں تو تم باطل کا کلمہ پڑھتے ہو باطل کی اطاعت کرتے ہو باطل کا کلمہ پڑھتے ہو باطل کی امت

ہو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ باطل کے ساتھ ایمان لائے اور نعمت اللہ یعنی رسل کو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہہ کر رسالت کا صاف انکار ہے معلوم ہوا اولیاء اللہ ورسل مِـنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

نساء ۵/۸} یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

اس آیۃ کریمہ سابقہ میں ثابت کیا گیا کہ اگر تم محبوب خدا بننا چاہتے ہو تو فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری غلامی کرو اور دوسری میں یہ ثابت فرمایا

صفات من دون اللہ	صفات عباداللہ
	کہ اگر تم سے اولوالامر ہوں اگر یہ سب اباطیل ہوتے تو ان کی اطاعت کا حکم نہ ہوتا اگر ان کی اطاعت کا حکم ہے تو باطل نہ ہوئے جب باطل ثابت نہ ہوئے تو ثابت ہوا کہ تمام اہل اللہ من دون اللہ نہیں۔
(۲۵) انبیاء ۱۷/۷ } اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ لَوْ كَانَ الِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ لَهُمْ فيها ذَفِيرٌ وَ هُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ .	نساء ۵/۱۱ } من يطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولى فما ارسلناك عليهم حفيظا جو شخص تابعداری کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھرا تو ہم نے آپ کو ان پر چوکیدار بنا کر نہیں بھیجا۔
بلاشک تم (کفار) اور جن مِنْ دُوْنِ اللہ کی تم عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں تم تمام اس جہنم کو داخل ہونے والے ہو اگر معبود ہوتے جہنم میں داخل نہ ہوتے اور تمام اس میں ہمیشہ رہیں گے اس جہنم میں (دوزخیوں کا) شور ہو گا اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۔	

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابن زبعری سہمی نے نبی ﷺ سے مخاصمہ کیا کہ تو نے کہا ہے اِنَّکُمْ وما تعبُدُوْن مِنْ دُوْن الله حصبُ جھنَّم تو نبی ﷺ نے فرمایا ہاں تو ابن زبعری یہودی نے کہا کہ کیا یہود عزیز علیہ السلام کی عبادت نہیں کرتے تمہارے اس قانون سے یہ انبیاء وملائکہ بھی جہنمی ثابت ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ بَلْ یَعْبُدُوْن الشَّیطَانَ وہ ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

خازن {4/266} تو اللہ تعالیٰ نے اس کے رد میں آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْن سَبَقَتْ لَھُمْ مِنَّا الْحُسْنیٰ اُوْلٰئک عنھا مُبْعَدُوْن اور بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور کئے جاویں گے۔

تو ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ کو من دون الله سمجھنے والا پہلا زبعریٰ یہودی تھا۔ جو وہابیوں کا اس امر میں پیشوا ہے تو جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو مـن دون الله سمجھتے ہیں وہ یہودیوں میں شامل ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والے اور ان کی اتباع کرنے والے ان کی پرستش میں شامل نہیں ہو سکتے پرستش وہی لوگ کرتے ہیں جو ان کے مجسمے وغیرہ بنا کر اپنے معبد خانوں میں رکھتے ہیں ور خداوند کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے اور حقیقتاً وہ بھی ان انبیاء علیہم السلام کی پوجا نہیں کہلا سکتی اگر کہلا سکتی تو نبی ﷺ فرما دیتے کہ واقعی وہ ان کی پوجا کرتے ہیں بلکہ آپ نے جواب دیا کہ وہ انبیاء اور ملائکہ کی پوجا نہیں کرتے۔ وہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ اَنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ اللهِ جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا تو معلوم ہوا کہ کفار کا انبیاء وصالحین کے صور کی پرستش کرنا شیاطین کی ہے ان کی پرستش نہیں مِـنْ دُوْنِ اللهِ سے مراد یا بت ہیں یا شیاطین اور یہی جہنم کا ایندھن ہونگے۔ اولیاء اللہ یا انبیاء اللہ کی شان میں مِنْ دُوْنِ اللهِ کا خطاب دنیا اور ان کے مطیعین کو ان کے عابدین کہنا ایمان سے خارج ہونا ہے۔

الحاصل جس مقام پر توحید الٰہی کے مقابلہ میں مِنْ دُوْنِ اللہ کی تذلیل مقصود ہوتو وہاں دوصورتیں ہوں گی (۱) عابد کی تذلیل (۲) معبود جعلی کی تذلیل۔ اگر معبود جعلی کی تذلیل مذکور ہوتو مِـنْ دُوْنِ اللہ سے بت یا شیطان مراد ہوں گے اوران کے عابدین پر فتوی کفر وشرک مذکور ہوگا اوران سے استغاثہ ان کو پکارنا ان کے سامنے ادب سے بیٹھنا مذکور ہوا ان کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھنا ان کی طرف چل کر برائے زیارت جانا ان کو اچھا سمجھنا یہ سب مِـــنْ دُوْنِ اللہ اور باطل ہوگا اور یہ تمام ان کی عبادت متصور ہوگی اوران کی صفات مذکورہ بالا ۲۵ آیات میں مختصراً عرض ہو چکیں اور ان کے پکارنے والے بھی عابدین شمار کئے جاویں گے اور وہ بھی مِـنْ دُوْنِ اللہ ہوں گے اور اگر پہلی صورت ہو یعنی عابد کی تذلیل مذکور ہوتو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس کے معبود میں کوئی خاصیت ہے جس کی وجہ سے اس کو ترک کیا گیا ہے تو یا وہ انبیاء کرام معصومین یا ملائکہ وغیرہم ہونگے تو اس مقام پر عابدین مِنْ دُوْنِ اللہ ہونگے اوران کا فعل اتخاذ یعنی ان کا عبادت کرنا مِنْ دُوْنِ اللہ ہوگا انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ یا ملائکہ اللہ مِـنْ دُوْنِ اللہ نہ ہونگے اور نہ ان کو تمام قرآن کریم میں کہیں مِـنْ دُوْنِ اللہ کہا گیا اور انکو پکارنا استغاثہ کرنا ان کی تعظیم کرنا ان کی قبور پر جانا اوران سے فیض حاصل کرنا ان کا وسیلہ لینا وصول الی اللہ ہوگا معیت الٰہیہ حاصل ہوگی مِنْ دُوْنِ اللہ نہ ہوں گے۔

مِـنْ دُوْنِ اللہ کو قران کریم میں بہت معانی سے رب العزت نے استعمال فرمایا ہے۔ مثلاً

(۱) اعراف $\frac{۸}{۳}$ } اِنَّھُمُ اتَّخَذُوْ الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ اللہ — مِنْ دُوْنِ اللہ شیطن ہیں

(۲) عنکبوت $\frac{۲۰}{۲}$ } اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہ اَوْثَانًا

مِنْ دُوْنِ اللہ بت ہیں یہاں الٰھا محذوف ہے۔
اور کوئی بات نہیں تم عبادت کرتے ہو مِنْ دُوْنِ اللہ کی جو بت ہیں۔

عنکبوت ۲۰/۳} اِنَّمَا اتَّخَذْ تُمْ مِنْ دُوْنِ اللہِ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں بنایا تم نے مِنْ دُوْنِ اللہ کو معبود (جو بت ہیں)

(۳) یٰسٓ ۲۳/۵} وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللہِ اٰلِهَةً اور بنایا انہوں نے مِنْ دُوْنِ اللہ کو معبود۔

کفار کا فعل اتخاذ مِنْ دُوْنِ اللہ ہے۔

(۴) شوریٰ ۲۵/۵} وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ اَوْلِيَاءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللہِ

مِنْ دُوْنِ اللہ بمعنی ماسوی اللہ
اور نہیں ہے کفار کا کوئی مددگار جو ان کی
مدد کرے ماسوی اللہ کے۔

(۵) جن ۲۹/۱} وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ

اور بے شک ہم سے بعض نیک ہیں اور بعض ہم سے بُرے ہیں۔
یہاں دُوْنَ کے معنی برے لئے گئے ہیں۔

مریم ۱۶/۲} فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا. پس بنایا مریم علیہا السلام نے ورے ان کے پردہ۔

(۶) قصص ۲۰/۳} وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدَانِ

اور پائیں موسیٰ علیہ السلام نے ورے انکے دو عورتیں بکریاں ہٹاتی ہوئیں۔
مِنْ دُوْنِ بمعنی ورے

فتح ۲۶/۴ }فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذَالِکَ فَتْحًا قَرِیْبًا

پس کردی اللہ نے ورے اس کے فتح قریب

کہف ۱۶/۱۱ }حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُوْنِهَا سِتْرًا حتی کہ جب پہنچے ذوالقرنین مطلع شمس تک پایا اس کو ایسی قوم پر طلوع کرتا ہے جونہیں بنایا ہم نے ان کے لئے ورے ان کے کوئی پردا۔

(۷) نساء ۵/۲۱ }یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا الْكَافِرِیْنَ اولیاء من دون المومنین . اے ایمان والو کفار کو مددگار نہ بناؤ (کیونکہ وہ) ایمان والوں کے مِنْ دُوْنِ ہیں۔

(۸) ءَ اِفْکًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ غیر اللہ کے جھوٹے معبودوں کا ارادہ رکھتے

مِنْ دُوْنِ بمعنی مخالف

دُوْنَ اللّٰهِ بمعنی غیر اللہ

ہوتم اور بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے تم وہابی بیچارے ایک غیر کے معنی جانتے ہو اور مع کے معنی نہیں جانتے جس جگہ مِنْ دُوْنِ آیا غیر کے معنی کر لئے معنی دوست ہوں یا متقدمین ومتاخرین سے نہ مشورہ لیا کہ تیرہ سوسال سے اس ایۃ کے کیا معنی مسلمان کرتے آئے ہم ان کے برخلاف کیوں چلیں خداوند تمہیں ہدایت دے۔ یادرکھو آج سے انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہنا چھوڑ دو اور توبہ کرو کہ خداوند ہمیں بھی ان کے زمرہ میں شامل فرمادے۔ ہمیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے زمرہ میں نہ رکھے اور نہ مارے اور نہ اٹھاوے اور یہی ہمیں سبق ملا ہے کہ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کی دعا خدا سے مانگو تا کہ خداوند ہر دم ابرار وصالحین کی معیت عطا فرماوے تا کہ ان کی طفیل خداوند بھی ہمارا ساتھی بن جاوے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

بقرہ ۱/۱۴ } وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ اور جانو تم کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔

بقرہ ۲/۳۴ } وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور اللہ تعالیٰ صبرین کے ساتھ ہے۔

انفال ۹/۲ } وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور بے شک اللہ تعالیٰ مومنین ے ساتھ ہے

نحل ۱۴/۱۶ } اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ بے شک اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے اور جو نیکی کرنے والے ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا اطلاق تمام قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ مومن پر نہیں کیا چہ جائیکہ معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور ملائکۃ اللہ پر کیا جاوے۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور انبیاء اللہ اور ولی اللہ کو غیر اللہ نہ سمجھو ورنہ منکرین میں لکھے جاؤ گے۔ پھر بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں عبادت کرتے ہو تم مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی جو بت ہیں اب تو قرآن کریم سے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے معنی بت ثابت ہو گئے اب تو ایمان درست کرلو اور سنیئے۔

تفسیر نسفی ۳/۸۵ } (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اٰلِهَةً بَاطِلَةً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ باطلہ معبودوں کو کہتے ہیں معبود باطلہ کا مصداق انبیاء اللہ و اولیاء اللہ نہیں بن سکتے ہر صورت بت یا شیاطین کو ہی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہا جاویگا اور ہمارا ایمان بھی یہی تقاضا کرتا ہے ہماری تو قرآن کریم اور تفاسیر اہل سنت پر تسلی ہے تم ایمان لاؤ یا نہ۔

''وہابی'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا اور دوسری جگہ پر فرمایا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا

بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شرک کیا جاوے اس کے ساتھ اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے پس تحقیق باندھا اس

نے گناہ بڑا اور دوسری جگہ ہے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہ ہونا دور کا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم لوگ پیروں پیغمبروں کو پوجنے والے مشرک ہو تمہاری کوئی بخشش نہیں تم گمراہ لوگ ہو۔

"محمد عمر" پہلے تمہارا یہ بہتان ہے کہ ہم پیروں پیغمبروں کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے لَعْنَتُ اللهِ عَلَى الكاذِبين آؤ پہلے پوجا کی تشریح کرلیں پوجا عربی میں عبادۃ کو کہتے ہیں۔ اور عبادۃ کے معنی عربی زبان میں ملاحظہ ہوں۔

(۱) مصباح المنیر ۵۹۳ } عبدت الله اعبده عبادة وهی الانقیادو الخضوع (۲) صراح ۱۳۷ : العبودية اصلها الخضوع والذل وعبدفیمایقال خدم الطاغوت (۳) قاموس $\frac{1}{311}$ العبد الانسان حر كان اودقيقا والعبدية والعبودية والصبورة و العبادة الطاعة (۴) المنجد ۵۰۲ عَبَدَ عَبَادَةً وعُبُودَةً وَعُبُودِيَّةً وَمَعْبَدًا ومعْبَدَةً الله وَحَّدَهُ وَخَدَمَهُ وَخضَعَ وَذَلَّ وَطَاءَ لهُ (۵) مجمع البحار ۳۴۱ العبادة الطاعة اقوال المفسرين

(۱) تفسیر جلالین ۴ } اُعْبُدُوا وَحِدُوْ (۲) تفسیر نسفی $\frac{1}{2}$ العبادة وهی اقصى غاية الخضوع والتذلل (۳) تفسیر بیضاوی $\frac{1}{8}$ والعبادة اقصى غاية الخضوع والتذلل (۴) تفسیر خازن $\frac{1}{19}$ والعبادة اقصى غاية الخضوح والتذلل وسمى العبدعبدالذاته وانقياده وقيل العبادة عبادة عن الفعل الذى يؤدى به الفرض لتعظيم الله تعالىٰ...... وَلا تُستَعمل العبادة الافى الخضوع لله تعالىٰ لانه مولى اعظم النعم

(۵) تفسیر کبیر $\frac{1}{2}$ } فاعلم ان العبادة عن الامتيان بالفعل المامور به على سبيل التعظيم ملادض.

تفسیر کبیر ۱/۱۸۹} انّ العبادة عبادة عبارةٌ عن نهاية التعظيم وهي لاتليق الابمن صدرعنه غاية الانعام

ان تمام مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ عبادۃ نہایت عاجزی اور تعظیم اور ذلیل ہونا اور اطاعۃ کو کہتے ہیں تو سب سے زیادہ تذلل اور خضوع سجدہ سے زیادہ اور کوئی نہیں لہٰذا تمام اہل سنت و جماعت سوائے اللہ کے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا گناہ کبیرہ کا مرتکب سمجھتے ہیں اور بت وغیرہ کو سجدہ کرنا کفر ہے۔

فتویٰ عالمگیری ۲/۲۷۹} اِذا سَجدَ لِانسانٍ سَجدةَ تحيةٍ لَايُكفّرُ كذافی السراجية جب کسی نے انسان کو تعظیمی سجدہ کیا تو کافر نہیں ہوتا اور سجدۂ عبادۃ انسان کو بھی ہر طرح کفر ہے تو ہم پیران عظام اولیاء اللہ وانبیاء علیہم السلام کو اور نہ ان کی قبور کو سجدہ کرتے ہیں ان کی قبروں کو قبریں سمجھتے ہیں ان کے مجسمے کسی اہل سنت و جماعت نے کبھی نہ بنائے اور نہ ان کے مجسموں کی تعظیم کی پھر بھی وہابیہ کافر یا مشرک کہیں تو سوائے اس کے کہ ان کا کفر وشرک مطابق حدیث پاک ان پر لوٹتا ہے اور اگر ولی اللہ کو ولی سمجھنا اور نبی اللہ کو نبی سمجھنا ہی شرک ہے تو شرک وہابیہ ہے شرک خداوندی نہیں کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۱۱} مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اللہ کا مطیع ہو سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ شرک سے بچ کر توحید پرست تب بن سکتا ہے جب مصطفیٰ ﷺ کی پہلے غلامی کرے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۹} وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللهِ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر تا کہ اطاعت کیا جاوے اللہ کے اذن کے ساتھ یعنی اللہ کی طرف سے تمہیں اذن دیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو ثابت ہو کہ بغیر رسالت توحید کا پتہ نہیں لگ سکتا اور تمہیں اتنا توحید کا دعویٰ ہے یاد رکھو محض اپنی توحید کے دعویٰ سے تم

بخشش حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ رب العزت نے اسی پیش کردہ آیت کریمہ میں آگے قید لگائی ہے۔ وَيَغْفِرُ مَادُونَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ بخشیگا مادون ذالک یعنی مادون شرک بھی جس کو چاہے گا بخشیگا اور مادون شرک کیا ہے؟ توحید تو بفرمان الٰہی موحد کو بھی جسے چاہے گا بخشے گا موحد کی بخشش بھی حتمی نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور سبب بھی ہے کہ جس کے بغیر بخشش حتمی نہیں اور وہ دربار رسالت ہے۔

نساء ۵/۹} وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر لیں آپ کے دربار میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش مانگیں اور ان کے لئے رسول اللہ ﷺ بھی بخشش مانگیں تو اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا پائیں گے (یعنی پھر عتاب کی گنجائش ہی نہیں دیتی۔ بخشش کا سرٹیفکیٹ اس ثواب اور رحیم سے مل جاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ بخشش حتمی کا طلبگار سفارش مصطفائی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا جب پہلے بخشش ہی بغیر رسالت نہیں تو توحید تک رسائی کہاں توحید کا صحیح سمجھنا رسالت پر موقوف اور رسالت کا سمجھنا ولایت پر موقوف بغیر اس کے کوئی صورت ابلاغ نہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۱۷} وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا اور جو شخص مخالفت کرے گا رسول اللہ ﷺ کی بعد اس کے کہ ظاہر ہوگئی اس کو ہدایت اور اتباع کرتا ہے مومنین کے رستے کے سوا پھیرتے ہیں ہم اس کو جدھر پھرا وہ اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ اور وہ بری ہے جائے۔ رہائش۔

سنا ؤ وہابیو تم تو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں پر شرک کے فتوے لگاتے ہو اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہتے ہو خداوند کریم نے تو تمہیں وہابیت کی طرف جانے

والوں کو رسالت کی طرف پھیرتا ہی نہیں بلکہ پیچھے سے دھکیلتا ہے کہ اگر میرے محبوب ﷺ کے دربار اور اولیاء کرام کے راستے کو چھوڑ کر نکلتے ہو تو جاؤ نکل جاؤ ہم نے تمہارے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے معلوم ہوا کہ جب تک اولیاء اللہ کا دامن نہ تھا ما جائے اور ان کا رستہ نہ اختیار کیا جاوے تو رسالت تک نہیں پہنچ سکتے اور رسالت اور ولایت کی مخالفت کرنے والا اور ان کے متعین پر شرک کے فتوے لگانے والے کے واسطے جہنم کی مہمانی تیار ہے اور پھر دوبارہ اسی واسطے اسی آیت کریمہ کے آگے اِنَّ اللہ لَایَغْفِرُ اَنْ یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ اذٰلِکَ کو پھر دھرایا تا کہ ان میں بھی کوئی غلو کر کے معبود نہ سمجھنے لگ جاویں جیسا کہ پہلی امتوں نے سمجھا پہلے رسالت وولایت اور ان کے متعین مخالفوں کو ڈانٹا اور ان کی اطاعت کی طرف ترغیب دلائی تا کہ کہیں ان کو نہ چھوڑیں میرے ماننے والے ان کے راستہ سے مجھ تک پہنچ جاویں اور آگے رسل اور اولیاء اللہ کو معبود سمجھنے والوں کو دھمکا دیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کہیں یہود ونصاری کی طرح اپنا معبود نہ سمجھ بیٹھیں اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی مخالفت جہنم میں لیجاویگی ایسے شخص کا خداوند کو واحد سمجھنا کافی نہ رہا اور نہ وہ عذاب الٰہی سے بچ سکا پھر فرمایا۔ وَمَنْ یَّعْصِ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا اور جو شخص نافرمانی کرے گا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تو اس کے واسطے ہے آگ دوزخ کی اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تو ثابت ہوا کہ بغیر توحید بھی مسلمان نہیں اور بغیر رسالت بھی مومن نہیں بغیر رسالت ایمان دار نہیں ہوتا تو بغیر ولایت پہنچ نہیں سکتا ہمارا کام کہہ دنیا ہے یارو۔ تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو۔

''وہابی'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللہِ وَالْمَسِیْحَ) ابْنَ مَرْیَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوْا اللہَ اِلٰھًا وَاحِدًا لَااِلٰہَ

إِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

نصاریٰ نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ کے سوارب بنالئے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ نہیں حکم کیے گئے وہ مگر تا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں جو معبود ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے جس سے وہ شریک بناتے ہیں۔ یہی حال تمہارا ہے کہ تم نے اپنے پیروں کو رب بنایا ہوا ہے نبیوں کو رب بنایا ہوا ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو خدا کو کیا جواب دو گے۔

"محمد عمر" خداوند تمہیں ہدایت دے تم وہابی انبیاء علیہم اور اولیائے کرام کے خبر نہیں کیوں اتنے دشمن بن چکے ہو ہم تمہاری اگر طرح ان کی گستاخیاں کریں تو اس کا نام اطاعت ہے؟ فقیر نے کئی بار کہا ہے ہم انبیاء علیہم السلام کو نبی اللہ علیہ السلام ہونے سے زیادہ درجہ معبود ہونے کا نہیں دیتے اگر اسی کا نام پیر یا رسل پرستی ہے تو تم عورت پرست کیونکہ عورت کے بڑے خواہشمند ہو رزق پرست کیونکہ پیسوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو دنیا پرست کیونکہ دنیا کے پیچھے دھکے کھاتے پھرتے ہو تو وہابی طفل پرست کیونکہ جتنی خواہش لڑکوں کی رکھتے ہو اتنی خدا کی نہیں رکھتے نہیں نہیں برا نہ منانا تم کو خواہشات انسانیہ بہت ہیں ہم احناف چونکہ مال سے زیادہ حوس پیران طریقت کی رکھتے ہیں یہ پیر پرستی نہیں بلکہ یہ محض خداوند کو ملنے کی خاطر ہے زیادہ محبت دن رات مصطفیٰ ﷺ سے رکھتے ہیں وہابیوں کے طعنے برداشت کرتے ہیں لیکن پھر بھی درود شریف کا ناغہ نہیں کرتے آپ کا میلاد شریف منا کر بدعتی کہلاتے ہیں۔ لیکن اجتماع میلاد شریف پر قربان ہوتے ہیں۔ مشرک ہونے کے فتوے تم سے سہتے ہیں لیکن روضہ اطہر کی محبت و سفر پاک کو ترک نہیں کرتے۔ یہ محض محبت الٰہی کی وجہ ہے خداوند اپنے محبوب ﷺ کو ساری دنیا سے زیادہ محبت نہ کرتے ہم بھی توجہ نہ دیتے خداوند ہمیں اپنے محبوب ﷺ کا رستہ نہ دکھاتے ہم نہ دیکھتے کفار کی مانند ہم یہ نہیں کہتے

کہ اگر ہم ناحق پر ہیں تو خداوند ہمیں روک لے یہ بات غلط ہے ہم گنہگار ہیں سب مخلوق سے زیادہ گنہ کرتے ہیں باوجود اس کے ہم پھر اس امر کے طلبگار ہیں کہ اے خدا ہمیں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی محبت اور ان کے کاروبار میں ہی مشغول رکھ وہ کام ہم سے کرواتا رہو جو تیرے پیارے معراج والے کے متعلق ہو لوگ ہمیں خواہ کتنا ہی مطعون کیوں نہ کریں تیرے محبوب ﷺ کا ہی طعنہ ہے چوری کا نہیں بدمعاشی کا نہیں بت پرستی کا نہیں حسن پرستی کا نہیں رزق پرستی کا نہیں ایسے ہی ہم اولیائے کرام کے مزارات پر جاتے ہیں تو یا پیران عظام کی تعظیم کرتے ہیں یا سجادہ نشینان حضرات کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں تو یہ تلاش حق کی خاطر کہ وہاں سے سوداحق ملتا ہے ذکر الٰہی کا وہاں درس ہوتا ہے۔ وہاں بت خانہ نہیں کہ بتوں کی پوجا ہوتی ہے وہ رب نہیں ہیں رب نما ضرور ہیں دعوی نہیں حقیقت ہے آج کی بدعت نہیں مصطفی ﷺ سے ہے نبوت نہیں ولایت ہے لیکن نبوت تک ان کی رسائی ہے کمثل الذی ینعق بما لا یسمع الا دعاو ندا ء نہیں وہاں منازل طے ہوتے ہیں بے عملے کو دھکیلا جاتا ہے مکدر کو مصفی کیا جاتا ہے خالی نہیں پر ہیں بند نہیں چھلکتے ہیں سائل خالی نہیں آتا وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ سے بحکم الٰہی خالی نہیں پھیرتے تمہارے دلوں میں عیسائیت گھر کر چکی ہے یہودیت شیوہ بن چکی ہے۔ اسی واسطے احبار اور رهبان زبان سے چھوٹتا نہیں احبار عیسائیوں کے پادریوں کو کہا جاتا ہے مصطفی ﷺ کی امت کے عالموں کو اللہ تعالیٰ نے احبار کر کے کسی جگہ نہیں پکارا بلکہ آپ کی امت کے علماء کو علماء کے نام سے موسوم فرمایا ہے فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ کے بندے عالم سے ڈرتے ہیں۔ رب العزۃ نے اس امت مغفورہ مرحومہ کے علماء کرام کی خشیۃ کی تعریف فرمائی ورق پلٹنے والے علما نہیں قلوب پلٹنے والے علماء مسلمانوں پر کفر کے فتوے جاری کرنے والے مراد نہیں مومنین کے قلوب جاری کرنے والے علماء

ہاں البتہ جن کو احبار کے نام سے تم نوازتے ہو وہ وہابی گر احبار ہو سکتے ہیں اسلام میں احبار کام رھبان عیسائیوں کے پوپوں کو کہا جاتا امت مصطفیٰ علیہ ﷺ کے زھاد کو رب العزت نے اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَاۤءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ سے خطاب فرمایا ہے۔ انہیں تمہاری وہابیت کے گورکھ دھندے سے کوئی خوف نہیں اور نہ انہیں عذاب الٰہی سے ڈر ہے کیونکہ عذاب الٰہی ان سے ڈرتا ہے کیوں نہ ڈرے ولی اللہ کو جب عذاب کا مالک وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ فرماوے تو عذاب کی کیا جرأت ہے ارے تم وہابی جہنم سے خائف ہو کیونکہ اِنَّ جَهَنَّمَ کَانَتْ مِرْصَادًا لِّلطَّاغِیْنَ جہنم آکڑنے والوں کی تاک میں لگی ہوئی ہے اور اولیاء اللہ سے جہنم خائف ہے کیونکہ وہ ہجرِ الٰہی میں رو رو کر اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ کے وصل کو پا چکے ہیں۔ ان کو وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ کا پاس مل چکا ہے اب اگر دوزخ ان کی طرف ذرا نگاہ اٹھائے تو ٹھنڈی ہو جائے ارے دوزخی کو جب جنتی بنا دیتے ہیں فقیر کو غنی بنا دیتے ہیں۔ خالی کو بھر دیتے ہیں ان کی شان کو تم بے خبر ملاں کیا جانو یاد رکھو اولیاء اللہ کو آج سے ہی رھبانا کا خطاب نہ دینا ان کی شان تھی اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ احبار اور رھبان لوگوں کے مال کو باطل کے ساتھ کھاتے ہیں لیکن یہ کسی سے مانگتے نہیں انہیں وہ بن مانگے دیتا ہے لینے جاتے نہیں دینے والے لوگوں کو ان کے پاس خود بھیجتا ہے احبار اور رھبان کی شان آگے ہے یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ سونا جمع کرتے ہیں ان کے لنگر جاری ہیں سینکڑوں محتاج ہر روز ان کے دربار سے کھانا کھاتے ہیں اس کے مصداق تمہارے اکابرین البتہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لوگوں سے ہزاروں روپے چندہ بٹورتے ہیں اور برس کے بعد ڈکارتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی شان ہے یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ پھر اللہ رب العزت نے اپنے دشمنوں کو جواب دیتے ہوئے شک رفع فرما دیا فرمایا اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ

اللہ کہ ان مشرکین نے اپنے پادریوں اور پوپوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر اپنا رب بنایا ہے
فرمایا کہ ان کے احبار اور رھبان بھی مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں جو حرام مال کھاتے ہیں اور وہ
بھی تمام یکساں نہیں بلکہ دوسری جگہ بعض کی تعریف بھی فرمائی بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ
وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ بعض ان سے ایسے پادری اور پوپ ہیں جو تکبر نہیں
کرتے اور ان کو مِنْ دُوْنِ اللہ اس واسطے فرمایا کہ لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ
عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ان کو رب
والے اور پادری ان کو کیوں نہیں روکتے گناہ کی بات سے اور رشوت خوری سے البتہ
بہت برا ہے لو وہ کرتے ہیں اور امت مصطفیٰ ﷺ سے اہل اللہ کی یہ حالت ہمیکہ ان
کے پاس داڑھی والا نہیں بنا سکتے شرابیوں اور زانیوں بدمعاشوں چوروں کی طرف ایک
دفعہ نگاہ اٹھا دیں تو صراط مستقیم پر لا کر ولی اللہ بنا دیں اور تمہاری نسبت تو کیا ہی عرض
کروں خفتہ را خفتہ کے کند بیدار والا حال ہے خداوند محفوظ رکھے ایسے ظاہری مفتیوں
سے تم اہل اللہ کی بدگوئی چھوڑ دو تمہیں تو ساڑھے تیرہ سو سال گزر چکے لیکن ابھی تک
احبار و رھبان کے خواب بھولتے نہیں اور تم بیچارے اتنے بے خبر ہو کہ یہ خطابات احبار
ورھبان اور قسیسین کے تب تک ہی تھے جب تک ان کو اور ان کے متبعین کو اہل کتاب کا
خطاب ہوتا رہا اور جب حجت تمام ہوگئی اور وہ کسی بات کو نہ سمجھے تو لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ
قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ میں سب پر یکساں حکم عائد کر دیا کیونکہ یہ تمام مثلثین تھے
اور وہ سب مِنْ دُوْنِ اللہ ہیں اور مسیح بن مریم چونکہ مِنْ دُوْنِ اللہ نہ تھے اس واسطے
والمسیح ابن مریم و مِنْ دُوْنِ اللہ کے بعد فرمایا اگر وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللہ میں شامل ہوتے
تو اربابا مِنْ دُوْنِ ہی کافی تھا مِنْ دُوْنِ اللہ نہ تھے اسے واسطے مِنْ دُوْنِ اللہ کے بعد
ذکر کیا اور اس سے مراد بت ہی ہو سکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے
گڑھے ہوئے تھے اور یہاں ارباب سے مراد بھی اصطلاحی رب مراد ہے یعنی اللہ

پاک ارباب سے لغوی رب مراد نہیں لیا کیونکہ حقیقی رب جس سے ربوبیت خالقت مراد ہے اس لفظ رب کا اطلاق ماسوی اللہ پر نہیں آ سکتا اس رب سے مراد الہ ہے لغوی لفظ رب نہیں اور یہ ربوبیت بمعنی ربولیت بمعنی الوہیت وَلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللہ میں مراد ہے جو اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اِیَّاہُ کی تشریح ہے کیونکہ لغۃ لفظ رب سوائے خداوند کی ذات کے دوسرے پر آ سکتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اور بے شک وہ میرا رب ہے جس نے بہت اچھی بنائی؟ ان سے میری جگہ پھر فرمایا قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ واپس جا اپنے مالک کی طرف تو کیا انہوں نے ماسوی اللہ پر لفظ رب کا استعمال نہیں فرمایا ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے بندے کو اپنے ماں باپ کے متعلق دعا مانگنے کے لئے فرمایا۔

بنی اسرائیل ۱۵/۳} وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا اور دعا فرمایئے کہ اے میرے رب رحم فرما ان دونوں پر جیسا کہ پالا انہوں نے مجھ کو بچپن میں۔

ثابت ہوا کہ رب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے حقیقتاً وہی اللہ ہے لیکن مجازاً ماسوی اللہ پر بھی یہ صیغہ بولا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(۲) غنیۃ الطالبین ۲۹۳} اَعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ اخْتَلَفُوْ فِیْ ھٰذَا الْاِسْمِ فَقَالَ خَلِیْلُ ابْنُ اَحْمَدَ وَ جَمَاعَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْعَرَبِیَّۃِ اَنَّہٗ اِسْمٌ مَوْضُوْعٌ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَا یُشَارِکُہٗ فِیْہِ اَحَدٌ قَالَ اللہُ تَعَالٰی ھَلْ تَعْلَمُ لَہٗ سَمِیًّا یَعْنِیْ اِنَّ کُلَّ اِسْمِ اللہِ تَعَالٰی مُشْتَرِکٌ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ غَیْرِہٖ لَہٗ عَلَی الْحَقِیْقَۃِ وَلِغَیْرِہٖ عَلَی الْمَجَازِ اِلَّا ھٰذَا الْاِسْمُ فَاِنَّہٗ مُخْتَصٌّ بِہٖ

اس بات کو سمجھ لے کہ لوگوں نے اسم اللہ میں اختلاف کیا ہے پس خلیل بن احمد نے اور عربوں کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اللہ اسم ہے جو اللہ عزوجل کے

واسطے ہی موضوع ہے اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ کا کوئی اور ہمنام تو جانتا ہے (یعنی اس کا ہمنام اللہ اور کوئی نہیں) یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کا (ہر صفاتی نام) اس کے درمیان اور غیر کے درمیان مشترک ہے دوسرے پر بولا جا سکتا ہے) اللہ واسطے حقیقہ بولا جاتا ہے۔ اور دوسرے کے واسطے مجاز اگر یہ اسم (یعنی اللہ) پس تحقیق اور اسی کے ساتھ مختص ہے (دوسرے پر اللہ کا اسم نہیں بولا جا سکتا) لہٰذا ثابت ہوا کہ الہ اسم ذاتی ہے جو کسی سے مشتق نہیں نہ وہ خود مشتق اور نہ اس کا اسم مشتق ملاحظہ ہو۔

(۲) قاموس ۴/۲۸۰ }واصحها انّهٗ علمٌ غيرُ مُشتقٍ اور تمام اقوال سے صحیح قول یہی ہے کہ اللہ علم ہے کسی سے مشتق نہیں۔

(۳) تفسیر نفسی ۱/۴ }وَلَا اِشْتِقَاقَ لهٰذَا الْاِسْمِ عِنْدَ الْخَلِيْلِ وَالزُّجاجِ وَمحمد بن الحسن ابن الفضل اور یہ اسم اللہ کسی سے مشتق نہیں۔ خلیل اور زجاج اور محمد بن حسن اور حسن بن فضل کے نزدیک۔

(۴) المنجد ۱۴ }(الالٰه) اَلمَعْبُوْدُ مُطْلَقًا جَمْعُ اٰلِهَةٍ (اَللّٰهُ) اِسْمُ الذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ. اِلٰه کے معنی معبود ہیں مطلقا اس کی جمع آتی ہے آلِهَةٌ (اللہ) اسم ہے ذات واجب الوجود کا۔

(۵) تفسیر کبیر ۱/۱۲۲ }اللّٰهُ يُوْجِبُ التوحِيْدَ المحْضَ عَلِمْنَا اَنَّ قَوْلَنَا اللّٰهُ اِسْمٌ عَلَمٌ مَوْضُوْعٌ لِتِلْكَ الذَّاتِ الْمُعَيَّنَةِ وَاِنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمُشْتَقَّةِ (اسم) اللہ توحید محض کو واجب کرتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا قول اللہ اسم علم ہے جو ذات معینہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور بے شک وہ (اللہ) الفاظ مشتقہ سے نہیں ہے۔

صراح ۵۳۲} والاَ اِلٰـہُ الـمَعْبُوْدُ وَھُوَ اللہ سُبْحَان تَعَالٰی وَالْجَمْعُ اٰلِھَۃٌ اور اِلٰہ کے معنی معبود ہیں اور وہ اللہ سبحانہ ہے پھر مستعار لیا اس کو مشرکوں نے مِنْ دُوْنِ اللہِ کے لئے اور جمع اٰلِھَۃٌ ہے۔

ثابت ہوا کہ لفظ اللہ رب کریم کا اسم ذاتی ہے کسی سے مشتق نہیں اور اسی پر اتفاق ہے اور اِلٰــہ کے معنی معبود ہیں جو لوگ سورن وغیرہ کرتے ہیں وہ غلط ہے اور اسی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

(۱) بقرہ ۲/۱۹} وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَااِلٰہَ اِلَّاھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

(۲) صفت ۲۳/۱} اِنَّ اِلٰھُکُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَابَیْنَھُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ.

(۳) ابراہیم ۱۳/۷} ھٰذَا بَلٰـغٌ لِّلنَّـاسِ وَلِیُنْذَرُوْابِہٖ وَلِیَعْلَمُوْااَنَّمَا ھُوَاِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَلِیَذَّکَّرَ اُولُوْ الْاَلْبَابِ.

(۴) نحل ۱۴/۳} اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ

(۵) عنکبوت ۲۱/۵} وَقُوْلُوْااٰمَنَّـابِـا الَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰھُنَاوَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ

(۶) نحل ۲۰/۵} ءَ اِلٰہٌ مَعَ اللہِ قَلِیْلًا مَّاتَذَکَّرُوْنَ.

کفار نے بتوں کو معبود سمجھا تو رب العزۃ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی شریک معبود ہے (نہیں) تھوڑے ہیں جو نصیحت پاتے ہیں۔ اپنے بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنا کفار کو دشوار امر تھا ایک خدایا معبود تسلیم کرنا اپنے آپ کو مقید بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان آزادی کا پتلا

ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار ایک الہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ گھر کا بت اور گھر کا قانون مرتب کرلیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کرلا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑے گا جیسا کہ آجکل کے مسلمان مَنِ اتَّخذَ آلِهَهُ هَوٰاهُ کے ماتحت اپنی خواہشات کو الہ سمجھ کر آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا انکو بھی توفیق ہدایت فرمادیں اور خدائی قانون کو قانون حق سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

ص ۲۳/۱ } ءَ جَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ عُجَابٌ بنادیا اس نے تمام معبودوں (کی بجائے) معبود ایک بیشک یہ عجیب امر ہے۔ اور الہ کا لفظ غیر اللہ پر ان کے اعتقاد سے مجاز مستعمل ہوا ہے جیسا کہ اس آیۃ میں اور لا الہ نے اس مجاز کو بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

تو الوہیت خداوندی میں کوئی ولی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالواسطہ کفار اسی الوہیت میں شریک سمجھتے تھے تو ان کا شریک سمجھنا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بت کو من حیث مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا سمجھا عین ایمان اور اس کی بجائے اولیاء اللہ و انبیاء اللہ کو بت و شیاطین کے اوصاف سے متصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل و ملائکہ کو معبود اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سمجھنا کفر رسل کو اپنے اوصاف و قوی کی معیت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت رسالت سے متصف سمجھ کر باقی اوصاف و قوی کو شرک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کوئی صفت الوہیت کو اگر شئی عجائب کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و ولایت کو شیء عجاب کہتا ہے دونوں کو تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے

خداوند کی الوہیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر لیا تو کسی نے رسالت و نبوت وولایت کی قید کو بوجھ اور شرک سمجھتے ہوئے اپنے مولویوں کی تاویلات کو مقدم رکھا اور مذہب آسان بنالیا تو کیا یہ یُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا نہیں؟ الوہیت خداوندی میں دوسرے کو شریک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللهِ اور اس کی مسنونہ عبادت میں کسی کو شریک بنانا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللهِ اور توحید کے سبق کا حصول بغیر رسالت یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللهِ اور وصول رسالت کا سبق بغیر ولایت یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللهِ اس ایک فرقے کا نام اور ان پر ایمان لانے والوں کا نام حزب اللہ اور اس کے نہ ماننے والے سب مِنْ دُوْنِ اللهِ اللہ جل شانہ بمع صفات نہ عین نہ غیر حق ہے اس کی طرف جو عیب ذاتی یا صفاتی کو منسوب کرنے وہ باطل ہے رسل بمع اپنی تمام صفات عطائی من جانب اللہ حق ہیں ان کی طرف نقائص کو منسوب کرے والا باطل ہے اولیاء اللہ بمع اپنی صفات عطائی اُمَّة رسول اللہ سب حق ہیں منکرین سب باطل ہیں۔ باوجود مِنْ دُوْنِ اللهِ کی تحقیق کے واضح ہونے کے اگر کوئی ایمان نہ لاوے تو وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللهِ خداوند کریم ان مِنْ دُوْنِ اللهِ سے ہر مومن کو بچاوے اور اپنے انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی غلامی کی توفیق عنایت فرماوے اور جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ کی توفیق بخشے امین ثم امین من بعد ها امین علی رغم الف مِنْ دُوْنِ اللهِ امین

اے بے خبر ملا یہ نذریں ان کی طلب کی ہوئیں نہیں ہیں۔ نہ اولیاء وانبیاء اللہ کسی سے طلب کرتے ہیں بلکہ یُجْبٰٓی اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ اللہ کی طرف سے انعام ہورہا ہے۔ تحقیق مِنْ دُوْنِ اللهِ ختم ہوئی اور آمد بر سر مطلب

فافہم یا اولی لابصاد.

جواہر القرآن ص ۱۲۹} زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا یا اس کے سامنے دوزانو
ہو کر بیٹھے تو سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے۔اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآ
ن مجید یا درود شریف یا

۱؎ ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴ قال ثابت لانس امسّت النبیَ ﷺ بیدک قال نعم فقبّلها (فرمایا ثابت نے حضرت انسؓ کو کیا آپ نے نبی ﷺ کے دست پاک کو ہاتھ لگایا۔تو آپ نے فرمایا کہ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا حضرت انسؓ کا دست پاک نبی کریم ﷺ کے دست مطہر کو پہلے مس کر چکا تھا تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے دست پاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کر کے مسلمانوں کو مسئلہ ظاہر کر دیا۔

اب فرمایئے کہ حضرت انسؓ کو حضرت ثابت کے ہاتھ کو بوسہ دے کر معبود بنالیا؟ یا ان کو اس ترجمہ 'عبادت' کی سمجھ نہ آئی۔آپ کی ان تحریروں سے صاف عیاں ہے کہ جس کو چاہو عبادت بنادو اور جس کو چاہو شرک کہہ دو۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ نئی دوکان آپ نے ہی نکالی ہے۔اور سنیئے

البدایہ والنھایہ لابن کثیر جلد ۶ ص ۱۶۷} عمرؓ بن خطابؓ سے مرفوع روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اس کے سر پر بوجھ تھا فلما لاتْ رَسُوْلَ اللہِ ﷺ طَرَحَتْهُ وَاَقْبَلَتْ فَقَبَلَتْ لِجْلَيْهِ یعنی جب اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو سامان کو پھینکا اس نے اور آگے بڑھی اور نبی ﷺ کے دونوں پاؤں مبارکہ کو بوسہ دیا اس نے۔کیا نبی ﷺ کو اس مسئلہ کا علم نہ تھا؟ نبی ﷺ کی حدیث صحیحہ مرفوعہ سے بزرگ اور نبی کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا مسنون ثابت ہے جیسا کہ آگے غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں بھی مذکور ہے۔

اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو ان کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز ان پر لعنت کریں گے۔

جواہر القرآن ص ۱۳۱} اگر اس عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مرگیا تو اس کے لئے صدقات وغیرہ کئے جائیں دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا بلکہ ان کے لئے دعا مانگنی چاہیئے نہ صدقہ خیرات دنیا چاہیئے اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

مشکوۃ شریف ص ۳} عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی الله تعالی عنه قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْطَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ متفق عليه۔ عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن نبی ﷺ کے پاس تھے اچانک ہماری طرف ایک آدمی آیا تو اس نے اپنے دونوں گھٹنے نبی ﷺ کے دونوں گھٹنوں کی طرف ٹیکے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے رانوں پر رکھا۔ کیا نبی ﷺ کو حضرت جبرائیل نے معبود سمجھا تھا؟ جو آپ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتا رہا۔ تمہارے عقیدے کے مطابق جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو عبادت کرنے سے اپنے قرب سے کیوں نہ ہٹا دیا۔ اور ہاروت اور ماروت کی طرح ان کو سزا کیوں نہ دی کہ تم نے غیر کی عبادت کیوں کی؟ معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام کو اسی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اپنے قرب سے ہٹایا بھی نہیں تو یہ تمہارا کہنا کہ دوزانو ہو کر بیٹھنا غیر کے سامنے یہ عبادت بغیر اللہ ہے۔ جھوٹ ہے۔ بلکہ کسی مسلمان پر بیجا لعنت کرنے والا اللہ کی طرف سے خود ملعون ہوتا ہے۔ اور صراط مستقیم سے دور ہے۔

جواہر القرآن ص ۱۴۷) ایسے عقائد باطلہ پر مبتلا ہو کر جو نہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی کوکب الیمانین علی الجعلان والخراطین توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد کال کفرون سب کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں اور انکا کوئی نکاح ۲ نہیں۔

حاشیہ ۱۵۹ ۱ ماقبل دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تمام عقائد بدلائل اربعہ ثابت ہیں اور دیوبندی وہابی مسلمانوں کو مشرک بنانے والے جھوٹے ہیں۔ اس واسطے بعض دیوبندی امام جو تقیہ کر کے ہماری احناف کی مساجد میں گھسے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے بلانے پر ختم وغیرہ بھی پڑھ آتے ہیں ان کو بلانا گناہ ہے کیونکہ وہ باطنی خائن ہیں۔ اس واسطے ان کے دعا کے ہاتھ اٹھے ہوئے نہ دیکھے۔ خدا کی طرف سے ان کی دعا نامقبول ہے۔ نہ ان کو امام ہی مقرر کیا جائے۔ کیونکہ وہ یا رسول اللہ کہنے والے کی میت پر نماز کی بجائے اپنے بزرگوں کے کہے پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور مسلمان یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے کو ان کی اقتدا سے بچنا چاہیئے۔

۲ مولوی غلام خاں صاحب جو اس کتاب کے مصنف ہیں ان کے والد بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے اور ہیں۔ اور کیا ان کا نکاح بھی فاسد ہو گیا؟ یہ قانون صحیح ہے تو اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالئے۔ کہ میں بے نکاحے کو ولد ٹھیرتا ہوں۔ اور میرے ماں باپ مجھے کیا سمجھیں گے اور کیا حاجی امداد اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم صاحب اور محمد قاسم نانوتوی صاحب جو بانی دارالعلوم دیوبند ہیں اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب شرکت میلاد شریف کرتے رہے ہیں ان کے نکاحوں کا کیا حال۔ کوئی بات تو سوچ سمجھ کی کیا کرو۔ کہ ہمارا خاندان ہی زنا میں مبتلا ہو جائے گا۔ اب خود ملاحظہ کر لو کہ کفر کی مشین کون ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد۲ص ۱۳۹}ورد کرنا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاء للہ وغیرہ حرام ہے۔

فتاویٰ امدادیہ }مصنفہ مولوی اشرف علی جلد۴ص ۹۴ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاء للہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجائش ہوسکتی ہے تاویل مناسب کر کے اور سقیم الفہم کے لئے بوجہ مفاسد اعتقادیہ وعملیہ کے اجازت نہیں دی جاتی۔ چونکہ اکثر عوام بدفہم اور کج طبع ہوتے ہیں ان کو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مانعین وظیفہ اور حرام کہنے والے مولوی اشرف علی کے نزدیک صحیح العقیدہ اور سلیم الفہیم نہیں۔ اور ان عقائد کو کاا کافر کہنے والے بھی سقیم الفہم پر نہیں۔ یہ فیصلہ تمہارے بزرگ آپ کے حکیم الامت کا ہے۔ شاہ۲ عبد الرحیم صاحب نے بھی مجلس میلاد شریف قائم کی اور قیام کیا۔ تذکرۃ الرشید جلد اص ۳۲

حاشیہ $\frac{2}{162}$ مولوی اشرف علی صاحب بھی محفل میلاد شریف میں قیام کرتے رہے ہیں کیا آپ کا فتویٰ شیطنت ان پر چسپاں نہیں۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۱۶

اب اللہ جل شانہ سے دریافت فرمالیں کہ میلاد شریف کا دن مقرر کرنا اور نبی ﷺ کی نعت خوانی کرنی جائز ہے یا نہیں؟ اللہ جل شانہ نے یوم میثاق مقرر فرما کر تمام انبیاء کے مجمع میں خود نبی اکرم ﷺ کے میلاد شریف کا خطاب فرمایا اور آپ کی شان بابرکت کا بیان فرما کر تمام انبیاء اقرار کروایا۔

ال عمران $\frac{3}{9}$ }وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۷۶} سوال ۱۶ اگر کوئی صوفی بعض کام خلاف شریعت کرتا ہو مثل مولود شریف مع قیام وعرس بلا راگ اور فاتحہ برآب وطعام دست برداشتہ ونماز معکوس ومراقبہ برقبور بسورہ الم نشرح وغیرہ وغیرہ و پارچہ رنگین اور کوئی بات کفروشرک

(ترجمہ) اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے پکا وعدہ انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائیں گے تمہارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرنے والے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اس کے ساتھ ضرور ایمان لانا اور اس کی ضرور مدد کرنا۔ فرمایا اس نے کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر پکا وعدہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

یوم میلاد شریف میں نبی ﷺ کے محامد ومحاسن بیان کرنے والوں کو شیطان کہنے والوں قرآن پاک میں تو سنت اللہ ثابت ہوگیا۔ پہلے خدا پر اعتراض کرو پھر ہم پر فتویٰ دینا اگر قائل رہو۔ تو اب آپ کے بزرگ اور پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی ومولوی مشتاق احمد ص ۵۰} فرمایا کہ مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

کیا حاجی صاحب مذکور مولود شریف سن کر قیام کرتے رہے ہیں اور تم نے قیام کرنے والے کو شیطان لکھا ہے۔ ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ کیونکہ قریب پر چوٹ زیادہ پڑتی ہے فافہم قیام کا ثبوت حاضر وناظر کی بحث میں موجود ہے۔

کی کرتا ہو تو فرمائیے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اس کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے صوفی کو بوجہ اپنے مجاہدہ تہجد گزاری کے اور

حاشیہ۱۶۲ ۳؎(سورہ انعام ۸/۱۴)فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِايٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (پس کھاؤ تم اس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اگر ہو تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے)

۴؎ اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس شے حلال پر اللہ کا نام یا اللہ کا ذکر یا اللہ کی کلام پڑھی گئی ہو وہ چیز کھانے کے قابل ہے ورنہ نہیں۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ (ترجمہ) اور تمہیں کیا ہوا کیوں نہیں کھاتے تم اس چیز سے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس واسطے اس نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ جو لوگ کھانے پر میرے کلام یا نام لینے سے پڑھیں گے تم ان کا کھانا نہ کھانا۔ اور اس عقیدے والوں کو ڈانٹ فرمائی کہ تمہارے دلوں میں کیا مرض ہے۔ کیا نفاق ہے کہ جس پر اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اس کو حرام کہتے ہو۔ حالانکہ کھانے پر کلام پڑھنے کا مفتی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ شیطان ہے۔ بتائیے آپ کا فتویٰ کہاں تک پہنچا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس پر مخلوق کا نام لیا جائے اس کو بھی تم حرام کہتے ہو۔ اور جس پر خدا کا کلام پڑھا جائے وہ بھی حرام تو پھر آ ے کانگرسی ملاتو اپنی جماعت کے بھائیوں سے ٹل لے کر کھانے پر بجا لیا کرو۔ تا کہ ہمارے کلام پڑھے ہوئے کھانے سے تمہارا کھانا زیادہ اطیب ہو جائے۔

فاتحہ بر آب وطعام شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب بھی کرتے

حب الٰہی کے محنت شاقہ کے کچھ کمال بھی حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں۔

جواب: نہ وہ قابل بیعت ہے اور نہ وہ صاحب طریقت ہے بلکہ شیطان ہے۔

رہے ہیں اور اپنے مریدین کو فاتحہ برشیرینی بروز مولد شریف کا حکم بھی دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو الانتباہ والسلاسل ص ۱۰۰ آپ کے فتوے سے شاہ صاحب بھی نہ بچ سکے اور سنیئے۔

الحدیث الثانی والعشرون

در ثمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ص ۸} اَخبرنی سیدی الوالدُ قال كُنتُ اصْنَع فی اَیَامِ المَوْلِد طعامًا صلةً بالنبی ﷺ فلَمْ یفْتحْ لِیْ سَنة مِنَ السنِیْنَ شیْءٌ اصْنعُ به طعامًا فلمْ اجدْ الاَّ حمْصًا مُقلِّیًا فقسمتُهُ بیْن النَّاس فریتهُ صلی الله علیه وسلم وبیْن یدیْه هذه الحمْصُ مُتبهجًا بشَاشًا.

ترجمہ: جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں آنحضرت ﷺ کے ایام مولد شریف میں کھانا پکوایا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی میں ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواؤں۔ کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ہر سال مولد منانے والے بھی اور فاتحہ پر طعام پڑھنے والے بھی آپ کے فتوے شیطنت کے مصداق ٹھہرے۔ مَعَاذَاللہ ثُمَّ مَعَاذَاللہ

؎ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند بھی عرس کرتے رہے ہیں اور عرسوں میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ دیکھئے اشرف التنبیہ ص ۶۷

کتاب التوحید منصفہ عبدالوہاب نجدی ص ۳۱} اِنَّ الْاِسْتِعَاذَۃَ بِالْمَخْلُوْقِ شِرْکٌ بلاشک مخلوق سے پناہ مانگنی شرک ہے۔

حاشیہ ۱۶۴ ۵؎ ایسے پرہیزگار، صوفی اور تہمید گزار اور حب الٰہی کے واسطے محنت شاقہ اٹھانے والے اور مجاہدہ بالنفس کرنے والے کو بغیر کسی حیل و حجت کافر و مشرک کا فتویٰ لگا دینا اور شیطان کہنا یہ دیوبندی وہابیوں کا ہی حصہ ہے۔ ورنہ انبیاء کرام کے سوا باقی مومنین میں غلطی کا امکان ہوسکتا ہے اور وہ غلطی نہ شمار کی جائے گی بلکہ اس کی جگہ باذن الٰہی ملائکہ نیکی لکھ دیتے ہیں اور برائی کا اعمالنامہ محو کردیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الْحَسنٰت یُذْھِبْنَ السَّیِئات

یہ عبارات مذکورہ بالا فتاویٰ دیوبندیہ کی گوہر ریزی کے اقتباسات ہیں۔ جس میں کفر کی مشین تو کجا کفر کی توپ کے گولے ہیں۔ جن کو مسلمان کا ایمان سن کر کانپتا ہے۔ اب آپ اپنے چھوٹے بھائی وہابیوں کی مشین کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱؎ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْن اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ ذٰالِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْن

ترجمہ: اور اگر کوئی مشرکین میں سے پناہ مانگے آپ سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پناہ دیجئے آپ اس کو یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کو پھر پہنچا دیجئے آپ اس کو اس کی جائے امن میں۔ یہ اس واسطے کہ وہ بے سمجھ قوم ہیں۔

رب العزت جل جلالہ کا اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی مشرک جس کی تمام عمر شرک میں گزری ہو جب وہ آپ کے در دولت پر حاضر ہو کر آپ سے پناہ طلب کرے تو اس کو مشرک کہہ کر ہٹائیے نہیں بلکہ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ کے قانون سے سوالی کی جھولی بھر کر انعامات دینی و اخروی سے اس کو مالا مال فرمائیے اور پناہ

دیجئے اور قرآن کریم سنائیے۔ جب وہ قرآن کریم سے آپ کے قول بلیغ کے ذریعے موثر ہوگا۔ تو آپ اس کو اس کی جائے امن پر پہنچا دیجئے۔ ہر شخص کی مومن ہو یا مشرک عالم دنیا یا عالم ارواح یا عالم عقبیٰ میں جائے امن وامن مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ یعنی آپ اس کو اپنے دامن رحمت میں چھپا کر ویزکیھم کے دریا میں غوطہ دے کر اس کو جنت ماوی میں پہنچا دیجئے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی تمام عمر کفار و مشرکین کو باوجود ان کی تکالیف پنچانے کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے دوزخ کی آگ سے محفوظ رفرمایا اور دنیا میں ہی جنت کا سہرا ان کے سر پر باندھ کر ان کو جائے امن یعنی جنت تک پہنچایا۔ اور اپنی رحمت سے مخلوق کو اتنی وسعت سے پناہ دی اور فرمایا کہ جس شخص نے مشرک ہو یا کافر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پڑھ کر اپنے عقیدہ کو اسی کے مطابق درست کر کے میری زیارت کرلی تو اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

ترمذی شریف جلد۲ص ۲۲۶} عن جابر بن عبداللہ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَاتَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِی اوراٰی من راٰنی.

ترجمہ: جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی ﷺ آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے مسلمان ہو کر مجھے دیکھا یا میرے صحابی کو دیکھا تو اس کو آگ نہ چھوئے گی۔

آئے صحابہ کرام کا پناہ لینے کے متعلق عقیدہ دیکھیں کہ وہ خدا کے سوا انبیاء سے پناہ مانگنا شرک سمجھتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف جلد۲ص ۵۲} عَنْ اَبِی مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ کَانَ یَضْرِبُ غُلَامَهٗ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللهِ قَالَ فَجَعَلَ یَضْرِبُهٗ فَقَالَ اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللهِ فَتَرَکَه

کتاب التوحید ص۲۲﴿مَاوَقَعَ فِی هٰذِہِ الْاَزمِنَةِ وَالعُصُورِفِی کَثِیرِ الْمُسْلِمِیْنَ بِالْعُلَمَاءِ وَالْعُبَّادِ وَالْمَوَالِیْ وَالاھَالِیْ مَعَ اَرْبَابِ الْقُبُوْرِ وَغلُوهِمْ فِیْ تَعْظِیْمِهَا وَالْخُشُوْعِ لَهَا وَالْعُکُوْفِ بِهَا وَالْبِنَاءِ عَلَیهَاوَاَلْبَاسِهَا بِالثِّیَابِ الفَاخِرَةِ وَحَرْفٍ.

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ اعوذ باللہ کہتا تھا یعنی میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔راوی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ اس کو مارتے رہے تو غلام نے کہا اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللہ یعنی میں رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔

اب فرمایئے کہ رسول اللہ ﷺ کے خاص صحابی قاری قرآن اور حافظ قرآن اپنے غلام کو مارتے ہیں اور غلام اللہ سے پناہ بہتری مانگتا ہے لیکن عبداللہ بن مسعود اس کو چھوڑتے ہیں۔ جب غلام نے اس آڑے وقت میں نبی ﷺ کو قاضی الحاجات سمجھ کر غائبانہ پناہ طلب کی تو آپ نے اپنے تصرف نبوت سے عبداللہ بن مسعود کو مارنے سے ہٹا دیا چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ غلام کو چھوڑتے ہیں۔اور شرک نہیں کہتے۔ثابت ہوا۔کہ انبیاء علیہم السلام سے پناہ لینی جائز ہے۔

نمبرا تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ ہے اور دوسرا شخص مصنف کتاب التوحید محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے جس نے عرسوں کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور قبور کی بے حرمتی کا اعلان کیا ہے۔خواہ حضور اکرم ﷺ کا روضہ مطہرہ ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ ان امورات سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی بین دلیل ہے۔ کیونکہ ان کا ثبوت پہلے خیر القرون میں چلا آتا تھا اور ان کے شر القرن میں ان حسنات کی نیکی ان کو بھلی معلوم نہ ہوئی تو انہوں

جلّ الاکرامُ لها باالحضور لدیها بالمراسیم والاغراس ونحرها ویحسبون انّھم علی شیء ولیسوا فی الحقیقۃ علی شیءٍ الّا علی ذنت الاکبر لایغفرُوہ اللہ تعالٰی ابدا والوزر الاعظم الّذی ھو الشرک الجلیّ والکفر الواضح

جو واقع ہوا ہے اس زمانہ کے مسلمانوں میں علماء اور صوفیاء اہل قبور کے ساتھ اور حد سے زیادہ قبور کی تعظیم کرتے ہیں اور قبور کے واسطے خضوع کرتے ہیں اور اعتکاف بیٹھتے ہیں اور ان پر رجوع کرتے ہیں اور ان پر عجیب غلاف چڑھاتے ہیں اور زیادہ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کے پاس جاکر مختلف رسموں کے ساتھ اور عرسوں وغیرہ سے۔ اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ثواب کا کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً سوائے گناہ کبیر کے کوئی ثواب نہیں۔ اس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ اور بڑا بوجھ ہے ایسا جو شرک جلی ہے اور کفر واضح ہے۔

نے بند کیا۔ اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی مذکورہ بالا عبارت کا عنوان معنون کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام عباد ان امور کو مستحسن سمجھ کر اور خیر القرون کی سنت حسنہ پر عامل تھے اور مصنف ھذا کیا ہی علماء وعباد امت محمد رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت کے خلاف چلا ہے جو فی کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی کثرت اور علماء حقہ کا جم غفیر اور زہاد کی جماعت ان ہی امورات کے عامل تھے۔ اور یہ من شذ شذ فی النّار کی زد میں آ گئے ہیں۔ اسی کی اقتدار میں تمام فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ مسلمانان دنیا کو کفر کے جعلی فتوی لگا رہے ہیں۔ اور انبیاء واولیاء کی تعظیم سے بند کر رہے ہیں جن کی تعظیم کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے جو دوسری جگہ انشاء اللہ ذکر کیا جاوے گا۔

کشف الشبہات مصنفہ عبدالوہاب نجدی }وَ اِنَّ اُمُحَمَّدًا لَا یَمْلِکُ لِنَفْسِہٖ نَفْعًا وَّلَاضَرًا فَضْلاً عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ وغیرہ اور بے شک محمد ﷺ اپنے نفس کے واسطے نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔ چہ جائیکہ القادرؒ وغیرہ۔

۱؎ فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام و بت مساوی ہیں۔ کیونکہ جو آیات کریمہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بتوں کی معبودیت کو توڑنے کے واسطے ان کا عجز ثابت کیا ہے وہی آیات یہ لوگ وہابیہ اور دیوبندیہ انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء پر یہ فتویٰ اور ان کا عجز ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ حالانکہ ان کے برعکس اللہ تعالیٰ بھی نبی ﷺ کے روضہ اطہر کے پاس مودبانہ درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ بھی تمہارے اسی فتویٰ میں شامل ہیں۔ اور نبی ﷺ کی نسبت یہ کہنا آپ اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں کیا رسالت اور نبوت کس ذات کو مستلزم ہوئی؟ اور عالمین کی رحمت ایسی ذات کو بنایا گیا جو اپنے نفس کے نفع نقصان کے مالک نہیں اور پھر اپنے نفس کے نفع نقصان کے انکار سے یہ کب لازم ہوا کہ آپ عالمین کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں۔ جو تمہاری عقل نافہمہ نے سمجھا ہے۔ خدا کا کچھ خوف کرو جن کی نسبت اللہ تعالیٰ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ سے سراہے اور تم ان کو ذلیل سمجھو۔ یہ آپ کا کون سا ایمان ہے۔ اب ان عبارات مذکورہ بالا سے مختصر عرض کرنا میرے خیال میں کافی ہے۔ مشتے از خروارے ہی نمونہ کافی ہوتا ہے اور اہل انصاف کے نزدیک بھی عبرت ہوتی ہے اور متعصب ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ اور شیشے میں اپنے داغوں کو دیکھ کر دوسروں کو مطعون کرتا ہے جیسے کہ

اکابرین دیوبندیہ اور وہابیہ نے تمام مسلمانان دنیا کو کافر کہا اب یہ لوگ ان کے اقتدا کنندہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم کفر کی مشین ہو۔ حالانکہ اپنی عبارات کو ملاحظہ کرنے سے ہمیں بری الذمہ سمجھیں گے۔ بلکہ بجائے ہمیں ڈانٹنے کے اپنے اکابرین کے مکفر بنیں گے۔ کیونکہ حدیث پاک میں مذکور ہے مسلم شریف جلد اول ص ۵۷ عن ابن عمر قال رسول اللہ ﷺ ایما امرء قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما انکان کما قال والا رجعت علیہ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اس کفر نے ان کے ایک کی طرف رجوع کیا۔ اگر کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ تو فبہا ورنہ قائل پر وہ کفر رجوع کرتا ہے)۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہوا کہ مسلمان بھائی کو کافر کہنے میں حقیقت کو سوچ کر قدم اٹھانا چاہیئے۔ اب تم نے عبارات مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ سمجھ لیا ہوگا کہ تمہارے دیوبندیہ و وہابیہ کے اکابرین نے ایسی کفر کی مشین گن چلائی کہ جس سے حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہم کو بھی اپنے کفر کے فتویٰ سے مطعون کیا۔ حتی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین و حضور ﷺ کی ذات بابرکات بھی تمہاری زبان درازی سے نہ بچ سکے۔ اور خداوند کریم کی ان آیات کریمہ کو پس پشت ڈال دیا۔ جن میں ان تمام کی اتباع کا ارشاد ہوا ہے اگر یہ تمام مطاع امت محمد رسول اللہ ﷺ آپ کے کہنے کے مطابق نہیں بن سکتے کیونکہ یہ مذکورہ بالا افعال کے مرتکب تھے۔ تو تم بدھ یا کرشن کو اپنا مطاع بنا لو۔ جیسا کہ تم نے بنایا ہوا ہے۔ جو اپنے اسلاف کو بھی گمراہ ثابت کر رہے ہو۔ اے مکفرین امت محمدیہ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ حق کون ہے اور باطل کون۔ مکفر کون ہے اور مسلم کون۔ جنہوں نے دنیا میں اسلام پھیلایا اور ایمان کی بنیادیں رکھ دیں۔ تم نے ان کو کافر کہہ دیا۔ اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ فقیر پر یہ بہتان کہ یہ مکفر ہے۔

مسلمانو! ہوشیار بن کر اپنے ایمان کو اسلامی بورڈ لگانے والے رہزنوں سے اپنے ایمان کو محفوظ کرلو۔ اور انبیائے عظام و اولیائے کرام کے دامن کو عملاً تھام لو۔ تاکہ ان کی امداد سے ہم ان کے فریب سے بچ سکیں۔ یہ ہے آپ کی تکفیر کا جواب۔ باقی رہا کہ آپ کی وہابیت کو اظہر من الشمس کرنا یہ فقیر کے خاندانی منصب سے ہے۔ جو تمام اسی شہر قصور میں آپ کے پوشیدہ رازوں کو افشا کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ ان کی تصانیف کا ملاحظہ فرمائیں۔ تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔ چنانچہ اپنے اکابرین سے حضرت مولانا محی الدین صاحب قصوری حضوری رحمۃ اللہ علیہ کو تمام زمانہ جانتا ہے کہ چند اشعار تمہاری نذر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ شکریہ سے یاد فرماؤ گے ؎

ہست یکے فرقہ وہابیاں	منکر از امداد ولی درجہاں
بلکہ ز امداد نبی منکر اند	باہمہ اموات مساوی نہند
لعنت حق باد بر ایں اعتقاد	رفت مسلمانی ایشاں بباد
صورت شاں صالح و باطن پلید	صحبت ایشاں نکنی اے سعید
گفتہ من ہیچ منہ درمیاں	بین کہ چہ گفت است زپیشنیاں
صحبت بد راہ تباہ میکند	دیگ سیاہ جامہ سیاہ میکند
جملہ فسادات ز صحبت اثر	یُحفِظُنا اللّٰہُ عذابَ السَّقَر
نیست خلل ہیچ ولی را بموت	قوت امداد نہ زدگشت فوت
موت ولی ہست حیات ابد	ہر کہ نہ اقرار کند گشت رد
گر نہ مدد ہار سد از اولیاء	غیر ولی چوں زولی شد جدا
خاصہ قراں شہ ہمہ اولیاء	نائب کامل ز شہ انبیاء
قطب جہاں غوث زماں محی الدین	فیض ازوتا بقیامت یقین
پیردگر شاہ بود نقشبند	ہست ز بسیار مشائخ بلند
ہم مددش تا بقیامت یقین	ایں ہمہ آثار کرامت ببین
جملہ ولی راست مدد بیگمان	بہر مریداں دے اندر جہاں

مطبوعہ ۱۲۸۵ء

فقیر کے خاندان سے حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوریؒ جن کی دھاک اب تک شہر دیابنہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جنہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اکابرین دیوبندیہ سے مناظرہ کر کے بحکم نواب صاحب ریاست بہاولپور ریاست بدر کروایا۔ اور اس مناظرہ کی تفصیل بنام کتاب تقدیس الوکیل شائع فرمائی اور تمام دنیا کے علماؤں سے ان کے عقائد باطلہ پر دستخط ثبت فرمائے۔ اور جنہوں نے اکابرین وہابیہ کو ریاست فرید کوٹ کے راجہ کی عدالت میں مناظرہ کر کے علمائے وہابیہ کو سزائیں دلوائیں اور جرمانے کروائے تو فرقہ وہابیہ برطانیہ نے ہائی کورٹ تک اپیل کر کے سزا سے بری الزمہ ہو گئے۔ لیکن جرمانہ نہ ٹوٹ سکا۔ جس کی مصدقہ نقلیں بمعہ مناظرہ فرید کوٹ بنام کتاب ابحاث فرید کوٹ عام چھپ چکی ہیں۔ جواب تک موجود ہے۔ اب اس فقیر کا پیشہ بھی اسی خداوندی عطا سے باطل کو مسلمانوں کے سامنے واضح کرنا قرآن وحدیث نبی کریم ﷺ سے اپنا خاندانی پیشہ سمجھتا ہے اور اس عطائے الٰہی پر خداوند تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ باطل کے مقابلہ میں حق کو ظاہر کرنے کے واسطے فقیر کو ثابت قدم رکھ اور انبیاء کرام و اولیائے عظام کی شان ظاہر کرتے ہوئے دنیا میں زندہ رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اسی واسطے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسی کام پر فقیر کو مسلط کیا ہوا ہے۔ جو ہر دشمن اسلام پر واضح ہے (انفال $\frac{9}{1}$) وَيُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنِ فَكِّرْ وَلَا تُعَجِّلْ

سوال: تبلیغی جماعت کیا غیر مقلد تھے۔ ثبوت دیجئے۔

جواب: واقعی جماعت تبلیغی وہابی ہیں۔ جن کے بانی محمد الیاس صاحب دیوبندی نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ جو آجکل جماعتی صورت میں مسلمانوں کو کافر سمجھتے

ھوئے پہلے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ تاکہ اپنے مرکز میں اطلاع دیں کہ ہم نے اتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابرین نے مسلمانوں کو محض زبانی فتویٰ دیا اور یہ تبلیغی الیاسی جماعت مسلمانوں کو جو مسجد میں داخل ہوں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہوں کافر سمجھتے ہوئے کلمہ پڑھا کر اپنی وہابیت کا اقرار کرواتے ہیں۔ اگر اس جماعت کا کام حقیقۃً تبلیغ اسلام کا ہوتو مسجد کے نمازیوں کو کافر سمجھ کر کلمہ پڑھانا وہابیہ کا کام تھا۔ ان کو چاہیئے یہ تھا کہ بھنگیوں اور چرسیوں کے ڈیروں میں جا کر حقیوں اور افیمیوں کے تکیوں میں جا کر ان کو کلمہ پڑھائیں اور نماز کا سبق دیں۔ اور اسلام کی رف بلائیں۔ پھر تو تبلیغ اسلامی ہے۔ ورنہ ان کی حرکات سے صاف ظاہر ہے مسلمانوں کو وہابیت کے دانتوں سے چبانا چاہتے ہیں دراصل یہ تبلیغی جماعت اسمٰعیل دہلوی کے پروپیگنڈا سیکرٹری ہیں۔ ان کا مرکز پھاٹک حبش خاں دہلی میں ہے۔ جو وہابیہ اور دیوبندیہ سے معجون مرکب ہے۔ اب جا کر تحقیق کرلو۔ مساجد میں بھی مسلمانوں نے اسے ہی دیکھا ہے کہ بعض دیوبندی ہیں اور بعض وہابی ہیں۔ اب ہمارے ملک میں اس تبلیغی جماعت کی ترکیب وہابی، کانگرسی، احراری، مودودی، اور دیوبندی جماعت سے ہے۔ یہ پانچوں جماعتیں مرکب ہوکر جماعت تبلیغی سے موسوم ہیں۔ اور سردار وہابیت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جو امام فرقہ دیوبندیہ ہیں۔ رقمطراز ہیں اور مولوی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۲۱ } مولوی اسمٰعیل صاحبؒ عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔

اب اپنے فرق دیوبندیہ کے مسلمہ ولی کا عقیدہ سن لیجئے۔

تنویر العینین فی اثبات رفع الدین ص ۱ مصنفہ اسمعیل دہلوی } اَلْحَقُّ رَفْعُ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّکُوْعِ وَالْقِیَامِ مِنْهُ وَالْقِیَامِ اِلَی الثَّالِثَةِ سُنَّةٌ غَیْرُ مُؤَکَّدَةٍ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰی فَیُثَابُ فَاعِلُهٗ بِقَدْرِ مَا فَعَلَ اِنْ دَائِمًا فَحَسْبُهٗ

ترجمہ: سچی بات یہ ہے کہ رفع یدین کرنا تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع کے وقت اور تیسرے قیام تک سنت غیر مؤکدہ ہے۔ نبی علیہ السلام کی سنتوں سے ہے۔ تو اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جاوے گا۔ جتنا اس نے کیا۔ اگر ہمیشہ کیا تو اس کو کافی ہے) درست ہے۔

اس حوالہ مذکورہ میں مصنف نے شاہ ولی اللہ صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے رفع یدین عندالرکوع وغیرہ ثابت کیا ہے اور اس تمام کتاب میں مصنف مذکور نے وہابیوں کے مسئلہ رفع یدین کو ثابت کیا ہے۔ اب تم خود فیصلہ کرلو کہ رفع یدین وہابی کرتے ہیں یا حنفی۔ اور جن کے مرشد وہابی ان کے مریدین کیسے حنفیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۱۹ } سوال: وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا۔ اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب: محمد بن عبدالوہاب کے مقیدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔

کیوں جناب اب تو ہمارے امام دیوبندیہ کا اقرار ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے اس واسطے دیوبندیوں نے بھی احناف کے عقائد چھوڑ کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد عمدہ ہونے کی بنا پر قبول کئے ہوئے ہیں۔ اب بھی اور ظاہریتہً اعمال احناف کے بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اب بتاؤ کہ دیوبندیوں کے وہابی ہونے میں کیا شک رہا جس کی حقیقت وہابی ہو ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۴۱} اس وقت اوران اطراف میں وہابی متبع سنت اور دین دار کو کہتے ہیں۔ (رشید احمد)

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۰} عقائد میں سب مقلد غیر مقلد متحد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہیں۔ (اللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی اب تو آپ کے رشید الملۃ الدیوبندیہ نے وہابیوں سے عقائد کے متحد ہونے کا فتویٰ دے دیا اپنی خاندانی وہابیت پر آپ کو ضرور آمیں پکارنی چاہیئے۔ اور سنو۔ آپ کے فرقہ دیوبندیہ کی متحدہ اور معتبرہ تصنیف میں لکھا ہے۔ جس پر تمام دیوبندیہ کی مہریں ثبت ہیں۔

المہند ص ۹ } اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے۔ اب تو تمہارے مرکز کا متفقہ فیصلہ تمہارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ تم اپنے زبانی دعویٰ اصلی حنفیت کے لقب سے دست بردار ہو کر اپنی حقیقت وہابیہ کا اعلان فرماؤ گے۔ اگر کچھ شک ہو تو اور تحقیق کرلو۔

تذکیر الاخوان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص ۳۵۲}

چاہے فاسق یا کہ بے غیرت کہیں یا وہابی اور بے ملت کہیں
یا ہمیں گمراہ بدطینت کہیں یا کہ کافر اور بے عزت کہیں

اپنے حق میں صیقل زنگار ہے

اے فرقہ دیوبندیہ اب وہابی کہلانے کہنے سے عار نہ کرنا۔

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۳۵} (جب مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کو لکھا ہے۔ کہ میں نے سنا ہے کہ تم مجلس مولود وغیرہ میں جاتے ہو قیام کرتے ہو۔ صلواتین پڑھتے ہو تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی

کا محکوم ہوں نہ کسی سے مجبور مگر پوری مخالفت کر کے قیام دشوار ہے گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آ کر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا۔ (آگے چل کر فرماتے ہیں)

دینی مضرت یہ کہ جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جاوے گی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے۔

اب آپ کے مذہب کا تقیہ بھی ثابت ہو گیا اور وہابیت کا پوشیدہ کرنا بھی دیرینہ مرض ثابت ہوئی آپ خود انصاف کر لیں کہ تم واقعی غیر مقلد وہابی ہو جو آپ کے اکابرین بھی تسلیم کر چکے ہیں یا صرف میرا ہی کہنا ہے۔ جس سے آپ رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا سوال کرنا کہ یہ تبلیغی جماعت الیاسی کیا وہابیہ غیر مقلدوں کی جماعت ہے؟ یہ تجاہل عارفانہ سوال ہے۔ درحقیقت ان کی وہابیت آپ کو معلوم تو ہے کیونکہ مریض جتنا اپنی مرض کو خود سمجھتا ہے دوسرے کو سمجھنا مشکل ہے۔ عیاں کرے یا نہ کرے۔ لیکن سمجھنے والے بھی فراست الہیہ سے سمجھ جاتے ہیں۔ مریض اگر اپنی مرض کو علاج کے واسطے ظاہر کرے تو شفا پائیگا۔ اگر چھپائے گا تو خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اور اس سیاسی جماعت میں تو صاف صاف ظاہرا و باطنا وہابی ہیں۔ جس میں کسی کو شک ہی نہیں۔ سوائے گھر والوں کے کیونکہ گھر والوں کو اپنے کا عیب ہنر نظر آتا ہے اور اگر وہ وہابی نہ تھے تو پھر وہابی چڑے کیوں۔ اب ایک احناف کے بنیادی عقیدہ تقلید کے متعلق اپنے بڑے کا فیصلہ سن لیجئے۔ ایضاح الحق مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص ۴۸ تقلید شخصی بدعت ہے۔

''وہابی'' ہاں واقعی میں کہتا ہوں تقلید حرام ہے کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کا قلادہ بلا دلیل اپنے گلے میں ڈالنا سوائے گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے جب ہمارے پاس قرآن تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ موجود ہے تو مجتہد کی تقلید جو خود بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ہم لاریبی طریقہ کو چھوڑ کر ایک اضطرابی راستہ کے مشکلات میں پڑ جائیں یہ عقل سلیمہ کے

خلاف ہے فرمان خداوندی کے خلاف ہے سنو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اِنَّا اَنزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْھِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَۃً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ کیا ان کو کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت ہے اللہ تعالیٰ فرماویں کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت ہے اللہ تعالیٰ فرماویں کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں جس میں راحت بھی ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت بھی ہے اب اس آیۃ کریمہ کو پڑھ کر بھی اگر تم کلام الٰہی پر اکتفانہ کرو اور اماموں کے پیچھے بھٹکتے پھرو تو صاف گمراہی میں ہو (دلیل) اللہ تعالیٰ نے قرآن کے فیصلے کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے والے پر تین فتوے لگائے ہیں سنو وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے تو واقعی ایسے آدمی کافر ہیں۔ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الظَّالِمُوْنَ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہیں لہذا قرآن کو چھوڑ کر اماموں کی تقلید کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کافر اور ظالم اور فاسق فرمایا اس سے زیادہ مقلد پر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے فرمان کو چھور کر مقلد اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلاوے تو اس سے زیادہ اور کونسی بے ایمانی ہے۔

"محمد عمر" غیر مقلد دوست نے ایک اعتراض میں کئی پہلو بیان کئے فقیر انشاء اللہ ہر ایک شق کا شک بالتفصیل فک کرتا ہے۔ تقلید حرام نہیں ہے یہ تمہارا اپنا فتویٰ ہے کفر نہیں بلکہ تقلید واجب ہے ہاں تقلید مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی واقعی حرام ہے اللہ کے بندوں کی تقلید جن کے ساتھ اللہ کی معیت ہے ان کی تقلید واجب ہے بغیر ان کی تقلید کے ہم ایمان و اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ایمان بالمقیات بغیر تقلید کے محال ہے مثلا

خداوند کریم پر ایمان لانا محض تقلیدی ہے۔ جس نے ذات باری تعالیٰ پر ایمان لانے کے واسطے دلائل تلاش کئے وہ گمراہ ہوا اور جو شخص بلا دلائل اللہ پر ایمان بالغیب لا کر محض انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی تقلید پر اکتفا کرتا ہے وہ پکا سچا مسلمان اور مومن ہے اور قرآن مجید پر بھی محض نبی علیہ السلام کی تقلید سے ایمان لایا جاتا ہے قرآن کریم کے معجزات کو جس نے طلب کیا وہ گمراہ ہوا اور جو شخص قرآن کریم کا بلا طلب دلائل مقلد ہوا اس کو اللہ کریم نے ایسے ایمان لانے کی وجہ سے قرآنی معجزات و کرامات عطا فرما دیئے ایسے ہی نبی علیہ السلام کا جو شخص بلا دلائل مقلد ہوا وہ مقرب ہوا اور جو دلائل کا متلاشی ہوا وہ ابو جہل کہلانے کا حقدار ہوا اور آخرت کا منکر کہلاتا ہے۔ پھر مروجہ قرات سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا یہ بھی محض تقلید سے ہی ثابت ہوا اور یہی الـذیـن یومنو ن بالغیب کے معنوں میں اگر تم تقلید کو حرام کہو تو تمہیں بلا تقلید ان تمام کا منکر سمجھا جاوے گا جب بلا دلیل تم قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے پڑھ سکتے ہو تو تم بلا تقلید اس کو اپنی دلیل کیسے پیش کر سکتے ہو جس پر ایمان ہی درست نہیں تو اس کے متعلق یہ دعوی کرنا کہ قرآن کو چھوڑ کر اور فیصلہ کرنا یہ کفر ہے تو یہ بھی تو فرمان قرآنی ہے اور خود قرآن کو تم اپنی طرف سے فیصل نہیں مقرر کر سکتے جب تک کہ اس کے بلا دلائل مقلد نہ بن جاؤ تو معلوم ہوا کہ پہلے تقلید واجب ہے پھر قرآن کو اپنا فیصل مقرر کر سکتے ہیں چنانچہ غیر مقلد خدا کا بھی منکر قرآن کا بھی نبی علیہ السلام کا بھی آخرت کا بھی عذاب قبر کا بھی پلصراط کا بھی جنت و دوزخ کا بھی علی هذا القیاس یومنو ن بالغیب میں تب ہی داخل ہو سکتے ہیں جب تک کہ بلا دلائل تقلید نہ کریں کیونکہ۔ یہ تمام محض تقلید سے متعلق ہیں۔ تقلید کے انکار سے ایک اور بڑا بھاری نقصان ہوتا ہے۔ انسان اگر تقلید نہ کرے اور دلائل تلاش کرے تو حلالی ہی نہیں بن سکتا کیونکہ انسان اپنے والد کے نسب میں اپنے آپ کو تب ہی شمار کر سکتا ہے۔ جب اپنی ماں مقلد بنے کیونکہ اس کی نسبت اپنے والد

کی طرف محض اس کی ماں کی تقلید پر مبنی ہے اگر ماں سے والد کی طرف منسوب ہونے میں دلائل طلب کرے اور تقلید امی نہ کرے تو سوائے حرامی کہلانے کے اس کو اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ کیا مجتہد جس کی تقلید کا ارشاد اللہ تعالیٰ فرمائے نبی ﷺ فرماویں اس کی تقلید کو چھوڑ یا بلا اجتہاد قرآن کا عامل بننا یا حدیث پاک پر عمل کرنا یہ محض گمراہی ہے جیسا کہ آگے ثابت ہوتا ہے۔ پھر غیر مقلدوں کے لئے بھی ان کی حمایت میں انکے مذہب کے چند مجتہد کہلاتے ہیں باقی تمام ان کے مقلد ہیں اگر ان کو قرآن پاک کی آیت بھی معلوم ہو جائے تو بھی ایمان نہیں لاتے جب تک ان کا مجتہد نہ کہے کیا یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو قرآن کو بھی تبیانا لکل شی تسلیم کیا لیکن یہ تسلیم کرنا محض موت کو چھوڑ کر بیماری اختیار کرنے کے برابر ہے ورنہ اس پر بھی تمہارا ایمان نہیں کیونکہ قرآن کریم کا تبیانا نکل شی ہونا یہ ہمارا عقیدہ ہے جس سے نبی ﷺ کا غیب کلی ثابت ہوتا ہے جس کے تم منکر ہو اور اقرآن کریم سے بتیانا لکل شیء کا علم بھی تب ہی ثابت ہوتا ہے۔ جب نبی ﷺ اور ائمہ مجتہد بن کی تقلید کی جلی ورنہ قرآن کریم بھی بلا تقلید یغل به کثیرا سے فتویٰ گمراہی جڑ دیتا ہے۔ اسی واسطے یضل کی ضلالت کو مقدم فرمایا چونکہ غیر مقلد مقدم ہوتا ہے اس واسطے اس پر قرآن نے گمراہ ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا اور مقلد چونکہ موخر ہوتا ہے اس واسطے اس کو یھدی به کثیرا سے نوازا لہٰذا اگر تم تقلید کو چھوڑ کر آگے بڑھو گے تو یضل به کثیرا کے مصداق ہو گے اور اسی بنا پر حسنات سے پیچھے ہٹ رہے ہو اور اگر بلا دلیل اہل اللہ کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال کر اتباع کے عامل رہو گے تو حسنات میں ملائکہ سے بھی انشاء اللہ سبقت لے جاؤ گے جیسا کہ ابلیس نے تقلید کو برا سمجھا اور براہ راست بلا تقلید اہل اللہ قرب خداوندی کا مدعی بنا تو ہمیشہ کے واسطے ملعون ہوا اور اس کے تمام اعمال صالحہ حبط ہو گئے ایسے ہی تمہارے بھی اعمال صالحہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ بلا تقلید حبط ہوں

گے اورتم کانھم خشب مسندہ پڑے رہو گے اور تمہاری یہ دلیل کہ جو قرآن کو چھوڑ کر دوسروں کی تقلید کرتا پھرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کافر ظالم فاسق فرمایا ہے ہاں واقعی یہ بھی غیر مقلدوں پر ہی کافر و ظالم فاسق کا فتویٰ چسپاں ہو رہا ہے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللهُ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ جو شخص بِمَا اَنْزَلَ اللهُ کو اپنا فیصل نہ بنائے وہ کافر ہے اور بِمَا اَنْزَلَ اللهُ کا کیا ارشاد ہے آگے نہیں پڑھتے ملاحظہ ہو۔

(۱) نساء ۵/۸ } یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اور جو تم سے اولی الامر ہوں پس کسی شی میں تمہارا جھگڑا ہو جاوے تو تم اس کو اللہ اور رسول کے سپرد کر دو اگر تم اللہ اور قیامت سے ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور حقیقۃً بہت اچھا ہے اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا بما انزل اللہ مقسم کے تین اقسام ہیں اطاعت اللہ اطاعت رسول اللہ ﷺ اور اطاعت اولی الامر اور مقسم کا اظہار وجود بغیر اپنی اقسام کے محال ہے۔ اور ہر سہ اقسام میں اجتہاد رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مثلاً قرآن کریم پر بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے چند مثالیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(۲) بقرہ ۲/۱۸ } وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَیْنَمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ.

اور یا رسول اللہ ﷺ جہاں آپ تشریف لے جاویں تو اپنے رخ انور کو مسجد حرام کی طرف پھیریں اور اے مسلمانو تم بھی جہاں کہیں ہو تو اپنے منہ کو اس مسجد حرام کی طرف پھیرو۔

اب ایمان سے کہنا مسجد حرام کی طرف منہ پھیرنے کے واسطے اجتہاد کی

ضرورت نہیں؟ بغیر اجتہاد مسجد حرام کی طرف منہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس آیت کریمہ پر عمل کر سکتے ہو۔

(۳) بقرہ ۲/۲۳ } وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اور جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے۔ تم فدیہ بھی بغیر اجتہاد نہیں ادا کر سکتے اللہ نے فدیہ کا تعین نہیں فرمایا مسلمانوں کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اگر قرآن میں اجتہاد کا انکار کرو گے تو فدیہ نہیں ادا کر سکتے۔

(۴) بقرہ ۲/۲۳ } وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ.

ترجمہ: کھاؤ اور پیو حتی کہ تمہارے لئے فجر کا سفید تاگہ سیاہ تاگے سے ظاہر ہو جاوے۔ پھر روزے کو پورا کرو رات تک۔

اب تم اپنے وہابی ایمان کو سامنے رکھ کر اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اگر اجتہاد سے کام لو تو مشرک بنتے ہو اور اگر اجتہاد نہ کرو تو تمہیں فجر کا اندازہ لگانا مشکل لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے عامل تب کہلا سکتے ہو جب اجتہاد کو دخل دو۔

(۵) بقرہ ۲/۲۴ } وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ

اور اللہ کے واسطے حج اور عمرہ کو پورا کرو پس اگر تمہیں روکا جاوے تو جو قربانی تمہیں میسر ہو دی جاوے اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاوے۔ منا کی طرف قربانی کے جانور کو چھوڑنا اور پھر قربانی دینے والے کے اجتہاد پر چھوڑا کہ جب تمہیں اس کے پہنچنے کا اندازہ معلوم ہو جاوے تو سر منڈا دو پہلے نہیں تو اس آیۃ کریمہ پر بھی بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے۔

(٦) بقرہ $\frac{۲}{۳۰}$ } فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا

پس اگر زوجین اپنی رضا مندی اور مشورے سے بچے کا دودھ چھوڑا دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیۃ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کے علاوہ والدین کے اجتہاد پر چھوڑا جس تعین کی تخصیص نہیں رکھی۔

نساء $\frac{۵}{۶}$ } وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا.

اور اگر تمہیں زوجین کی مخالفت کا خوف ہو تو مرد کے اہل سے ایک حکم اور عورت کے اہل سے ایک حکم ان دونوں کی طرف بھیجو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے علاوہ شرعی حکم کے دونو طرف سے مجتہد حاکم مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا جس میں اجتہاد کے بغیر اس آیۃ پر عمل کرنا محال ہے۔

مائدہ $\frac{۷}{۱۳}$ } يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَاقَتَد يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

اے ایمان والو احرام کی حالت میں شکار کو ذبح نہ کرو اور جس شخص نے تم سے عمداً شکار ذبح کیا تو بدلہ دے اس چیز کی مثل جو اس نے ذبح کیا اور اس کے بدلے کا فیصلہ دو عادل تم سے کریں۔

اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ بغیر اجتہاد کے اس آیۃ مبارکہ پر عمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے متعلق فیصلہ الہیہ ثابت ہے کہ جب تک قرآن کریم میں اجتہاد کو دخل نہ ہو قرآن کریم کے اکثر احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔

(٧) نساء $\frac{۵}{۱۱}$ } اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

کیا پس یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ اختلاف بہت پاتے اس ایۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کو اللہ کی کلام وہی سمجھ سکتا ہے۔ اور قرآن پر وہی ایمان لاسکتا ہے۔ جو اس کی آیات میں اجتہاد اور تدبر سے تطبیق دے سکے اور اختلاف آیات کی طرف نہ بھٹکے ورنہ گمراہ ہو جاوے گا۔ لہٰذا جو شخص تدبر فی القرآن مجتہد کے اجتہاد کو قائل نہیں وہ از روئے ما انزل اللہ گمراہ ہے۔

(۸) نساء ۵/۱۱} وَاِذَا جَاءَ هُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِالْخَوْفِ اَذَا عُوْابِهٖ وَلَوْرُدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُوْلِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا

اور جب ان کے پاس کوئی کسی امر کے متعلق خبر آتی ہے امن کے متعلق یا خوف کے متعلق تو وہ اس کو پھیلاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس خبر کو رسول ﷺ کے سپرد کر دیں یا اولی الامر کے سپرد کر دیں تو اس وہ لوگ استنباط سے معلوم کر لیتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہو تو سوائے قلیل کے تم شیطان کے متبع ہو جاؤ۔

محمد ۲۶/۳} اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ اَوَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا.

یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرہ کر دیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے کیا پس وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص تدبر فی القرآن دوسرے معنوں میں اجتہاد فی القرآن کا قائل نہیں بلکہ جملہ قرآن کریم کو بدیہی سمجھے اور ہر آیۃ کو بلا اجتہاد مجتہد کما حقہ سمجھنے کا دعوے کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے

ہیں کہ ایسے لوگوں کو اس عقیدے کی بنا پر اللہ کی لعنت ہے اللہ تعالٰی ان پر اتنی لعنت برساتا ہے کہ جس سے ان کو اس نے بہرہ کر دیا خواہ کوئی اس کو کتنی کلام الٰہی پڑھ کر سائے وہ ایمان کی بات نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں۔ ہم نے براہ راست قرآن سمجھا ہوا ہے اور لعنت سے خداوند نے ان کی بنیائیوں کو اندھا کر دیا ہے۔ان میں نظر بصارت نہیں ہے۔ جب مادہ بصارت ہی نہیں تو فاعتبروا یا اولی الابصار سے وہ ایات الٰہیہ کو جانچ کیسے سکتے ہیں جب جانچ نہیں تو ان کو مادہ اجتہاد کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔اس واسطے غیر مقلدوں میں کوئی مجتہد نہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں یہ بیچارے اجتہاد کو کیا سمجھیں اور انہیں مجتہد کی قدر و منزلت کا پتہ ہی کیا مجتہد کی شان اب اللہ سے دریافت کریں کیا یا اللہ جب تمام قرآن کو بغیر اجتہاد مجتہد سمجھنا مشکل ہے تو مجتہد کیسا ہو سکتا ہے اور مجتہد کون کہلا سکتا ہے۔

یہ بھی اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر قرآن کریم میں کوئی امر امن یا خوف کا ایسا آجائے جو تمہاری فراست سے بعید ہے تو اس کو غیر مقلدیت سے مشہور مت کرو بلکہ پہلے اس امر کو حدیث رسول ﷺ سے تلاش کرو کیونکہ آپ کی اطاعت بلا دلیل تمہارے ذمہ ہے کیونکہ ایسے امور کو تم نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ نبی ﷺ کی تقلید نہ کرو اور اگر حدیث رسول ﷺ سے نہ ملے تو اس امر کو ان مجتہدین کے سپرد کرو جو آیات فرقانیہ سے استنباط کر کے معلوم کر لیتے ہو تو ثابت ہوا کہ قرآن کریم باوجودیکہ خود ناطق ضرور ہے لیکن اس کی آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتی کہ جب تک نبی کریم ﷺ اور ائمہ مجتہدین کا واسطہ درمیان میں ہم تک نہ ہو اس کی صحیح مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص مسمیٰ عبداللہ بن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن عبدالقادر ہے اگر عبداللہ سے کوئی شخص سوال کرے کہ تو عبداللہ عبدالقادر سے کیسے آ گیا تو وہ یہ جواب دے کہ

میں عبدالقادر سے بغیر واسطہ غیر کے آ گیا ہوں تو لوگ یا تو اس کو پاگل سمجھیں گے یا کہیں گے کہ تو عبدالقادر کا ہے ہی نہیں کیونکہ اس کو گزرے ہوئے سو سال گزر گیا ہے اور تو ابھی چار پانچ سال کا ہے تیری نبوت کا اس کی ابوت سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔ ایں خیال است ومحال اور اگر صاف صاف کہہ دے کہ میں عبداللہ اسمٰعیل کا بیٹا ہوں اسمٰعیل عبدالرحمٰن کا بیٹا تھا اور عبدالرحمٰن عبدالقادر کا تو پھر ہر شخص بلا کھٹکے تسلیم کر جائے گا کہ ہاں واقعی دو کی وساطت سے یہ شخص عبدالقادر کی نسل سے کہلا سکتا ہے اور اس کی نبوت میں شامل ہو سکتا ہے ایسے ہی اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ براہ راست بلا واسطہ قرآن کریم کا عامل و مومن ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہو تو قطعا غلط اور محال سمجھا جاوے گا اور اسے جواب دیا جاوے گا کہ تو قران کو جانتا ہی نہیں چہ جائیکہ اس کا عالم اور عامل کہلائے کیونکہ قرآن کریم کو نازل ہوئے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ تو اس پر ایمان کیسے لایا اور تیرے تک پہنچا کیسے تو سمجھا کیسے اور عامل کیسے ہوا اور کچھ زیادہ بھی تبع قرآن کو ماننا پڑے گا کہ میں نے یہ قرآن شریف اور اس کے مسائل آئمہ مجتہدین سے حاصل کئے جنہوں نے بالمشافہ صحابہ کرام سے حاصل کر کے اشاعت فرمائی اور بلا دلائل ان کی اطاعت کا قلاوہ اپنے بعض مسائل قرآنیہ صریحیہ کو تقریرا و تحریرا گلے میں ڈالا اور ان کی تقلید نے ہی بعض اشارات و کنایات اور دلالات قرآنیہ کو جو ہماری فراست سے بالاتر تھے۔ علم لدنی الٰہی سے آسان کر کے ہمارے کانوں تک پہنچا کر ہمیں قرآن کا حامل بنایا۔ اگر ائمہ کرام کا یہ احسان نہ ہوتا تو ہم آج کلام الٰہی کے سمجھنے سے کیا بلکہ پڑھنے سے یہود و نصاریٰ کی طرح کوسوں دور ہوتے اور انہی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک کی حفاظت کا بوجھ ڈالا اگر ائمہ کرام قرآن کریم میں کوئی کسی قسم کی مداخلت بیجا کرتے تو اللہ کریم اپنے قانون اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ سے ان کو علیحدہ کر دیتا اور سزا دیتا اور اس قابل نہ چھوڑتا کہ وہ دین میں

خرابی ڈالیں جب ائمہ کرام سے مَنْ وعَنْ قرآن کریم کی ترجمانی کی تو اللہ کریم نے ایسے مجتہدین کو تمام مسلمانوں سے نوازا اور ان کو اولی الامر کا خطاب دے کر ان کے ذریعے ہم تک قرآن پہنچایا۔ اور انہیں کے متعلق اللہ کریم نے لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ کی پیشگوئی فرمائی اللہ ہی نے ان ائمہ کرام کو اپنے وعدہ کے مطابق ملکہ استنباط بخشا ان کے سوا اگر کوئی اور امتہ محمدیہ میں قرآن ودین پہنچانے کے واسطے ہے تو اپنے ایمان سے ظاہر کرو۔ جس کی تاریخ بھی شاہد ہے دیکھو۔

(۹) ابن خلدون ص ۱/۳۷ } اَمَّا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَلَّدَهُ الْيَوْمَ اَهْلُ الْعِرَاقِ وَمُسْلِمَةُ الْهِنْدِ وَالصِّيْنِ وَمَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَبِلَادِ الْعَجَمِ كُلُّهَا لَمَّا كَانَ مَذْهَبُهٗ اَخَصُّ بِالْعِرَاقِ وَدَارِ السَّلَامِ وَكَانَ تِلْمِيْذُهٗ صِحَابَةُ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِيْ الْعَبَّاسِ فَكَثُرَتْ تَالِيْفُهُمْ.

ابن خلدون رقمطراز ہیں لیکن ابوحنیفہ تو اس کے متعلق آج عراق والے اور ہند کے تمام مسلمان اور چین کے اور ماوراء النھر کے اور تمام عجم کے بلاد کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب خاص کر عراق میں تھا اور دور دورہ اسلام کا ہوا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خلفاء صحابہ جو بنی العباس سے تھے ان کے شاگرد تھے جن کی خصوصیات بہت ہیں پھر فرمایا وَقَدْ صَادَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ الْيَوْمَ عَلٰى تَقْلِيْدِ هٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ ک.

کہ آج تمام اہل اسلام ان چار اماموں کی تقلید پر جمع ہیں۔

عبدالرحمٰن ابن خلدون جو تمام مورخین میں مسلمہ مورخ ہیں اور مورخین اس کو تاریخ میں سلطان اکبر کا خطاب دیتے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں ۷۷۹ھ میرے زمانہ میں سوائے ائمہ اربعہ کے مقلدین کے دوسرا کوئی شخص یعنی غیر مقلد نہ تھا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا فرقہ مدعیہ ہے تو کیا ۷۷۹ سال یہ قرآن کریم یہ دین متین بہ ترتیب تقلید چلا آیا اگر بقول تمہارے تقلید کو حرام کہا جاوے اور بقول

تمہارے تمام مقلدین پر فتویٰ کفر لگا دیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن پاک اور دین متین کو خیر باد کہنا پڑے گا حالانکہ نبی ﷺ نے ائمہ مجتہدین کی شان میں حدیث بیان فرما کر غیر مقلدین کا خوب رد فرمایا ہے۔

(۱۰) بخاری ۱/۱۶} یَقُوْلُ مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُفَقِّہُ فِی الَّذِیْنَ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ وَلَنْ تَزَالَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ قَائِمَۃُ عَلٰی اَمْرِ اللّٰہِ لَایَضُرُّھُمْ مَّنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ

ترجمہ: نبی ﷺ فرماتے تھے جس شخص کو اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو تفقہ فی الدین عنایت فرماتے ہیں۔ اور کوئی بات نہیں میں قاسم ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عنایت فرماتا ہے اور یہ تمام وسائل تقلیدی قرآن کریم کو کافی سمجھنے سے ثابت ہیں جن کو تم سمجھے ہو کہ ان تقلیدی وسائل کو قبول کرنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے یہ غلط ہے بلکہ ان سے انکار کرنا اور تقلید کو مطلقاً حرام کہنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے یہ غلط ہے بلکہ ان سے انکار کرنا اور تقلید کو مطلقاً حرام کہنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے۔ ظلم اور فسق اور کفر کو قبول کرنا ہے۔ اور جنت سے محروم رہنا اور دوزخ کا ایندھن بننا ہے۔ اور اس لمۃ کا زوال ہرگز نہیں ہوگا امر اللہ پر قائم رہے گی ان کا مخالف ان کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ قیامت تک اس حدیث پاک سے چار امور ثابت ہوئے۔

(۱) جس کو اللہ تعالیٰ ارادہ خیر کا فرماتے ہیں اس کو تفقہ فی الدین عطا کرتے ہیں ائمہ مجتہدین کو تفقہ فی الدین عطا فرمائی خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ان کو اللہ کی طرف سے ارادہ خیر کی علامت ہے۔

(۲) نبی ﷺ قاسم ہیں۔

(۳) یہ امت محمد ﷺ امر اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ قائم رہے گی کبھی زوال نہیں ہوگا۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ فرمان نبی ﷺ پر ۷۷۹ سال کے بعد اس حدیث کا

عمل شروع ہوا ہے یا آپ کے زمانہ سے۔

(۴) جب مخالف ظاہر ہوگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسا کہ غیر مقلد مقلدوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے۔ اور قیامت تک انشاءاللہ ناکام رہے گا یہ نبی ﷺ کی پیشگوئی ہے۔

پھر تمہارا کہنا کہ ائمہ کرام سے غلطی بھی ہوسکتی ہے اگر ان کی تقلید میں پھنس گئے تو دین ہی غلط ہوگیا۔ اس کا جواب نبی ﷺ فرما چکے ہیں۔ چونکہ نبی ﷺ کو تمہارے اس اعتراض کا علم تھا اس کو آپ نے پہلے ہی حل فرمادیا۔

(۱۱) مستدرک $\frac{۴}{۸۸}$ } عَنْ عبداللہ بن عمرو اَنَّ رَجُلَیْنِ اِخْتَصَمَا اِلَی النَّبِی ﷺ فَقَالَ لِعَمْرٍ وَاقْضِ بَیْنَھُمَا قَالَ اِقْضِ بَیْنَھُمَا وَاَنْتَ حَاضِرٌ یَارَسُوْلُ اللہِ ﷺ قَالَ نَعَمْ عَلٰی اَنَّکَ اِنْ اَصَبْتَ فَلَکَ عَشْرُ اُجُوْرٍ وَاِنِ اجْتَھَدتَ فَاُ خَطَأتَ فَلَکَ اَجْرُ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہے کہ دو آدمی نبی ﷺ کے پاس ایک جھگڑا لائے تو آپ نے عبداللہ بن عمرو کو کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کردو تو عبداللہ نے جواب دیا کہ حضور میں فیصلہ کروں آپ کی موجودگی میں آپ نے فرمایا ہاں اس بات پر کہ اگر تو صواب کو پہنچا تو تیرے واسطے دس نیکیاں ہیں اور اگر تیرے اجتہاد میں غلطی ہوگئی تو پھر بھی تجھے ثواب ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اس حدیث پاک سے تین امور ثابت ہوگئے۔

(۱) نبی ﷺ کا اپنی موجودگی میں ہی اپنے مطیعین کی اطاعت وتقلید کا حکم صادر فرمانا۔

(۲) اجتہاد کا اجراء

(۳) اگر مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو بھی اس کو صواب ہے گنہگار نہیں جب مفتی گنہگار نہیں تو عامل کیسے گنہگار ہوسکتا ہے فافھم

ثابت ہوا کہ ائمہ مجتہدین کی خطا قابل گرفت نہیں تو اسی واسطے اللہ کریم نے ان کی اتنی بڑی شانفرمائی اور امامت کا بوجھ ان پر ڈال کر فرمایا اور ہمیں ان کی تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔

(۱۳) ال عمران ۴/۱ } وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ: اور ضرور چاہئے کہ تم سے ایسا گردہ ہو جو خیر کی طرف دعوت دیں اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے روکیں اور ان لوگوں کو بھی فلاح ملیگی۔ ثابت ہوا کہ ضرورت امام بھی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں اور ائمہ کرام اللہ کے حکم سے ہم تک دین پہنچاویں جو ان پر بوجھ اللہ تعالیٰ نے ڈالا تھا اور ہم پر ان کی تقلید واجب فرمائی فرمایا وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ فرمایا کہ جو میری طرف رجوع کرنے والا ہو تو اس کی اتباع کرو کیونکہ قرآن کی حقیقت سوائے اللہ کے اور اہل علم کے جو مجتہدین نہیں ہیں کوئی جانتا نہیں۔

(۱۴) ال عمران ۲/۱ } وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ قرآن کی حقیقت کو سوائے اللہ کے اور جو علم میں پختہ ہیں کوئی نہیں جانتا اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ ہر ایک مجتہد بننے کا مدعی نہیں ہو سکتا اور نہ ہر ایک قرآن کی حقیقت کو کوئی سمجھ سکتا ہے اللہ کریم سمجھتے ہیں یا راسخ فی العلم سمجھتے ہیں اور وہ یہی ائمہ کرام ہیں اور ہمیں بھی ان سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد ہوا۔

(۱۵) نحل ۱۴/۱۴ } انبیاء ۱۷/۱ } فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْ ٥ مسلمانو اگر تمہیں علم نہ ہو اہل ذکر یعنی اہل اللہ سے دریافت کر لیا کرو معلوم ہوا کہ اندھا دھند مجتہد بننے کا مدعی ہونا درست نہیں بلکہ اہل الہ ائمہ مجتہدین سے دریافت کر

کے عمل کرنے کا ارشاد فرمایا تا کہ خود کہیں گمراہی میں نہ پھنس جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں بھی اماموں کے نام سے ان کے مقلدوں کو پکارا جاوے گا۔

(۱۶) نبی اسرائیل ۱۵/۱۸} یوم ندعوا کل اناس بامامهم تمام لوگوں کو ہم ان کے اماموں کے نام سے پکاریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے بانبیاء ہم یا برسلهم نہیں فرمایا بلکہ بامامهم فرمایا ہے یعنی انبیاء کے نام سے نہیں رسولوں کے نام سے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اماموں کے نام سے ان کے مقلدین کو پکاریں گے۔ اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر امام کے گزارہ نہیں۔ کیونکہ ائمہ کرام ہی کے واسطے سے ہم نبی ﷺ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور تقلید ائمہ کرام بما انزل میں داخل ہے۔ خارج نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اس ایۃ قرآنی کو پڑھ سن کر بھی اگر تم امام کی ضرورت محسوس نہ کرو اور امام کے بغیر نجات اخروی تلاش کرو تو محال ہے مقلدین کو تو میدان حشر میں ان کے اماموں کے نام سے آواز دیا جاویگا۔ جس کا کوئی امام نہ ہوگا تو غیر مقلدین کو شیطان کے نام سے بلایا جاوے گا۔ اور دوزخ میں شیطان کے ساتھ ڈالے جاویں گے اور ائمہ دین اور ان کے مقلدین کو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ جنت میں لے جاوے گا اور مقلدین کو اور ان کے ماں باپ بھی جو تقلید میں فوت ہوئے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

(۱۷) طور ۲۷ } وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی اتباع کی ایمان کے ساتھ تو ان کی ذریۃ کو ان کے ساتھ ہی ہم شامل کریں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ ضائع نہیں کریں گے۔

لہٰذا ہم اپنے ائمہ کی تقلید میں متبع ہیں ان کے ساتھ انشاء اللہ جنت میں

ہونگے اورتم ترسوگے کیونکہ تم نہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہواور نہ ان کی تقلید کرتے ہو۔

پھرائمہ کرام نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کی اوران کے مقلد بنے نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق اپنے دلائل سے ان کے ارشادات کو مضبوط فرمایا نہ کہ ان سے دلائل طلب کئے کیونکہ ان کو بھی ان کی تقلید کا ارشاد الٰہی تھا ملاحظہ ہو۔

(۱۸) توبہ ۱۱/۱۲ } وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَداً ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور مہاجرین اور انصار سے پہلے سبقت لے جانے والے اور جنہوں نے ان کی اتباع کی نیکی کے ساتھ ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے واسطے اللہ نے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑا درجہ ہے۔

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی شان بیان فرمائی اور ان سے متبعین باحسان یعنی جنہوں نے ان کے فرمان کو بلا دلیل تسلیم کر لیا اور ان کی تقلید کرلی وہ تابعین میں شامل ہوئے اور صحابہ رضواں اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جنت میں جائیں گے اور ان کے ساتھ ہمیشہ جنت میں رہیں گے یہی ان کی تقلید کا بدلہ ان کو بڑا ملا ہے۔اور نبی ﷺ نے بھی صحابہ کی تقلید کا ارشاد فرمایا:

(۱۹) ابن ماجہ ۵، بخاری شریف ۲/۱۰۸ } وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِىْ اِخْتِلَافًا شَدِيْدًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِىْ وَسُنَّةُ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.

اور عنقریب میرے بعد تم سخت اختلاف دیکھو گے تو تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مہدین کی سنت واجب ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ سخت اختلاف کے وقت (جیسا کہ آجکل ہے) نبی ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام کی سنت ہم پر واجب ہے اگر ائمہ کرام خلفاء راشدین کی تقلید کو واجب نہ جانتے تو اب تک اسلام مفقود ہو جاتا چنانچہ آج کل بھی ائمہ کرام کی تقلید کرتے ہوئے جب تک خلفاء راشدین اور نبی ﷺ کے صحیح مقلد نہ بن جاویں گے۔ تب تک اسلام کے نزدیک نہیں جاسکتے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

(۲۰) بقرہ $\frac{1}{16}$ } فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

پس اگر یہ لوگ ایمان لائیں اس طرح جیسا کہ اے صحابیو تم ایمان لائے ہو تو وہ راہ راست پر ہیں اور اگر وہ تم سے پھر جاویں تو اور کوئی بات نہیں وہ مخالفت میں ہیں تو ان سے اللہ جلدی نمٹ لے گا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ تقلید صحابہ کرام بھی بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ میں داخل ہے۔ اور جس نے ان کی تقلید نہ کی وہ اللہ کا مخالف ہے اس سے اللہ خود نمٹنے کا ارشا فرماتے ہیں۔

(۲۱) نساء $\frac{5}{17}$ } وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا

اور جو شخص مخالفت کرے گا۔ رسول ﷺ کی بعد اس کے کہ اس کے واسطے ہدایت ظاہر ہو گئی اور پیروی کی اس نے مومنین کے راستے کے سوا تو ہم اس کو پھیر دیتے ہیں جدھر وہ پھرا اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اب اے غیر مقلدو ہابیو تم کہتے ہو کہ تقلید واجب نہیں وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نے تقلید کو ایسا واجب کر دیا۔ کہ ان کے چھوڑنے والے غیر مقلدین کو تو جہنم کی سزا سنادی اب تمہارے دل پر موقوف ہے ایمان لاؤ یا جہنم قبول کر لو کیونکہ اس آیۃ کریمہ میں اللہ جل شانہ نے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین دووں کی تقلید کا ارشاد فرمایا

ہے اور اس نے منہ پھیرنے والے کو بھی جو ان کی تقلید کا منکر ہو غیر مقلد ہونے کا دعویٰ کرے وہ خاص دوزخی ہے۔ پھر پانچوں وقت نماز میں بھی صحابہ کرام اور ائمہ کرام کی تقلید کرنے کی دعا سکھائی ملاحظہ ہو۔

(۲۲) فاتحہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یا اللہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

اس آیۃ کریمہ میں منعم من اللہ کے راستہ قبول کرے کی خدا سے دعا مانگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جب منعم من اللہ کے پاس نہ جاویں ان کی تقلید نہ کریں تب تک ہدایت نصیب نہیں ہوسکتی سب سے پہلے منعم من اللہ صحابہ کرام ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا حکم کیا بعد میں آئمہ کرام جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت نصیب ہوئی۔

جن کی تقلید کا ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سبق دیا۔

(۲۳) مسند ابوداود طیالسی ۱۰۰ حدثنا یونس قال حدثنا ابو داود قال حدثنا بشعبة قال اخبری ابو عون الثقفی قال سمعت احادث بن عمر یحدث عن اصحاب معاذ من اهل حمص و قامرة عن معاذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا بَعَثَ مَعَاذًا لِیَ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ كَيْفَ تَقْضِیْ اِنْ عُرِضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِكِتَابِ اللہِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْفِیْ كِتَابِ اللہِ قَالَ اَقْضِیْ لِبُسَنَّةِ رَسُوْلِ اللہِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللہِ قَالَ اَجْتَهِدُ رَاْئِیْ لَا آلُوْ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ اللہِ لِمَّا يُرْضٰی رَسُوْلُ اللہِ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن طرف بھیجا نبی ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ تو فیصلہ کیسے کرے گا اگر تیرے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہوا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا پس اگر تجھے کتاب اللہ میں نہ ملا تو اس نے عرض کیا کہ میں سنت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا اگر تجھے سنت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ ملا اس نے کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نہیں کمی کروں گا میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے اپنے دست مبارک میرے سینے میں مارا اور فرمایا سب تعریف ہے اس ذات کے واسطے جس نے اللہ کے قاصد کو وہ توفیق عنایت فرمائی جو رسول اللہ پسند کرتا ہے۔ ایسے ہی جب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو نبی ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو بھی مجتہد بنا کر بھیجا اور عوام کو ان کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

(۲۴) مستدرک $\frac{۴}{۸۸}$} عَنْ ابن عباس رضی الہ تعالیٰ عنہ قَالَ بَعَثَ النَّبِی ﷺ اِلَی الْیَمَنِ عَلِیًّا فَقَالَ عَلِّمْهُمُ الشَّرَائِعَ وَاقْضِ بَیْنَهُمْ قَالَ لَاعِلْمَ لِی بِالْقَضَاءِ فَدَفَعَ فِیْ صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِهٗ لِلْقَضَاءِ ھذاحدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اے علی ان لوگوں کو امور شریعت سکھانا اور ان کے درمیان فیصلہ بھی کرنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے علم قضا نہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے سینے میں مارا تو فرمایا اے اللہ اس کو قضاء کی راہ دکھاوے یہ حدیث صحیح ہے جس شرط پر شیخین روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے بیان نہیں کیا۔

نبی ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو مجتہد تیار کریں اور تم کہو کہ ہمیں

قرآن کافی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم مدعی نبوت ہو جو قرآن کو بغیر اجتہاد بالوحی سمجھنے کا دعوی رکھتے ہو یا معلوم ہوتا ہے کہ تم بِمَا اَنْزَلَ الله کو سمجھے ہی نہیں اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ایت پر ہی عمل کر کے اکتفا کرلیا ہے ورنہ جیسا کہ نبی علیہ السلام نے قرآن کریم کو سمجھا ہے اور باوجود سمجھنے کے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو اولی الامر تیار کرتے رہے کیا نبی ﷺ بِمَا اَنْزَلَ الله کے خلاف عمل رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل خلاف تھا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ تسلیم کرنے والوں کو مقلد نہ کہا جاوے گا۔ تقلید کی تعریف بھی یہی ہے۔ شرح عقائد جلالی هُوَ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ بِغَيْرِ حُجَّةٍ الْحَجج الاَدْبَعَةِ نافهم

یہ حدیث شریف فرمان الٰہی اَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ آیۃ قرآنی کی ترجمانی فرماے اور رَسُوْلُ الله ﷺ اور صحابہ کرام عامل ہوں اور پھر تم کہو کہ مجتہد کی تقلید حرام ہے تو تمہیں خداوند ہدایت دے بھلا حدیث شریف کو ہی بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ کر دکھاؤ۔

(۲۵) ترمذی شریف $\frac{1}{2}$ } عَنْ ايوب الانصارى قَالَ قَالَ رسول الله ﷺ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَّلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْغَرِّبُوْا

ترجمہ: ابوایوب انصاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم پاخانہ کو آؤ تو قبلے کی طرف رخ نہ کرو۔ پائخانہ کے وقت یا پیشاب کے وقت اور نہ پیٹھ کرو قبلے وا ور لیکن مشرق کی رخ بیٹھو یا مغرب کی جانب (اب اس حدیث شریف پر اگر پاکستان و ہندوستان میں فرمان مصطفوی پر عمل کریں شَرِّقُوْا اَوْغَرِّبُوْ سے منہ اور پیٹھ مشرق یا مغرب کو کریں تو قبلہ رخ کرنا پڑتا ہے تو مجتہد کے اجتہاد سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد نبوی محض علاقہ مدینہ طیبہ کے واسطے ہے جس کا رخ مکہ شریف

سے جانب قطب ہے اور مکہ شریف جانب جنوب ہے اس سمت کے لحاظ سے یہ ارشاد اپنے فرمایا آپ کا مقصد صرف یہی ہے کہ قبلہ رخ نہ منہ کر کے پاخانہ پیشاب بیٹھے نہ پیٹھ کر کے باقی سمت کے لحاظ سے قبلے کا لحاظ رکھے نہ شرقوا او غربوا تو یہ حدیث شریف بغیر اجتہاد مجتہد سمجھ میں نہ آئی یہ ہے جناب مجتہد کا اجتہاد جس کی ضرورت قرآن وحدیث پر عمل صحیح کرنے کے لئے پڑتی ہے بغیر اس کے گزارہ نہیں۔

(۲۶) مستدرک {۴/۹۴}، نسائی شریف ۵،۳} عَنْ عبداللہ قَالَ مَنْ عُرِضَ لَهُ قَضَاءٌ فَلْيَقْضِ فِي كِتَابِ اللهِ فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَلْيَقْضِ بِمَا قَضَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ فَلْيَقْضِ بِمَا قَالَهُ الصَّالِحُونَ فَإِنْ جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ نَبِيُّهُ ﷺ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُونَ فَلْيَجْتَهِدْ بِرَأْيِهِ فَإِنْ لَمْ يُحْسِنْ فَلْيُقِرَّ وَلَا يَسْتَحِي هذا حديث صحيح الاسناد وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ والقاسم هو ابن عبدالرحمن بْنِ عبداللہ بن مسعود

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس شخص کو فیصلہ درپیش ہو تو چاہئے کہ فیصلہ کرے کتاب اللہ میں سے پس اگر اس کے پاس ایسا امر آجاوے کہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے جو نبی ﷺ نے فیصلہ کیا پھر اگر اس کے پاس ایسا امر آجاوے۔ اللہ کی کتاب میں بھی نہیں ہے اور نبی ﷺ کا فیصلہ بھی اس کے متعلق نہیں ہے۔ تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے جو بزرگادین نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے پھر اگر اس کو ایسا امر آ گیا کہ کتاب اللہ میں بھی نہیں اور نبی ﷺ نے بھی اس کے متعلق فیصلہ نہیں کیا اور اس کے متعلق بزرگان دین کا فیصلہ بھی موجود نہیں۔ تو چاہیئے کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرے پس اگر تم نے اچھا فیصلہ نہیں کیا تو صاف صاف اقرار کرے حیا نہ کرے یہ حدیث صحیح سندوں والی ہے۔ بخاری مسلم نے

اس کو روایت نہیں کیا اور عبداللہ راوی عبداللہ بن مسعود اصحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور قاسم راوی اس روایت کے ان کے پوتے عبدالرحمٰن کے بیٹے ہیں۔

اے جماعت غیر مقلدین اس صحیح حدیث کو سن کر اب تو امین کہہ دو۔

بعینہ یہ حدیث شریف وہ ہے جو عین اصول مقلدین ہیں کہ فیصلہ پہلے کتاب اللہ سے پھر حدیث رسول اللہ ﷺ سے پھر اجماع سے پھر قیاس سے یہی ادلہ اربعہ مقلدین کے واسطے حجۃ ہیں جو حدیث کے مطابق مقلدین اعتقاد رکھتے ہیں جس کے تم منکر کبھی تقلید کو حرام کہتے ہو کبھی مجتہد کو خاطر سمجھ کر چھوڑتے ہو کبھی قیاس کرنے والے کو شیطان کہتے ہو اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہ تمہاری تمام باتیں لغو ہیں ادلہ اربعہ پر عمل کرنا حدیث کے مطابق ہے۔ اور عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وسُنَّةُ خلفَاء الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِيْنَ کے مطابق عمل ہے اور یہی تعریف تقلید ہے۔ جو فَلْيَجْتَهِدْ بِرَايِهٖ میں موجود ہے اور سنئے۔

(۲۷) طبقات ابن سعد $\frac{۴}{۱۴۳}$ } نبی ﷺ کے وصال پر عبداللہ بن انیس نبی ﷺ کا مرثیہ خانی کرتے ہوئے صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہیں۔

فَيَاُلقُرَيْشٌ قَلِّدُوا الْاَمْرَ بَعْضُهُمْ فَاِنَّ صَحِيْحَ الْقَوْلِ لِلنَّاسِ نَافِعٌ

پس اے جماعت قریش اگر تمہیں کوئی امر آجاوے تو تم بعض کی تقلید کرو کیونکہ صحیح بات لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔

دوستو اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی تقلید پر صاف فتویٰ ثابت ہو گیا۔ اب بھی اگر تقلید کو حرام کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے۔

(۲۸) مستدرک $\frac{۴}{۱۴}$ } عَنْ عَطَاءٍ كَانَتْ عَائِشَةُ اَفْقَهُ النَّاسِ وَاَعْلَمُ النَّاسِ وَاَحْسَنُ النَّاسِ رَيًا فِيْ الْعَامَةِ

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام

لوگوں سے زیادہ فقیہ تھیں اور سب لوگوں سے عالمہ تھیں اور عام لوگوں میں بہت اچھی رائے دینے والی تھیں۔

اب تو حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا افقہ اور رائے عامۃ میں بہترین رائے دینے والی ثابت ہوگئیں کیا معاذ اللہ انہوں نے خلاف قرآن عمل کیا ذرا سوچ کر تو بات کرتے کیا ان کو اہل الرائے کو فتویٰ دو گے حقیقت یہ ہے کہ تمہیں بزرگان دین وائمہ مجتہدین سے حسد ہے اس وجہ سے تقلید کو حرام کہتے ہو۔ سنو۔

(۲۹) بخاری شریف 1/17 } عَنْ عبداللہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ لَاحَسَدَ اِلَّا فِیْ اِثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللہُ مَالاً فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَاٰخَرُ اٰتَاہُ اللہُ حِکْمَۃً فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں ہے حسد مگر دو آدمیوں میں ایک آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط ہو اور دوسرا جس کو اللہ نے دانائی عطا فرمائی تو وہ اس دانائی سے فیصلہ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھاتا بھی ہے۔

واقعی نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق لوگ مال پر حسد کرتے ہیں اور تم ائمہ مجتہدین کے اجتہاد و قضا کے علم پر حسد کرتے ہو اور حدیث مصطفوی ﷺ اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا انکار کر رہے ہو۔ اور سواد اعظم سے علیحدہ ہو

(۳۰) کنز العمال 2/314 } عَنْ حارثہ بن مِضْرَبٍ قَالَ کَتَبَ اِلَیْنَا عُمَرُ بن خَطَّابٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ قَدْ بَعَثْتُ اِلَیْکُمْ عمار بن یَاسِرٍ اَمِیْرًا وَعَبْدَ اللہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ مُعَلِّمًا وَوَزِیْرًا وَھُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ اَھْلِ بَدْرٍ فَتَعَلَّمُوْا مِنْھُمَا وَاقْتَدُوْا بِھِمَا

حارثہ بن مضرب سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف عمر بن

خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا اما بعد پس تحقیق میں نے تمہاری طرف عمار بن یاسر کو امیر بنا کر بھیجا ہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما و وزیر معلم بنا ر بھیجا ہے اور یہ کے نبی ﷺ سے خاص اصحاب سے ہیں اور بدری بھی ہیں تم ان سے تعلیم حاصل رو اور ان کی اقتداء کرو۔ فقیر نے پہلے نبی کریم ﷺ کے ارشادات عالیہ پیش کیے ہیں جو انہوں نے صحابہ کرام اجمعین کی تقلید کا فرمایا اب صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشاد عالیہ عرض کر دئے۔

خدارا سوچو اور مقلدین بن کر اپنے ایمان کو درست کر لو اگر بما انزل اللہ کے سنی ذھن میں یہی بٹھائے رکھو گے کہ محض قرآن کریم ہی کافی ہے تو قرآن کریم سے بھی جواب ملے گا۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو جہاں خداوند اپنی اطاعت کا ارشاد فرماتے ہیں تو ساتھ ہی نبی ﷺ بھی اطاعت میں شامل کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بغیر نبی ﷺ کے اطاعت اللہ بھی محال ہے ذرا یہ تو سمجھاؤ جو تمہاری کڑی عقل میں درج ہے کہ قرآن ہی ہمیں کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاَقِیموا الصلوٰۃ کہ نماز کو قائم رکھو نماز کی حقیقت ذرا قرآن کریم سے تو سمجھا وَقُومُوا لِلّٰهِ قانِتِینَ کہ خدا کے واسطے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاو کیسے کھڑے ہونا ہے اور کرنا کیا ہے پڑھنا کیا ہے یا خاموش کھڑا ہونا ہے ایسے ہی فرمان الٰہی ہے وَارکَعُوا وَاسجُدُوا رکوع کرو اور سجدہ کرو صرف قرآن سے ہی ثابت کرنا بغیر فرمان مصطفیٰ ﷺ ذرا رکوع سجود کی ہیئت کذائیہ تو سمجھاؤ کلا د حاشا این محال است معلوم ہوا کہ جب تک حدیث پاک کے مطابق وَاَطِیعُوا اللہَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ کے ساتھ شامل نہ سمجھو گے عمل کرنا محال ہے۔

(۳۰) احزاب $\frac{۲۲}{۹}$ } وَمَن یُّطِعِ اللہَ وَرَسُولَہٗ فَقَد فَازَ فَوزًا عَظِیمًا اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پس تحقیق رتبہ پایا اس نے مرتبہ بڑا۔

(۳۱) حدید ۲۷/۴ } یاایُّھا الَّذینَ آمنُوا اتَّقُوا اللہ وَآمِنُوا بِرَسُوْلِہٖ یُؤتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دُگنا ثواب دے گا۔

(۳۲) نساء ۴/۲ } ومَنْ یَطِعِ اللہ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰر خٰلِدِیْنَ فِیْھا وَذَالِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْم

اور جو شخص اطاعت غلامی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی داخل ہوگا جنت میں اس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ رہے گا اور یہ مرتبہ بڑا ہے۔

(۳۳) وَمَنْ یَعْصِ اللہ وَرَسُوْلِہٖ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَاراً خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ

اور جو شخص نافرمانی کرے گا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا ہمیشہ کے واسطے جہنم میں داخل ہوگا اور اس کے واسطے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

(۳۴) فتح ۲۶/۲ } وَمَنْ لَّمْ یُؤمِنْ بِااللہِ وَرَسُوْلِہٖ فَاِنَّا اَعْتَدْ نَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَعِیْراً اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ایمان نہ لایا تو ایسے کافروں کے لئے بھڑ ھکتا ہوا دوزخ تیار کیا ہے۔

(۳۵) تغابن ۲۸/۱ } فَاٰمِنُوْ ابِااللہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْ اَنزَلْنَا.

پس ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اور اس نور کے ساتھ جو اتارا ہم نے اس آیۃ کریمہ میں اللہ کریم نے قرآن کریم سے پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کو فرمایا۔

معلوم ہوا کہ جب تک نبی اکرم ﷺ کی ذات کی اطاعت مقدم نہ رکھے بعد کو قرآن مجید پر ایمان درست ہوتا ہے اور جب تک اس کے ساتھ ایمان درست نہ ہو اس کو سمجھنا محال ہے۔

چنانچہ اللہ کریم باعتبار ذات وصفات ہمارے واسطے مقدم ہے لیکن باعتبار اطاعت ہمارے واسطے ذات نبی کریم ﷺ ہیں جب تک نبی کریم ﷺ کی اطاعت پہلے نہ کی جاوے توحید وکتاب کو سمجھنا محال فرمایا۔

(۲۶) نساء $\frac{5}{11}$ } مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

جو شخص اطاعت کرے گا رسول ﷺ کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس شخص نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو یا رسول اللہ ﷺ نہیں بھیجا۔ ان پر نگہبان (دشمن رسول اللہ ﷺ کے آپ نگہبان نہیں اور مومنین کے واسطے روف ورحیم ہیں اس آیۃ کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ جب تک پہلے اطاعت مصطفی ﷺ نہ کی جاوے تب تک بلاواسطہ اللہ کا مطیع نہیں ہوسکتا۔

ان تمام آیات واحادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تقلید واجب ہے اور اجتہاد مجتہد حق ہے جس کے بغیر شریعت مطہرہ کا سمجھنا محال ہے اور ہمارے واسطے ائمہ مجتہدین کی تقلید واجب ہے۔ کیونکہ ائمہ مجتہدین نے صحابہ کرام کی تقلید کو واجب سمجھ کر مقلد بنے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بارشاد الٰہی نبی کریم ﷺ کی تقلید کو واجب سمجھا اور تمام عمر مقلدین رہے اور نبی کریم ﷺ بلا تقلید غیر خداوند کریم کی طرف سے ملھم من اللہ ثابت ہوئے یعنی بلا تقلید وبلا واسطہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے حامل وعامل رہے اور ہیں اور رہیں گے باقی رہا ہمارا قرآن کریم تک پہنچنا

اور سمجھنا اور خدا رسیدہ ہونا بغیر تقلید محال ہے کیونکہ ہمیں قرآن وشریعت ائمہ کرام سے پہنچا اور ائمہ کرام کو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو رسول اللہ ﷺ سے اور رسول ﷺ کو خداوند کریم سے یہ تمام تقلیدی وسائل اولی الامر سے لیکر خداوند کریم تک بِمَا اَنزَلَ اللہ میں شامل ہیں اور ثابت ہیں جس سے تم عمداً روگردانی کرر ہے ہو اے منکرین تقلید ذرا سوچو کہ قرآن کریم کو براہ راست فیصل مان کر مدعی نبوت بنتے ہو۔ کیونکہ براہ راست قرآن کریم تک پہنچانا یہ نبوت ورسالت کا کام ہے جب صحابہ کرام بغیر نبی ﷺ کے قرآن کریم تک نہ پہنچ سکے اور ائمہ کرام بغیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی ﷺ تک نہ پہنچ سکے تم کون ہو جو طفرے سے قرآن مجید تک پہنچ جاؤ۔ خداوند کریم آپ کو ہدایت بخشے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ الْمُبِیْن

اور وابیہ کے متعلق فقہائے کرام کا فتویٰ کہ وہابیوں کو خارجیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

ردالمختار شامی جلد ۳ ص ۴۲۷} عَلِمْتَ اَنَّ هٰذَا غَیْرُ شَرْطٍ فِیْ مُسَمّٰی الْخَوَارِج بَلْ هُوَ بَیَانٌ لِمَنْ خَرَجُوْا عَلٰی سَیِّدِنَا عَلِیٍّ عَنْهُ وَاِلَّا فَیَکْفِیْ فِیْهِمْ اِعْتِقَادُهُمْ کُفْرُ مَنْ خَرَجُوْا عَلَیْهِ کَمَا وَقَعَ فِیْ زَمَانِنَا فِیْ اَتْبَاعِ عَبْدُ الْوَهَّابِ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَی الْحَرَمَیْنِ وَکَانُوْا یَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰکِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادِهِمْ مُشْرِکُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذَالِکَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَاءِ هِمْ حَتّٰی کَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی شَوْکَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَ بِهِمْ عَسَاکِرَ الْمُسْلِمِیْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَثَلٰثِیْنَ مَاتَیْنِ وَالْفٍ

ترجمہ: تونے جان لیا کہ خارجیوں کے مسمّیٰ میں یہ غیر مشروط ہے بلکہ وہ ان خارجیوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علیؓ پر چڑھائی کی اور تبرے کیے اور نہیں تو ان میں ان کا

اعتقاد کفر کافی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تبعین جونجد سے نکلے ہیں اور حرمین شریفین پر چھا گئے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن ان کا اعتقاد ہے کہ وہ خود ہی مسلمان ہیں اور جو شخص ان کے عقیدے کے مخالف ہے مشرک ہے۔ اور وہ اہل السنّت والجماعت کے قتل کو مباح سمجھتے ہیں۔ اور ان کے علماء کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حکومت کو توڑا اور ان کے شہروں کو برباد کیا۔ اور مسلمانوں کے لشکر نے ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح پائی۔

دیوبندی حضرات کو جو حنفی کہلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ میں انعام پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے آپ کو نجدیوں کے عقائد کی تعریف کے انبار لگا کر اور ان کے اعمال وعقائد کو اپنا معمول بنا کر اہل سنت وجماعت ہونا ثابت کر دیں کیونکہ یہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔

سوال} آپ کے پاس وہ کونسا مقیاس حنفیت ہے۔ جس سے تم وہابی اور حنفی میں فرق کرتے ہو۔ بمعہ کتب فارقہ بیان کرو۔

محمد عمر} مقیاس حنفیت تو زیادہ ہیں۔ لیکن مشتے از خروار عرض کرتا ہوں۔ دیوبندی وہابیوں اور احناف اہل سنت وجماعت کے عقائد میں اور کتب میں سخت تناقص ہے۔

عقائد وھابیہ دیوبندیہ	عقائد احناف
’’دیوبندیوں کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے‘‘	احناف کے نزدیک خدا سے جھوٹ محال اور ممتنع ہے۔
فتوی رشیدیہ حصہ اول ص ۲۰ } کذب داخل تحت باری تعالیٰ ہے۔	نحل ۱۴/۵} اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

الجہد المقل حصہ دوم ص ۴۴} اگر حق تعالیٰ شانہ کلام کاذب پر قادر نہ ہوگا۔ تو قدرت انسانی قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو جائیگی۔	ترجمہ: بے شک جو لوگ افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا وہ خلاصی نہیں پاویں گے نفع تھوڑا ہے اور ان کو عذاب ہے درد دینے والا۔
الجہد المقل حصہ دوم ص ۴۰} کذب متنازع فیہ صفات ذاتیہ میں داخل نہیں۔ بلکہ صفات فعلیہ میں داخل ہے۔	وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون سچا ہے۔
الجہد المقل ۱/۸۳} اہل سنت کے نزدیک۔ (دیوبندیوں کے نزدیک) افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔	سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ پاک ہے اللہ اس چیز سے جو وصف بیان کرتے ہیں۔
الجہد المقل ۱/۴۱} اب افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیونکر خارج کر سکتے ہیں۔	تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۲۵۶}اِنَّ الْمُؤمِنِ لَايَجُوزُ اَنَّ يَظُنَّ بِاللّٰهِ الْكَذِبَ يَخْرُجُ بِذٰلِكَ عَنِ الْإِيْمَانِ (ترجمہ) بے شک مومن کو جائز نہیں کہ گمان کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ کا۔ نکل جاتا ہے ساتھ اس کے ایمان سے۔
الجہد المقل ۱/۴۴} جو حضرات قضیہ غیر مطابق للواقع (جھوٹ) کو مقدور باری تعالیٰ کہتے ہیں ان کا یہ مطلب ہے کہ باوجود انکشاف واقعہ اور ادراک عدم مطابقہ واقعہ غیر واقعی (جھوٹ) کا عقد و اصدار قدرت باری جل سلطانہ میں داخل ہے۔	مسامرہ جلد ۲ ص ۳۳} يَجِبُ اَنْ لَّا يَتَّصِفَ بِنَقْصٍ واجب ہے کہ نہ وصف کیا جائے اللہ تعالیٰ نقص کے ساتھ۔

الجہد المقل ۱/۴۸} فعل قبیح بالنظر الی قدرت باری تعالیٰ ممکن ہے

الجہد المقل ۱/۴۱} افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق (وہابی دیوبندی) تسلیم کرتے ہیں۔

مسامرہ جلد۲ص ۶۵} لَایُوْصَفُ اللہُ تَعَالٰی بِالْقُدْرَةِ عَلَی الظُّلْمِ وَالسَّفْهِ وَالْكَذِبِ لِاَنَّ الْمَحَالَ لَایَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَةِ اَیْ لَایُصْلَحُ مَعَلَّقَاتَهَا

(وَعِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ يَقْدِرُ تَعَالٰی عَلٰی كُلِّ مَاذُكِرَ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نہیں وصف کیا جاتا ساتھ قادر ہونے کے ظلم پر اور بیوقوفی پر اور جھوٹ پر اس واسطے کہ محال قدرت الٰہیہ کے ماتحت داخل نہیں ہوتا۔ یعنی اس کے متعلقات کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر نقص پر قادر ہے۔ یعنی جھوٹ، بیوقوفی، ظلم وغیرہم

الجہد المقل ۱/۴۴} خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع بین فریقین امکان فی الکلام اللفظی ہے امکان کذب فی العلم ہرگز نہیں۔ (کلام لفظی مثلاً قرآن مجید)

معلوم ہوا کہ امکان کذب باری تعالیٰ معتزلیوں کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا خداوند تعالیٰ کے نزدیک اور احناف کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے دیوبندی معتزلی ٹھہرے۔ یہ دلیل اول ہے دیوبندیوں کے معتزلی ہونے کی اور ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی قرآنی کذب کے قائل ہیں۔

"دیوبندی تثلیث کے قائل ہیں"

مرثیہ محمود الحسن صاحب بدرگاہ مولوی رشید احمد ص ۱۲} خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے میرے مولیٰ میرے ہادی تھے بیشک شیخ زبانی جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا۔

قصائد قاسمی ص ۳۹ از حافظ ضامن صاحب میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی ہمارے قبلہ و کعبہ تمہیں ہو دین و دنیا میں اگر تم سے پھریں حق سے پھریں اور اس کے فرمان سے۔

قرآن شریف

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

ترجمہ: فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہیں جنا اس نے اور نہ جنا گیا۔ اور اس کے واسطے کوئی برابر نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سب تعریفیں خاص اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے پالنے والا ہے)

اللہ تعالیٰ فرماویں کہ رب العلمین اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور دیوبندی کہیں رشید احمد گنگوہی ہے۔ اب فرق تم سوچ لو۔ نبی ﷺ کو اگر ہم مولیٰ کہدیں تو دیوبندی ہم پر فتوئے شرک ثابت کریں۔ اور اگر ان کے مقتدا کسی کو کہدیں۔ تو بجائے فتوئے کفر کے اس پر گناہ لازم بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماویں اللہ الصمد اللہ بے نیاز ہے اور یہ کہیں کہ جس طرف مولوی رشید احمد صاحب کا ارادہ ہوتا تھا۔ اللہ کو ان کی اقتدا کرنی پڑتی سبحان اللہ

"دیوبندیوں کا خدا پہلے عالم الغیب نہیں"

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ کو تمام آسمانوں وزمین کا غیب ہے۔

بلغۃ الحیران مصنفہ حسین علی صاحب واں بھچراں ص ۱۵۷} سب چیز موجود کا (اللہ) عالم ہے۔ اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کا بھی عالم ہے۔ اور جس کا ابھی ارادہ نہیں کیا۔ اس کا عالم نہیں ہے کیونکہ اصل میں وہ شے بھی نہیں ہے۔ اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں۔ اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے۔ بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

حدید ۲۷/۳} مَا اَصَابَ مِنْ مُصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَءَ ھَا اِنَّ ذَالِکَ عَلَی اللہِ یَسِیْرٌ.

ترجمہ: زمین میں اور تمہارے نفسوں میں کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اس کے پیدا ہونے کے پہلے ہم نے اس کو نہ لکھا ہو بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔

یہ عقائد فرقہ جہیہ کے بھی ہیں جیسا کہ مسامرہ جلد اص ۷۰ میں مذکور ہے۔

قرآن مجید کی فصاحت کا انکار

بلغۃ الحیران ۱۲} تحقیق مقام برائے تنویر۔ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں۔

قرآن خداوندی} فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ (اگر تم بڑے فصیح بلیغ ہو) تو ایسی ایک سورۃ بنا کر دکھاؤ۔

یہ مذکورہ بالا دونوں عقیدے دیابنہ کا آریہ کے عقیدہ کے بعینہ مطابق ہے۔ جیسا کہ ستیارتھ پرکاش ص ۷۰۸ میں مذکور ہے۔ ''مسلمانوں کا خدا ہمہ دان نہیں''۔ اور قرآن کریم معجز ہے۔

"دیوبندیوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہے"

رسالہ الامداد صفر ۱۳۲۶ھ منقولہ ازسیف علی ص ۳۵} (مولوی اشرف علی صاحب کے ایک مرید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا ہے) میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسولاللہ پڑھتا ہوں۔

لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ کا (اشرف علی) نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے

دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے اشرف علی نکلتا ہے۔ (مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں) جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

ترجمہ: محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تمہارے آدمیوں سے کسی کے باپ نہیں۔ اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

(احزاب ۲۲/۵}

بخاری شریف جلداول ص۶}

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمُ رَمَضَانِ

(ترجمہ) نبی علیہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔

لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

"پہلے اجرائے نبوت کا مسئلہ دیوبندیوں نے جاری کیا"۔	قرآن شریف وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ترجمہ: اور نہیں رسول بنایا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ۔ مگر تمام لوگوں کے واسطے کافی بشیر اور نذیر)
تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب ص ۱۴} اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔	
مرثیہ ص ٦} زباں پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید اٹھا عالم سے کوئی بانئے اسلام کا ثانی۔	ابن ماجہ ص ۳۰۷} اَنَا نَبِیٌّ وَلَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔
تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۱۷} سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔	

فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اور نبی فرض کیا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں فرق نہیں آسکتا۔ چنانچہ اس عبارت لکھنے کے بعد مولوی رشید احمد صاحب نے بھی قسم کھا کر اپنی امت دیوبندیہ کو فرما دیا۔ کہ اس زمانہ میں ہدایت و

نجات میری اتباع پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی اتباع پر ہدایت و نجات کو قیامت تک موقوف رکھا ہے۔ تحذیر الناس (۲۵) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا ثابت ہوا۔ کہ بانی مرزائیت دیابنہ ہیں جو نبی ﷺ کے بعد نبی پیدا کرنے کے درپے ہیں اور احناف کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ کے خاتم النبیینؐ ہونے کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔ انصاف تم پر موقوف ہے۔

قرآن شریف	"دیوبندیوں کے نزدیک تمام دیوبندی مولوی رحمۃ اللعالمین ہو سکتے ہیں"
وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت۔	فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۹} استفتا کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ الجواب۔ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔

نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا۔ اب اور کون سے عالمین ہیں۔ جن کے یہ بھی رحمت بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ رَبِّ العلمین کہنے کے بعد تمام عالمین میں کسی دوسرے رب کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مانے تو اس نے شرک فی التوحید کیا ہے ایسے ہی رحمۃ للعلمین کے اقرار کے بعد کوئی عالمین کی رحمت نہیں کہلا سکتا۔ اور اگر کوئی تسلیم کرے تو مشرک فی الرسالت ہوگا۔

"دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ ہے"۔

مرثیہ ص۱۳} پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولیتہ دیوبندیہ کی مسجد کا محراب خانہ کعبہ کی طرف ہے۔ اس محراب میں ایک چھوٹا محراب بنا ہوا ہے۔ جس میں امام کھڑے ہوکر اپنا رخ ہندوستان کے گنگوہ کی طرف رکھتا ہے۔ جا کر خود ملاحظہ کرلیں۔ فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

قرآن شریف

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ.

ترجمہ: اور نہیں بنایا ہم نے قبلہ کو جس پر آپ ہیں مگر تاکہ جان لیں ہم کون شخص رسول کی تابعداری کرتا ہے اس شخص سے جو اپنی ایڑیوں پر پھرتا ہے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ (ترجمہ: اور جس جگہ بھی تم ہو تو اپنے مونہوں کو مسجد حرام ہی کی طرف پھیرو)

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ اگر اہل کتاب کو آپ تمام معجزات دکھائیں تو یہ آپ کے قبلہ کی تابعداری نہ کریں گے۔ اور نہ آپ ہی ان کے قبلہ کی تابعداری کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کا کعبہ وقبلہ مسجد حرام مقرر فرمائی ہے۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر آپ اہل کتاب کو تمام آیات دکھائیں تو بھی یہ آپ کے قبلہ کی طرف منہ نہ موڑیں گے۔ یہی حال دیوبندیہ کا ہے۔

"گنگوہ کے حج کا اعلان"

تذکرۃ الرشید جلد۲ص ۸۵} اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید معشوق ورانجا است بیائید بیائید

"میلا النبی ﷺ کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ"

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انٹھیوی ص ۱۴۸} پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کھنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

قرآن شریف

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا اور اللہ کے واسطے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو شخص رستے کی طاقت رکھے۔

قرآن کریم

وَالسَّلَامُ عَلَى يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا

ترجمہ: اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا کیا گیا۔ اور جس دن میں مروں گا۔ اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

مستدرک جلد۲ص ۶۰۲} **اِنَّ اِعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ اِنَّ ذَالِكَ الْيَوْمَ الَّذِىْ وُلِدْتُ فِيْهِ وَاُنْزِلَ عَلَىَّ فِيْهِ**

(ترجمہ: ایک اعرابی نے نبی ﷺ سے پیر کے دن کے متعلق روزہ رکھنے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا کیا گیا ہوں اور اسی دن میں مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

مذکورہ بالا آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کی کلام کو اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ

جیسے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری ولادت کا دن اور یوم وصال اور قیامت کا دن مجھ پر سلامتی والا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں انبیاء کے لئے دونوں دن چونکہ خاص ہیں۔ اس واسطے ان یومین میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کرنا یا ان کو کلام کا ثواب پہنچانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دونوں دنوں میں زیادہ نزول اسلام ہوتا ہے۔ چنانچہ یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا اور سلام ہے اس یحییٰ علیہ السلام پر جس دن وہ پیدا کیا گیا۔ اور جس دن ان کا وصال ہوگا۔ اور جس دن وہ اٹھایا جائے گا۔ اس آیت کریمہ سے بھی یوم ولادت اور یوم وصال کی خصوصیت اللہ کی طرف سے ثابت ہوئی اگر کوئی متبع انبیائے کرام اور محکوم من اللہ فرمان الٰہی کے مطابق ان ایام کی خصوصیت میں اعادہ ولادت کرے تو اللہ کی طرف سے تو ضرور ثواب پائے گا۔ مگر دیوبندی قانون سے وہ مذہب ہنود میں سمجھا جائے گا۔ دیگر نبی ﷺ کی حدیث مذکورہ سے بھی یوم ولادت کی تخصیص ثابت ہوئی۔ لیکن فرقہ دیوبندیہ نے یوم ولادت کے اعادہ کرنے والے کو ہندو اور نبی ﷺ کو (معاذ اللہ) کھینا قرار دیا۔

"کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی کی اہمیت فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک اور وہ کتاب کیسی ہے اور اس پر عمل کیسا ہے"۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۱ } کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ از بندہ رشید احمد ہے۔

ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان دیوبندیہ اور وہابیہ میں قرآن کا درجہ رکھتی ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۲۱ } کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد

شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (اب ذرا دیوبندیہ وہابیہ کے قرآن و اسلام کی گہرافشانی ملاحظہ ہوں۔ اور قرآن و حدیث والے کی شان کا وہ کہاں تک علو مرتبہ سمجھتے ہیں اندازہ لگائیں۔)

تقویۃ الایمان ص ۲۸} اولیاء و انبیاء امام زادہ پیرو شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

حدیث شریف

ابوداؤد جلد اول ص ۳} عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُکُمْ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (اور کوئی بات نہیں میں تمہارے باپ کے قائم مقام ہوں تمہیں سکھاتا ہوں)

"نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بفرمان خود در بقانون الٰہی اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ کے بمنزلہ باپ ثابت ہوں اور یہ بھائی کہیں اور آپ کے تمام فضائل کا انکار کریں"۔

تقویۃ الایمان ص ۴۷} جوان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے۔ محمدؐ یا علی نہیں ہے اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

قرآن کریم

وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی

ترجمہ: اور آپ کو یا رسول اللہ نادار پایا پھر غنی کیا آپ کو۔

(توبہ ص ۱۰/۱) وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَکُ خَیْراً لَّهُمْ وَاِنْ
یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِی
الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٌ
(ترجمہ: اور نہیں بدلہ لیا انہوں نے مگر
اس بات کا کہ اللہ نے اور اس کے
رسول ﷺ نے اپنے فضل سے ان کو
غنی کیا ہے۔ سو اگر توبہ کریں وہ تو ان
کے لیے بہتر ہے اور اگر منہ پھیریں وہ
تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں
دردناک سزا دے گا۔ اور ان کے لئے
زمین میں کوئی کارسالہ اور مددگار نہیں)

''اللہ تعالیٰ تو فرمائیں کہ تمام کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فضل نے غنی کیا اور دیوبندی وھابی کہیں کہ اللہ کو اختیار ہے اور نبی ﷺ کو کچھ اختیار نہیں تو اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ سے مشرکین مکہ میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ وہ بھی نبی ﷺ کے ہی فضل کے منکر تھے۔ جن کو اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فضل وغنا کی طرف رجوع کرلیں اور اپنا عقیدہ اسی سے درست کرلیں تو ان کے لئے دنیا وعقبیٰ میں بہتر ہوگا۔ ورنہ ان کا کوئی امدادی نہیں ہو گا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ دنیا وعقبیٰ میں دردناک عذاب کرے گا۔

دوستو اپنے عقائد کو فرمان الٰہی کے مطابق بنالو۔ اگر تقویۃ الایمان پر ایمان لے آئے اور نبی ﷺ کو بے اختیار تصور کر دیا تو دیا وعقبیٰ میں عذاب الٰہی

میں گرفتار ہو جاؤ گے اور ارشاد الٰہی موجود ہے۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى یعنی نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نادار تھے پھر غنی کیا۔ یعنی آپ کسی جدی جائیداد کے وارث نہ تھے۔ تو اللہ نے آپ کو غنی کیا۔ اور نبی ﷺ کے غنا کو بھی اللہ نے عام فرمایا ہے۔ کسی قسم کی قید خصوصیت سے مقید نہیں فرمایا۔ اور دیوبندی وہابی آپ کے عدم مختار ہونے کا فتویٰ جاری کر دیں تو سوا عقل کے اندھوں کے دوسرا کون بھلا تسلیم کرے اور قرآن کریم کو پس پشت ڈالے اور منکر قرآن بنے اور مومن کو رب العزۃ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے اختیار سمجھو فرمایا۔

احزاب ۲۲/۵ } وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا اور کسی مومن کو یا مومنہ کو کوئی اختیار نہیں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی کام کا فیصلہ فرما دیا یہ کہ ان کے کام سے ان کو کوئی اختیار ہو۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی (اس میں) نافرمانی کرے گا (یعنی خود مختار بنے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بے اختیار سمجھے گا) تو ضرور وہ صریح گمراہی میں گمراہ ہو۔

ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بااختیار اور اپنے آپ کو بے اختیار سمجھے تو مومن اور فرمانبردار ورنہ نافرمان اور گمراہ کیونکہ سب انعام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہر مومن کو ہے چنانچہ اس آیت کے آگے ارشاد الٰہی موجود ہے وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اور جب آپ فرما رہے تھے۔ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر انعام کیا۔

کیوں جناب انعام نبوی مومن پر ثابت ہوا یا نہ اور جو کسی سے کھا کر انعام

فراموش ہو جس خطاب سے لوگ اسے کو یاد کرتے ہیں وہ تم خود سمجھتے ہو اور جو شخص انعام رسولی کا منکر وہ خداوند کا بھی احسان فراموش کیونکہ مومنین پر انعام رسول یہ احسان خداوندی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ مومن قرآن کریم کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان پر ایمان لاتے ہوئے نبی ﷺ کو بے اختیار کیسے سمجھے۔

قرآن کریم	تقویۃ الایمان ص۱۶}
(منفقون ۲۸) وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْن ترجمہ: اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور اس کے رسول ے واسطے اور مومنین کے واسطے۔ اور لیکن منافق نہیں جانتے۔	اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذیل ہے۔

دیو بندیو ہابیوں کے نزدیک بقانون مذکورہ عین اسلام یہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اور بڑے چھوٹے کی شرح تقویۃ الایمان کے ص ۶۸ پر اولیاء وانبیاء سے تعبیر کی ہے۔ اور وہاں بڑے بھائی کا مرتبہ دیا اور یہاں تمام انبیاء واولیاء کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ فرما دیں کہ اللہ اور اس کے رسول تمام عزت دار ہیں لیکن منافق بوجہ نفاق کے ان کی عزت کو جانتا نہیں ثابت ہوا کہ یہ دیو بندی عقیدہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نفاق پر موجزن ہے دنیٰ فتدلی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے تم کو سمجھایا ہے۔ کچھ سوچو۔

حدیث شریف	تقویۃ الایمان ص ۶۹ } (نبی ﷺ
نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے عمداً مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ اس بہتان کو جو نبی ﷺ پر لگایا گیا۔ حدیث پاک میں اس کے برعکس ثابت ہے۔	کی ذات مطہرہ پر بہتان لگایا گیا ہے) میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔
ابن ماجہ ص ۱۱۹ } قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ	
ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بلاشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے)	

اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو اور اصلی حنفیت کے مدعیو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھو کہ نبی ﷺ کا فرمان انبیاء علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرتا ہے صحیح ہے یا تمہاری بناوٹ یا بہتان کی طرح سے انبیاء علیہم السلام کو بعد از وصال مردہ قرار دیتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے میدان حساب میں کیا جواب دو گے۔

یہ ہے دیوبندی وھابیوں کی کتاب تقویۃ الایمان کے عین اسلام کا خلاصہ۔"

دیوبندی

رسالہ الامداد صفر ۱۳۱۵ھ سیف علی ص ۸۵} ایک ذاکر صالح کومکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہؓ آنے والی ہیں۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا (اشرف علی کا) ذہن معا اسی طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔

قرآن کریم

(احزاب)وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ یعنی نبی علیہ السلام کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔

فرمائیے جناب جو ماں کی رویا کوکمسن بیوی سے تعبیر کرے اس پر آپ کا فتویٰ کیا ہے کیا جس مذہب کے مقتدا ان خیالات باطلہ کے ہوں کہ باپ کو بھائی کہیں بلکہ اس سے بھی ذلیل اور والدہ و بیوی سے تعبیر کریں ان کے متبعین کے ایمان کا حال آپ خود سمجھ لیں۔پھر سچ کہنے والے کومفسد کہا جاتا ہے:

دیوبندی

مبشرات مولوی حسین علی صاحب واں بھچراں ص ۸}وَرَاَیْتُ اَنَّہٗ یَسْقُطُ فَاَمْسَکْتُہٗ وَاَعْصَمْتُہٗ

(میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں گرتے دیکھا تو آپ کو تھاما اور گرنے سے بچالیا۔)

قرآن کریم

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت)

''اس عبارت مذکورہ بالا سے دیوبندیوں کے رہبر کی دروغ گوئی کا آپ کو اندازہ ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو نبی ﷺ کی شان کے متعلق فرماویں۔ کہ آپ کی رحمت تمام جہانوں کو تھامے ہوئے ہے۔ اور دیوبندیوں کا مرشد کہے۔ کہ میں نے نبی ﷺ کو تھاما ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمام جہانوں کے تھامنے کا دعویٰ مولوی حسین علی صاحب کو ہے۔ جو اپنی جھونپڑی کے ستون کو تھامنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ جہانوں کی رحمت کے تھامنے کا مدعی ہو۔ اور جو جہانوں کی رحمت ہوان وہ بے اختیار اور بے بس ہونے کا اعلان کرے۔ کیا وہ نبی ﷺ کا تبع کہلا سکتا ہے۔

اور جو شخص نبی ﷺ کی نبوت کو اپنا ظل سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ تم معاذ اللہ خداوند تعالیٰ ایسے پیشواؤں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ بھی حصہ دیوبندیت کا ہی ہے۔

چنانچہ دیوبندی نبی ﷺ کے استاد بن کر اپنی شان ظاہر کرتے ہیں

دیوبندی

براہین قاطعہ ص ۲۶} اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے۔ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو (نبی ﷺ کو) اردو میں کلام کرتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ

قرآن کریم

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اور نہیں بھیجا ہم نے سی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ)

جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا
معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آ گئی ۔ سبحان
اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت سے اپنے اصول کو ظاہر فرمایا۔ کہ میں جس رسول کو کسی قوم کی طرف بھیجتا ہوں تو اس قوم کی زبان سکھا کر بھیجتا ہوں۔ چنانچہ نبی ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا بلکہ تمام جہانوں کی طرف۔ فرمایا تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرً۔

(ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل کے فرق کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو جائے)

جب آپ کو تمام جہانوں کا نذیر اور رسولؐ بنا کر بھیجا تو قانون خداوندی مذکورہ بالا سے نبی ﷺ کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا۔ دیوبندی کہیں کہ اردو نبی ﷺ کو ہمارے علمائے دیوبند سے حاصل ہوا۔ تو یہ قرآن کے صراحتہ خلاف ہے اور اپنے استاد بننے کے فخر میں قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور رسول اللہ کی بجائے رسول دیوبند قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے رسولوں کے علم کو اپنی طرف منسوب فرماویں اور یہ علمائے دیوبند کی طرف یہ ہے فرقہ دیوبندیہ کا ایمان ، جو معلم گر کو اور تمام جہانوں کے حکیم ساز کو اپنا شاگرد تصور کرتے ہیں"۔ تو اکابرین دیوبند کا خدائی دعویٰ ظاہر ہو گیا۔

دیوبندی	قرآن کریم
تحذیر الناس مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص ۵} انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔	اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ ترجمہ: نبی ﷺ تمام لوگوں کی جانوں سے بہت بہتر ہیں۔

اللہ تعالٰی تمام عالمیان کی جانوں کے مقابلے میں نبی ﷺ کو اولی فرمادیں اور تم اپنی جانوں کے اعمال کو نبی ﷺ کے اعمال سے برتر سمجھو۔ کیا دیوبندی فرقہ کو قرآنی تعلیم کا اور نبی ﷺ کی غلامی کا یہی اثر ہے۔ کہ اپنے آقا سے غلام کو اعمال میں بالا سمجھتے ہو۔ سب سے پہلے نبی ﷺ سے بڑائی کا مدعی جناب کو یاد ہونا چاہئے سابق معلم الملکوت ابلیس تھا اور اَنَا خَیْرٌ مِنْہُ کی بڑ ماری تو اللہ تعالٰی نے فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ کا حکم فرما کر مردود کر کے نکال دیا اس کے تمام اعمال وعبادات اس بڑائی کی وجہ سے حبط کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں ابدالاباد تک بلا اپیل راندۂ درگاہ کر دیا۔ جو تم بھی اس صفت ابلیسی پر عامل ہو۔ اور سید الانبیا ﷺ سے برائی کے مدعی ہو۔ تو حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر بننے ے مدعی کو اور اس کے متبعین کو تو اللہ تعالٰی نے خلود نار کا وعدہ فرمایا ہے اور تمہیں سید الانبیاء اصالت کل فخر کل۔ نی انکل پر بڑا کہلانے سے خبر نہیں۔ اللہ تعالٰی تمہارے متبعین کو بمعہ تمہارے کون سے قعرِ جہنم میں بلا اپیل داخل فرماوے گا۔

"دیوبندیوں کے نزدیک نبی ﷺ جیسا علم تو معاذ اللہ کتے، بلے خنزیر کو بھی ہے"	قرآن کریم
	ذَالِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ
حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۷ } آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول	(ترجمہ) یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم نے وحی کیا اس کو آپ کی طرف (یعنی رسول اللہ ﷺ کی طرف)

زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ
اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل
غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو
اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔
ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و
مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بھائم کے
لئے بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یارسول اللہ ﷺ یہ تمام غیبی خبریں ہیں۔ اور مصنف حفظ الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی و مجنون اور کتے، بلے، کنز یر کو بھی حاصل ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان اور صبی اور مجنون پر بھی نازل ہیں۔ تو میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی ﷺ پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور آؤ آؤ کرتا پھرے۔ تاکہ غلامان مصطفیٰ ﷺ کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفیٰ ﷺ سے عذاب الیم میں گرفتار ہو۔ ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو توہین مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ایمان کا کچھ حصہ نصیب نہیں۔ اور مصنف مذکور پر صرف ہم نے ہی نہیں بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی اس عبارت پر فتویٰ کفر ثبت کیا ہے۔ المہند ص ۳۰) ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے"۔

دیوبندیوں کے بعض اکابرین نے مصنف مذکور یعنی مولوی اشرف علی تھانوی پر بھی بہترے فتویٰ کفر جڑے۔ لیکن حکیم صاحب اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمَ

پھر بھی ثابت قدم رہے۔ پنجابی مثل مشہور ہے۔ "گورو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان چھڑپ" جس امت دیوبندیہ کے حکیم کا یہ حال ہے۔ ان کے مریضوں کے کیا ہی کہنے ہیں۔

"دیوبندیوں کے نزدیک نبی ﷺ سے معاذ اللہ شیطان اور ملک الموت کا علم زیادہ ہے"۔

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ص ۵۱ } الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو تو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے..... ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۸۰ } عُلِّمْتُ الاَسمَاءُ کُلُّهَا کَمَا عَلِّمَ آدَمُ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا (ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں سکھایا گیا ہوں کل چیزوں کے نام جیسا کہ سکھائے گئے آدم علیہ السلام کل چیزوں کے نام)

بخاری شریف جلد اوّل ص ۷ } وَاَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ اَنَا (نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تم تمام سے زیادہ جاننے والا ہوں)

"حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ آپ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ جس میں۔ حضرت آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ جس میں ملک الموت بھی شامل ہے سے زیادہ علم ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے زیادہ علم عطا فرما کران کا استاد مقرر فرمایا۔ بلکہ جبرئیل وملک الموت وغیرہم ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے علم ہی کی وجہ سے سجدے کا حکم فرمایا۔ تو بہرحال نبی ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام سے علمی فوقیت حاصل ہے۔ تو اس لحاظ سے نبی ﷺ امام الانبیاء تمام ملائکہ یعنی ملک الموت وغیرہم کے استاد الاستاد ٹھہرے۔ جو شخص ملک الموت کے استاد حضرت آدم علیہ السلام کے اعلم ہونے پر ایمان رکھتا ہے اس کو۔

امام الانبیاء جناب نبی اکرم ﷺ کے استاد الاستاد ہونے پر بھی ایمان لانا عین اسلام ہے۔ اور اس کا انکار امت محمدیہ سے خارج کرتا ہے۔ دیگر مصنف مذکور اپنے کلام سے بھی ناواقف ہے۔ کیونکہ عبارت مذکورہ بالا میں لکھتا ہے۔ فخر عالم نبی ﷺ ہیں۔ اور عالم کا لفظ استعمال کرنے سے ملک الموت بھی شامل ہے۔ اور فخر عالم کہنا تب ہی درست ہو سکتا ہے کہ ملک الموت اور شیطان سے نبی ﷺ کو ان تمام سے علمی فخر بھی حاصل ہو۔ ورنہ نبی ﷺ کو فخر عالم کے خطاب سے پکارنا غلط ہوگا۔ تو مصنف مذکور کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کو نبی ﷺ کے علم سے وسیع کہنا اور پھر نبی ﷺ کو فخر عالم کے لقب سے یاد کرنا کیا یہ دروغ گورا حافظ نباشد کا مصداق نہیں ہے۔

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

پھر مصنف مذکور شیطان اور ملک الموت کے علم کا اتنا وسعت سے قائل ہے کہ ان کا علم زمین کے ذرے ذرے پر محیط ہے۔ لیکن معلم کل مخلوق رسول اکرم ﷺ کے علم پاک کو جو تمام عمر رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے آپ کے علم کو ناقص جانتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر علمائے دیوبند کے بعض علماء کو مولوی خلیل احمد

صاحب انبیٹھوی پر فتویٰ کفر لگانا پڑا۔ (المہند ص ۲۵) ''جو شخص یہ ہے وفلاں شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی ﷺ سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں''۔

اب فرمائیے آپ کے اکابرین پر ان کے اعتقادات باطلہ کی بنا پر جماعت دیوبندیہ کے مسلمہ علماء جب فتویٰ کفر ثبت کر رہے ہیں تو ہمارے کہنے پر آپ کیوں سیخ پا ہوتے ہیں۔ کیا آپ کے علماء کفر کر لیں تو مفسد نہیں۔ اور بعض دیگر آپ کے علماء ان ہی عبارات کے قائل پر فتویٰ کفر شائع کر دیں تو مفسد نہیں۔ اور ہم اسی فتویٰ کو دہرا دیں تو ہمارے ساتھ شکر رنجی کا باعث ہو جاتا ہے۔ ''ببیں عقل و دانش بباید گریست''

(دیوبندیوں کا نبی ﷺ سے دلی تعلق)

صراط مستقیم محمد اسمٰعیل دہلوی ص ۸۶ } وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤخر واست۔ (یعنی شیخ وغیرہ اور رسالت مآب کی طرف صرف ہمت گاؤخر کے تصور سے بدتر ہے)

قرآن مجید

(مائدہ ٦/٣) فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ

(توبہ ١١/١٦) بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ نماز میں جب آپ ان آیات پر پہنچتے ہیں تو بشیر و نذیر اور رؤف رحیم پڑھتے ہوئے اگر نبی ﷺ کا خیال دل میں نہ لائیں تو کیا انکار قرآن کریم ہے یا نہیں۔

بخاری شریف ٦/٦٣٢ } عن كعب بن مالك قال اصلى قريبا منه فاسارقه النظر

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے قریب نماز پڑھتا تھا اور میں نماز میں

	نبی ﷺ کو نظر چرا کر دیکھتا تھا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو ترسے ہوئے نماز میں نظر کرنا نصیب ہوا اور تمہیں آپ کا خیال آئے سے نماز فاسد ہو جاوے۔ اب تم انصاف کرو
"دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ فرشتوں اور نبی ﷺ کو شیطان کہہ سکتے ہیں" بلغۃ الحیران ص ۴۳ } طاغوت کے معنی کُلّ ماعبدَ مِنْ دُونِ اللہ فھوَ الطّاغوتَ اس معنی بوجب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔	**قرآن کریم** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَمَنْ یَکْفُرْ بالطاغوت ویؤمِنْ باللہِ (جو شخص کفر کرتا ہے شیطان کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ ایمان لاتا ہے۔ فقد استمسک بالعُروۃِ الوُثقیٰ (تو اس نے مضبوط کنڈے کو تھام لیا)

"خداوند تعالیٰ کے فرمان مذکورہ کے مطابق مومن وہی کہلا سکتا ہے اور ایماندار جب ہی بن سکتا ہے کہ پہلے طاغوت کا انکار کرے۔ پھر اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو وہ متبع رسالت ہو سکتا ہے۔ اسی بناء پر اکابر دیوبند یہ رسول اللہ ﷺ کو طاغوت کہنا جائز سمجھتے ہیں۔ تاکہ نبی ﷺ کا انکار کر کے محض اللہ کے قائل ہو جائیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی درگاہ سے صاف جواب دے رہے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہ (یعنی جو شخص رسول ﷺ کا غلام ہے پھر وہ اللہ کا غلام ہے) ورنہ نہیں"۔ اس آیت کریمہ میں اطاعت رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت پر مقدم فرمایا ہے۔ تو انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کو طاغوت کہنے والا اللہ کی

طرف سے وہ خود طاغوت ہے''۔

''فرقہ دیوبندیہ نبی علیہ السلام کی طرف اپنی نسبت کرنا ہی شرک کہتے ہیں''۔

تقویۃ الایمان ص ۵} کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہے۔

بہشتی زیور حصہ اول ۳۶} علی بخش، حسین بخش عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا شرک ہے۔

قرآن کریم

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ (ترجمہ: فرمادیجئے (یارسول اللہ) میرے بندو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو)

(نور $\frac{18}{4}$) وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ (اور تمہارے عبدوں سے نیک لوگ)

''اگر عبد کی نسبت اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ مِنْ عِبَادِكُمْ نہ فرماتا۔ اور جب اللہ تعالیٰ ے عبد کو اپے سوا دوسروں کی طرف منسوب کیا ہے تو اور کون روک سکتا ہے۔ اور عبدالنبی نام رکھنا اگر ناجائز ہوتا یا شرک تو اللہ تعالیٰ قُلْ يٰعِبَادِيَ نہ فرمایا۔ اس کی شرح کی تصحیح اپے بزرگ کی زبانی سن لیجئے۔ (امداد المشتاق ص ۹۳) فرمایا (حاجی امداد اللہ صاحب) چونکہ آنحضرت علیہ السلام واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت علیہ السلام ہیں مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا مِنْ رَّحْمَتِيْ تا کہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ یہ تو ے آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کا بیان اور حاجی امداد اللہ صاحب کا۔

اب صحابہ کرام کا بھی عقیدہ سن لیجئے:

کنز العمال جلد۳ص۱۴۷} فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ خَطَبَ النَّاسَ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ حَمِدَ اللہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تُوْنِسُوْنَ مِنْ شِدَّۃٍ وَغِلْظَۃٍ وَذَالِکَ اَنِّیْ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ وَکُنْتُ عَبْدَہٗ وَخَادِمَہٗ

ترجمہ: تو جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں کو آپ نے خطبہ پڑھا۔ منبر رسول اللہ ﷺ پر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے سخت محبت رکھتے ہو۔ اور یہ اس لئے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں۔ اور میں آپ کا عبد ہوں اور آپ کا خادم ہوں)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے آپ کو عبدالرسول منبر پر کھڑے ہوکر پکارتے ہیں۔ تو عبدالرسول کہنا کونسا خلاف شرع ہے۔ اور جب تم نے خلیفہ رسول ﷺ پر فتویٰ کفر جڑ دیا۔ تو ہمیں کہنے سے کونسا گریز ہے۔ اور غلو محبت بھی ثابت ہوگیا۔

دیوبندیوں کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کا ذکر حرام اور جو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا ذکر خیر نہ کرے وہ لعنتی۔

فتویٰ رشیدیہ ۳/۱۱۴} محرم میں ذکر حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ فقط رشید احمد۔

فتوی رشیدیہ ۳/۱۶} بہر حال یہ لوگ مولوی اسمٰعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں۔ مولوی اسمٰعیل شہید مہبط رحمت حق تعالیٰ کے ہیں۔

اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا ذکر یعنی ان کی تصنیف تقویۃ الایمان کے متعلق رقمطراز ہیں۔

فتویٰ رشیدیہ ۱/۲۱} اور کتاب تقویۃ الایمان واسطے درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے۔

مسلمانو انصاف کرو جن کے مذہب میں ذکر حسین علیہ السلام بروایات صحیح حرام اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا ذکر اکسیر اعظم۔ خداوند ان کو ہدایت دے۔

دیوبندیوں کے نزدیک ہندو کی پکی ہوئی شی حلال اور مومن کی مقررہ دن میں پکی ہوئی چیز حرام

فتوی رشیدیہ ۲/۱۲۳} مسئلہ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا (مثلا جھٹکے کا بھنا ہوا گوشت) بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب درست ہے فقط

(ہندو کے ہاتھ کی پکی ہوئی شی دیوبندی کو حلال اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں کا کھانا حرام۔

قرآن کریم

مدثر ۲۹/۱} والرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور پلیدی کو چھوڑیے اور ارشاد ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ مشرک پلید ہیں۔ لہٰذا پلید کی شی بھی پلید۔

نبی علیہ السلام نے عقبہ بن ابی معیط کی دعوت کو اس شرط پر قبول فرمایا کہ ایمان لادے۔

خازن ۵۰/۱۰} قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا انا اکل طعامک حتی تشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا حتی کہ تو لا اله الا الله محمد رسول الله کلمہ شہادت پڑھے۔

ثابت ہوا کہ کافر کے گھر کا کھانا پکا ہوا حرام ہے۔

ہندو کے گھر کی اور مقررہ دن کی بتوں سے گھومی ہوئی پلید ہاتھوں سے تیار شدہ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ کی مصداق دیوبندی کو درست اور حلال طیب لیکن

مومن کے ہاتھ سے تیار شدہ پاک و حلال کھانا متبرک دن میں پکی ہوئی شی حرام ہو جائے اور ہندو کے پلید ہاتھوں ور پلید مشکوک غیر طاہر کنوؤں سے نکالا ہوا اور سود کا فضلہ بتوں کے نام سے پکا ہوا ان کے دوتا پیپل کے نیچے کا مقرر شدہ سبیل کا پانی پاک اور پینا جائز ملاحظہ ہو۔

فتویٰ رشیدیہ ۳/۱۱۴} سوال: ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے سبیل لگائی جاوے تو اس کا پینا حرام۔ ملاحظہ فرمائیے۔

فتویٰ رشیدیہ ۳/۱۱۳} محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں فقط رشید احمد۔

اس سے ثابت ہوا کہ دیابنہ کے نزدیک مسلمان کے ہاتھ کا پانی و شربت و دودھ حرام اور ہندو کے ہاتھ کی خواہ سودی روپے کی مصرفہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں انے دو اور پھر مسلمان کے ہاتھ کی شی سے گنے کی رس چمار کے ہاتھ کی نکلی ہوئی یا چمار کے ہاتھ کا پانی حلال پاک اور دیابنہ کے نزدیک درست۔

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۷} کولہو جو یہاں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمان کو ان کے ہاتھ سے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں یا وہ رس نجس ہے اور ناپاک ہے علی ھذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں فقط۔

الجواب: جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں حکم نجاست رس وغیرہ پانی پر نہیں ہوگا پس صورت موجودہ میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اس کا درست اور حلال ہے علی ھذا پانی بھی پاک ہے نماز وغیرہ درست ہے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیوبند مدرسہ عالیہ دیوبند۔

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۵۰} مسئلہ فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں۔

الجواب فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز کرنا چاہیئے فقط رشید احمد یوں جمناب جس شیرینی پر ام القرآن پڑھی جاوے وہ تو پرے پرے دور دور گمراہ کی شی ہے اس واسطے کہ مسلمان نے اس پر الحمد جو قرآن کریم کی ماں ہے اس کو کیوں پڑھ دیا لیکن ہندو کے ہاتھ کی پوری کھیلیں یا اور کچھ اور کھانا مثلاً کپورے وکوے چوہڑے کے ہاتھ سے بھنا ہو اور ہندو کے سود کے روپے سے سبیل کا پانی اور چمار کی رس نکالی ہوئی اور اس میں اس نے ہاتھ ڈال کر صاف کیا ہو اور گوبری زمین پر بھی ہو اوپر دیوبندی عیش اڑائے تو بہتر ہے۔

ثبوت تقرر گیارہویں

"دیوبندیوں کے نزدیک کلام پڑھ کر اہل قبور کو بخشایا ان کی طرف سے کچھ خیرات دنیا۔ دن مقرر کر کے تو صدقہ بھی حرام اور قرآن پڑھنا بھی حرام اور قرآن پڑھنے والا کافر"

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ

فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص ۹۵} گیارھویں حرام ہے (قرآن پڑھا ہو یا صدقہ) ایسے عقائد فاسد موجب کفر ہیں۔

ترجمہ: اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ تا کہ نکالیں آپ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف۔ اور یاد دلائیں ان کو اللہ کے دن بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کو واسطے نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔ کہ ہم نے تجھ کو معجزات دے کر اس لئے بھیجا ہے تا کہ تو اپنی قوم کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور ان کو اَیَّامِ اللہ کی یاد دلاتے رہیئے۔ اَیَّامِ اللہ کی شرح مفسرین نے یوں بیان فرمائی ہے۔

تفسیر نسفی جلد۲ص۱۹۶}(وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللهِ) بِاَيَّامِ الْاِنْعَامِ حَيْثُ ظَلَّلَ عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى وَفَلَقَ لَهُمُ الْبَحْرَ (یعنی اَیَّامِ اللہ ان کو یاد دلایئے جن ایام میں اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ جس دن ان پر سایہ کیا اور ان پر من وسلویٰ اتارا اور جس دن ان کے واسطے دریا کو پھاڑا۔ ثابت ہوا کہ ایام انعام ایام اللہ ہیں ان کا ذکر دہرانا اور ان کی فضیلت کو بیان کر صابر وشاکر کے لئے موقع عبرت ہے اگر مقرر دنوں کو دوبارہ یاد کرنا یا اس کی فضیلت کو دہرانا یا خصوصیت سے عبادت کرنا کوئی شخص بدعت کہے اور موجب کفر کہے اور اس عبادت پر حرمت کا فتویٰ دے تو دشمن قرآن ہے۔ اور مشرک باللہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے بھی بزرگوں کے یوم وصال کو ایام اللہ فرمایا ہے)

کنز العمال جلد۴ص۳۲۰}اِنَّ عَاشُوْرَاءَ يَوْمٌ مِنْ اَيَّامِ اللهِ (نبی ﷺ نے فرمایا

کہ عاشورے کا دن ایام اللہ سے ہے) کیونکہ اسی دن میں اللہ نے دریا کو پھاڑا اور اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ منظور ہوئی اور اسی دن نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ جودی پر ٹھیری بلکہ یہ دن تمام انبیاء کے انعامات کا ہے۔ اسی واسطے ایسے مقرر دنوں کو نبی علیہ ﷺ نے بھی منانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام اور یحیٰی علیہ السلام کے یوم ولادت و یوم وصال کی بھی اللہ تعالیٰ نے تخصیص فرمائی ہے۔ جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ باقی رہا گیارھویں کے تقرر کے متعلق تو اس کو بھی اسی وجہ سے منایا جاتا ہے۔ کہ اس دن میں حضرت غوث الاعظم پیر پیراں محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور یوم وصال کو منانا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی واسطے حضرت پیر پیراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی دن مقرر شدہ یعنی یوم وصال میں آپ کی طرف سے صدقہ خیرات دیا جاتا ہے اور صدقہ خیرات اہل قبور کی طرف سے تقسیم کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اسی واسطے اس عمل کے عامل بڑے بڑے بزرگان دین بھی رہے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:

ما ثبت بالسنہ ص ۸} قَدْ اشْهَرَ فِیْ دِیَارِ نَا هٰذَا لَیُوْمُ الحَارِی عَشَرَ وَهُوَا الْمُتَعَارِفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِن اهلِ الْهِندِ مِنْ اَوْلَادِهٖ كَذَا ذَكَرَ شَيْخُنَا وَسَيِّدُ البَهِیُ الرَضِیُّ ابو الْمُحَاسِنِ سَيِّدِے الشَّيْخِ مُوسٰى الحَسْنِی (یعنی ہمارے شہروں میں یہ گیارھویں کا دن مشہور ہے۔ اور وہی اہل ہند کے مشائخ کے نزدیک جو حضرت پیر پیراں کی اولاد سے ہیں ان کے نزدیک بھی مشہور ہے۔ جیسا کہ سید بہی اور شیخ موسیٰ حسنی نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس مستحب امر کو اگر لازم و مقرر ضروری کرلیا جاوے تو بھی از روئے حدیث پاک صحیح اور مسنون ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۷ ترمذی شریف} عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بَلَالًا فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِیْ اِلَی الْجَنَّةِ مَادَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّا

سَمِعْتُ خَشْخَشَکَ اَمَامِیْ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَااَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَمَا اَصَابَنِیْ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَہٗ وَرَأَیْتُ اَنَّ لِلّٰہِ عَلَیَّ رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِھِمَا۔

ترجمہ: بریدہؓ سے روایت ہے۔فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے صبح کے وقت حضرت بلالؓ کو بلایا تو فرمایا نبی ﷺ نے کس چیز کے ساتھ تو نے جنت تک مجھ سے سبقت کی ہے۔نہیں داخل ہوا میں جنت کو کبھی۔مگر میں نے تیرے جوتے کا آواز اپنے پیش پیش سنا۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے کبھی اذان نہیں دی۔مگر دو رکعتیں نماز پڑھیں۔اور میرا کبھی وضو نہیں ٹوٹا۔مگر میں نے اسی وقت وضو کیا اور مقرر کیا میں نے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دو رکعتیں ضروری ہیں۔تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ان دونوں کے سبب سے۔

ثابت ہوا کہ جب حضرت بلالؓ نے تحیۃ الوضو کو جب اپنے پر باوجود نفل ہونے کے فرض کرلیا۔اور نبی ﷺ ان کی فضیلت کے سبب سے حضرت بلالؓ کے پاؤں کی آہٹ جنت میں سن رہے ہیں تو یقیناً نفلی عبادت کو اپنے پر فرض کرنے سے بمعہ جسم دنیاوی جنت تک پہنچ سکتا ہے۔باقی رہا تقرر گیارہویں تو کوئی ایسا عمل نہیں جو ہوا ہو یا بغیر تقرر ہو سکتا ہو۔اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو دن مقرر کر کے اور اگر ان سے ربوبیت کا اقرار کروایا تو دن مقرر کر کے اور انبیاء علیہم السلام سے نبی ﷺ کی رسالت وفضائل کا اقرار کروایا تو دن مقرر کر کے آدمؑ کو پیدا فرمایا تو دن مقرر کر کے۔اور ان کی توبہ قبول فرمائی تو مقرر دن میں۔حتیٰ کہ ہر انبیاء کو جب مخالفین پر غلبہ دیا تو دن مقرر میں۔نبی ﷺ کو پیدا فرمایا تو بارھویں تاریخ مقرر کر کے آپ کا وصال ہوا تو مہینہ ربیع الاول اور بارھویں تاریخ مقرر کر کے۔اور حضرت پیر پیراںؒ کو وصال دیا تو نبی ﷺ کے مہینہ مقررہ ربیع الاول کے بعد ربیع الثانی کا مہینہ مقرر فرما کر اور دن بھی

گیارھویں کا مقرر فرمایا تا کہ مہینہ اور دن بعد میں رکھنے سے نبوت کے بعد درجہ ولایت ثابت ہو جائے۔ اسی بنا پر بھی آپ کو گیارھویں والا کہا جاتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر پیرانؒ کا یہی ربیع الثانی کا مہینہ اور یہی گیارہویں تاریخ وصال کی مقرر فرمائی ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے نزھۃ الخاطر انما طر کے صفحہ نمبر ۲۱ میں بیان فرمایا ہے اور خدائی قانون سے ہی یوم وصال زیادہ متبرک ہوتا ہے۔ اسی واسطے آپ کے اس گیارھویں دن مقررہ پر حضرت پیر پیرانؒ کی طرف سے صدقہ خیرات کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی روح و ثوابات قرآنیہ پہنچائے جاتے۔ بقانون قرآن وحدیث گیارہویں کا تقرر اور یوم وصال کا تبرک ثابت ہو گیا۔ تم بھی ہر کام جو بھی کرو دن مقرر کر کے ہی کرتے ہو۔ شادی کرو تو دن مقرر۔ نکاح کرو تو دن مقرر کر کے۔ ایسے تو نکاح بھی ناجائز ہونا چاہیئے۔ بلکہ حرام کیونکہ دن مقرر کیا گیا۔ جلسہ کرو تو دن مقرر کر کے۔ لہٰذا تمہارے مولویوں کا اس مقرر دن میں آنا اور کھانا تقرر کی وجہ سے حرام ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر آپ کے کسی مولوی صاحب کے گھر گیارھویں کو بچہ پیدا ہو جائے۔ تو یا اس کو حرامی کہنا چاہیئے یا درخواست دی جائے کہ آج حرمت کا دن ہے کل پیدا ہو۔ لہٰذا تیری پیدائش کا دن مقرر۔ موت کا دن مقرر اِذَا جَاءَ اَجَلُھَا لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ قیامت کا دن مقرر۔ نمازیں مقرر۔ نمازوں کے وقت مقررہ۔ رکعتیں مقرر تسبیحیں گیارہ کی حد تک مقررہ۔ وتر گیارہ کی حد تک مقررہ گیارھویں تاریخ اللہ کو زیادہ پسند۔ ارشاد الٰہی ہے۔

سورہ فجر ۳۰/۱} وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں یعنی محرم کی یا عشرہ ذوالحجہ کی یا عشرہ اواخر رمضان کی۔ اور قسم ہے جوڑے کی۔ عشر اور شفع کو مرکب کرنے سے اعداد ۱۲ بنتے ہیں۔ وہ بارھویں تاریخ وصال نبی ﷺ ہے۔ اور قسم ہے اکیلی کی عشر کو جب وتر سے ترکیب دی جائے تو اعداد

گیارہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گیارھویں کی بھی قسم کھائی۔ معلوم ہوا کہ گیارھویں تاریخ اللہ کو بھی زیادہ پسند ہے۔ اور آیت کا ظاہر اور سیاق وسباق اس بات پر دلالت ہے کہ بارھویں تاریخ نبی ﷺ کے وصال کی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے اپنے محبوب ترین محبوب کے وصال دن کی قسم کھائی ہے۔ تو بعد از قرون نبوت اولیاء کا درجہ ہے۔ جو اس گیارہویں کی قسم میں مستتر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کے فضائل اور درجہ ولایت گیارہویں ہی پارے کے بارھویں رکوع میں ذکر کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے۔ چونکہ گیارھویں والے کو بارھویں والے سے فیض ہے۔ اور لیال عشر ووتر کے کے الفاظ بھی گیارہ ہیں۔

شیخ عبدالقادر کے پڑھنے میں گیارہ ہی حروف ہیں۔ (۱) ش (۲) ی (۳) خ (۴) ع (۵) ب (۶) د (۷) ل (۸) ق (۹) ا (۱۰) د (۱۱) ر

سید عبدالقادر " " " "

حضرت محی الدین " " " "

ایک حرف اس نام میں مضمر ہے۔ وہ اسی واسطے پوشیدہ ہے پڑھنے میں نہیں آتا۔ جو اس بات پر دوال ہے کہ آپ صحیح ولی اللہ فنافی اللہ ہیں۔ اگر اس کو آپ کے اسم میں ملایا جائے تو ۱۲ بنتے ہیں۔ تا کہ ثابت ہو جائے کہ آپ و درحقیقت یہ درجہ بارھویں والے کے طفیل حاصل ہوا ہے۔ حضرت غوث الثقلین کے صاحبزادگان بھی گیارہ ہی تھے۔ اور آپ کے سلسلہ ولایت میں بھی علی کرم اللہ وجہہ تک گیارہ واسطے ہیں۔

نزہتہ الخاطر الفاطر ص ۱۹ } فقد لبس الخرقة المبارکة (رضی الہ عنہ) من یدالشیخ قاضی القضاة ابی سعید مبارک بن علی مخزومی و ھو لبسھا من یدالشیخ ابی الحسن علی بن یوسف القرشی الھکاری

روھولبسھا من یدالشیخ ابی الفرج طرسوسی (وھولبسھا) من یدالشیخ ابی بکر دلف الشبلی (وھولبسھا) من سیدالشیخ ابی القاسم الجنید البغدادی (وھولبسھا) من یدالشیخ سری القطی (وھولبسھا) من یدالشیخ معروف الکرخی (وھولبسھا) من یدالشیخ داود الطائی (وھولبسھا) من یدالشیخ معروف الکرخی (وھو لبسھا) من الشیخ داؤد الطائی (وھولبسھا) من یدالشیخ حبیب العجمی (وھو لبسھا من یدالشیخ حسن البصری (وھولبسھا) من حفة شیخہ رمرشدہ سیدنا امیر المومنین الامام علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ وھومن حفة سیدالمرسلین ورسول رب العالمین سیدنا ونبینا محمد ﷺ لم شرف وکرم ومجدوعظم

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسبتاً حسنی ہیں۔حضرت حسن علیہ السلام تک آپ کی گیارہ پشتیں ہیں۔

نزہتہ الخاطر الفاطر ص ٦} سیدنا السید محی الدین ابومحمد عبدالقادر (ابن) السیدابی صالح موسیٰ جن کی دوست (ابن) السید داود (ابن) السید موسیٰ الثانی (ابن) السید عبداللہ المحض (ابن) السید الامام الحسن المثنیٰ (ابن) السیدالھام الحسن السبط.

نبی ﷺ نے بذات خود گیارھویں والے کی طرف سے قربانی کی۔

ابوداود جلد۲ص ۳۰، مسلم شریف جلد ص ۱۵۶، بیہقی شریف جلد۹ص ۲۸۶}

عَنْ عَائِشَةَ عَنْهَا اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَافَى سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِىْ سَوَادٍ وَيَبْرِكُ فِىْ سَوَادٍ فَاُتِىَ بِهٖ فَضَحٰى بِدِ فَقَالَ يَاعَائِشَةُ هَلُمِّىْ الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اَشْحَذِ يْهَا لِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ فَاَخَذَهَا وَاَخَذَ

الْكَبْش فَاضْجَعَهُ فَذَبَحَهُ وَقَالَ بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِهٖ

(ترجمہ: عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ایسے مینڈھے کو جو سینگوں والا۔ سیاہ ٹانگوں والا اور سیاہ آنکھوں والا اور سیاہ منہ والا تو لایا گیا اس کو پھر قربانی کی آپ نے اس کو۔ تو فرمایا اے عائشہ چھری لاؤ۔ پھر فرمایا آپ نے پتھر کے ساتھ اس کو تیز کرو۔ تو چھری لی آپ نے اور مینڈھے کو پکڑا پھر لٹایا اس کو پھر ذبح کیا اس کو۔ پھر فرمایا آپ نے بسم اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اے اللہ تو قبول کر محمد (ﷺ) کی طرف سے اور محمد (ﷺ) کی امت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا آپ نے اس کو۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنی آل کی طرف سے قربانی فرمائی۔ اور آپ کی آل میں پیر پیران بھی ہیں۔ لہذا پیر پیران کی طرف سے بھی آپ نے قربانی کر دی۔ دن بھی مقرر دسواں اور رات گیارھویں۔ بڑا افسوس ہے۔ کہ جس امر کو شریعت نے ہر پہلو میں جائز رکھا ہو۔ مثلاً تقرب سے نیکی کرنا یا کسی بزرگ کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا یا قرآن شریف پڑھ کر کسی ایک مقرر دن میں بزرگ کی روح کو بخشنا اور تم اس کو حرمت کے فتوے سے نامزد کرو اور موجب کفر ہو۔ یہ محض تمہارا اسلام سے عناد ہے۔ ورنہ مسلمان کے ہاتھ کی حلال کمائی اور مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز حرام کہو۔ لیکن کافر کے پلید ہاتھ کی تیار شدہ بیاج سے حرام کمائی کی ہوئی اور کافر کے مقرر دن میں پکی ہوئی اور بتوں کے نام سے چڑھاوا چڑھی ہوئی دیوبندی فرقہ کے نزدیک حلال و پاک ہو۔ یہ ایمان دیوبندیہ ہی میں گنجائش ہے اسلامی قانون اس کے برعکس ہے۔ ہاں عقل سلیمہ اس واسطے تسلیم کر سکتی ہے کہ جیسا فرقہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہے۔ ان کو اعمال بھی ویسے ہی موزوں ہوں

گے۔ جیسا برتن ویسا کھانا۔ اللہ تعالیٰ حضرت پیر پیراں" کی طرف سے کچھ کھانا پکا ہوا یا شیرینی مسلمان کے ہاتھ سے خود ان کی باطن میں جانے نہیں دیتا۔ کیونکہ حلال و پاک چیز کے واسطے بطن پاک مسلمان کی ضرورت ہے اسی واسطے منکرین کے سپرد منکرین کے عقائد میں منکرین کے بطن کے مطابق ہی چیز عطا کی گئی ہے۔

'مسلمانو! بغیر مذہبی تعصب کے ملاحظہ ہو کہ گیارھویں کو حرام کہنے والے اور ہندو کی چیز سودی روپے کی استعمال کرنے والے حق پر ہیں یا مسلمان کے ہاتھ کی گیارھویں قرآن مجید پڑھا ہوا عمل خیر سمجھے اور کافر کے ہاتھ کی تیار شدہ چیز کو اور سودی روپے کی مصروفہ اشیاء کو حرام سمجھے۔ یہ حق پر ہیں۔

اب دیوبندیوں کے اکابر کی زبانی ان کے اسلام کی اور ایمان کی حقیقت سن لیجئے کہ یہ اپنے آپ کی اپنے اکابر کی زبانی اگر وضاحت سن لیں گے تو امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور تائب ہو کر مسلمان بننے کی کوشش کرینگے۔ چنانچہ مرزائیوں نے دیوبندیوں کی تکفیر سے یہ نقض وارد کیا کہ تم دیوبندی ہمیں کافر کیسے کہہ سکتے ہو جبکہ تم پر بھی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے۔ کہ تم اس فتوے کی بنا پر کافر ہو؟ اگر تم ان کے فتویٰ کفر سے کافر نہیں تو ہم تمہارے فتویٰ سے کافر نہیں ہیں اگر تمہارا فتویٰ کفر ہم پر صحیح ہے تو تم پر احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ صحیح ہے اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ تو اس کے جواب میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

اشد العذاب ص ۱۳} اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ تو خاں صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب

اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

یہ ہے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کا فتویٰ کفر جو انہوں نے اپنے ان علماء دیوبند پر جنہوں نے نبی ﷺ کی توہین میں عبارتیں لکھی ہیں۔ اور اعلیحضرت احمد رضا خاں صاحب کے فتوے تکفیر کو جو انہوں نے اکثر علماء دیوبند پر لگایا ہے صحیح تسلیم کیا ہے جب تمہارے بزرگ اس فتوے کفر کو اپنے پر صحیح سمجھتے ہیں تو تم ہم پر کیسے معترض ہو سکتے ہو۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تری

اب مشتے از خروار فقہ دیوبندیہ کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائیے تاکہ عقائد دیوبند کے سمجھنے کے بعد ان کے اعمال صالح پر بھی کچھ مسلمانوں کو واقفیت حاصل ہو جائے۔ اور امتیاز کلی کر سکیں۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۳۰ }	عقیدہ احناف
مسئلہ: جس جگہ زاغ معروفہ کووں کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔	ابن ماجہ ص ۲۴۱ } عن ابن عمر من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ ﷺ فاسقا
الجواب: ثواب ہو گا۔ فقط رشید احمد گنگوہی۔	ترجمہ: ابن عمر سے روایت ہے کہ جو شخص کوا کھاتا ہے۔ تحقیق اس کا نام نبی ﷺ نے فاسق رکھا ہے۔

ابن ماجہ ص ۲۴۱} عَنْ عَائِشَةَ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْحَيوة فاسِقَةٌ وَالعَقْرَ بُ وَالفارَةُ فَاسِقٌ والغُرَابُ فَاسِقٌ فَقِيْلَ لِلاسمِ اَيُؤ كَلُ الغُرَابُ قَالَ يَّاكُلُهٗ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فاسِقًا

ترجمہ: عائشہؓ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ سانپ فاسق ہے اور بچھواور چوہا فاسق ہےتو کہا گیا قاسم کو کیا کوا کھایا جاتا ہے۔تو انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد فاسق کوکون کھاتا ہے۔

ان روایتین سے ثابت ہوا کہ کوا فاسق ہےاور نبی ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کوا کھانے والا فاسق کہلائے گا۔اور اگر نبی ﷺ پر ایمان ہی نہ لائے بلکہ اپنے سے کم سمجھےتو اس کے کوا کھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۲} سوال: تالاب وہ دردہ سے بہت زیادہ قریب بستی کے ہے۔اہل بستی واس کے اطراف و جوانب میں بول و براز کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پر نہ ہواور باہر نوٹ پھوٹ کر بھی نہ نکلا ہوتو اس صورت میں طار ہے یا غیر طار۔اور اہل بستی کو اس کی ضرورت شدید ہے کوئی دریا وغیرہ نہیں جس میں دھوبی کپڑے وغیرہ دھوئیں۔البتہ کنوئیں بہت ہیں۔

الجواب: یہ تالاب پاک ہے اگر باہر نہ نکلا ہو۔ فقط۔ کتبہ احقر بندہ رشید احمد عفی عنہ۔

امداد الفتویٰ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب جلد دوم ص ۱۴۳} سوال: زید کو جماع کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کی زوجہ حائضہ ہے اس صورت میں وہ کیا کرے گا۔

الجواب: بیبی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے۔ یا اس کے ہاتھ سے خارج کرا دے لیکن اس کے ران کو مس نہ کرے۔

اسی واسطے دیوبندیوں کو رات کے وقت مسجد میں رہنے سے اور شب باشی کرنے سے عموماً انکار کیا جاتا ہے۔ کہ بوقت ضرورت اگر سنت اشرفیہ پر عمل کیا تو چٹائی یا مسجد کو بلید کر دیں گے۔ تو نمازی ناواقفیت میں اپنی نمازیں خراب کر بیٹھیں گے۔ اپنے اس فعل سے نادم ہو کر تائب نہیں ہوتے الٹا مسلمانوں کو ڈانٹا جاتا ہے کہ ہماری شب باشی پر کیوں اعتراض ہے اور ہم سے اجتناب کیوں ہے آپ کی شب کے نتائج اپنی کتابوں سے ہی ملاحظہ فرمالیجئے۔ اور اپنے تصوف پر بھی نظر غور فرمائیے۔

بزرگان دیوبند کا تصوف

اشرف التنبیہ ملفوظات مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ص ۴۰} فرمایا: ایک دفعہ بنو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا باہر کے کسی پہلوان کو پچھاڑ دیا تو مولانا محمد قاسم صاحب کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اور فرمایا ہم بھی بنو اور اس کے کرتب کو دیکھیں گے۔ حافظ انوار الحق کی بیٹھک میں اسے بلایا۔ اور سب کرتب دیکھے۔ مولانا بچوں سے ہنستے بولتے تھے اور جلال الدین صاحبزادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اتارتے تھے کبھی کمر بند کھولتے تھے (بچوں کے کمر بند کھولنے کی عادت مولانا کو کیا اچھی ہے یا بری۔ یہ ہے حال بانیٔ دیوبند کا)

اشرف التنبیہ ص۸٦} حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مرادآبادی حضرت نانوتویؒ کے تلانذہ میں سے تھے۔ طبیعت کے بہت پختہ تھے۔ اس لئے جدھر طبیعت مائل ہوتی تھی پختگی اور انہماک کے ساتھ ادھر جھکتے تھے۔ انہوں ے اپنا واقعہ خود مجھ سے نقل فرمایا۔ کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا۔ اور اس قدر اس کی محبت ے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اسی کے تصور میں گزرنے لگے۔ میری عجیب حالت ہوگئی۔ تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔ حضرت کی فراست میں بھانپ لیا۔ لیکن سبحان اللہ تربیت ونگرانی اسے کہتے ہیں۔ کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ حضرت نے میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ شروع کیا۔ اور اسے اس قدر بڑھایا۔ کہ دویار آپس میں بے تکلف دل لگی کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ خود ہی اس محبت اذکر چھیڑا۔ فرمایا کہ ہاں بھای وہ (وہ لڑکا) تمہارے پاس کھی آتے بھی ہیں یا نہیں۔ میں شرم حجاب سے چپ رہ گیا۔ تو فرمایا کہ نہیں بھائی یہ حالات انسان ہی پر آتے ہیں۔ اس میں چھپانے کی کیا بات ہے۔ غرض اس طریق سے مجھ سے گفتگو کی کہ میری زبان سے اس کی محبت کا اقرار کرالیا اور کوئی رغلگی اور کوئی ناراضگی نہیں فرمائی بلکہ دلجوئی فرمائی اس مخصوص بے تکلفی کے آثار اب مجھ پر ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ میں ایک دن تنگ آ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ محبت میری رگ وپے میں سرایت کرگئی ہے مجھے تمام امور سے بیکار کردیا۔ کیا کروں اور کہاں جاؤں آخر عاجز آ کر دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور موؤب عرض کیا۔ کہ حضرت للہ میری اعات فرمائیے۔ میں تنگ آ گیا اور عاجز ہو چکا ہوں۔ ایسی دعا فرما دیجئے کہ اس لڑکے کا خیال تک میری قلب سے محو ہو جائے تو ہنس کر فرمایا کہ بس مولوی صاحب۔ کیا تھک گئے۔ بس جوش ختم ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سارے کاموں سے بیکار ہو گیا۔ نکما ہو گیا۔ اب مجھے یہ برداشت نہیں۔ خدا کے لئے میری امداد فرمائیے۔ فرمایا۔

بہت اچھا (مغرب کے بعد لڑکے کا خیال ہی جاتا رہا) الخ

اتنا عرصہ جانبین کا تعلق سے کیا ہی گزرا ہوگا۔ جس کو معرض التوا میں رکھا گیا۔ اور مسئلہ استمد اد بھی حل کر دیا''

اشرف التبینہ ص ۲۶} حضرت والد ماجد مولا احافظ محمد احمد صاحب و عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا (یعنی عرس تھا) حضرت گنگوہیؒ (رشید احمد) اور حضرت نانوتویؒ (محمد قاسم) کے مرید و شاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع ہی میں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا۔ تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں۔ کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ لوگ کہیں گے کہنے دو (کیا کر رہے ہو کا شور کیوں ہوا جس پر لوگ کہیں گے کہنے دو کا جواب دیا گیا۔

تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۸۹} ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا۔ کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں۔ اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا۔ انہوں نے حضرت کی تعریف کر کے مجھے مرید کرایا۔ (اس کی تصدیق مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں)

قصیدہ } مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی بحقیقت مولوی محمد قاسم صاحب ومولوی رشید احمد صاحب ص ۳۰۲

آن میں جو ربط ہے تم نے تو نہ دیکھا نہ سنا دونوں دلدادہ ہیں اور دلبر و جاناں دونوں قرب جسمانی پہ ہے

ان کے تعلق کا مدار قرب روحانی ہے

یہ یکدل و جاں دونوں ایک صورت ہی نظر آتی ہے جس کے دو عکس اک حقیقت ہے کہ جس کے یہ عنواں دونوں عشق کا ذکر ہی یا بغض و عداوت ان کی جونسے دل میں ہیں ہیں توام چسپاں دونوں

ماقبل ازیں دیوبندیوں نے خود ایسے حوالہ جات پیش کئے ہیں جن سے دیابنہ نے خود ہی اپنی وہابیت کا اقرار فرمایا۔ اب اہل انصاف کے سامنے چند ایسے مسائل شرعیہ پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ دیوبندیوں کو وہابیوں کے ساتھ کن کن عقائد خاصہ متمیزہ میں اتفاق واتحاد وذاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

وہابی عقیدہ	دیوبندی عقیدہ
نور توحید مصنفہ مولوی ثناء اللہ ص ۴ } حق تو یہ ہے کہ غالیہ (نبی علیہ السلام کو نور سمجھنے والے) مسیحیہ اور سناتن دھرمی ہنود کے عقائد کو مثلث کی صورت میں دکھایا جائے تو بالکل مثلث متساوی الاضلاع بن جاتا ہے۔	براہین قاطعہ ص ۳ } بعد اثبات مماثلت بشریت کے ثابت فرمایا۔ پس اگر کسی نے بوجہ نبی آدم ہونے کے آپ کو (نبی ﷺ کو) بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب وہابی نے نبی ﷺ کو نور کہنے والے احناف پر سناتن دھرمی عقیدہ اور مسیحیہ عقیدہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور دیوبندی نبی ﷺ کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں بلکہ شاگرد۔ اور کبھی نبوت پر ترقی کے بھی قائل ہیں۔

عقیدہ مسلمانان احناف } عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ آپ نے بغور ملاحظہ فرما لیا۔ اس کے متعلق عقیدہ احناف یہ ہے کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نور محض پیدا کیا اور نور ہی رہے اور نور ہی رہیں گے۔ ہاں ہمارے نفع کے واسطے لباس انسانی پہنا کر دنیا کے سامنے مبعوث فرمایا۔ اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ بھی آپ کا نور پاک شمس و قمر اور ملائکہ کے نور سے بھی اعلیٰ و اطہر و ازکی ہے اور آپ لباس انسانی بھی محض نور اور سب سے اعلیٰ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ آپ کے لباس انسانی کو بھی کسی سے مماثلت نہیں۔ نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی ذات و صفات کا مثل پیدا کیا اور نہ پیدا کرے گا۔ یہ آپ کا ذاتی و صفاتی حسن ظاہری و باطنی نور بے مثل ہے۔ اور احناف کے نزدیک نبی ﷺ کو بشر کہہ کر پکارنا کفر ہے کیونکہ یہ کہہ بشر انبیاء علیہم السلام وحقارتا کفار کہا کرتے تھے اور قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ فرمان الٰہی کے مطابق آپ و نور کہنا اور سمجھنا اور نور کی تبلیغ کرنا عین اسلام ہے۔ اور وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کے عین مطابق ہے اور اس کے برخلاف قرآن کریم کی مخالفت کرتا ہے۔

وہابی نبی ﷺ کو اپنے مثل بشر کہتا ہے اور حنفی آپ کو بے مثل نور کہتا ہے تم سوچو کہ کون ہو

ادلہ نور ملاحظہ ہوں

دلیل اول } اللہ تعالیٰ نے جب پیدائش کی ابتدا فرمائی تو سب سے پہلے اپنے محبوب ﷺ کے نور پاک سے مخلوق کی بنیاد رکھی چنانچہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ حدیث

اس کی شاہد ہے۔

دلیل دوم} صفات ذات سے مؤخر ہوتے ہیں۔ نبوت بھی صفت ہے۔ نبی علیہ السلام کی نبوت کے قائل کو پہلے یہ لازمی امر ہے کہ آپ کی ذات پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق ایمان لائے اور بلا تاویل تامل و بلا عذر تقدم و تاخر نفسانیت خود و بلا اتباع مذاہب متبدعہ عقیدے کو درست کرے تو مطابق فرمان الٰہی ''محمد رسول اللہ'' رسالت سے ذات کا احترام اپنی ذات پر اور اپنے عقیدہ میں فرض منصبی سمجھے۔ اور فریضۃٌ مِّنْ فرائض اللہ سمجھ کر اپنے ایمان کو روشن کرلے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی کوئی ایک بھی ہو تم سے بے ایمان ہی رہے گا۔ حتی کہ میری ذات کو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

وہابی: محمد تو ہمارے بھائی اور ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ قرآن شریف میں فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اِنَّمَا اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ سوا اس کے نہیں میں بشر ہوں تمہاری مثل جب اللہ فرماتے ہیں کہ تم کہہ دو میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ تو آپ کی نسبت ہمیں بشر کہنا کونسا کفر ہے۔

محمد عمر: اسی آیت کے ماتحت جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مطلب سمجھا ہے ملاحظہ ہو:

تفسیر خازن ٦/٨٧} قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی التَّوَاضُعَ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تواضع کے واسطے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سکھایا ہے۔

تفسیر کبیر ٥/٧٦١} (قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) اَمَرَ مُحَمَّدًا ﷺ بِاَنْ یَّسْلُکَ طَرِیْقَةَ التَّوَاضُعِ فَقَالَ. یہ اللہ تعالیٰ نے اس واسطے آپ کی زبان پاک

سے کہلوایا۔ تاکہ تواضع اور عاجزی کے طریقے پر آپ کو چلا دے۔

(۲) جو نبی اپنی زبان سے بطریق تواضع وانکساری ارشاد فرماویں۔ ہم ان کو حضور ﷺ کی ذات مطہرہ پر استعمال نہیں کر سکتے۔ ہم تو اپنی طرف سے حضور ﷺ کی شان میں تو اضعانہ اور انکسارانہ اور غلامانہ الفاظ پیش کر سکتے ہیں۔ ورنہ سنت کے خلاف لازم آئے گا۔

بخاری شریف ۲/۹۱۹ } عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ کیا آدم علیہ السلام یہ فرما سکتے ہیں کہ میری اور اللہ کی صورت ایک جیسی ہے۔ اور میں صورتاً اللہ کے مماثل ہوں۔ اگر یہ جائز نہیں اور کہنا کفر ہے تو ہمارے لئے بھی نبی ﷺ کو اپنی مثل بشر کہنا کفر کیوں نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی کسی قسم کی مماثلت کہے ہاں خداوند تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام کے خالق ہیں۔ چنانچہ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے بعد ترقی دی اور فرمایا فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ جب بشر کو درست کر کے اس میں میں اپنے روح کو پھونک دوں تو اے فرشتوں تم اس کو سجدہ کرنا۔

تم ظاہری بشریت میں الجھ گئے اور ملائکہ مِنْ رُّوْحِیْ کے ارشاد پر پہنچ کر ساجد ہوئے اور فائز ہوئے اور امت محمد ﷺ نور نبوت سے فیضیاب ہو کر صدیقین و شہدا اور صالحین بن گئے۔ اور تم آپ کی بشریت کے جھگڑے میں محروم رہ گئے۔ تو لَا اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ میں شامل ہوئے۔

(۳) آدم علیہ السلام کا کئی برس تک یہ وظیفہ رہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ آدم علیہ السلام نے اس دعا میں اپنی

ذات کی طرف ظلم اور خسارہ کو منسوب کیا۔ لیکن اگر ہم آدم علیہ السلام کی ذات کو ظلم اور خسارہ کی طرف منسوب کریں تو ایمان جاتا ہے۔ ایسے ہی یونس علیہ السلام نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْـتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. پڑھ کر اپنی طرف ظلم کو منسوب کیا۔ اگر ہم ان کو ظالم کہدیں تو کفر ہے۔ لہٰذا انبیاء کرام نے جو الفاظ عجز و انکساری میں استعمال فرمائے کسی امتی نے ان کا حامل ان کو نہ قرار دیا۔ چنانچہ اگر ہم بھی انہیں الفاظ کو جو انہوں نے اپنی ذات پر استعمال فرمائے ہیں منسوب کریں تو کفر ہے۔ علی ھذا القیاس حضور اکرم ﷺ کا اَنَـا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا یا هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَراً رَّسُوْلًا کہنا اور انبیاء کا اِنْ نَّـحْنُ اِلَّا بَشَـرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تو اضعا جائز ہے۔ لیکن ہم امتیوں کو انبیاء علیہ السلام کی شان میں خصوصا نبی ﷺ ی شان میں اپنی مثل بشر کہنا توہین انبیاء میں گرفتار ہونا ہے۔ اور سنت ابلیسی کے پیرو ہونا ہے۔ کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَـالَ یَـا اِبْلِیْسُ مَـالَکَ اَنْ لَّا تَـکُـوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا۔ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اس نے جواب دیا (۱) لَـمْ اَکُـنْ لِاَسْـجُدَ لِبَشَـرٍ خَـلَـقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ میرے ئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے کیچڑ بھنے ہوئے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی ڈبل توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا۔ جب اس نے یہ الفاظ آدم علیہ لسلام ی نسبت استعمال کئے۔ حالانکہ نقل الفاظ خداوندی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ تو نکل جا اس (جنت) سے تو مردود ہے اور بلا شک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان نے جب اس حکم خداوندی کو سنا تو عذر نہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے۔ تم نے بھی تو اِنِّی خَالِقٌ بَشَراً کہا تھا۔ میں نے کہدیا

تو کیا ہوا وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ الفاظ شان خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی ہے۔ اور اسی گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی تم بھی یہی الفاظ نبی ﷺ کی گستاخی میں استعمال کر کے لعنت کا طوق پہن کرالٹے دلائل پیش کرتے ہو۔

(۴) قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء اپنے مثل بشر کہتے آئے۔ تمام قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کہ کسی امتی نے بھی اپنے نبی علیہ السلام کو بشر کا خطاب دیا ہو۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔

(۱) ہود ۱۱/۳ } مَا نَرٰاکَ اِلَّا بَشَراً مِثْلَنَا۔ ہم اس کو نہیں دیکھتے مگر ہماری مثل بشر ہی تو ہے۔

(۲) مومنون ۱۸/۲ } مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ

یہ تمہاری مثل بشر ہے۔ کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم کے کفار نے خطاب کیا۔

(۳) شعراء ۱۹/۸ } وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا۔ نہیں ہے تو مگر ہماری مثل بشر

(۴) انبیاء ۱۷/۱ } وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ ۔ ظالم لوگ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں۔ کہ یہ تمہاری مثل بشر ہیں۔

نبی ﷺ کو کفار نے بشر کہا۔

(۵) یٰسین ۲۲/۲ } قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا۔ کفار نے کہا نہیں ہو تم مگر ہماری مثل بشر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور اس کے سرداروں نے کہا۔

(۶) مومنون ۱۸/۴ } اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لا دیں جو ہماری مثل بشر ہیں۔ بعد ازاں ولید بن مغیرہ نے نبی ﷺ کو بشر کہا۔

(۷) موثر $\frac{۲۹}{۱}$} اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ نہیں ہے یہ مگر بشر کا قول ہے۔ یعنی یہ قرآن مجید نبی ﷺ کا (بشر کا) قول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں جواب دیا۔ سَاُصْلِیْهِ سَقَرْ اس کو میں جلدی نار سقر میں داخل کروں گا۔ وَمَا اَدْرٰاکَ مَاسَقَرْ۔ اور کس چیز نے بتایا آپ کو کیا سقر ہے لَاتُبْقِی وَلَا تَذَرُ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ باقی نہیں رہنے دیتی اور چھوڑتی نہیں۔ چمڑے کو جھلسنے والی ہے۔

ولید بن مغیرہ نے لفظ بشر سے آپ کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے چمڑے کو ہی جھلسنے والی آگ سے سزا فرمائی۔ ایسے ہی جو نبی ﷺ کو سنت ولیدی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو بشر کہہ کر پکارے گا۔ تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ان کے بشر کو ہی جھلسیں گے۔ ان نو آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو کسی امتی نے بشر سے خطاب نہیں کیا۔ اور نہ نبی ﷺ کو کسی صحابی نے ہی بشر کا خطاب کیا۔ اس کا شاہد تمام قرآن مجید ہے۔ ہاں البتہ اس بشریت کے جھگڑے کا ثبوت شیطان سے لے کر ولید بن مغیرہ پر اس کی سند ختم ہوتی ہے۔ ورنہ مومنوں میں انبیاء علیہم السلام کو بشر پکارنے والا ایک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں ایک روایت ترمذی شریف کی باوجود خبر احاد ہونے کے ضعیف بھی ہے۔ جس کا ضعف انشاء اللہ جلدی ثابت کیا جائے گا۔

(۵) جس کلمے کے ساتھ کفار نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گستاخی سے خطاب کیا ہو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس کلمہ کے استعمال سے نبی علیہ السلام کی شان میں ممانعت فرمائی ہے۔

پارہ اول} وَلَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا اے مسلمانو تم نبی ﷺ کو راعنا نہ کہو کیونکہ یہ کلمہ کفار کہتے ہیں۔ تم اُنْظُرْنَا کا لفظ استعمال کرو۔ یعنی اے نبی ﷺ آپ ہماری طرف نظر مبذول فرمائیے جو کلمہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے پکارا اس سے

اللہ تعالیٰ نے حکماً منع فرما دیا۔ بعدزاں اگر کوئی مومن اس کلمہ راعنا کو صحیح نیت سے بھی کہہ دیتا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی طرف توجہ نہ فرماتا بلکہ بموجب گستاخی نبی اکرم ﷺ اس کے تمام عبادات کو اور اعمال کو حبط کر کے قعر جہنم میں داخل فرماتا۔

''وہابی'' کیا یہ فتویٰ خدا پر بھی عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا نے بھی لفظ بشر کو انبیاء پر استعمال فرمایا ہے۔

''محمد عمر'' خداوند کریم آپ کو ہدایت دے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے آپ کو قیاس کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ باقی تمام انبیاء و اولیاء ہر شے اس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما سکتے ہیں۔ اس کا فرمانا کچھ اور ہے۔ تمہارا کہنا کچھ اور۔ اللہ تعالیٰ تو پہاڑوں کی قسم، فرشتوں کی قسم بلکہ دیگر اور اشیاء کی قسمیں بھی کھاتے ہیں۔ کیا تم بھی اللہ کے سوا کسی کی قسم کھا سکتے ہو۔ یہ قیاس آرائیاں چھوڑ دو۔

''وھابی'' یہ بتاؤ جب قرآن پاک میں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ آیت آئے تو کیا اس کو چھوڑ دیا جائے؟

''محمد عمر'' کیا تم جب غیر کی قسموں پر آتے ہو تو ان آیات کو چھوڑ دیتے ہو؟ کیونکہ تمہیں غیر کی قسم کھانا جائز نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب تم قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھتے ہو تو خدا کی کلام سمجھ کر پڑھتے ہو یہ کلام نبی علیہ السلام کو تمہاری طرف سے خطاب نہیں ہے جیسا کہ فرعون ابولہب کا نام قرآن کریم میں پڑھا جائے تو ذکر اللہ میں شمار ہوتا ہے ایسے ہی یہ آیت قرآن کریم میں پڑھنا گستاخی نہیں۔

(۶) نور $\frac{18}{9}$ } لَا تَجْعَلُوْ دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا اے مومنو تم رسول اللہ ﷺ کو ایسے نہ بلاؤ۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

معلوم ہوا کہ ہم ایک دوسرے کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اور سب انسانوں کو بشریت میں مساوی کہتے ہیں۔ لہٰذا نبی ﷺ کو اس مثلیت سے نہیں پکارنا چاہیئے۔ اور نہ شامل کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ کمثلہم نے مماثلت سے منع کر دیا۔ تو ہمیں اپنے سے بالا بلکہ تمام مخلوق سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی آپ کو بالا سمجھنا پڑے گا۔

(۷) نبی ﷺ کے ازواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے عالمین کی عورتوں سے ممتاز و بالا فرمایا ہے۔ اور مماثلت کو توڑا ہے۔ جس حاکم کے محکوم کی شان تمام جنس سے اللہ تعالیٰ ممتاز فرمائے تو اس حاکم کی شان کو اونے سے تشبیہ دینی یہ کونسا ایمان کا جزو ہے۔

احزاب ۲۲/۴ } یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ . اے نبی ﷺ کی بیبیو تم لوگوں کی عورتوں کی مثل نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ تو نبی ﷺ کے ازواج مطہرات کو مثلیت غیروں سے گوارا نہ فرماویں اور تم حضور اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ مماثلت میں شامل کرتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو۔

''وہابی'' کیا نبی ﷺ کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ، کان ہمارے مثل نہ تھے؟

''محمد عمر'' اگر ان عوارضات کی بناء پر تم نبی ﷺ کو اپنے جیسا سمجھتے ہو تو میرے خیال میں تم جبرئیل علیہ السلام کو بھی اپنے مثل بشر کہنے سے گریز نہ کرو گے۔ کیونکہ وہ بھی شکل انسانی میں ہی تشریف لاتے تھے۔ اور وہ بھی ہاتھ پاؤں ناک کان، سیاہ زلفیں تمام عوارضات انسانی سے مزین ہو کر تشریف لاتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ فَاَتَاهُ رَجُلٌ اِلَی النبی علیہ السلام . آیا ایک آدمی نبی ﷺ کی طرف جس وقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا۔ صحابہ کرامؓ اجمعین نے عرض کی نہیں یا رسولؐ اللہ۔ تو صحابہ کرام کو جبرائیل علیہ السلام کا علم ہوا۔ اگر جبرئیل علیہ السلام کے

انسانی لباس میں تشریف لانے سے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہر ہونے سے ان کی نورانیت میں فرق نہیں آیا۔ تو نبی ﷺ کے دست پاک یا قدم پاک ظاہر ہونے سے آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہیں آئے گا۔ حضور اکرم ﷺ کے قدم پاک کی آپ کے قدم سے مماثلت تو کجا جبرئیل علیہ السلام بھی آپ کے قدم پاک کی خاک کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔ جس کی اللہ تعالیٰ قسم فرماتے ہیں۔ طٰہٰ یعنی اے نبی ﷺ آپ کی اس خاک پاک کی قسم جو آپ کے تلووں پاکوں کو مس کر چکی ہے لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ یا رسول اللہ ﷺ میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اس حال میں کہ آپ کا نزول اس شہر میں ہے۔

ثابت ہوا کہ جو فضیلت اور شان آپ کے قدم پاک کی خاک پاک کو ہے۔ جبرئیل کیا تمام ملائکہ کا نور بھی اس منورہ مٹی سے مماثلت نہیں رکھتے (۲) اگر تم انہیں وجوہات کی بنا پر نبی ﷺ کو اپنی مثل سمجھو گے تو پھر خدا کو بھی اپنی مثل سمجھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ بَلْ یَدَاہُ مَبْسُوْطَتَانِ بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ فراخ ہیں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ. قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کو ظاہر فرمائیں گے۔ اس آیت سے اللہ کی پنڈلی ثابت ہوئی۔ تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ جس طرف منہ پھیرو اسی طرف اللہ کا وجہ ہے۔ اس آیت سے اللہ کا رخ ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ظواہرات سے باطن کی حقیقت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے پاک و مبرا بے مثل یدین اور بے مثل ساق اور بے مثل وجہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایسے ہی تم کو نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے اعضائے پاک پر کوئی کسی کی مثل قائم کرنا منع ہے اور ایمان لانا ضروری ہے۔

٭اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں بے مثال اور اپنے محبوب ﷺ کے نور

پاک کو پیدا فرمایا۔تو آپ کی ذات بمعہ صفات کو بے مثل ہی ظاہر فرمایا۔اللہ کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔اور نبی ﷺ کی ہیئت کذائیہ میں نہ مکان میں نہ زمان میں نہ سیر وسفر میں نہ حضر میں نہ قیام وقعود وسجدہ میں نہ قول وفعل میں۔نہ عقل وعلم و حکمت میں۔الغرض آپ کی ذات وتمام صفات میں کوئی شریک نہیں۔

(۸) انعام ۷/۴ }وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ (نہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہو) مگر امتیں ہیں تمہاری مثل۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیۃ کریمہ میں ثابت کیا۔کہ جیسے تم امتیں ہو ایسے ہی درندے کتے بلے خنزیر اور پرندے الو، گدھ وغیرہ بھی تمہاری ہی طرح امتیں ہیں۔اب تم بھی امتی ہو اور یہ تمام بھی امتیں اور امت کی امت کے ساتھ تشبیہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے تو اگر امت وہابیہ کو امت درندگان خنزیر وغیرہ سے تشبیہ دی جائے اور کہا جائے کہ امت ہونے میں فلاں مولوی صاحب اور خنزیر ہم مثل ہیں تو اس سے امت وہابیہ کو ناراضگی تو نہ ہوگی؟ اور نہ ہونی چاہیئے کیونکہ اللہ نے مماثلت بیان فرمائی ہے۔اور اگر اس صحیح ارشاد الٰہی کو بیان کرنے سے اپنی گستاخی سمجھتے ہو تو ہم نبی ﷺ کو تمہارا اپنی مثل بشر کہنا گستاخی سمجھتے ہیں۔جب اس مثال پر آپ کو ناراضگی ہے تو اس مثال پر ہمیں بھی ہے۔

''وہابی'' جی ہاں ان کی مثل کہنے سے ہمیں گریز تو نہیں ہو سکتا۔مگر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوسری امتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ تم بہتر امت ہو۔اس واسطے جب ہم بہتر امت ثابت ہو گئے تو اعلیٰ کو ادنیٰ سے تشبیہ جائز نہیں۔

''محمد عمر'' واہ جناب۔اس تشبیہ کے وقت تو آپ کو اپنی خیر امت ہونا یاد آ گیا۔اور یہ پتہ نہیں کہ نبی ﷺ تم کو اپنی امت میں داخل بھی فرمائیں گے یا نہیں۔جب داخل ہو گئے تب ہی تو خَيْرَ اُمَّةٍ بنو گے۔اور جب امت محمد رسول اللہ ہونے میں ہی آپ کو

شک ہے۔ بلکہ تم مماثل محمد رسول اللہ ہی اپنے آپ کو کہلواتے ہو تو خیر امۃ کا مصداق تم کیسے بن سکتے ہو۔ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ کے مخاطب تو ہم احناف ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ غلامی کا دعویٰ تو ہمیں ہی ہے۔ ہمیں مماثلت کا دعویٰ نہیں۔ نبی علیہ السلام کی مثلیت کے تم مدعی ہو۔ اسواسطے اس آیت کے مصداق تم نہیں بن سکتے۔ اپنی ہی پر تو تمہیں دوسری آیت جھٹ تلاش کرنی پڑی جس نے تمہارا ساتھ بھی نہ دیا۔ لیکن نبی علیہ السلام کی شان میں اِنَّمَا انابشرٌ کے مقابلے میں دوسری آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ کو بھلا دیا۔ کیونکہ اس آیہ کریمہ سے نبی علیہ السلام کی ذاتی اولویت ثابت ہوتی تھی۔ اپنی خیریت ثابت کرنے کے واسطے تم فوراً پلٹے۔ اور تاویل کے متلاشی ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امت خیر یہ سے ہماری مثلیت ثابت ہو جائے اور جس مثلیت کو تم بنا بھی نہ سکے۔ لیکن اگر نبی علیہ السلام کی اولویت کا سوال آ جائے تو تم اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ کو چھوڑ کر انا بشرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھ دیتے ہو۔ کیا یہ تمہارا انصاف ہے اور اسی کا نام ایمان ہے؟ اب فیصلہ تم پر ہے۔ اگر بحیثیت غلام اور امتی ہونے کے نبی علیہ السلام کے نور ہونے کے قائل ہو جاؤ تو کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ میں داخل ہو جاؤ گے۔ ورنہ بمطابق آیہ سابقہ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔

''وہابی'' اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر نبی علیہ السلام کو عبد فرمایا یعنی بندہ۔ مثلاً سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرائی اور ہر وقت نماز میں عَبْدُہٗ پڑھتے ہو۔ باوجود اس کے کہ نبی علیہ السلام کی ذات کے واسطے عبد کا لفظ قرآن مجید میں مذکور ہو۔ اور نماز میں اللہ کے بندے ہونے کا اقرار کرو۔ لیکن عقیدہ یہ رکھو کہ آپ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

''محمد عمر'' تم نے اپنے کلام کا پہلو بدل دیا۔ بشریت سے عبدیت کی طرف لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرشتوں کو بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ فرمایا انبیاء

بلکہ فرشتے بندے میں بزرگی والے۔ تو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر بھی عباد کا اطلاق فرمایا۔ اگر فرشتے پر عبد کے اطلاق سے فرشتے کے نور ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آتا تو نبی ﷺ پر بھی عَبْدُہٗ کہنے سے آپ کے نور ہونے میں کوئی تناقض نہ ہوگا۔ کیونکہ عبد کا لفظ نور پر بھی بولا جاتا ہے۔ (۲) سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ معراج روحانی ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بِعَبْدِہٖ کے لفظ کو استعمال فرما کر واضح کر دیا۔ کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے روح بمعہ جسم اطہر نورانی سیر کرائی ہے۔ یہ خوابی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ عالم بیداری کا ذکر ہے۔ اسی واسطے مقام شان میں لفظ عبد کا استعمال فرمایا۔

''وہابی'' ہر بات کو تم نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے۔ اور جواب دیا ہے لیکن اس بات کا کیا جواب دو گے۔ کہ آپ کی ولدیت بشری ہے۔ خاکی سے نوری کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

''محمد عمر'' زخرف ۲۵/۶ } وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ (اور اگر چاہیں ہم تو تم ہی سے فرشتے بنا دیں جو زمین میں خلیفہ بنیں) اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اپنی طاقت فرمائی۔ کہ اگر ہم چاہیں تو تم خاکیوں سے فرشتے نوری پیدا کر دیں۔ کہ تم طاقت ربانی کے منکر ہو۔ اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے) کو بھول گئے ہو اور مِنْ اَنْفُسِهِمْ کا جواب بھی آ گیا اگر چاہے تو خاکی سے نوری پیدا کر سکتا ہے (۲) جنت میں حوریں نوری ہیں۔ جن سے اولاد بھی ہوگی۔ معلوم ہوا۔ کہ نوری کی اولاد بھی ہو سکتی ہے۔

''وہابی'' تم نے کہا تھا۔ کہ نبی ﷺ کو کسی صحابی نے بشر نہیں کہا۔ میں ثابت کرتا ہوں کہ اس کا ثبوت ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۱ شمائل ترمذی ص ۲۴ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کَانَ بُشْرًا مِّنَ الْبَشَرِ. حضور بشروں سے

بشر تھے۔تمہارا یہ دعویٰ فاسد ہوگیا۔کہ نبی ﷺ کو کسی نے بشر نہیں کہا۔

"محمد عمر" (۱) یہ حدیث خبر احاد سے ہے۔قرآن شریف کے مقابلہ میں حجت نہیں ہوسکتی۔(۲) اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبداللہ بن صالح راوی ہیں۔ان کے متعلق لکھا گیا ہے تقریب التہذیب ص۲۰۲ عبداللہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبداللہ بن صالح بہت غلط روائتیں بیان کرتا ہے۔جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔

تہذیب التہذیب جلد۵ ص۲۵۶۔۲۵۷ عبداللہ بن صالح لَیسَ هُوَ بشیءٍ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں۔انَهٗ کان یَکذِبُ فِی الْحَدِیْثِ علامہ ذہبی نے فرمایا۔کہ عبداللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے قال احمد بن صالح لَیس بشیءٍ احمد بن صالح نے بھی کہا۔کہ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں وقال النَّسائِی لَیس بِثِقَةٍ امام نسائی نے فرمایا کہ عبداللہ بن صالح مضبوط روای نہیں ہے۔ابن مریم سے روایت ہے۔کہ یہ جھوٹا ہے۔اہل حدیث بننے کا دعویٰ کرنے والو۔ایسی کچی بات احناف کے سامنے پھر زبان پر نہ لانا۔

(۹) مائدہ ۲۶/۳ } قدجاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ کتابٌ مُّبِیْنٌ

(تحقیق اے لوگو تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور کتاب بیان کرنے والے)

اس آیہ کریمہ میں واؤ مغائرۃ کی لاکر نور اور کتاب مبین کو علیحدہ علیحدہ دو چیزوں کا ذکر فرمایا۔نور سے مراد نبی ﷺ ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے اللہ کی طرف سے ہمارے پاس یہی دونوں چیزیں آئی ہیں۔اس واسطے اللہ نے دونوں کا ذکر فرمایا۔نور کو کتاب مبین پر مقدم فرمایا تاکہ جس کو نبی ﷺ کے نور ہونے میں شک ہو تو اس کے واسطے کتاب بیان کرنے والی موجود ہے۔(۲) اگر نبی ﷺ کا

نور پاک دنیا میں مقدم نہ ہوتا۔ تو کتاب مبین دنیا میں نہ آتی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیہ مذکورہ میں نور کو مقدم رکھا اور کتاب مبین کو بعد میں (۳) کتاب مبین بغیر روشنی کے ظاہر نہیں ہوسکتی۔ اور نہ اس کا بیان ہوسکتا ہے۔ جب تک کہ نور نہ ہو۔ اس واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو مقدم فرمایا تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں۔ اس کے واسطے کتاب مبین نہیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا منکر ہے۔ وہ بغیر آپ کے نور کے کتاب مبین سے بے بہرہ ہے۔ اور اس کا دعویٰ باطل ہے۔ اس واسطے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا اقرار نہ کیا جائے۔ کتاب مبین پر ایمان درست نہیں ہوسکتا۔

(۱۰) شوریٰ ۲۵/۵ } مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَاءِ حَجَابٍ اَوْيُرْسِلَ رَسُوْلاً فَيُوْحِيَ بَاِذْنِهٖ مَايَشَاءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (نہیں طاقت ہے کسی بشر کی کہ اس کو اللہ کلام کرے۔ مگر وحی سے (یعنی القاء سے) یا پردے کے پیچھے یا جبرئیل بھیج کر تو وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ۔ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانا ہے)۔

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کرسکتا۔ سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے بغیر پردے کے اور بغیر جبرائیل کے۔ چنانچہ ایک دفعہ کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جب آپ معراج کی رات ستائیسویں رجب تھی تو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا۔ اندھیری رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانا اور آپ کا تشریف لے جانا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَاغَوٰى (تمہارا دوست بھولا نہیں اور نہ آپ نے کجروی کی) یہ آپ کے نور ہونے کی بین دلیل ہے۔ اگر آپ نور نہ ہوتے۔ تو ایسے اندھیرے میں اتنی مسافت طے کرنا اور آپ کے نہ بھولنے کی

شہادت اللہ تعالیٰ کا پیش کرنا یہ ایماندار کے لئے مقام یقین ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں کوئی روشنی دے بھیجتے۔ اللہ کو نبی ﷺ کے نور پاک پر حتمی اعتماد تھا۔ اسی واسطے مَـا ضَـلَّ سے اپنے محبوب ﷺ کی ہی شان بیان فرمائی۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نبی ﷺ تشریف لے گئے تو سوائے اللہ کے اور نبی ﷺ کے جبرئیل علیہ السلام کے پر کو بھی بھٹکنے کی طاقت نہیں۔ اور نبی ﷺ بمعہ لباس دنیاوی تشریف فرما تھے۔ جس سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا زبردست ہے کہ اگر خاکی کپڑا آپ کی مصاحبت اختیار کرے تو وہ بھی نور ہو جاتا ہے۔ جو جبرائیلؑ کے نوری پردوں سے زیادہ زبردست قوی ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ پرواز کریں تو وہاں خاکستر ہو جائیں۔ لیکن نبی ﷺ کے لباس پاک میں اتنی نورانی قوت کہ جس کو تجلیات الٰہیہ ڈھانپیں اور وہ لباس اپنی قوت میں سلامت رہے۔ جس کے لباس میں اتنی نورانی قوت ہے اس کے جسمانی نور کے کیا کہنے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماوے۔

النجم ۲۷/۱ } ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی (پھر قریب ہوئے (نبی ﷺ) تو استقبال کیا اس نے (اللہ نے) نبی ﷺ بلا حجاب اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۲۰ } دنا الجبار رب العزت فتدلیٰ . اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ اللہ کے قریب ہوئے۔ تو اللہ نے قرب کی شرح فرمائی۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى تو دو کمانوں کی برابر فاصلہ رہ گیا یا زیادہ کم۔

زیادہ قرب کا فاصلہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے نہیں بیان فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اقرب سے اقرب مراد ہو سکتا ہے۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى (تو القا کیا اللہ نے جو القا کیا دل نے جھوٹ نہیں بولا جو دیکھا اس نے۔ کیا پس جھگڑا کرتے ہو تم آپ سے اس چیز پر جو دیکھا آپ نے)

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرب کے مقام پر بھی عبدہ فرمایا۔ تاکہ مخالف کو روحانی معراج کا شک نہ ہو جائے۔ بلکہ لامکان پر بھی اللہ تعالیٰ نے روح بمعہ جسم اطہر سے جو مرکب عبد تھا وہی استعمال فرمایا۔ تو ذات نبی علیہ السلام کا قرب ذات الٰہی سے ہونا یہ عین نور کا ہی خاصہ ہے۔ اور نور بھی ایسا جو ملائکہ مقربین سے بھی بالاتر ہو۔ ورنہ خاکی تو عالم ملکوت کو طے نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچنا اور بلا تھکان اور بلا مرغوبیت اجسامی بشاش ہو کر واپس تشریف لانا یہ آپ کے نور پاک کی ہی طاقت ہے۔ جب آپ کی روایت مولیٰ ذوالجلال ثابت ہوگئی اور مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ نے ثابت کر دیا کہ بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متکلم ہونے سے آپ کے نور ہونے کی دلیل واضح ہوگئی۔

(۱۱) نور $\frac{۱۸}{۵}$} مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ ص ۹۵} جَاءَ اِبْنُ عَبَّاسٍ اِلٰی كَعْبِ الْاَحْبَارِ فَقَالَ لَهٗ حَدِّثْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الایہ فَقَالَ كَعْبٌ مَثَلُ نُوْرِهٖ مَثَلُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم كَمِشْكٰوةٍ

تفسیر خازن $\frac{۵}{۶۳}$} مَثَلُ نُوْرِهٖ هُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر معالم التنزیل $\frac{۵}{۶۳}$} قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَّالضَّحَّاكُ هُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

استدلالات نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم از احادیث صحیحہ

دلیل نمبر ا ترمذی شریف $\frac{۲}{۱۷۶}$} عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَنُوْرًا مِّنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَنُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنْ يَمِيْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ

وَنُورًا مِنْ تَحْتِیْ وَنُورًا فِیْ سَمْعِیْ وَنُورًا فِیْ بَصَرِیْ وَنُورًا فِیْ شَعْرِیْ وَنُورًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُورًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُورًا فِیْ دَمِیْ وَنُورًا فِیْ عِظَامِیْ اَللّٰهُمَّ اعْظِمْ لِیْ نُورًا واعطی نورا وَاجْعَلْ لِیْ نُورًا (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اے اللہ کردے تو نور کو میرے دل میں اور نور میری قبر میں اور نور میرے آگے اور نور میرے پیچھے اور نور میرے دائیں اور نور میرے بائیں اور نور میرے اوپر اور نور میرے نیچے اور نور میرے کان میں اور نور میری آنکھ میں اور نور میرے بالوں میں اور نور میرے جلد میں اور نور میرے گوشت میں اور نور میرے خون میں اور نور میری ہڈیوں میں۔ اے اللہ میرے لئے نور کو بڑھادے اور مجھے نور عطا کر اور مجھے ہی نور بنادے۔

''وہابی'' اگر آپ نور تھے تو سوال کی کیا ضرورت تھی۔

''محمد عمر'' تم نماز میں کھڑے ہو کر اللہ سے سوال کرتے ہو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ کیا نماز میں ہاتھ باندھ کر خدا کی عبادت میں قبلہ رخ ہوتے ہوئے پھر اللہ سے صراط مستقیم طلب کرتے ہو۔ کیا نماز کی حالت میں گمراہی کے راستے پر کھڑے ہوتے ہو؟ نہیں بلکہ ترقی درجات کی طلب ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ جو بہتر چیز اپنے پاس موجود ہو۔ اس کے لطف حاصل ہونے پر اس کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے اس کا لطف اسے مریض بنا دیتا ہے۔ نبی ﷺ دنیا میں نور بن کر ہی تشریف لائے۔ اور آپ کا تمام جسم اطہر نوری ہے۔ آپ کا نور مبارک جب اللہ کے نور کے روبرو ہوتا ہے تو نور کا لطف آپ کو زیادتی نور پر زیادہ حریص بناتا ہے۔ اسی بناء پر آپ اللہ ﷺ سے یہ دعا فرماتے ہیں۔

بخاری شریف $\frac{1}{۲۶۳}$ } عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

عنْ ابی سعید الخدری "اِنّیْ لَسْتُ کَھَیئتِکُمْ" نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں ہوں۔

(۳) ابوداود ۱/۳۲۹ } ترمذی شریف ص ۹۷ } عن ابی ھریرۃ قال قال رَسُوْلُ اللہ ﷺ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ. ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کون ہے تمہارا میری مثل۔

اس حدیث پاک سے نبی ﷺ نے ثابت فرمادیا۔ کہ تم سے میری مثل کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور مثلیت کی کوئی تخصیص بھی نہیں فرمائی۔ کسی صورت میں کوئی آپ کا مماثل نہیں ہوسکتا۔

(۴) طبقات ابن سعد ۱/۲۲۱ } ابن ماجہ ص ۱۱۹ } عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللہ ﷺ الْمَدِیْنَۃَ اَضَاءَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ (حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس دن حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ تو مدینہ طیبہ کی ہر چیز کو آپ نے روشن کردیا۔)

(۵) تاریخ کبیر جلد اول قسم اول ص ۸ } عَنْ عَلِیّ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نبی ﷺ کی مثل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔

(۶) مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸ } عَنْ ابی ھریرۃَ قَالَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللہ ﷺ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ (ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ سے زیادہ حسین میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ سورج آپ کے رخ انور پر چل رہا ہے۔)

(۷) مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸} عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَکَلَّمَ رُؤِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ رواہ الدارمی (ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دانت مبارک کھلے تھے جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں مبارکہ سے نور کی طرح نکلتا تھا۔

(۸) مستدرک ۳/۵۸۱} کعب بن زہیرؓ نے قصیدہ بانت سعاد حضور اکرم ﷺ کی عدالت عالیہ میں پڑھا۔ جس میں یہ مصرعہ بھی موجود ہے اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِهٖ بلاشک رسول اللہ ﷺ البتہ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

اگر آپ نور نہ تھے تو نبی ﷺ کعب بن زہیر کو منع فرما دیتے۔ اگر نہیں تو آپ بلاشک نور ہیں۔ اور یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا تھا۔

(۹) مستدرک ۳/۳۲۷} ، استیعاب ۱/۱۶۱} وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

(اور آپ جب پیدا کئے گئے یا رسول اللہ روشن ہو گئی تمام زمین اور آپ کے نور سے آسمان کناروں تک روشن ہو گیا۔ اور ہم اسی روشنی میں اور نور میں اور ہدایت کے رستوں میں چلتے ہیں۔

(۱۰) کنز العمال ۶/۳۰۸} عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ تعالیٰ عَنْہَا قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ تَاْتِیْ الْخَلَاءَ فَلَا نَرٰی شَیْئًا مِنَ الْاَذٰی اِلَّا اِنَّا نَجِدُ رَائِحَۃَ الْمِسْکِ۔

(عائشہؓ سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک آپ بیت الخلا (پاخانہ) کو جب تشریف لاتے ہیں تو ہم کسی چیز

کو آپ کے فضلہ مبارکہ سے نہیں دیکھتے سوائے اس کے کہ ہمیں کستوری کی خوشبو پہنچتی ہے۔ یہ ہے آپ کے نور مبارکہ کی حقیقت۔

(۱۱) مستدرک ۲/۶۰۵} عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ لَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَبْرِقُ وَجْهُهٗ رَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَاسَرَّاِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكَانَ يُعْرَفُ ذَالِكَ مِنْهُ هذا الحديث صحيح على شرط الشيخين.

(کعب بن مالکؓ سے روایت ہے۔ فرماتے تھے۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ پر سلام کیا۔ آپ گفتگو فرماتے اس حال میں کہ آپ کا رخ انور بجلی کی طرح چمکتا۔ اور جب آپ خوش ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک نور ٹپکاتا تھا۔ گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ آپ سے ہی معلوم ہوتا تھا۔

(۱۲) استیعاب ۱/۳۷ھ} عامر بن واثلہ عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے یہ قصیدہ پڑھتے ہیں جن کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

اِنَّ النَّبِیَّ هُوَ النُّوْرُ الَّذِیْ كُشِطَتْ — بِهٖ عَمَايَاتُ مَاضِيْنَا وَبَاقِيْنَا

بے شک نبی ﷺ ایسے نور ہیں جو کھل گئیں — آپ کے سبب ہمارے گزشتہ اور باقی گمراہیاں

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ نبی ﷺ نور ہیں۔

(۱۳) مستدرک ۲/۶۰۰ ۲/۶۱۶} صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری والدہ نے فرمایا خَرَجَ مِنِّیْ نُوْرٌ اَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ (مجھ سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے)

جس شخص کو نبی ﷺ کی ذات بابرکات پر اور آپ کی والدہ ماجدہ پر صحیح اعتماد

ہواس کو آپ کے اس فرمان سے یقین ہوگا۔ کہ نبی علیہ السلام نور ہیں۔ اور نور بھی ایسے کہ مکان کے اندر آپ کا نور شریف چمکے تو کوئی دیوار و پہاڑ آپ کے نور کے آڑے نہ آئیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کی نظر پاک مکہ معظمہ کے بیت المعمور میں بیٹھے ہوئے شام کے محلات پر نظر پڑے۔ تو وہاں بھی نبی علیہ السلام کا نور پاک جلوہ افروز ہو۔

(۱۴) کنز العمال ۶/۳۰۱ } زرقانی ۵/۲۴۲ } اِنَّهٗ وُلِدَمَقْطُوْعَ السُّرَّةِ

(بیشک آپ پیدا کئے گئے ناف کٹی ہوئی)

نبی علیہ السلام جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے بدن مبارک پر ناف والی رگ کا تعلق نہ تھا۔ ثابت ہوا۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں بھی آپ کی خوراک نور ہی رہی ہے۔ خون نہیں۔

(۱۵) مستدراک ۴/۶۳ } ام ایمنؓ نے آپ کا۔ پیشاب مبارک پی لیا۔ تو نبی علیہ السلام مسکرائے حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ یہاں تک کہ آپ کے بڑے دانت مبارک بھی روشن ہو گئے فرمایا۔ لَا یُفْجَعُ بَطْنُکِ بَعْدَهٗ اَبَدًا (نہیں تکلیف ہوگی تیرے پیٹ کو بعد ازیں ہمیشہ)

آپ نے ام ایمنؓ کو پیشاب پینے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا منہ پلید ہو گیا ہے تم کلی کر لو یا جلاب لے لو بلکہ یہ فتویٰ دیا کہ اے ام ایمن تیرا پیٹ میرا پیشاب پینے کے بعد کبھی دکھے گا نہیں۔

(۱۶) بخاری شریف ۲/۹۳۸ } عن انس بن مالک قَالَ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی رَئِیتُ بَیَاضَ اِبْطَیْهِ (حضرت انسؓ نے فرمایا۔ کہ نبی علیہ السلام نے اپنے دونوں دست پاک اٹھائے تو آپ کی بغل مبارک سے سفیدی میں نے دیکھی)

ثابت ہوا۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا غالب تھا۔ کہ کپڑوں کے اندر سے باہر

موجزن ہوتا۔ اور بغل میں باوجود کرتہ مبارک ہونے کے آپ کے نور کی سفیدی آپ کے وجود نوری ہونے پر دال ہے۔ یہ ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح۔ مرفوع متصل جو ایماندار کے لئے کافی دلیل ہے۔

(۱۷) مواہب اللدینہ ۴/۲۲۰} عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ لَمْ یَکُنْ لِلنَّبِیِّ ﷺ ظِلٌ لَمْ یَکُنْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَقَالَ اِبْنَ سبع کَانَ ﷺ نوراً فَکَانَ اِذَا مَشٰی فِیْ الشَّمْسِ اَوْ الْقَمَرِ لَا یَظْهَرُ لَهٗ ظِلٌّ) لِاَنَّ النُّوْرَ لَاظِلَّ له

(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا سایہ نہ تھا آپ کبھی سورج کے ساتھ نہیں ہوئے۔ مگر آپ کا نور پاک سورج کی روشنی پر غالب ہوتا۔ اور ابن مبع نے کہا کہ آپ نور تھے جب سورج یا چاند میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ خاکی کپڑا بھی آپ کے جسم پاک سے مل کر کے نور بن جاتا تھا اور نہ اس کا سایہ ہوتا۔

(۱۸) مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴} حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونوں نبی ﷺ کے پاس کسی غرض کے واسطے بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کافی چلی گئی۔ اور رات سخت اندھیری تھی۔ جب وہ دونوں دربار رسالت سے لوٹے تو حدیث پاک کے الفاظ ہیں وَبِیَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِنهُمَا عُصَیَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدُهُمَا لَهُمَا حَتّٰی مَشَیَا فِی ضَوْءِهَا حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِیقُ اَضَاءَتْ لِاٰخِرِ عَصَاهُ (اور ہر ایک کے ہاتھ میں ان دونوں کے چھوٹی چھوٹی چھڑیاں تھیں۔ تو ان دونوں سے ایک کی چھڑی روشن ہوگئی۔ حتی کہ اس کی روشنی میں دونوں چلے۔ یہاں تک جب ان دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کے واسطے ایک نے اپنی چھڑی سے دوسرے کی چھڑی کو روشن کردیا)

جب ایک لکڑی کی چھڑی نبی ﷺ کے مس کرنے سے آپ کے نور پاک سے روشن ہو جائے۔ ایسے نور گر نوری وجود کو پھر بھی کوئی اپنے جیسا بشر کہے اور آیات فرقانیہ واحادیث صحیحہ کو پس پشت ڈالدے تو ایسے شخص کو اللہ ہدایت ہی دے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ (نور سے مراد نبی ﷺ ہیں) ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن کلمہ گو کو نور نبوت کی طرف ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن یہ ہدایت مشیت ایزدی پر منحصر ہے۔ آپ کے نور ہونے کا عقیدہ بھی جس کو چاہتا ہے نصیب فرماتا ہے۔

(۱۹) کم از کم تہذیب کا ہی مطالعہ فرمالیتے۔ تو خطبہ میں ہی شائد ہدایت نصیب ہو جاتی۔ وَنُورُ ابِہِ الْاِقْتِدَاءُ یلیقُ (اور نبی ﷺ کے نور کے ساتھ اقتدا لائق ہے)

(۲۰) تفسیر محمدی {ج ۸۲۴ ص} کم از کم تم اپنے بزرگ حافظ محمد لکھو کے والے کی تفسیر کو ہی دیکھ لیتے۔ حافظ صاحب نے سورۃ والضحیٰ کے بیان میں لکھا ہے

جو ہر دم غالب ہوسی تیرے اوپر نور الٰہی تے بشریت نابود ہو جاسی چھٹری اول آہی

(۲۱) مولوی نور حسین صاحب گھر جاکھی یوں رقمطراز ہیں۔

فضائل مصطفیٰ ﷺ ص ۱۸

جلوہ دیکھ کے نور محمدی دا کفر شرک نے بھاجڑاں چانیاں نی
جتھے بدر منیر دا نور چمکے اوتھے رہندیاں کدوں سیاہیاں نی

(۲۲) مولوی ثناء اللہ صاحب نے کتاب نور توحید میں اپنے آپ کو سات دفعہ نور لکھا ہے۔ کیا وہ نور ہو سکتے ہیں؟ اور حضور پاک ﷺ نور نہیں؟

دیوبندی: کچھ اعتراضات عقلیہ کی تسلی چاہتا ہوں۔

محمد عمر :ضرور تسلی فرماؤ۔

دیوبندی: جب تمہارے نزدیک نبی ﷺ نور ہیں اور حاضر و ناظر بھی تو اندھیری رات میں ان کی روشنی کیوں نہیں ہوتی۔

محمد عمر :فرشتے تمہارے نزدیک نوری ہیں یا خاکی۔

دیوبندی: نوری ہیں۔

محمد عمر :اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

النفطرت پ ۳۰: اِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ (بیشک تم پر دو کراماً کاتبین محافظ فرشتے ہیں) تو اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ دو نوری فرشتے ضروری ہیں تو اندھیری رات میں ان کی روشنی ہو جانی چاہئے حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا تمہیں چاہیئے یا ان کے نوری ہونے سے انکار کر دو یا ان کے حاضر و ناظر ہونے سے انکار کر دو حالانکہ دونوں صورتیں موجود بھی ہیں اور ان کا نور تمہیں دکھائی نہیں دیتا معلوم ہوا۔ کہ ان کی نورانیت کو دیکھنے کے واسطے کسی خاص نورانی نظر کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے

(۲) اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا)

اللہ تعالیٰ تمہارے نزدیک بھی حاضر و ناظر ہے اور نور بھی اعلیٰ جس سے اعلیٰ کوئی اور نور نہیں۔ اور نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو سورج اور چاند کی کیا ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کا نور ہی کافی تھا۔ اور باوجود اس کے پھر بھی اندھیری راتیں ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نور کو دیکھنے والی بھی کوئی نوری طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ ہمارا تمہارا کام نہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کا بھی بے مثال نور ظاہر فرمایا جن کو دیکھنے والے یا تو نوری ملائکہ ہو سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ جو ہر وقت آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ یا اولیائے کرام کی نوری آنکھ آپ کی زیادہ سے مشرف ہو سکتی ہے۔ نبی ﷺ کے نور کو اپنے جیسا

بشر کہنے والا آپ کی زیارت سے محروم رہتا ہے اور محروم رہے گا۔ آپ کے اکابرین دیوبند کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کے محمود الحسن صاحب دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں۔

(۱) مرثیہ ص ۱۶

تھی اس نورِ مجسم کے کفن میں وہی عریانی　　چھپائے جائز فانوس کیونکر شمع روشن کو

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو نورِ مجسم ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضور اکرم نور مجسم ﷺ کو نور کہنے سے تم کو شرک لازم آتا ہے اور اپنے جیسا بشر کہتے ہو۔

(۲) قصائد قاسمی ص ۶

نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستر　　رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت

اب تمہارے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جو بانئے مدرسہ دیوبند ہیں۔ وہ حبیب کریم ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ پیش کریں کہ آپ کے جمال پر بشریت کا پردہ رہا۔ آپ کی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ بلکہ بشری لباس آپ کے جمال پر پردہ تھا کیا مولوی محمد قاسم صاحب تو حبیب کریم ﷺ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں اور تم مولوی محمد قاسم صاحب کے پس خوردہ نبی اکرم ﷺ کی حقیقت کو سمجھ کر معترض بنتے ہو یہ کونسے ایمان کا جزو ہے۔

(۳) امداد السلوک ص ۲۱ شہاب ثاقب ص ۵۹} مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی "شہاب ثاقب" میں اور مولوی رشید احمد صاحب "امداد السلوک" میں صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی شان کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔ "صفات بشری ایشاں بالکل مضمحل گشت" صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی صفات بشری بالکل مضمحل ہو گئی۔ اور آگے چل کر تابعین کی شان بیان فرماتے ہیں۔ "دل و جان ایشاں نور محض گردیدند"

تابعین کے دل و جان تو محض نور بن گئے۔ لیکن نور محض اور نور گر کو اپنے جیسا بشر کہا جائے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماوے۔ کہ اللہ ان لوگوں کو اندھیرے سے نور کی طرف لاتا ہے۔ یہ دن کو رات اور رات کو دن کہنا ہے۔

(۵) مکتوبات شریف } دفتر سوم مکتوب صدم حصہ نہم ص ۷۵ مجدد الف ثانیؒ سرہندی کا عقیدہ ملاحظہ ہو:

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارو کہ او صلے اللہ علیہ وسلم کہ باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلیٰ مخلوق گشتہ است مَاقَال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ (جاننا چاہیئے کہ محمد ﷺ کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے۔ بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالمکے افراد سے کسی فرد کی پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ آپ ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے اللہ جل وعلیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

دیوبندی: کیا نبی علیہ السلام کے دانت مبارک غزوہ احد میں شہید نہ ہوئے۔ خون نور کا بہا؟

محمد عمر: آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ فرشتے نوری ہیں۔ مسلم شریف جلد۲ ص ۲۶۰ میں ہے۔ اَرْسَلَ مَلَکَ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی علیہ السلام فَلَمَّا جَاءَہٗ صَلَّہٗ نفقاعَیْنُہٗ ملک الموت کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا۔ جب عزرائیل علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا تو عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ بہہ گئی۔ پھر اللہ نے درست کی۔ کیا عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکلنے سے ان کے ذاتی نور میں فرق آ گیا؟ معلوم ہوا جو شے جس شکل میں متشکل بنے اسی کے عوارضات اس پر لازم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوئے تو آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہ آیا۔ کیونکہ آپ دنیا میں شکل انسانی سے

متشکل ہو کر تشریف لائے۔ آپ کی شکل پاک بھی سب سے ممتاز اور دانت مبارک بھی ممتاز اور خون مبارک بھی ایسا نوری کہ ملائکہ کا نور کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

علامہ خیر الدین رملیؒ استاد فقہاء رقمطراز ہیں:

(٦) اللالی الدریہ فی الفوائد الخیریہ علی جامع الفصولین ص ٣٠٢} مَنْ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَرَجَ مِنْ مَخْرَجِ الْبَوْلِ ھَلْ یُقْتَلُ اَمْ لَا اَنَا جَابَ الْحَاجُ بِاَنَّہٗ اِنْ قَالَ مُجِیْبًا لِمَنْ ذَکَرَ الْفَضْلَ فَھُوَ یُقْتَلُ وَلَا یُسْتَتَابُ وَاِنْ ذَکَرَہٗ فِیْ ذِکْرِ الصُّلَحَاءِ اَوْ اَرَادَ اَنَّہٗ مِنَ الْبَشَرِ فَاِنَّہٗ یُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِیْدًا وَجِیْعًا وَلَا یُقْتَلُ وَاِنْ تَجَرَّدَ کَلَامُہٗ غَیْرِ جَوَابٍ قُتِلَ وَلَا یُسْتَتَابُ (جس شخص نے کہا۔ کہ رسول اللہ ﷺ مخرج بول سے نکلے ہیں تو کیا قتل کیا جائے یا نہ۔ تو خیر الدین رملیؒ نے جواب دیا۔ کہ اگر اس نے کہا ہے جواب دیتے ہوئے جس شخص نے نبی ﷺ کی فضیلت کا ذکر کیا تو وہ قتل کیا جائے گا۔ اور توبہ نہ منظور کی جائے گی۔ اور اگر ذکر کیا اس نے آپ کا صلحا کے ذکر میں یا ارادہ کیا اس نے کہ نبی ﷺ بشر سے ہیں تو بیشک اس کو مارا جائے گا سخت مارنا۔ اور قتل نہ کیا جائے گا۔ اور اگر کسی کے جواب کے بغیر محض اپنی کلام میں کہا اس نے قتل کیا جائے گا اور توبہ منظور نہ کی جائے گی)

فقہاء کے اس فتویٰ کو آپ خود ہی سمجھیں اور خود ہی اپنے پر فتویٰ لگا لیں۔

اس کے برخلاف تم کوئی فقہاء کا جزیہ نہیں دکھا سکتے۔ اور نہ انشاء اللہ دکھا سکو گے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ

فرقہ وہابیہ نبی ﷺ کو حاضر و ناظر نہیں جانتے بلکہ شرک کہتے ہیں تم سوچو کون ہو؟

نبی ﷺ کے حاضر و ناظر کے دلائل

(۱) نساء ۵/۶ } فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا پھر کس طرح (انکار کریں گے یہ منکر) جب لائے ہم ہر امت سے گواہ اور لائے ہم آپ کو یارسول اللہ ان تمام امتوں پر گواہ)

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی تمام امتوں پر گواہی لی جائیگی۔ اور لفظ شہادت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شہادت حاضر و ناظر کی ہی ہوسکتی ہے ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا اور شہادت صادقہ حاضر و ناظر ہونے سے ہی کہلا سکتی ہے ورنہ یا شہادت کاذبہ کہلائے گی۔ شہادت علی الشہادت کہلائے گی۔ شہادت کا ذبہ تو معاذ اللہ آپ کی طرف تو نسبت ہی نہیں ہوسکتی اور شہادت علی الشہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں شہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ آپ سے کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔

(۲) احزاب ۲۲/۲ } يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (اے نبی ﷺ بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے۔ مشاہدہ کرنے والا اور مبارک دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کی طرف اس کے اذن کے ساتھ بلانے والا۔ اور چراغ نور دینے والا یا سورج نور دینے والا)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مطلق شاہد فرمایا: جس پر نہ ال داخل کیا اور نہ شاہد کا صلہ ل لائے نہ علی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مطلقا ہر مخلوق پر نبی ﷺ کا مشاہدہ موجود ہے۔ شاہد کے معنی از روئے تفسیر ملاحظہ ہوں۔

تفسیر خازن ۲/۱۹۲ } شھودا یعنی حضور شہود یعنی حاضر ہونا۔ قرآن پاک میں بھی اسی کی شرح موجود ہے۔

یونس ۱۱/۷} كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ (ہم تم پر حاضر ہوتے ہیں۔ جب تم اس میں عمل شروع کرتے ہو)

(۲) سورہ یوسف ۱۲/۳} وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا (اور گواہی دی حاضر ہوئے والے نے زلیخا کے اہل سے) یہاں شاہد کے معنی مشاہدہ کرنے والے کے لئے گئے ہیں۔ اگر مشاہدے کے معنی نہ لئے جائیں تو فرمان خداوندی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

(۳) بروج ۳۰/۱} وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ (قسم ہے مشاہدہ کرنے والے کی اور مشاہدہ کئے گئے کی۔ اس کا ترجمہ تفاسیر سے بھی ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن جریر ۳۰/۱۷} تفسیر ابن کثیر ۴/۴۹۲} عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّاهِدُ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ (مشاہدہ کرنے والے وہ محمد ﷺ ہیں۔)

تمہارے بزرگ حافظ محمد صاحب لکھوکے والے بھی اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔

تفسیر محمدی ۷/۳۸۱} ع ہک آکھن شاہد نبی محمدؐ ہے مشہود قیامت

(۳) فتح ۲۶/۱۰} اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا (بیشک بھیجا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرے والا)

(۴) مزمل ۲۹/۱} اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (بیشک تمہاری طرف ہم نے رسول بھیجا۔ جو تم پر شاہد ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے مشاہدہ کو موسیٰ علیہ السلام کے مشاہدہ سے تشبیہ دی۔ یعنی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت حاضر و ناظر

ہونے کی حیثیت میں فرعون کو ملاحظہ فرمارہے تھے۔ ایسے ہی نبی ﷺ تم تمام کو بلا تکلف مشاہدہ فرمارہے ہیں۔

(۵) سبا ۲۲/۳} وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (اورنہیں بھیجا ہم نے آپ کو یارسول اللہ مگر تمام لوگوں کے لئے بشیراور نذیر۔ اورلیکن بہت لوگ نہیں جانتے)

كَآفَّةً لِّلنَّاسِ کے جملے نے ثابت کردیا۔ کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے تا قیامت مرسل بنا کر بھیجا ہے۔ اور رسول کو اپنی امت کی اطلاع اور مشاہدہ ہوتو ہی ان کی رسالت درست ہوسکتی ہے۔ اوراسی مشاہدہ کو حاضروناظر کہا جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پراس سے زیادہ وضاحت فرمائی۔ فرمایا:

(۶) اعراف ۹/۲۰} قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

فرمادیجئے یارسول اللہ ﷺ۔ اے لوگو میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ ذات جس کے واسطے بادشاہی ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔

بھیجنے والا ہو تمام کی طرف اللہ تعالیٰ اور بھیجے گئے ہوں تمام کی طرف رسول اللہ ﷺ اور ہر ہر فرد کی طرف آپ پہنچے نہیں تو جس کے پاس آپ نہ پہنچیں تو اس کے لئے آپ کی رسالت کیسی۔ کیونکہ رسول کے معنی ہی بھیجے ہوئے کے ہیں۔ اور آپ کا رسول اللہ ہونا کیسا۔

معلوم ہوا کہ آپ کا رسول اللہ ہونا تمام کی طرف تب صحیح ہوسکتا ہے۔ جب آپ تمام کے واسطے حاضروناظر ہوں۔ اوراسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تمام پر گواہ رکھا ہے۔ جس کی شرح دوسرے مقام پرارشاد فرمائی۔

(۷) بقرہ ۲/۱۷} وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا (اور رسول ﷺ تم پر ہر وقت گواہ رہتے ہیں) یعنی حاضر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو نبی ﷺ کی کونیت ثابت فرمائی وَیَكُوْنُ فرما کر جس کا مطلب ہے کہ آپ موجود ہوتے ہیں۔ اور بعد ازاں ال الرسول میں لائے تا کہ اس ال سے نبی ﷺ کے واسطے رسول کا لفظ خاص مراد لیا جائے۔ اب یہاں رسول سے سوائے نبی ﷺ کے اور کوئی رسول مراد نہیں لے سکتے اور یہی ال عہد خارجی کا خاصہ ہے۔ آگے عَلَیْكُمْ کا خطاب عام فرمایا۔ جس کی شرح پہلے جمیعا کے لفظ سے واضح ہو چکی ہے۔ تو یہاں مخاطب تمام ہی ہوں گے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے شَهِیْدًا کا لفظ فرمایا۔ یہ شَهِدَ یَشْهَدُ کے باب سے نکلا ہے اور فَعِیْلٌ کے وزن پر صیغہ صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ایک وقت کے لئے بھی فاعل فعل سے دور ہو جائے تو صفت مشبہ صفت مشبہ نہیں رہتا۔ تو شَهِیْدًا میں رسول اللہ ﷺ کی شہادت دائمی اگر نہ تسلیم کی جائے تو شہیدا پر ایمان درست نہیں رہتا۔ اور اس میں اگر حاضری نہ تسلیم کی جائے تو حقیقت لغوی سے انکار ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے صاف ظاہر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے) کیا شہید کے معنی یہاں شہادت الشہادت جو آپ نے نکالا ہوا ہے یہ سمجھے جائیں گے؟ یہاں اگر یہ معنی کئے جائیں تو کفر لازم آتا ہے۔ تو جب یہاں خرابی لازم آتی ہے۔ تو وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا میں تم کیسے قرآن مجید کی تحریف کر کے معنی بگاڑ سکو گے۔ بہر حال تم کو اس آیہ کریمہ کے مطابق نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پھر فرمایا وَیَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ (اور حاضر ہوں گے اسے مقرب لوگ) چنانچہ نبی ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے حاضر و ناظر کی تاکید فرمائی۔

(۸) کہف ۱۵/۱۴ } وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْهُمْ (اور ثابت رکھئے (یارسول اللہ ﷺ) اپنی ذات کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں۔ خالص اللہ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی نظر پاک کو ان سے نہ پھیریئے)

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا جو محض اللہ کی رضا کے لئے اس کا ذکر کرتے ہیں ان کے واسطے خدا کی طرف سے نبی ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی معیت ان کے ساتھ صحیح ہے اور نبی ﷺ کو توجہ خاص ہے ایک آن کے لئے بھی آپ کی توجہ ان سے مبذول نہیں ہوتی۔ خواہ وہ ذاکرین کسی زماں کسی مکاں میں ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ تاکید فرمائی۔

(۹) انعام ۷/۶ } وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ (اور نہ چھوڑیئے آپ (یارسول اللہ ﷺ) ان لوگوں کو جو خاص اسی کی رضا کیلئے اپنے رب کی صبح شام عبادت کرتے ہیں)

اس حکم میں نبی ﷺ کو مومنین کے نہ چھوڑنے کا اللہ نے ارشاد فرمایا اب تم کہو نبی ﷺ ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو تمہارا یہ کہنا ہم اپنے متعلق کیسے صحیح سمجھیں۔ جب ہم مومن ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ہمارے نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا ہے ہاں جو نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں ان کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔ لہٰذا ان کو حضور اکرم ﷺ کا ساتھ نہیں اور اس لئے کہ ذکر اللہ سے انہوں نے روگردانی کی ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نبی ﷺ کو اعراض کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

نجم ۲۷/۲ } فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا (اور اعراض فرمایئے) (یارسول

اللہ ﷺ) اس شخص سے جس نے ہمارے ذکر سے منہ پھیرا)

اگر تم اللہ تعالیٰ کو خلوص دل سے پکارتے ہو تو نبی ﷺ کو تمہارا حاضر و ناظر ماننا ضروری ہے۔ اور تمہارے ساتھ آپ کی معیت ہے۔ ورنہ نبی ﷺ تم سے بیزار ہیں۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بیزار ہو۔ لیکن تمہارے اعمال کو ہر وقت ہر مقام پر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

(۱۰) توبہ ۱۱/۱۳} وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

(اور فرما دیجئے (یا رسول اللہ ﷺ) عمل کرو تم جلدی دیکھ لے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور اس کا رسول اور مومنوں) بھی یہ آیت پاک قرآن کریم کی نبی ﷺ کے ناظر ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔ اور بالترتیب رویت کے مراتب بھی بیان فرمادیئے۔ سب سے پہلے اللہ بصیر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام کے اعمال کی رویت کو اپنی ذات کے واسطے مقدم فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ ناظر ہیں۔ اس واسطے اعْمَلُوْ کے عموم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے رسول اکرم ﷺ کی رویت کو ان کے واسطے ثابت فرمایا۔ آپ کے بعد چونکہ اولیائے کرام کا درجہ رسالت سے موخر ہے۔ اس واسطے ان کی رویت کا ذکر وَرَسُوْلُهٗ کے بعد وَالْمُؤْمِنُوْنَ سے مدلل کر دیا۔ کہ اولیائے کرام بھی دیکھیں گے تمہارے تمام اعمالوں کو۔

(۱۱) فرقان ۱۸/۱} تَبَارَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (بابرکت ہے وہ ذات جس نے اتارا فرقان کو اپنے بندے پر تا کہ ہو جائیں آپ تمام جہانوں کے واسطے ڈرانے والے)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عالمین کے نذیر ہونے کا مرتبہ آپ کو عنایت فرمایا انصاف سے ذرا سوچیئے کہ اگر ایسے نذیر کا وجود عالمین سے مفقود ہو جائے تو کیا ان کی نذارت عالمین کے واسطے ہو سکتی ہے؟ ثابت ہوا کہ عالمین کے نذیر

ہونے کے لئے نذیر کی موجودیت تمام عالمین میں ضروری ہے۔

(۱۲) انبیاء ۱۷/۷ } وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (یا رسول اللہ ﷺ) مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت) اللہ تعالیٰ نے محض نبی ﷺ کو ہی رحمۃ للعالمین ہونے کا خطاب فرمایا۔ جو آج تک نہ کوئی ہوا اور نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے یہ خصوصیت صرف آپ کے لئے ہی ہے۔ آپ سبب اور عالمین مسبب۔ مسبب کا وجود بغیر سبب محال ہے۔

معلوم ہوا کہ عالمین کے قیام کا دارومدار اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہی رکھا ہے۔ اگر آپ کی (یعنی نبی ﷺ) کی رحمت تمام جہانوں کو شامل حال نہ ہو تو تمام عالمین بوجہ اعمال خود قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ سب عالمین کا ظہور و قیام محض نبی ﷺ کی موجودیت پر ہی ہے کیونکہ آپ اللہ کی طرف سے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علی العالمین بالدلائل ثابت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (بے شک رحمت میری ہر چیز کو وسیع ہے) اس آیت سے رحمتی اللہ تعالیٰ کے خاص رسول حضور اکرم ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ کل شے عالمین میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور خطاب شدہ اور مقررہ رحمت عالمین کے واسطے آپ ہی ہیں۔ اس واسطے نبی ﷺ کی ذات رحمت عالمین کی ہر شے کو محیط ہے۔ اس لئے اپ حاضر و ناظر ہونے کے بغیر وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کے مصداق نہیں بن سکتے۔ اور آپ کی رحمت کو اللہ کی ذات محیط ہے۔ اس واسطے آپ کی رحمت کا جدا ہونا عالمین سے محال ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اور آپ کے حاضر و ناظر ہونے کی زبردست دلیل فرمائی۔

(۱۳) ال عمران ۱۰/۴ } وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُهٗ (اور کس طرح انکار کر سکتے ہو تم حالانکہ تم پر اللہ کی آئتیں پڑھی جاتی

ہیں۔اور تم میں اللہ کے رسول ہیں)

نبی ﷺ کے منکروں کو اللہ تعالیٰ نے جھڑکی دے کر فرمایا۔ کہ تم کیسے اکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آئتیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی تم میں موجود ہیں۔اس آیہ کریمہ کو سن کر اور پڑھ کر اور سمجھ کر تم ارشاد الٰہی پر ایمان نہ لاؤ اور نبی ﷺ کو حاضر و ناظر نہ سمجھو اور ظاہری نص کی تاویل کرو تو لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا کے روسے تمہارا دل بھی ذکر الٰہی سے غافل ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے نبی ﷺ کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت کی اتباع کی اور اس اتباع میں آپ کا کام حد سے تجاوز کر گیا۔اسی سبب سے تم حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہو گئے۔

وہابی: اگر نبی ﷺ حاضر و ناظر ہیں تو تم ہمیں دکھا دو۔اور اگر صحیح حاضر و ناظر ہیں تو بغیر دکھائے نظر آنے چاہئیں۔

محمد عمر: کیا ہر حاضر و ناظر چیز کے لئے نظر آنا ضروری ہے؟

(۱) ملائکہ تمہارے پاس حاضر ہیں اور وہ ناظر بھی ہیں۔ کیا تم نے ان کو کبھی دیکھا؟ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کر دو۔

(۲) اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر آپ بھی مانتے ہیں اس کو ہی تم ہمیں دکھلا دو۔ معلوم ہوا کہ ہر حاضر و ناظر کو تمہارا نہ دیکھنا اس کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔اور نہ ہر حاضر و ناظر کو تم دیکھ سکتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ارشاد فرما دے کہ شیطان تمہارے لئے حاضر و ناظر ہے تو اس کے حاضر و ناظر ہونے پر فوراً ایمان لے آؤ۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

(۱۴) اعراف $\frac{8}{3}$ } اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بے شک وہ (شیطان) دیکھتا ہے تم کو وہ بھی اور اس کا قبیلہ بھی۔ جہاں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں

کو بنایا ہے بے ایمانوں کے واسطے اولیاء اور شیطانوں کو نہ دیکھنے کے باوجود بھی ان کی رویت اوران کے حاضر وناظر پر ایمان لاے سے۔تو مشرک نہ بنو۔لیکن اللہ تعالیٰ اگر نبی ﷺ کے ناظر وحاضر ہونے کی صاف دلیل ارشاد فرماوے تو اس کا صاف انکار کیا جاتا ہے۔اور شرک کہا جاتا ہے۔)

(۱۵) اعراف $\frac{9}{۲۴}$} وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (اور ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ (یا رسول اللہ ﷺ ان کو اور وہ تکتے ہیں آپ کی طرف اور وہ دیکھ نہیں سکتے)

اس آیہ کریمہ میں نبی ﷺ کا ناظر ہونا اور حاضر ہونا اور تمہارا نہ دیکھنا ثابت ہو رہا ہے۔باوجود اس کے منکر کو شرک نے گھیرا ہوا ہے اور قرآن مجید سے پیچھے ہٹ رہا ہے۔

وہابی: اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ اور دوسرے مقام پر فرمایاوَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَيْنَا اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

ان سے نبی ﷺ کی غیر حاضری موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اور مریم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ثابت نہیں۔

محمد عمر: تمہاری بیان کردہ آیات قرآنی سے موجودیت ذاتی مراد ہے۔جس سے نبی ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے منافی نہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ (نہ جھگڑو تم میرے پاس حالانکہ تحقیق میں نے تمہاری طرف وعید پہلے بھیجا ہوا ہے) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کفار کو لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ فرماوینگے۔کیا اللہ سے بھی کوئی چیز بعید ہے؟نہیں۔یہاں قرب و بعد ذاتی مراد ہے۔ایسے ہی نبی اکرم ﷺ بھی حاضر وناظر تو ہیں لیکن بعض کے لئے قرب ہے بعض کے لئے بعد ہے اور بعض کو

باعتبار ناظر ہونے کے بعد پر حاضر ہیں۔ چنانچہ امم ماضیہ کی رؤیت آپ کو حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

(۱۶) حاقہ ۲۹/۱ } وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ (اور لیکن قوم عاد تو ہلاک کیے گئے وہ ٹھنڈی ہوا اور حد سے گزرنے والی ہوا کے ساتھ پیچھے لگا دیا اللہ نے اس ہوا کو یعنی مسلط کیا اس نے اس ہوا کو قوم عاد پر۔ سات راتیں اور آٹھ دن پے در پے۔ پس ملاحظہ فرماتے تھے آپ (یا رسول اللہ ﷺ) قوم کو ان ایام ولیالی میں گری ہوئی گویا کہ وہ کھجور گری ہوئی کا ڈنڈھ ہے تو کیا دیکھتے ہیں آپ (یا رسول اللہ ﷺ) ان کا کوئی باقی ؟

اس آیہ کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کا قوم عاد کے عذاب کو تمام ہفتہ ملاحظہ فرمانا ثابت کر دیا۔ جو فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا سے ثابت ہے۔ اور اس وقت چپے چپے اور ذرے ذرے کی رؤیت کو نبی ﷺ کے واسطے فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ سے ثابت کر دیا۔ اس کا ترجمہ تفسیر ابن جریر سے ملاحظہ ہو۔

ابن جریر ۲۹/۲۹ } فَتَرٰى يَا مُحَمَّدُ ﷺ قَوْمَ عَادٍ فِيْ تِلْكَ السَّبْعِ اللَّيَالِيْ وَالثَّمَانِيَةِ الْاَيَّامِ (پس دیکھتے تھے تم (یا محمد ﷺ) قوم عاد کو اس سات راتیں اور آٹھ دنوں میں) اس آیہ کریمہ مذکورہ بالا سے بمعہ اس کے ترجمہ کے نبی ﷺ کی رویت امم ماضیہ کو ثابت ہو گئی۔ اور ناظر ہونا بغیر حاضر ہونے کے محال ہے۔ لیکن اس حاضری کی ہیئت کذائیہ ہمارے فہم و بیان سے باہر ہے۔ باوجود اس کے اس آیہ کریمہ پر ایمان لانے کے واسطے نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔

اور جب یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہو گئی کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قرب کا بھی ارشاد فرمایا۔

(۱۷)اعراف ۸/۷ }اِنَّ رَحْمَةَ اللهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے) ثابت ہوا کہ رحمۃ اللہ کو قریب فرمایا۔اور رحمۃ اللہ نبی ﷺ ہیں۔لہٰذا آپ محسنین کے قریب ہوئے۔معلوم ہوا جو نبی ﷺ کو اپنا قریب اور حاضر و ناظر نہیں سمجھتے وہ محسنین سے نہیں ہیں۔اور نہ ان کی کوئی نیکی منظور ہے۔قابل غور یہ امر ہے کہ نبی ﷺ کا قرب مومنین سے ساتھ کتنا ہے اس کا فیصلہ قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

(۱۸)احزاب ۱/۲۱ }اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ (نبی ﷺ زیادہ قریب ہیں مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے اور آپ کے ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔اور رشتہ دار بعض ان کے زیادہ قریب ہیں بعض کے ساتھ مومنین سے اور مہاجرین سے۔)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا اندازہ جو مومنین کے ساتھ ہے بیان فرمایا۔مومنین جمع ہے اور جمع پر ال داخل فرمایا تاکہ فائدہ عموم کا دے جس میں تمام مومنین ابتداء سے انتہا تک شامل ہو گئے۔اور بیان فرمایا کہ مومنین کی جانیں اتنی قریب ان کے لئے نہیں ہیں جتنا کہ قرب نبی ﷺ کو مومنین سے ہے۔اور اولیٰ کے معنی قریب تر ظاہر کرنے کے واسطے بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ میں لفظ اولیٰ کو دوبارہ فرمایا تاکہ پہلے اولیٰ کے معنی کوئی کج طبع بگاڑ نہ دے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب میں دوسری جگہ بھی مراد لئے ہیں۔جیسا کہ:ال عمران ۷/۳ میں مذکور ہے اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (بے شک بہت نزدیک لوگوں کے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ لوگ ہیں۔جنہوں نے ان کی تابعداری کی۔اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایماندار لوگ) اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ

نے اولیٰ بمعنی اقرب ونزدیک تر لئے ہیں۔ چنانچہ اکابر دیوبندیہ بھی یہی معنی مراد لے رہے ہیں۔ جس کا ذکر اخیر میں ابھی آرہا ہے۔ اور اس اقربیت کا ذکر جو اولیٰ کے لفظ میں ہے مومنین کی خصوصیت سے یہ خود نبی ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔)

دلائل حاضر و ناظر از احادیث صحیحہ

(۱) نسائی شریف {۱/۲۷۹} اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُوْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ مَنْ تَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ (میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے ساتھ اس کی جان سے۔ جس نے چھوڑا قرضے کو تو مجھ پر لازم ہے) اس کا ادا کرنا۔ اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے حاضر و ناظر کے مسئلہ کو خوب حل فرمایا ہے۔ اگر تم مومن ہو تو آپ کا حاضر و ناظر سمجھنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے بِکُلِّ مُؤْمِنٍ کی قید لگائی ہے۔

وہابی: اگر نبی ﷺ حاضر و ناظر ہی ہیں تو معراج کی رات لامکان پر کیوں تشریف لے گئے۔ ثابت ہوا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر نہ تھے۔ ورنہ جانے کا کیا مطلب۔

محمد عمر: خداتعالیٰ تمہارے نزدیک حاضر و ناظر ہے اور نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (خدا شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب اس نے نبی ﷺ کو لامکان پر مدعو فرمایا۔ تو اس کے حاضر و ناظر ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آیا۔ تو آپ کے تشریف لے جانے سے بھی آپ کے حاضر و ناظر ہونے میں فرق لازم نہ آئے گا۔

(۲) مسلم شریف {۲/۳۸۶} نسائی شریف {۱/۲۸۸} عَنْ انس بن مالک قَالَ نَبِیُّ اللہ ﷺ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَاوُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ قَالَ یَاْتِیْہِ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ قَالَ فَاَمَّا الْمُوْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُ اللہِ وَرَسُوْلُہٗ

(انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ آدمی جب قبر

میں رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھی اس سے منہ موڑتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی کھڑ کھڑاہٹ کو سنتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں تو اس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اس کو کہتے ہیں۔ کیا کہتا ہے تو اس شخص کے بارے میں۔ (اور اسی مقام پر بخاری شریف 1/178 میں مذکور ہے مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ کہ تو کیا کہتا ہے۔ اس رجل محمد ﷺ کے بارے میں آپ نے فرمایا لیکن مومن پس کہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بے شک اللہ کے بندے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں۔ تمام روئے زمین میں کروڑوں مرتے ہیں۔ ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ کو زندہ کر کے منکر نکیر ایک ہی وقت میں کروڑہا مقامات پر اٹھا کر بٹھاتے ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ بھی کروڑہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اسی وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک ہی وجود اطہر کا اللہ کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بلا تعدد ذات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں روئے زمین پر بھی حاضر و ناظر ہیں جو اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی کروڑہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں۔ اور خواص کو بلا نوم و بلا مراقبہ بالمشافہ زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ قبور میں اہل قبور کے واسطے نبی ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دارومدار ہے۔ اسی طرح فوق الارض بھی ہر اہل ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی۔ ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر میں مچھلیاں نگل جائیں اور غذا بنا لیں تو وہاں بھی نکیرین آپ ہی کی ذات بابرکات کو جو نفس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں بھی اور عالم ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی اور روضہ اطہر پر جانے والوں کو بھی سوال کا جواب وہیں فرماتے ہیں اور جنت پر تخت نشین بھی ہیں۔ اور ہر مقام پر سونے

والے اولیائے کرام کو بھی اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد ہے:

(۳) بخاری شریف ص ۲/۱۰۳۵ } اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ (ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جلدی جاگتا دیکھے گا۔ اور شیطان میری شکل نہیں بن سکتا) اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے واسطے قید زمانی یا مکانی نہیں ہے۔ اور اسی طرح متبرکہ مقامات پر بھی آپ کے ظہور کا اور ملاقات کا اور سلام کا ارشاد خاص ہے۔

(۴) ابوداؤد ص ۱/۶۷ } ، ابن ماجہ ۵۶ ، بیہقی شریف ص ۲/۴۴۲ } عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (ابی حمید ساعدی سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام کہے۔ پھر چاہیئے کہ کہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ دنیا کی ہر مسجد میں دخول مسجد کی دعا سے پہلے السلام علیکم یا رسول اللہ کہہ لے اگر نبی ﷺ تمام دنیا میں حاضر و ناظر نہیں تو السلام علیکم یا رسول اللہ کہنا آپ کیونکر ارشاد فرماتے۔

وہابی: حدیث میں تو مساجد کا ذکر ہے تم نے ہر جگہ کا اضافہ اپنی طرف سے ملا لیا۔

محمد عمر: الحمد للہ تمام روئے زمین کی مساجد میں تو تم حاضر و ناظر مان گئے۔ اب باقی روئے زمین کے متعلق بھی حدیث شریف سن لیجئے۔

(۵) بخاری شریف ۱/۶۲ } جابرؓ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطِهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ. جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا (مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں (اللہ کی طرف سے) جو پہلے میرے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا)

اس حدیث سے تمام روئے زمین نبی ﷺ کے واسطے اللہ نے مسجد اور پاک بنادی۔ اور ہر مسجد میں آپ پر سلام علیکم بھیجنا مسنون طریقہ مقرر ہوا۔ لہٰذا آپ تمام روئے زمین پر حاضر و ناظر ثابت ہوئے۔

وہابی: کیا برے مقامات پر بھی نبی ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کیسا یہ تمہارا گندہ عقیدہ ہے۔ اور کیا وقت جماع بھی نبی علیہ السلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

محمد عمر: کیا اللہ تعالیٰ کو ان برے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو یا نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ پاک کی نسبت ان برے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا گستاخی و کفر ہے۔ کیونکہ اس کو ان مقامات سے نفرت ہے اسی طرح نبی ﷺ بھی حاضر و ناظر تو ہیں اور اس کو جاننے والے بھی ہیں۔ اور آپ کی شہادت بھی ان مقامات کی ضرور ہوگی۔ لیکن بوجہ آپ کی ذات پاک ہونے کے ان مقامات متنفرہ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے۔ چنانچہ تم ان گندے مقامات پر اور اوقات متنفرہ میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن بوقت تعذر مثلاً آپ کو ہیضے میں پاخانے آرہے ہیں اور آپ اس پیچش میں اس آڑے وقت پر ادھر پاخانہ نکل رہا ہے اور تکلیف ہو رہی ہے اور بیساختہ منہ سے کہہ رہے ہو کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کردے تو کیا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر تمہارے اس متنفرہ وقت اور متنفرہ مکان میں یاد کرنے کی سزا دے گا یا معافی دے گا۔ اور توجہ فرمائیگا۔ یا نہیں اور اگر معافی عنایت فرمائیں۔ تو کیا تم یہ بات زبان پر لاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ ایسے گندے مقامات پر بھی

حاضر و ناظر ہے؟ نہیں حالانکہ واقع صحیح ہے۔ لیکن اس کا بیان کرنا گستاخی ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جو طبرانی کی حدیث صحیح ہے۔ جس کو اکابرین دیوبندیہ وہابیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ جلاء الافہام ص ۷۲ یَبْلُغُنِی صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (مجھے مصلی کا آواز پہنچتا ہے جہاں بھی ہو)

(۶) ابوداؤد ص ۲۴۴/۱} وَاَتٰی اَبُوْ بَکْرٍ بِکُلِّ مَاعِنْدَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ قَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کا تمام مال نبی ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابوبکر تو نے اپنے اہل کے واسطے کیا چھوڑا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ میں ان کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ہر مقام پر سمجھتے تھے۔ ورنہ آپ یہ نہ ارشاد فرماتے کہ میں اپنے گھر اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ اور نبی ﷺ نے بھی ابوبکر صدیقؓ کے اس عقیدہ کو صحیح ہونے کی بنا پر نہ روکا۔ ورنہ آپ فرما دیتے۔ کہ اے ابوبکرؓ میں تمہارے سامنے یہاں بیٹھا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے۔ جب ابوبکر صدیقؓ کو نبی ﷺ نے نہیں روکا تو تم حاضر و ناظر جاننے والوں کو کافر کیسے کہہ سکتے ہو۔ اور اگر کہو تو خلاف قرآن و حدیث ہے یا نہیں۔ اور نبی ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے والے پر فتویٰ دینے والا ابوبکر صدیقؓ کو کیا کہے گا؟

آیئے تمہیں حدیث پاک سے تمہاری مرضی کے مطابق ہی دکھا دیں۔ کہ نبی ﷺ بوقت جفت زوجین بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف ۲/۴۰۹} حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا یزید بن ہارون قَالَ اخبرنا ابن عون عن ابن سیرین عَنْ انس بن مالک قَالَ

كَانَ ابنٌ لابی طلحة یَشتَكِیْ فَخرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِیُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ مَافعَلَ ابنِیْ قَالَتْ اُمّ سُلَیمٍ هُوَا سَكَنَ مِمَّا كَانَ فَقرِّبَتْ اِلَیهِ العِشَاءَ فَتَعَشّیٰ ثُمَّ اَصَابَ مِنهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوْا الصَّبِیَّ فَلَمَّا اَصبحَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَتیٰ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخبَرَهُ فَقَالَ اَعرَستُمُ اللَّیلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِیْ اَبُوْطَلْحَةَ اَحْمِلْهُ حَتّیٰ تَاتِیَ بِهِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَعَثَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ کا ایک بیٹا بیمار تھا تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے تو لڑکا فوت ہو گیا پھر جب ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ پہلے سے کچھ آرام ہے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عشا کا کھانا چنا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا تناول فرمایا پھر حضرت ابوطلحہ نے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہمبستری کی پھر جب فارغ ہوئے ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لڑکے کو ملاحظہ فرمانے کے لئے عرض کیا تو وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع کیا ہے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی (ایسے صابرین شاکرین کو) یا اللہ برکت کر تو (آپ کی دعا سے) ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو مجھے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا لو حتی کہ تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا اور بھیجیں اس نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اَعَرَستُمُ اللَّیلَةَ فرمایا کہ کیا تم نے جماع کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے

ثابت ہوا کہ حضور ﷺ زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر وناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراما کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمالیں۔

(۷) ابوداؤد {۱/۱۴۶-۱۴۷} عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے نماز میں تشہد کے وقت ان کلمات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمیں ایسے تشہد سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کی سورۃ اور تشہد کے لفظ کو ہی نبی ﷺ نے اس جملہ کے واسطے مقرر فرمایا۔ کہ اس جملہ میں نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اسی مطابقت کی وجہ سے ان کلمات کا نام تشہد رکھا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اللہ کے روبرو حاضر ہوئے تو یہ کلمات آپ کی حضوری کے اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمائے۔ اور وہی کلمات آپ کی حضوری والے آپ نے اپنی امت کو ارشاد فرمائے وہ کلمات یہ ہیں مذکورہ بالا صفحہ پر اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ جب نمازی تشہد کے وقت بیٹھتا ہے تو اس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے۔ یعنی باوضو ہونا۔ قبلہ رخ ہونا نماز الٰہی میں مشغول ہونا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مؤدبانہ انداز سے کہے۔ کہ اے نبی ﷺ آپ کی ذات پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ اب نمازی کا اس نماز کی حالت میں ہر وقت کی تبدیلی پر یعنی ہر نماز میں اور ہر دو رکعت کے بعد نبی ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور سلام ندائیہ کہنا پڑتا ہے سلام سے فارغ ہونے کے بعد اس عقیدہ سے متنفر ہونا یہ عین نفاق کی دلیل ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کے بڑے وہابی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں۔

(۸) مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۱۵۹} آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابدانست در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالات عبادات ونورانیت وانکشاف وایں محل بیشتر وقوی تراست وبعض از عرفا قدس سرہ گفتہ اندکہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام درذرائز موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت ﷺ درذوات مصلیاں موجود وحاضراست پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردو۔شعر

درراہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست   مے بنیمت عیاں و دعاے فرستمت

آنحضرت ﷺ مومنوں کے نصب العین اور عبادت کرنے والوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔تمام حالات میں اور تمام اوقات میں۔خصوصاً تمام عبادات اور نورانیت اور انکشاف کی حالتوں میں اور یہ مقام بہت زیادہ اور قوی تر ہے۔اور بعض عارفوں نے (اللہ ان کی قبروں کو اور ان کے رازوں کو مقدس فرمائے) نے کہا ہے کہ یہ خطاب محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کے سریان کے سبب سے ہے۔تمام موجودات کے ذروں میں اور تمام ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت ﷺ تمام نمازیوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔تو نمازی کو چاہئے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے۔اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منور اور فائز ہو جائے:

عشق کے رستے میں قرب اور بعد کی منزل نہیں ہے۔تجھ کو عیاں دیکھتا ہوں میں (یارسول اللہ) اور دعا کرتا ہوں۔

اقوال بزرگان

(۱) شرح قصیدہ ہمزیہ مصنفہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ الہ علیہ ص ۱۲۶ }قَالَ ابو الحسن تنویر الحلک فی رویۃ النبی والملک ص ۱۸} شاذلی لَوْحُجِبَ عَنِّی النَّبِیَ ﷺ طُرْفَةَ عَیْنٍ مَا عَدَدْتُ نَفْسِی مُسْلِمًا (ابو الحسن شاذلی نے فرمایا۔اگر نبی ﷺ ایک

آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے درپردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔)

(۲) شرح شفا مصنفہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶} قَالَ ابن دینارٍ اِنْ لَمْ یَکُنْ فِی الْبَیْتِ اَحَدٌ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَلِاَنَّ رُوْحَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِیْ بُیُوْتِ الْمُسْلِمِیْنَ (کہا ابن دینار نے اگر مکان میں کوئی شخص نہ ہو تو کہو اسلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس واسطے کہ نبی ﷺ کا روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتا ہے)

(۳) کتاب الابریز مصنفہ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۷} وَاَقْوَی الْاَرْوَاحِ فِیْ ذَالِکَ رُوْحُ النَّبِیِّ ﷺ فَاِنَّھَا لَمْ یَحْجُبْ عَنْھَا شَیْءٌ مِّنَ الْعَالِمِ (اور سب روحوں سے زیادہ قوی روح حضور اکرم ﷺ کا ہے آپ کے روح سے کوئی چیز دنیا کی پوشیدہ نہیں)

(۴) مدارج النبوت ۲/۲۸۶} بداں کہ وے ﷺ مے بیند و مے شنود کلام ترا۔ زیرا کہ وے متصف است بصفات اللہ تعالیٰ۔ (تو جان لے کہ نبی ﷺ تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ اللہ کی صفات سے متصف ہیں)

(۵) قصیدۃ النعمان مصنفہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۴ }

وَاِذَا سَمِعْتُ فَعَنْکَ قَوْلاً طَیِّبًا وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰی اِلَّاکَ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ الہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

(جب میں کوئی بات سنتا ہوں یارسول اللہ ﷺ تو آپ کی ہی طرف سے کلام پاک سنائی دیتی ہے اور جب میں دیکھتا ہوں (ہر سو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا)

اے حنفی بننے کا دعویٰ کرنے والو یہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور عقیدہ۔ اب فرمائیے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مشرک کہو گے۔ اس عقیدہ کو سننے

کے بعد اگر تم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سانچے میں اپنے عقیدے کو نہ ڈھالا۔ تو تم حنفیت کے مدعی جھوٹے ہو۔ یا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرکے نبی ﷺ کا حاضر وناظر ہونا تسلیم کرلو۔

(۶) شامی ۱/۳۶۷} طحطاوی شریف ص ۱۲۲} یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاَوْلٰی مِنَ الشَّهَادَتِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه (مستحب ہے یہ کہ کہا جائے) اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب موذن کہے تو سننے والا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کہے۔

(۷) شامی ۳/۴۴ } شامی کے مہینہ پر علامہ شامی لکھتے ہیں قَرَّرَ الزِّیَادِیْ اَنَّ الانْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَهٗ شَیْءٌ وَارَادَ اَنْ یَرُدَّهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَیْهِ فَلْیَقِفْ عَلٰی مَکَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَیَقْرَءُ الْفَاتِحَةَ وَیُهْدِیْ ثَوَابَهَا لِلنَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یُهْدِیْ ثَوَابَ ذَالِکَ لِسَیِّدِیْ اَحْمَدَبْنَ عَلْوَان وَیَقُوْلُ یَاسَیِّدِیْ اَحْمَدُبْنُ عَلْوَانَ اِنْ لَمْ تَرُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ وَاِلَّانَزَعْتُکَ مِنْ دِیْوَانِ الْاَوْلِیَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ یَرُدُّ عَلٰی مَنْ قَالَ ذَالِکَ ضَالَّتَهٗ (زیادی نے ثابت کیا ہے جب کوئی چیز انسان کی گم ہو جاوے اور اس کا ارادہ ہو کہ اللہ سبحانہ اس کی چیز واپس دیدے تو چاہیئے کہ بلند مکان پر کھڑا ہو کر قبلہ کی طرف منہ کرکے فاتحہ پڑھے اور اس ثواب کا ہدیہ نبی ﷺ کی ملک کرے۔ پھر سید احمد بن علوان کی ملک کرے اور کہے اے سید احمد بن علوان اگر تو نے میرے گم شدہ چیز کو واپس نہ کیا تو میں تیرا نام اولیاء کے دفتر سے خارج سمجھوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے یہ الفاظ کہنے سے گم شدہ چیز واپس کردے گا)

شامی اپنے پیر کو حاضر وناظر سمجھ کر استمداد طلب فرمائیں تو ان کو مستند سمجھا جائے۔ اگر ہم نبی ﷺ کو حاضر وناظر از روئے قرآن وحدیث وفقہ احناف کے سمجھیں تو نام کا حنفی کہلانے والا اس کو شرک کہے۔ محض نام کا حنفی ہے کام کا نہیں۔

(۸) جواہر البحار ص ۴۸۳} اَنَّ جَسَدَهُ الشَّرِيفَ لَا يَخْلُو مِنْهُ زَمَانٌ وَلَا مکان ولا محل ولا امکان ولا عرش ولا کُرسِیٌّ وَلَا قَلَمٌ وَلَا بَرٌّ وَلَا بحرٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا وَعْرٌ وَلَا بَرزَخٌ وَلَا قَبرٌ الخ (بلاشک آپ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ نہ محل اور نہ امکان نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جنگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر)۔

فیصلہ حاضر و ناظر نبی ﷺ از اکابر دیوبندیہ

(۱) امداد المشتاق} مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد صاحب ص ۵۵ حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا۔ ہمارے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علمائے جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے۔ لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔

(۲) فتاویٰ امدادیہ} مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ج۴ ص۷۲ شیخ کی صورت ذہن میں حاضر کر کے نظر قلب سے اس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے۔ فَيُفرَضُ كَانَّهُ حَاضِرٌ نَاظِرٌ لٰكِنْ تَصَوُّرًا فقط (یعنی شیخ کے تصور کو حاضر و ناظر تصور کیا جاوے)

(۳) امداد السلوک مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص ۹ شہاب ثاقب ص ۱۶}

مولوی حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں وہم مرید بہ یقین داند کہ روئے شیخ مقید بہ یک زمان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر از شیخ دور است

امار وحانیت او دور نیست وچوں ایں امر محکم و اندوہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود۔ چوں مرید ہر دم درحل واقع محتاج شیخ بود۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند (مرید بھی یقین سے جانتا ہے۔ کہ شیخ کا روح ایک زمانہ کے ساتھ مقید نہیں ہے پس ہر جگہ کہ مرید قریب ہو یا کسی جگہ شیخ سے دور ہے۔ لیکن روحانیت دور نہیں۔ جب اس امر کا یقین ہو جاوے تو ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور دل کا ربط ظاہر کرے۔ اور ہر وقت شیخ سے فائدہ حاصل کرے۔ جب مرید ہر وقت اپنی مشکلات کے حل کا محتاج شیخ ہے تو شیخ کو دل میں حاضر لاوے اور زبان حال سے التجا کرے۔

مولوی رشید احمد صاحب شیخ کو حاضر ناظر جانتا ہے اس کو تو اپنا بزرگ تسلیم کیا جائے باقی کفر وشرک کا فتویٰ اس پر چسپاں کریں۔ جو نبی ﷺ کو حاضر و ناظر جانے کیا نبی ﷺ سے ہی اتنا عناد ہے۔

(۴) فیوض الحرمین مصنفہ شاہ ولی الہ صاحب ص ۲۸} اِنَّ الْفَضَاءَ مُمتلی بِرُوْجِهِ علیه الصلوٰة وَهِیَ تُمُوْجُ فِیْهِ تَمُوْجُ الرِیْحِ الْعَاصِفَةِ حتّٰی اَنَّ النَّاظِرَ یَکَادُیَشْغَلُهُ مَمَرجَاعَنْ مُلَاحِظَةِ نَفْسِهٖ اِلَی غَیْرِ ذَالِکَ مِنَ الرَّفَائقِ وَرَائَیْتُ ﷺ فِیْ اَکْثَرِ الْاُمُوْرِ یُبْدِءُ لِیْ صُوْرَتُهُ الْکَرِیْمَةَ النَّبی کَانَ عَلَیْهَا مَرَّةً لَعُدمَرَّةٍ اِنِّیْ طَالِحَةُ الْهَمِةِ اِلَیٰ رُوْحَانِیَّةٍ لَااِلَی جِسْمَانِیَةِ ﷺ فَتفطَّنْتُ اَنَّ لَهٗ خَاصِیَّةٌ مِنْ تَقْدِیْرِرُوْحِهِ بِصُوْرَةِ جَسَدِهٖ عَلَیهِ الصلوة والسلام (بے شک نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے روح کے ساتھ تمام فضا پر ہے۔ اور وہ اس میں موج مارتی ہے۔ جیسا کہ تیز ہوا۔ حتی کہ دیکھنے والا قریب تھا کہ آپ کی روح کی موجوں میں ایسا مشغول ہو کہ اس کو اپنا نفس بھی نظر نہ آئے۔ اس کیسوا محبوں سے اور دیکھا میں نے نبی ﷺ کو اکثر امور میں کہ آپ نے میرے واسطے ظاہر اصورت ظاہر فرمائی اس صورت پر کہ آپ پہلے زندگی میں تھے۔ کئی دفعہ یکے بعد دیگرے باوجود یکہ میری

آرزو محض آپ کی روحانیت کی تھی نہ جسمانیت کی۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کے روح مبارک کی تقویم آپ کی صورت جسمیہ کے ساتھ خاص ہے۔)

(۵) فیوض الحرمین ص ۴۰ } مَاتَوَجَّهْتُ قَبْلَ قَبْرِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا وَرَایْتُهٗ حَاضِرًا وَظَاهِرًا (جب میں نے آپ کی قبر شریف کی طرف توجہ کی تو سوائے آپ کے حاضر اور ظاہر ہونے کے کچھ نہ دیکھا)

تمہارے دیوبندیوں سے بزرگ شاہ ولی الہ صاحب کو بھی سوائے حاضر و ناظر ماننے کے کوئی چارہ نہ ہوا۔ مشرک کہنے والو ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ فتوے بھی تمہارا ہے اور حاضر و ناظر کہنے والے بھی تمہارے ہیں۔

(۶) گلزار معرفت مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص ۲۰ }

چو دیدم روئے خوبش را بہر جائے بہر رنگے (جب میں نے اپنے پیر نور محمد صاحب کے روئے خوب کو دیکھا تو ہر جائی اور ہر رنگ میں موجود دیکھا۔

(۷) مرثیہ } مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیو بندی ص ۱۵ (اپنے مرشد رشید احمد صاب کی شان میں تحریر فرماتے ہیں۔

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

(۸) تحذیر الناس } مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص ۱۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ قرب حاصل نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے (اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے ماتحت ماقبل وعدہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کو اس کے ماتحت سمجھا جائے)

(۹) فتاویٰ رشیدیہ 1/91 } اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے۔ اگر باعلام اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو شرک نہیں۔

دلائل علم غیب نبی ﷺ

نبی ﷺ کے علم غیب کا وہابی انکار کرتے ہیں اور احناف نبی ﷺ کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب حاصل ہونا مانتے ہیں۔ اب تم سوچو کہ تم حنفی ہو یا وہابی؟

لفظ نبی کی تشریح } نبی کا لفظ نبا سے مشتق ہے اور لفظ نَبِیٌّ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کا معنی خبر دار یعنی خبر رکھنے والا ہے اور اس کا استعمال قرآن کریم میں اکثر جگہ ہوا ہے۔(۱) نَبِّیءْ عِبَادِیْ (خبر دیجئے یا رسول اللہ ﷺ میرے بندوں کو)(۲) وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ (اور پڑھئے ان پر آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر (۳) بِنَبَاءٍ سَبَاءٍ یَقِیْنٍ (قوم سبا کی پکی خبر)(۴) یَا اَیُّهَا النَّبِیّ (اے خبر رکھنے والے)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی ﷺ کونسی خبر رکھنے والے ہیں۔ نبی کی نسبت اللہ کی طرف ہے تو آپ نبی اللہ ہونے کی حیثیت سے اللہ کی خبر رکھنے والے ہی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غیب ہے یعنی ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور یہ امر لازمی ہے کہ غیب کا علم بھی غیب ہی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جس کی ذات غائب ہے اس کے صفات بھی ضرور غیب ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر آپ کا لقب اسم بامسمیٰ نبی رکھا یعنی غیب کی خبر رکھے والا اور نَبِیٌّ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے دوام پر دلالت رتا ہے۔ اس واسطے یہ ثابت ہوا کہ نبی کو جتنا علم غیب عطا کیا ہو جس کی بنا پر اس کو نبی کہا گیا ہے وہ علم غیب عطائی نبی کو علی الدوام رہے گا۔ چنانچہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عالمین پر نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالمین کا علم مکمل فرمایا اور آپ ﷺ نے اس کو علی الدوام از روئے نبی ہونے کے محفوظ رکھا۔ نبی ﷺ چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے بلا اجازت خداوندی ظاہر نہیں فرما سکتے اور ان کا

امت کے لئے ظاہر نہ فرمانا ان کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اس خبر سے بے علم سمجھا تو اس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر وہ منکر نبوت رہے گا۔ یا اس کو یہ ماننا پڑے گا نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اس کے نبوت کے انعدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا نبی سے منعدم ہونا ایک آن کے لئے بھی اصول نبوت کیا بلکہ اصول الہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہوسکتا جیسا کہ نبی ﷺ تمام عالمین کے علم سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی ﷺ کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدائے آفرینش حضور ﷺ کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہ ہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں کی سے بالاتر ہے آپ کی شان نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف } غیب کے معنی مَاغَابَ عَنْکَ ہیں۔

(۱) بقرہ $\frac{1}{1}$ } هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (ہدایت ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو دیکھی ہوئی نہیں)۔

(۲) نساء $\frac{۵}{۶}$ } فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (نیک بخت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی) یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کے جاویں تو فرمان الٰہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

(۳) مائدہ $\frac{۷}{۱۳}$ } لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ (تا کہ معلوم کرے اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے)

(۴) یوسف $\frac{۱۲}{۷}$ } ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ یوسف علیہ السلام

نے فرمایا۔ (یہ صفائی اِس لئے کی ہے تا کہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی۔ اس کی پس پشت)

(۵) یٰس ۲۲/۱ } اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ (سوااس کے نہیں آپ اس شخص کو ڈراتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرے)

(۶) ق ۲۶/۳ } مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ جو ڈرا رحمٰن سے بن دیکھے۔

(۷) ملک ۲۹/۱ } اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (بیشک جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بن دیکھے۔ ان کے واسطے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے)

اور یہی معنی محدثین سے بھی ثابت ہے۔

(۸) زرقانی ۷/۱۹۹ } قَوْلُهٗ تعالٰی (عالم الغیب) مَا غَابَ عَنِ العِبَادِ (یعنی جو چیز بندوں سے غائب ہو)

(۹) ابن جریر ۲۹/۶۶ } عَالِمُ الْغَيْبِ (عَالِمُ ماغابَ عَنْ اَبْصَارِ خلقِهٖ فَلَمْ يَرَوْهُ (عالم الغیب جاننے والا اس چیز کا جو مخلوق کی آنکھوں سے غائب ہو۔ تو انہوں نے اس کو دیکھا نہ ہو)

ان آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ جو شے حواس خمسہ سے اوجھل ہو اس کو غیب کہا جاتا ہے۔ غیر موجود فی الخارج اگر غیب سے مراد لیا جائے تو معنی اور مطلب ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس غیب کو غیب اضافی کہا جائے گا۔ یعنی بہ نسبت الی العباد کیونکہ اللہ کے علم کو جو اس کو عالمین کا علم ہے یا اس سے زیادہ بے انتہا علم تو وہ بھی بالنسبۃ الی العباد ہے نہ کہ اس سے بھی پوشیدہ ہے۔ بلکہ اس کی ذات تو لَا يَخْفٰى عَلَى اللهِ مِنْ شَيْءٍ یعنی اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جب اس سے کوئی چیز اوجھل نہیں تو پھر عالم

الغیب ہونے کا مطلب کیا۔ تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ بالنسبۃ الی العباد چونکہ غیب ہے اس واسطے جو دوسروں سے پوشیدہ ہوا نبی کے لئے وہ غیب ہو سکتا ہے۔ اس کی اپنی ذات کے واسطے نہیں چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز ظاہر ہو اس پر غیب کا اطلاق نہیں آتا یہ غلط ہے کیونکہ علم والے سے تو غیب کا پردہ اٹھ گیا لیکن بالنسبۃ الی الغیر غیب ہی ہے۔ ورنہ تمہارے عقیدے کے مطابق تو اللہ کو عالم الغیب کہنا بھی درست نہ رہے گا جب وہ خود عالم ہے۔ لیکن تمہارے غیب کو اپنے علم کے ساتھ ملحق کر کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ فرماویں تو جائز ہو سکتا ہے اور ہے تو نبی ﷺ کے واسطے جو باقی مخلوق سے غیب ہو علم غیب کا نسبت کرنا درست ہو جائے گا۔ اب اس امر کا فیصلہ اللہ تعالیٰ سے مطلوب ہے کہ آیا جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے وحی ہو جائے جو ابھی باقی مخلوق تک نہیں پہنچی اس پر غیب کا اطلاق کر سکتے ہیں یا نہیں یا بعد از اظہار اس غیب کی نسبت انبیاء کی طرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا انبیاء کو وہ غیب کا علم دیا ہوا علم غیب کہلائے گا؟

(۱) ال عمران ۳/۵ } ذَالِکَ اَنۡبَاءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡهِ اِلَیۡکَ (یہ قرآن شریف) غیب کی خبروں سے ہے۔ جو وحی کرتے ہیں ہم اس کو آپ کی طرف (یارسول اللہ ﷺ)

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے ثابت ہوئے (۱) نبی ﷺ کو کسی قسم کی وحی ہو القا کے ذریعے یا بذریعہ رسولؐ یا من وراء حجاب اس کو غیب ہی کہا جائے گا۔ جیسا کہ یہ قرآن شریف۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی ﷺ کو علم غیب عطائی ماننا بھی کفر ہے وہ منکر قرآن شریف ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے (صاعقۃ الرحمٰن ص ۱۴)
(۲) نبی ﷺ کو علم غیب باعطائے الٰہی ہے ذاتی نہیں۔ (۳) قرآن کریم کے تمیں پارے نبی ﷺ کے مغیبات سے بعض علم غیب ہے۔

یہ قرآن کریم جو آپ کے علم غیب کا بعض ہے وہ آپ کے متعلق کس قدر علم غیب کو واضح کر رہا ہے

(۲) نحل ۱۴/۱۲ } وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (اور اتاری ہم نے آپ پر (یارسول اللہ ﷺ) کتاب جو بیان کرے والی ہے ہر چیز کو)

(۳) یوسف ۱۳/۱۲ } وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ (اور "قرآن شریف" تفصیل ہے ہر چیز کی۔ اور ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے واسطے)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ ارشاد فرمایا ہے۔ اور قرآن کے نزول کو اپنی طرف سے نبی ﷺ پر نسبت کیا۔ تو اللہ تعالیٰ معلم اور حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے متعلم ثابت ہوئے تو جس قدر معلم اول حقیقی نے اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ (بے شک آپ یارسول اللہ ﷺ ضرور القا کئے گئے ہو قرآن شریف بڑے دانا جاننے والے کی طرف سے) سے بذریعہ القا متعلم اول حضور اکرم ﷺ کو بلاواسطہ سکھایا جو کسی اور کو وہ علم حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ متعلم ثانی اگر متعلم اول کے برابر علم میں مساوی ہو جائے تو ثانی ثانی ہی نہیں رہتا۔ اور اولیت سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں چنانچہ معلم حقیقی کا ارشاد ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (رحمٰن جس نے سکھایا قرآن پیدا کیا اس نے انسان کو سکھایا اس نے اس کو بیان۔

(۱) یہ امر ثابت ہو گیا چونکہ یہ کتاب نبی ﷺ پر ہی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس لئے نبی ﷺ کو ہی اللہ تعالیٰ نے مالک بنایا ہے۔ دوسرا نہیں اور جتنا مالک اپنی مملوکہ اور مقبوضہ کو سمجھ سکتا ہے اور کوئی نہیں۔ (۲) قرآن کریم میں کل شے کا بیان اور کل شے کی تفصیل موجود ہے (۳) اس بیان کلی اور تفصیل کل شے سے خاص ایمانداروں کے

واسطے ہدایت اور رحمت ہے تو یہ کل شے کا علم اور تفصیل کل کا کلی علم مغیبات میں شامل ہیں۔ جس کو ارشاد الٰہی نے واضح فرمایا ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ (یہ غیبی خبروں سے بعض ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو کل شئے کا علم یعنی علم کلی آپ کے بعض مغیبات سے ہے۔ جس کے علم میں کلی علم غیب اس کے علم کا بعض حصہ ہے تو اس کے کل علم غیب کی انسان کو کیا طاقت ہے کہ سمجھ سکے یا وہاں تک اس کی رسائی ہو۔ چہ جائیکہ اس کے غلط کی پرکھ کر سکے بلکہ ملائکہ اس علم غیب کے سمجھنے سے یا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ ہاں البتہ ان کے معلم و ملہم حقیقی وحدہ لایزال جس کا علم غیر محدود ہے۔ کلی جزی سے مبرا اور بالاتر ہے۔ بلکہ جَعَلَ الْکُلِیَاتِ وَالْجُزْیَاتِ ہے۔ جس نے تمام کلیوں اور جزیوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے علم کو کلی سے متصف کر کے اپنی ذات پر قیاس کرنا۔ اللہ کے علم کو محدود کرنا اور صراحۃً شرک ہے۔ تو یہ علم کلی مخلوق اور حادث کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو عطا فرمایا:

(۴) انبیاء $\frac{17}{7}$ } وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ ﷺ'' مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت) کا خطاب دے کر تمام عالمین کا مختار بنا دیا۔ اس آیت مذکورہ سے شان مصطفیٰ ﷺ کے عجیب نکات ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱) جناب کی رسالت تمام جہانوں کے واسطے (۲) جناب کی رحمت کا تمام جہانوں کو محیط ثابت کرنا۔ اور عالمین کی تفصیل کل شے کا اظہار ہے (۳) رحمت کو نکرہ کہا تا کہ ثابت ہو جائے کہ رحمت کا ایک ہی وجود یعنی نبی ﷺ جو تمام جہانوں کو محیط ہے وہ ذات واحدہ ہونے کی حیثیت سے تمام جہانوں کی خبردار بھی ہے (۴) آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا جس کو پیچھے مدلل بیان کیا جا چکا ہے (۵) ل فائدے کے واسطے ہوتا ہے للعالمین نے مسئلہ استمداد اور وسیلہ کو ثابت کر دیا۔ کیونکہ جب تک آپ تمام جہانوں کا وسیلہ بن کر ہر شے کی امداد نہ فرمائیں رحمۃ للعالمین کا مصداق

نہیں بن سکتے چنانچہ آپ کی رحمت سے ہی تمام جہان قیام پذیر ہیں (٦) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کا اختیار دیا جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کا مطلق خطاب عنایت فرما کر آپ کو اختیار عام عنایت فرما دیا۔ جس کو جتنا جس وقت چاہیں جس زمانہ میں چاہیں رحم فرما دیں یا نہ کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ یہ آیت پاک ان امور ستہ ضروریہ پر تب ہی متحقق ہو سکتی ہے کہ جناب کو تمام عالمین کا علم تفصیلی و اجمالی حاصل ہو۔ اور علی الدوام رہے ورنہ نہیں۔ اور نہ ہی بغیر علم عالمین کے آپ کسی صورت میں بھی رحمۃ للعالمین کہلا سکتے ہیں تو جس کا ایمان آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر صحیح ہے اس کو بمعہ ان امور ستہ ضروریہ آپ کے واسطے تمام عالمین کے علم کا قائل ہونا جز و ایمانی ہے۔ اور عالمین میں لوح و قلم بھی شامل ہیں۔ لہذا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت قلم کو اللہ تعالیٰ شامل حال نہ فرماتا۔ تو وہ قلم کبھی لوح پر متحرک نہ ہو سکتی۔ اور تفصیل کل شے محفوظ نہ کر سکتی اور عالمین کے ذرہ ذرہ کا علم ظہور پذیر نہ ہوتا۔ ارے جس کی رحمۃ سے قلم متحرک ہو اس کو تو تم ناواقف بے علم کہو اور قلم کے واسطے علم کلی کہا جائے یہ کونسا انصاف ہے۔

دریں عقل و دانش بباید گریست۔ میں کہتا ہوں کہ لوح محفوظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہی محفوظ ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے بھی ذمہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم عنایت آپ کو ہوا ہے۔ مالک اس کے آپ ہیں لیکن اس کے محافظ معطی واحد رب ذوالجلال خود ہیں۔ چانچہ لوح محفوظ جس میں ذرہ ذرہ محفوظ ہے اس کا قیام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہے۔ لیکن محافظ اس کا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اس کی حفاظت کرنے سے لوح محفوظ کے رحیم کا انکار کر دینا اور اس سے بے علمی کا اظہار کرنا یہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار کرنا ہے۔

وہابی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ (فرما دیجئے یا

رسول اللہ کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا۔اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔میں کسی کی تابعداری نہیں کرتا۔مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے)

اس آیت میں تین امور ثابت ہیں (۱) آپ خزائن اللہ کے مالک نہیں یعنی مختار کل نہیں (۲)اور میں غیب نہیں جانتا مطلقاً غیب کی نفی ہوگئی (۳) میں فرشتہ نہیں بلکہ بشر ہوں جو وحی کا متبع ہوں ان تینوں مسائل نے آپ کے مذہب کی بنیاد اکھاڑ دی کیونکہ تم نبی ﷺ کو مختار کل مانتے ہو اور غیب داں مانتے ہو اور نور مانتے ہو۔اس آیت سے تینوں کی نفی ہوگئی۔لہٰذا ان تینوں مسائل میں تمہارا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

محمد عمر: لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ سے بشریت کیسے ثابت ہوگئی۔کیا خدا پر بھی بہتان لگانے شروع کر دئے۔کیا قرآن کریم میں اس مقام پر بشریت کا ذکر ہے جو تم مراد لے رہے ہو۔کچھ خدا سے ڈرو۔نبی ﷺ کی نورانیت کا ثبوت ماقبل گزر چکا ہے۔ ملاحظہ کرلو۔باقی رہا یہ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ نے خزائن اللہ سے آپ کو اس واسطے انکار کرنے کا ارشاد فرمایا کہ کفار نے اعتراض کیا جس کا یہ جواب دیا گیا ھود لولا انزل علیه کنز (کیوں نہیں اتارا گیا آپ (نبی ﷺ) پر خزانہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے کہ ایسے رحمۃ اللعالمین ہوں اور لوگوں میں خزانہ تقسیم کر کے اپنی رسالت کا اقرار کرادیں اور رحمت کی نعمت عظمیٰ کو تقسیم فرما کر دوزخ سے چھڑا دیں۔چنانچہ ان کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا: قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ (یا رسول اللہ ﷺ) فرما دیجئے تمہارے لئے میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں تاکہ تم ان خزانوں کی حرص سے مجھ پر ایمان لے آؤ۔جب اللہ تعالیٰ مومنین کے ایمان لانے کا احسان اپنے محبوب ﷺ کے واسطے برداشت نہیں کرتے فرمایا یمنون علیک ان

اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھدا کم للایمان (تم پر یارسول اللہ ﷺ یہ لوگ اپنے اسلام کا احسان کرتے ہیں۔ فرمادیجئے آپ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ کرو۔ بلکہ تم پر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی) چہ جائیکہ کفار کو خزائن اللہ کی لالچ دے کر رسالت پیش کی جائے بلکہ اپنے محبوب ﷺ کی طرف سے بے نیازی کا اظہار فرمایا فمن شاء فلیؤ من ومن شاء فلیکفر (جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے کفر کر دے) مجھے اور میرے محبوب ﷺ کو تمہارے ایمان سے کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ اسی بنا پر لا اقول لکم عندی خزائن اللہ فرمایا ورنہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ اور بہتر خزانے عطا فرمائے ہیں تا کہ معترضین استغناء حضور ﷺ کا ناطقہ بند ہو جائے۔ فرمایا ووجدک عائلا فاغنی (اللہ نے آپ کو یارسول اللہ ﷺ (جسدی مال سے) نادار پایا تو غنی کر دیا) اور فرمایا (۲) النجم $\frac{۲۷}{۳}$ ھوا اغنی واقنی (بے شک اللہ وہ ذات ہے جس نے دولت مند کیا اور خزانے والا کیا) پھر فرمایا (۳) اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (بے شک ہم نے آپ کو تمام کثرت عطا کی)

(۱) تفسیر کبیر $\frac{۸}{۷۰۰}$ { قَوْلُہٗ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ) ای اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَثِیْرَ فَاَعْطِ اَنْتَ الْکَثِیْرَ وَلَاتَبْخَلْ (بے شک ہم نے آپ کو بہت کچھ دے دیا۔ آپ بہت عطا فرمائیے۔ اور بخل نہ کیجئے)

(۲) تفسیر نسفی $\frac{۴}{۳۸۲}$ { اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ھُوَا فَوْعَلُ مِنَ الْکَثْرَۃِ وَھُوَ الْمُفْرَطُ الْکَثْرَۃُ کَوْثَرٌ فول کے وزن پر ہے کثرت سے اور اس کے معنی زیادہ کثرت کے ہیں)

(۳) تفسیر خازن $\frac{۷}{۲۵۰}$ { وَاَصْلُ الْکَوْثَرِ فَوْعَلُ مِنَ الْکَثْرَتِ (اصل کوثر کا فوعل کے وزن پر کثرت سے ہے)

(۴) مفردات راغب ص ۴۳۹ {يُقَالُ لِلرَّجُلِ السَّخِيِّ كَوْثَرٌ وَيُقَالُ تَكَوْثَرُ الشَّيْءِ كَثُرَ كَثْرَةً مُتَنَاهِيَةً (آدمی سخی کو کوثر کہا جاتا ہے اور جب کسی شے کی زیادہ کثرت ہو جائے تو اس کو تکوثر الشیی کہا جاتا ہے)

(۵) تفسیر صاوی ۱/۱۷۸ {ماتحت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِه بِيَدِه فَمَنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَاَحَادِ النَّاسِ لَا يُمْلِكُ شَيْئًا اَصْلًا وَلَا نَفْعٌ بِه لَا ظَاهِرًا وَلَا بَاطِنًا فَهُوَ كَافِرٌ خَاسِرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاسْتِدْلَالُهُ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ ضَلَالٌ مُّبِيْنٌ (اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کیں تو جس شخص نے گمان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے۔ دنیا اور آخرت میں خسارے والا ہے۔ اور اس آیۃ سے یہ دلیل اخذ کرنا کہ آپ نفع نقصان کے مالک نہیں یہ گمراہی ظاہر ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا

(۶) ولسوف یعطیک ربک فترضی (آپ کو یارسول اللہ اللہ جلدی عطا کرے گا۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ سے آپ کو تمام کثرت عطا فرمادی۔ پھر فرمایا۔)

(۷) ۲۲/۳ {اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (جب فرماتے تھے آپ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر انعام کیا) اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خزائن اللہ نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انعمت علیہ کا اطلاق آپ پر کیوں کیا۔ اور فرمایا (۸) وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (اور اللہ نے جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا مجموعہ تمہارے تابع کر دیا ہے اس آیت کریم میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمانوں کی ہر چیز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں کر دیا جس میں خزائن اللہ بھی شامل ہیں۔

(۹) بخاری شریف ۱/۵۰۸ } وَاِنِّی قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ (اور بے شک میں یقیناً تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا ہوں)

(۱۰) مسلم شریف ۲/۳۹۰ } زُوِیَ لِیَ الْاَرْضُ حَتّٰی رَئَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ (سمیٹی گئی میرے لئے زمین حتی کہ میں نے اس کے تمام مشرقوں کو دیکھا اور تمام مغربوں کو اور میں دو خزانے عطا کیا گیا ہوں)

قَالَ النَّوَوِیُّ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُرَادُ بِالْکَنْزَیْنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

(علماء نے کہا ہے کہ کنزین سے مراد دونوں خزاے سونے اور چاندی کے ہیں۔ جو نبی ﷺ کو اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے) حدیث مذکورہ بالا سے دو امور ثابت ہوئے (۱) تمام زمین کا غیب اللہ نے مرہ واحدہ میں ہی عطا فرمادیا (۲) تمام سونے چاندی کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا کی گئیں۔

(۱۱) بخاری شریف ۱/۴۱۸ } اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ (مجھے تمام زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پھر میرے ہی ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی کی تصریح فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا)

(۱۲) بخاری شریف ۱/۱۷۹ } اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَیُعْطِی اللّٰهُ

مسلم شریف ۱/۳۳۳ } آپ نے فرمایا اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں)

چنانچہ آپ کے قاسم ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی۔

(۱۳) وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (کوئی کسی قسم کا سوال کرے والا آجائے تو اس کو یا رسول اللہ ﷺ نہ جھڑکئے) اگر بقول تمہارے نبی ﷺ کے پاس خزائن اللہ نہیں تو فَلَا تَنْهَرْ فرمانے کا کیا مطلب۔ بلکہ فَانْهَرْ چاہیئے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس خزائن اللہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ تقسیم کا ارشاد فرما رہا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے دروازے سے کسی کو واپس مڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔

(۱۴) وَلَاتَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَاتَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (اور آپ اپنے دست پاک کو تنگ نہ کیجئے اور نہ تمام فراخ کر دیجئے تو آپ افسوس سے تھکے ہوئے بیٹھے رہیں گے) اس آیہ کریمہ میں جناب کی قاسمیت کے میانہ روی کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ قاسم نہیں تو تقسیم اوسط کو بیان کرنے کا کیا مطلب۔ نبی ﷺ کو تو میانہ روی کی تقسیم کا ارشاد فرمایا اور مقسم علیہ کو فرمایا۔

(۱۵) حشر ۲۸/۱ } مَآاٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (جو تمہیں رسول اللہ ﷺ دے دیں تو اس کو لے لو۔ اور جس سے انکار فرماویں رک جاؤ)

ثابت ہوا کہ آپ کے پاس خزائن اللہ کی کنجیاں تو ہیں۔ جس بنا پر آپ کی ملکیت ثابت کی گئی۔ آپ کو تقسیم کا طریقہ فرمایا گیا۔ اور ہمیں لینے کا طریقہ فرمایا۔ لیکن وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ اس لئے فرمایا کہ صداقت رسالت پر دھبہ نہ لگے۔ کہ خزائن اللہ کو اپنی رسالت کی تصدیق پر خرچ کر کے رسالت کا اقرار کروایا جا رہا ہے۔ اگر حقیقتاً سچے رسول اللہ ہوتے تو خزائن اللہ تقسیم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ہے حقیقت جو اس مقام پر نبی ﷺ سے خزائن اللہ کا انکار کروایا گیا اور دوسرے کئی مقامات پر ثابت کیا گیا۔ جو لوگ آپ کی رسالت کے مصدق ہیں وہ بلا طمع آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کے واسطے خزائن اللہ ہونے پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ باقی رہا ارشاد الٰہی وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ (فرما دیجئے یا رسول اللہ (ﷺ) کہ میں غیب نہیں جانتا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات اس واسطے کہلوائے کہ کوئی کج طبع آپ کے علم غیب ذاتی کا معتقد نہ ہو جائے۔ کیونکہ شے کا مدعی وہی ہو سکتا ہے۔ جس کی ملکیت ذاتی ہو۔ چنانچہ غیب کا حقیقی مالک و عالم وہی ذات ہے اور وہی مدعی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا علم ذاتی ہے اور نبی ﷺ اللہ کی طرف سے غیب عطائی ہونے کی وجہ سے آپ اعلم الغیب خود نہیں فرما سکتے۔ اللہ تعالیٰ اس عطیے کو اپنی طرف سے علمک مالم

تکن تعلم سے خطاب کرسکتا ہے۔ چنانچہ اسی عطا کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(۵) ال عمران پارہ ۳} ذَالِکَ مِنْ اَنبَاءِ الْغَیبِ نُوْحِیهِ اِلَیکَ (یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی) اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ کہ قرآن شریف اخبار غیبیہ ہیں تو اگر آپ کی ذات سے اللہ تعالیٰ بالذات ولا اَعْلَمُ الْغَیبَ نہ کہواتے بلکہ اعلم الغیب اصراحتہً فرمادیتے تو مخالفین ذَالِکَ مِنْ اَنبَاءِ الْغَیبِ اور اَعْلَمُ الْغَیبَ کو مطابق کر کے نبی ﷺ کو مصنف قرآن کہہ دیتے۔ کیونکہ آپ کا دعویٰ کرنا کہ میں غیب جانتا ہوں اور قرآن کا دعویٰ کہ یہ غیبی خبریں ہیں یہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ آپ مصنف قرآن ہیں۔ بلکہ ہر منکر کو موقعہ مل جاتا اور جھوٹے نبی کو مصنف کتاب بننا آسان ہو جاتا۔ حالانکہ نبی اپنی ذات کی طرف سے کسی چیز کا جامع نہیں ہوتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک سے ولا اَعْلَمُ الْغَیبَ کہلوایا اور اپنی طرف سے علوم غیبیہ کے عطا کا انبیاء کے واسطے بیان فرمایا۔ چنانچہ نبی ﷺ کے علوم غیبیہ کے متعلق تصریح فرمائی۔

(۶) تکویر ۳۰/۱} وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیبِ بِضَنِینٍ (اور نبی ﷺ غیب پر بخیل نہیں۔

اگر آپ کے پاس عطائی غیب کو بھی تسلیم نہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یہ کلام معاذ اللہ جھوٹی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز آپ کے پاس ہی نہیں اس پر بخل کیسا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کے پاس غیب تو ضرور ہے لیکن اللہ کی طرف سے عطائی ہے۔ اور ولا اَعْلَمُ الْغَیبَ میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔ ورنہ اگر لا اَعْلَمُ الْغَیبَ سے مطلقاً غیب کی نفی مراد لی جائے ذاتی ہو یا عطائی تو قرآن کریم سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی غیب جانتا ہی نہیں اور قرآن کریم مدعی ہے یہ غیبی خبریں ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ قرآن نہیں جانتے۔ اور جب قرآن کریم کا انکار رسول کریم ﷺ کی طرف سے ثابت ہو جائے تو قرآن کا دعویٰ نَزَّلْنَا عَلَیکَ الْکِتَابَ

معاذ اللہ جھوٹ ثابت ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ کی کلام کا جھوٹ ہونا محال اور اللہ کی کلام میں کذب کی نسبت کرنے والا کافر۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ولا اَعْلَمُ الْغَیْبَ میں اللہ تعالیٰ علم غیب ذاتی کی نفی کروا رہا ہے نہ کہ عطائی کا۔

اور وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ (اور فرمادیجئے یارسول اللہ ﷺ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں)

نبی ﷺ نے اپنی ذات سے فرشتہ ہونے کی نفی فرمائی۔ کیونکہ یہ آپ کی ہتک تھی ملائکہ تو آپ کے غلام ہیں بلکہ غلامان غلام ہیں۔ اور ان کی نورانیت کا قیام آپ کی رحمت سے مستفیض ہے۔ اور جو تم نے ملکیت کے انکار سے بشریت کا نتیجہ نکالا ہے وہ اس عبارت قرآنیہ سے تجاوز کرنا ہے۔ کہ آپ کو یاد نہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جو سید الملائکہ ہیں۔ اپنی ذات کو سدرۃ المنتہی پر ختم کر چکے۔ لیکن ذات پرنور حضور ﷺ بلا اعانت غیر مرتبہ دنا تک پہنچے۔ فرشتہ چونکہ اپنی ذات میں اور صفات میں نبی سے کم ہے اور نبی ﷺ اپنی ذات اور ہر صفات میں اولیٰ تر اور بالاتر ہیں۔ اس واسطے آپ نے وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اسی حقیقت کی بنا پر آپ کی زبان پاک سے کہلوایا۔ دوسری وجہ یہ کہ نبی ﷺ مذکور اور ملائکہ ذاکر اور خداوند بھی آپ کا ذاکر اگر آپ دعوی ملکیت فرماتے یا مساوات یا مماثلت کے مدعی بنتے تو شان الوہیت کی بھی ہتک تھی۔ اور ملائکہ ذاکر اور نبی ﷺ مذکور میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔ اگر آپ کی شان ملائکہ سے بالاتر سمجھی جائے تو ہی یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کے مرتبہ پر آپ فائز ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تمام آیت کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے منکروں کے واسطے اخیر جملہ میں نکال دیا فرمایا قل ھل یستوی الاعمی والبصیر فرمادیجئے یارسول اللہ (اگر مجھے غیب نہیں تو تمہیں اتنی تمیز بھی نہیں کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔ منکرین غیب تو آپ کو بجائے بصیر ماننے کے

ایمان سے خارج ہو کر اس کے برعکس مانتے ہیں۔

وہابی: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور آپ کی زبان پاک سے کہلوایا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت نیکی جمع کر لیتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ سنیئے۔

اعراف ۹/۲۳} وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَبَشِيْرٌ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (اگر میں غیب جانتا تو کثرت خیر طلب کرتا۔ اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ میں ایمانداروں کے واسطے بشیر ونذیر کے سوا کچھ نہیں)

محمد عمر: اس آیت کا ماقبل آپ نے چھوڑ دیا يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَاءَ اللهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (آپ سے سوال کرتے ہیں (یا رسول اللہ قیامت کے متعلق) گویا کہ آپ بحث کرنے والے ہیں اس سے فرما دیجئے اور کوئی بات نہیں اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے ہیں۔ فرما دیجئے میں اپنے نفس کے واسطے نفع کے لحاظ سے اور نہ نقصان کے لحاظ سے مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا تو کثرت خیر طلب کرتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ نہیں ہوں میں (معمولی آدمی) مگر ڈرانے والا اور مبارک دینے والا میں ہی ہوں ایماندار قوم کے لئے)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے متعلق بحث وتمحیص کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ سے یہ لوگ قیامت کا حال ایسے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس سے جھگڑے میں پڑ جائیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آپ اس جھگڑا میں مشغول نہ ہوئیے بلکہ

فرما دیجئے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے پاس ہے اور کس کو اس نے سمجھایا یا جتایا نہیں۔ علم کی نفی ہے نہ تعلیم کی کیونکہ آگے ارشاد الٰہی مذکور ہے ولکن اکثر الناس لایعمون (لیکن اکثر لوگ (قیامت سے) بے خبر ہیں) اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اکثریت کی بے علمی قیامت سے ثابت کی ہے۔ جس سے اقلیت کو علم عطائی ثابت ہوتا ہے جس کا اللہ نے اس آیت میں انکار نہیں فرمایا بلکہ نبی ﷺ کو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے متعلق مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا۔ اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے ارادے کے سوا اپنے نفس کے واسطے میں نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ کیونکہ اگر نفع اور نقصان کی تملیک اپنے نفس کی طرف منسوب فرماتے تو ہو سکتا تھا کہ آپ غیر کے نفع کے واسطے اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے۔ لیکن جب اپنے نفس کے نفع نقصان کو مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا تو یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ محب اپنے محبوب کے ہر حال نفع کا خواہاں ہے اور نقصان سے و اللہ یعصمک من الناس فرما کہ محفوظ فرماتا ہے۔ یہی وجہ تھی قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ماشاء اللہ فرمانے کی کہ جب میر المحبوب اپنے نفع و نقصان کو میری مشیت کے ماتحت اپنی زبان پاک سے کر دے گا تو آپ کی ذات کو کسی قسم کے نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہرا نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہرا نقصان دکھائی دے گا۔ لیکن میری مشیت میں وہ ہر صورت نفع ہی نفع ہوگا۔ چنانچہ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا دیا۔ اگر بقول کہے آپ کو نقصان ہو سکتا ہے اور آپ نقصان دور کرنے کے اہل نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا قائل نہیں۔ کیونکہ رحمت اور زحمت کا اجتماع ایک ذات میں محال ہے اسی واسطے اجتماع نقیضین محال ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کے نقصان کے قائل کی مثال یوں سمجھئے

جیسا کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں دن کا بھی قائل ہو اور اسی دن کو رات بھی سمجھے۔ لہٰذا مذکورہ بالا آیت سے آپ کی ذات کے واسطے بمشیت الٰہی نفع ہی نفع ثابت ہوتا ہے۔ جس سے یہ امر بھی عیاں ہے کہ جب آپ کو اللہ کے ارادے سے محض نفع ہی ہے تو آپ اپنے متبعین کے واسطے نقصان کے خواہاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب جس کے متعلق نبی ﷺ کے مخالفین مطلب کو الٹا بنا کر آپ کی توہین کرتے ہیں۔ **اتقو اللہ**

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء** اس عبارت مذکورہ میں شرط ہے۔ اس واسطے یہ جملہ شرطیہ ہے۔

لو کنت اعلم الغیب شرط ہے **لاستکثرت من الخیر** جزائے اول **وما مستنی السوء** جزاء ثانی ہے۔

وجود شرط جزا کے وجود کو مستلزم ہے اور انتفا شرط جزا کے انتفا کو مستلزم ہے اور جزا کا خارج میں مثبت ہونا مستلزم ہے کہ شرط بھی ثابت و موجود ہو۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے **لَوْ کَانَ فِیْهِمَا الهة الا الله لفسدتا** (اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتا تو یہ زمین و آسمان اجڑ جاتے۔ اس میں **لفسدتا** جزا ہے اور **لو کان فیهما الهة الا الله** شرط ہے۔ جب زمین و آسمان اجڑے نہیں بلکہ قائم ہیں تو صرف اللہ ہی کا معبود ہونا ثابت ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ انتفاء فساد انتفاء شریک باری کو مستلزم ہے۔ ایسے ہی آپ اس آیت کو دیکھ لیجئے کہ اگر نبی ﷺ نے کثرت خیر جمع نہیں فرمائی اور برائی نے بھی مس کیا ہے تو آپ غیب نہیں جانتے۔ اور اگر آپ کے واسطے خیر کثیر خارج میں موجود ہے اور آپ کو سوء کا مس کرنا بھی محال ہے۔ کیونکہ زحمت روف اور رحیم کی نقیض ہے۔ لہٰذا آپ کو علم غیب کا ہونا ضروری ہے کیونکہ شرط ہے۔ اب یہ فیصلہ دو جزاؤں کے اثبات کا اللہ پر موقوف ہے۔

(۱) نساء ۹/۵ } وَاِنْ تَصْبِرُوْا اخیر لَکُمْ (اور اگر تم صبر کرو تمہارے لئے بہتر ہے) آپ کے صبر پاک کی حد کس سے مخفی ہے۔ سب مخلوق سے زیادہ آپ کا صبر مشہور ہے۔ جیسا کہ طائف میں پتھر کھا کر آپ نے دعا سے مالا مال فرمایا یہ بھی آپ کے لئے خیر ہے جو مثبت ہے۔

(۲) توبہ ۱۰/۶ } وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ساتھ اللہ کے رستے میں جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو) اللہ تعالیٰ نے جہاد مالی اور نفسانی فی سبیل اللہ کو خیر فرمایا ہے۔ آپ کے جہاد کا اور خیر کا ثبوت اللہ نے دیا ہے۔

(۳) توبہ ۱۰/۱۱ } لٰكِنِ الرَّسُوْلَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ

(۴) طٰہٰ ۱۶/۱ } وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (اور آپ کے رب کا رزق خیر ہے۔ اور زیادہ باقی رہنے والا ہے) چانچہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ویطعمنی ویسقینی ربی کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اب نبی ﷺ کے واسطے اس سے زیادہ بہتر رزق نہ میسر ہوا نہ ہے اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔ لہٰذا مرزوق من اللہ آپ کی مثل دوسرا نہیں ہوسکتا تو خیر بھی آپ کے لئے ہی مخصوص ہوگی۔

(۵) بخاری شریف ۱/۴ } عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه فلوسول الله ﷺ اجود بالخير من الريح المرسلة (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ سخی تھے خیر کے ساتھ ہوا چلنے والی سے) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ قاسم خیر تھے۔ اور ہوا زمین کے ہر ذرہ ذرہ پر چلتی ہے اور نبی ﷺ اس ہوا سے بھی زیادہ اجود بالخیر ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ رزق رب کی تمام خیر آپ کو ہی حاصل ہے۔

(۶) جمعہ $\frac{۲۸}{۲}$ } فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ۔ یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو) اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ کی طرف دوڑ کر آنے والا خیر کا مستحق ہے اور نبی ﷺ سے زیادہ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آنے والا کون زیادہ ہوسکتا ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف آپ کی دوڑ کو جبرئیل علیہ السلام بھی نہ پہنچ سکے چنانچہ آپ کے ذکر اللہ کی شان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو سمجھا اور فرمایا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ترمذی شریف میں مذکور ہے کان النبی ﷺ یذکر فی کل احیانہ یعنی نبی ﷺ ہر حین میں ذکر فرماتے رہتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر بہتات کو کم فرمایا یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا

(۷) ص $\frac{۲۳}{۴}$ } وَکُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ (تمام انبیاء اخیار سے ہیں) معلوم ہوا کہ آپ خیر اور آپ کا ہر قول و فعل اخیار سے ہے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(۸) بقرہ $\frac{۳}{۷}$ } وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ (اور جو شخص حکمت اور دانائی دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ اور سوا عقل والوں کے کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔ اور حضور اکرم ﷺ کے متعلق اللہ جل جلالہ نے معلم حکمت ہونے کا خطاب فرمایا ہے۔)

ال عمران $\frac{۴}{۱۷}$ } لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا ہے۔ جب اس نے ان کے نفسوں سے ایسے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اس کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں۔ اور ان کو پاک کرتے ہیں۔ اور ان کو کتاب اور

حکمت سکھاتے ہیں۔ اگرچہ وہ پہلے بین گمراہی میں ہی ہوں، اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مومنین پر نبی اکرم ﷺ کی ذات پاک کا بمعہ اوصاف خمسہ کے مبعوث فرمانے کا احسان جتایا ہے (۱) نبی ﷺ کو مومنوں کی فلاح کے واسطے رسول بنا کر بھیجا (۲) مومنین پر قرآن کریم کی تلاوت فرما کر آپ کو ہی بلا اجرت قاری مقرر فرمایا (۳) نبی ﷺ کو تمام دنیا میں کفر و نفاق معاصی اور عیوبات سے پاک کرنے کے لئے مقرر فرمایا (۴) قرآن کریم کی تعلیم حقیقی کے لئے مقرر کیا (۵) اور حکمت سکھانے والے یعنی تمام دنیا کے صحیح استاد دانش و فلسفہ و اقتصادیات آپ ہی ہیں معلوم ہوا کہ جب نبی ﷺ دنیا میں واحد معلم حکمت ہیں۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا (جو شخص حکمت دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب آپ معلم حکمت ثابت ہو گئے تو بطریق اولیٰ خیر کثیر بھی آپ کو ہی عنایت ہوئی۔ جس خیر کثیر کو آپ نے تیز ہوا سے بھی زیادہ تقسیم فرمایا آپ کی ذات پاک سے محض علم غیب کی نفی کرنے پر خیر کثیر سے بھی انکار کر دینا یہ ایمان بالقرآن سے بعید امر ہے تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جب آپ کو جزا کثرت خیر حاصل ہے۔ تو شرط بھی یعنی علم غیب کا حاصل ہونا آپ کی ذات کے واسطے ضروری ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کو چونکہ کثرت خیر حاصل ہے لہٰذا آپ غیب کے جاننے والے بھی ہیں۔ دنیا میں بھی آپ خیر کثیر کے مالک و قاسم اور وللاخرة خیر لک من الاولی کے قانون سے آخرت میں خیر کثیر کے مالک و مختار بھی آپ ہی ہونگے۔ لہٰذا آپ کی ذات مطہرہ سے غیب کا انکار کرنا یہ خداوند کریم کے مشروط و مثبتہ کا انکار کر کے قرآن کریم کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ جزا مثبتہ موجود فی الخیر مقرر من اللہ تو شرط کا اثبات حتمی ہے اور اس کو تسلیم کرنا جزو ایمان ہے۔ چونکہ نبی ﷺ کو تمام جہاوں میں کثرت خیر حاصل ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثرت خیر کا مالک و مختار کر دیا ہے تو آپ کو علم غیب بھی حاصل ہوا۔

جب آپ کو خیر کثیر کی شرط سے علم غیب حاصل ہوا تو علم قیامت بھی اس میں شامل ہو گیا۔ لیکن اس کی بحث وتمیحث سے اللہ تعالیٰ نے بطریق احسن منع فرمایا ایسے نہیں فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ قیامت کے جھگڑے کو نہ چھیڑیئے بلکہ ادب محبوب ﷺ کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا۔ یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا (سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے گویا کہ آپ قیامت کے متعلق بحث کرنے والے ہیں) معلوم ہوا کہ قیامت کا علم تو آپ کو ہے لیکن اس کے ظاہر کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے جس کی بحث نہ کرنے کا اشارہ فرمایا ورنہ اگر محض قیامت کے ذکر کو ہی چھیڑنا منع ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے علامات اور اس کے اشارات کا ہی ذکر نہ فرماتا چنانچہ دوسرے مقام پر بھی ایسے ہی اشارہ فرمایا۔ الیہ یرد علم الساعة (اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے) یعنی اگر کوئی سائل سوال کرے تو اس کو یہ نہیں کہا جاتا کہ میرے پاس علم قیامت نہیں ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قیامت کا علم اللہ جانتا ہے یہی مطلب ہے یرد کا اگر اپنے پاس اس کا علم ہی نہیں تو پھیرنے یا لوٹانے کا کیا مطلب کیونکہ پھیری یا لوٹائی وہی چیز جاتی ہے جو مخاطب کی طرف سے آئے اور متکلم کی طرف لوٹائی جائے۔ ایسے ہی خبر جب دووں جانتے ہوں اور پہلے کا دوسرے کو مشورہ یہ ہو کہ یہ خبر تم نہ ظاہر کرنا بلکہ مجھ پر ہی ڈال دینا۔ تو اس کو کہا جاتا ہے کہ دوسرے نے پہلے پر بات کو لوٹا دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ صاف انکار کر دیتا ہے کہ پہلے پر بات کو لوٹا دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ صاف انکار کر دیتا ہے کہ پہلے نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ ایسے ہی اگر نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم قیامت نہ دیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے بلکہ فرما دیتے کہ میں اپنے محبوب ﷺ کو علم قیامت تمہارے سوال کرنے پر بھی ظاہر نہیں کروں گا۔ جب لوٹانے کا ارشاد فرما دیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ پر علم قیامت کی بات ڈالی ہے نہ کہ آپ بے خبر ہیں۔ جیسا کہ مخالف نے سمجھا ہے اور آخری نکتہ علم قیامت کے اظہار نہ کرنے کا

یہی ہے کہ ڈراسی چیز کا ہوتا ہے جس سے بے خبری ہو۔تو آپ للعالمین نذیرا تب ہی کہلوا سکتے ہیں کہ اس کے وقت کا اظہار نہ کیا جائے ورنہ نذیر نذیر نہیں رہ سکتا اور نہ منذور منذور رہ سکتا ہے۔ باقی رہا وما مسنی السواء جزا ثانی شرط اول کی یعنی اگر میں غیب جانتا تو مجھے برائی مس نہ کرتی۔ اب اس کا فیصلہ قرآن کریم پر موقوف ہے کہ آیا آپ کو برائی نے مس کیا ہے یا نہیں۔ اگر برائی نے مس نہیں کیا تو آپ کو غیب سمجھے ہوئے کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں عقل تو یہی چاہتی ہے کہ نبی اللہ کو سوء کی طرف نسبت کرنا ہی ایمان سے خالی ہوتا ہے اور سوء کو آپ کی طرف بھی۔ اور آپ کا اسم ذاتی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے محمد (ﷺ) برگزیدہ۔ تعریف کیا ہوا۔ بے عیب یہ اسم پاک ہی سوء کی نسبت کرنے سے مانع ہے۔ کیونکہ اگر سوء کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے تو آپ محمد ہی نہیں بن سکتے۔ تو اللہ کا اس نام سے پکارنا ہی غلط ثابت ہو جائے گا۔ ثابت ہوا کہ منکرین علم غیب جو آپ کی طرف سوء کو منسوب کر کے آپ کی ذات سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت آپ کے محمد ہونے کے ہی قائل نہیں چہ جائیکہ آپ کی رسالت کے نام لیوا ہیں۔

فیصلہ قرآنی متعلقہ سوء

(۱) بقرہ ۲/۵} اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ (اور کوئی بات نہیں تمہیں (شیطان) برائی اور فحشاء کے ساتھ حکم کرتا ہے) اگر نبی ﷺ کی طرف سوء کو نسبت کیا جائے اور غیب کا انکار کیا جائے تو معاذ اللہ اس سے یہ ثابت ہو گا کہ آپ پر شیطانی تسلط ظاہر کرنا ہے کیونکہ سوء شیطان کی طرف ہی منسوب ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کی خیر سے شیطان کا بھی کمر ٹوٹا ہوا ہے۔ اس نے بھی ڈرتے ہوئے الا عبادک منهم المخلصین کہا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان عبادی لیس لک علیهم سلطان میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں فرمایا ہوا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کے

مخلص بندوں پر سوء شیطانی کا خیال کرنا یا نسبت کرنا یہ قانون قرآنی کے خلاف ہے۔ چہ جائیکہ نبی ﷺ کی ذات مطہرہ سے سوء کی امید لگانا یہ ایمان کے خلاف ہے۔

(۲) یوسف ۱۲/۷} قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَاعَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ . مصری عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہہ دیں ماعلما علیہ من سوء ہم یوسف علیہ السلام پر کسی قسم کی برائی نہیں جانتیں تم مضری عورتوں سے بھی گئے گزرے بن گئے۔

(۳) انعام ۷/۶} مِنْ عَمِلَ سُوْءً بجهَالَةٍ (جس شخص نے برا عمل کیا بے علمی سے) لہذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ سوء جہالت پر موقوف ہے۔ اور جہالت نقص ہے۔ اور نقص آپ کی ذات سے محال ہے۔ چنانچہ سوء کا آپ کو مس کرنا محال۔ ناقۃ اللہ کو اگر برائی مس کرے تو اس کے مس کنندہ کو اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہو۔ چہ جائیکہ نبی اللہ ﷺ کے واسطے برائی کا مس کرنا۔ چنانچہ

(۴) هذه ناقة الله لكم آية فذروها تاكل فی الارض الله ولا تمسوها بسوء فياخذكم عذاب اليم (یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی ہے۔ تم اس کو کھلی رکھنا۔ برائی سے مس نہ کرنا۔ کیونکہ تمہیں درد دینے والا عذاب پکڑے گا) ناقة الله کو اگر سوء سے کوئی چھوے تو اس کو عذاب اہم ہو تو نبی اللہ کو سوء کیسے مس کر سکتی ہے۔ سوء کا مس کرنا تو کجا میں کہتا ہوں کہ سوء اگر آپ کی ذات پاک کی طرف توجہ کرے تو سوء سوء نہ رہ جائے بلکہ خیر بن جائے۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سوء کو پاک کرنے والا ویزکیھم کا رتبہ عنایت فرمایا ہے۔ اور آپ کی ذاتی شان میں اللہ تعالیٰ نے یوں سراہا ہے:

انعام ۸/۲۰} قل اننی هدانی ربیٌ الی صرا مستقیم (فرمادیجئے یارسول اللہ ﷺ بے شک مجھے میرے رب نے صراط مستقیم کی ہدایت دی ہے) جب آپ نے صراط مستقیم کو تھاما ہوا ہے تو برائی مس کرنے کے کیا معنی بلکہ فرمایا انک لتھدی

الی صراط مستقیم (بے شک آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں) کیا اگر خدانخواستہ آپ کو برائی مس کرے تو آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر مس سوء کا آپ کی ذات مقدسہ میں شائبہ بھی ہو تو تبلیغ رسالت ہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ثابت ہوا جو آپ کی نسبت مس سوء کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ فما بلغت رسالته کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو ایمان مومن کے منافی ہے۔

انعام $\frac{8}{20}$ } قل ان صلوتی ونسکی و محیای و مماتی للّٰه رب العالمین (فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی اور میرا وصال اللہ رب العالمین کے واسطے ہے) جس کی حیات و وصال للّٰه رب العالمین کے واسطے ہونے کا فیصلہ اللہ نے فرما دیا ہو تو دوسرا کون ہے کہ آپ کی تمام عمر جو رب العالمین کے واسطے گزری ہو ان سے روگردانی کرا کر سوء کی طرف پھیر دے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ نبی علیہ ﷺ کی ذات کی طرف سوء کو منسوب کرنے والے آپ کو رحمة للعالمین بھی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ سوء اور رحمت دونوں نقیضین ہیں۔ اور اجتماع نقیضین محال۔ پھر سوء کو آپ کی طرف نسبت کرنے سے آپ کی ذات کا ہی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی قسم کی سوء کیوں نہ ہو۔ کیونکہ سوء افعال ذم سے ہے۔ جو شخص نبی ﷺ کو مجتبیٰ اور مصطفیٰ مانتا ہے تو وہ افعال ذم کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی افعال ذم کا آپ کو فاعل قرار دے سکتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسلام سے خارج ہے۔

(۵) یوسف $\frac{12}{3}$ } کَذَالِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ انسوء و لُفحُشَاءَ اِنَّهُ مِنْ عَبَادِنَا الْمخلَصِیْنَ (اسی طرح تاکہ پھیریں ہم اُس یوسف علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے برائی کو اور بے حیائی کو۔ کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں سے تھا) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی طرف برائی کو جانے ہی نہیں دیتا اور نہ برائی کی

جرأت ہے کہ اس کے مخلص بندوں ی طرف بڑھ سکے۔ چہ جائیکہ نبی ﷺ کی طرف برائی کونسبت کیا جائے۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار نبی ﷺ کی طرف سے سوء کے منتظر رہتے تھے۔ جن کا رداللہ نے فرمایا۔

(۶) توبہ $\frac{11}{12}$ } وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ (اور انتظار کرتے ہیں تمہارے ساتھ گردش کا۔ ان پر بری گردش ہو) جب کفار نے کافی الارحام قیامت وغیرہ کے اخبار غیبیہ کے متعلق نبی ﷺ سے سوال عام شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان ے متضاد خیالی کونشر فرمایا کہ ایک وقت تو دوائر کے منتظر ہیں اور دوسرے وقت میں بناء عظیم وغیرہ سے سائل ہیں تو اے سائلین علوم خمسہ وغیرھم اگر تمہارا سوال مجھے یقینی ہے تو حتمی امر متعلقہ سوال پہلے یہ ہے کہ میری ذات محمد کی حقیقت میں کثرۃ خیر وعدم سوء کو داخل سمجھو ورنہ نہیں کیونکہ دائرہ سوء کا تحقق مس سوء۔ کو مستلزم ہے اور سوء کا لزوم کثرۃ خیر کے انعدام سے ہوتا ہے اور جب تم مجھے کثرۃ خیر کا طلبگار اور سوء سے مبرا ہی نہیں سمجھتے تو قیامت وغیرہ کے متعلق تمہارا مجھے سوال کرنا حق بجانب نہیں جس کا جواب رب العزۃ نے بطور نقض پیش فرمایا ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ومامسنی السوء کیونکہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو کثرۃ خیر طلب کر لیتا اور تم کفار میری ذات کیلئے اس کے بھی قائل نہیں اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو مجھے برائی بھی مس نہ کرتی اور حالانکہ تم مجھے سوء سے بھی مبرا نہیں سمجھتے۔

اب اے فرقہ وہابیہ اگر تم بھی نبی ﷺ کے متعلق ان پیشواؤں جیسا ہی خیال رکھتے ہو تو بلاشک نبی ﷺ کو ان علوم غیبیہ سے بے خبر سمجھو ورنہ اس ایۃ کریمہ سے آپ کو ان غیوبات سے مبرا سمجھ کر غیوبات قیامت وغیرہ سے باخبر ماننا پڑے گا۔

(۷) جن $\frac{29}{2}$ } قل ان ادری اقریب ماتوعدون ام یجعل له ربی امدا

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبه احدا الامن ارتضی من رسول یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسلت ربھم واحاط بما لدیھم واحصی کل شی عددا (فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ نہیں جانتا میں جو تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ کیا قریب ہے یا رب میرا اس کے واسطے مدت بنا دے گا۔ غیب کے جاننے والا ہے۔ وہ نہیں مطلع کرتا اپنے تمام غیب پر کسی کو رمگر رسول ؐ سے جس کو پسند کرے۔ اس کے آگے اور اس کے پیچھے نگہبان چلاتا ہے تا کہ وہ رسول جان لے کہ انہوں نے (ملائکہ نے) اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا اور مضبوط کیا اس نے (رسول اللہ ﷺ) نے جو ملائکہ (جبرائیل علیہ السلام وغیرہ) کے پاس ہے۔ اور گھیر لیا اس نے (رسول اللہ ﷺ نے) ہر چیز کو گنتی سے اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی ذات کی طرف سے قیامت کی روایت کا انکار کرواتے ہوئے ظاہر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اس مدت مقررہ کے علم غیب کو اپنے رسولوں پر جس کو مرتضیٰ بنالے ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے چاروں طرف فرشتے بھی متعین فرما دیتا ہے تا کہ اس کے علم غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ملائکہ کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے **علی غیبه** میں اپنے کسی علم غیب کی تحقیق نہیں فرمائی جو نبی ﷺ کو عطا کیا گیا بلکہ غیب کی ضمیر کا مرجع **الغیب** رکھا۔ اور **الغیب** میں ال جنس کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اس کی طرف ضمیر راجعہ کا منسوب نبی ﷺ **فلا یظھر علی غیبه** سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی ﷺ کو اپنا کل غیب عطا کر کے سراہے تو اُس کے انکار کرنے والے کو کیسے صحیح مومن سمجھا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عموم کا احصار نبی اللہ ﷺ کے واسطے کل شے کو ہے۔ جس کل کی تم تخصیص نہیں کر سکتے۔

تفسیر نیشا پوری ۲۹/۲۲} قال قتادہ ومقاتل اے لیعلم محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) ان قد ابلغ جبرئیل ومن معه من الملائكة الوحی بلا تحریف و تغییر و قوله من بین یدیه مع قوله ان قدابلغوا كقوله فان له نارجهنم خالدبن من الحمل على اللفظ تارة وعلى المعنى اخرى ثم اكدما ذكرنا وهوان المراد بالعلم هو الظهور بقوله واحاطه بمالد يهم من الحكم والشرائع اى وقد احاط قبل به ثم عمم العلم فقال واحصى كل شیء من ورق الاشجاروزبدالبحار وقطار الامطار وعدد مصدرفی معنى الاحصاء اوحال ای ضبط كل شیء معدودا محصورا اوتميزا والله اعلم.

تفسیر ابن جریر ۲۹/۶۷} عن ابن عباس لیعلم محمد ان قد ابلغوا رسلت ربهم واحاط بما لديهم واحصى كل شیء عددا (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ لیعلم کا فاعل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تاکہ جان لیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ملائکہ نے اپنے رب کی رسالت کو صحیح پہنچایا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان کے پاس تھا محفوظ فرمایا یعنی جبرئیل علیہ السلام ے پاس سے احکام شرعیہ اور عزرائیل علیہ السلام سے ہر چیز کے موت کا وقت اور مقام اور اسرافیل علیہ السلام سے وقت قیامت علی ہذا القیاس مدبرات امر سے آپ نے تمام تدبیریں محفوظ فرمائیں۔ حتی کہ زبدالبحر وقطار الامطار اعد سے محفوظ فرمائے۔ جس کا نتیجہ واحصی کل شیء عددا سے اللہ نے ظاہر فرمایا۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شئے کے شمار کو گھیر لیا ہے)

تفسیر ابن جریر ۲۹/۶۷} قال ابو جعفر واولى هذه الاقوال عندنا بالصواب قول من قال ليعلم الرسول ان الرسل قبله قد ابلغوا رسالت ربهم وذالک ان قوله ليعلم من سبب قوله فانه يسلک من بين يديه ومن خلفه رصدا وذالک خبرعن الرسول فمعلوم بذالک ان قوله

لیعلم من سببه اذا کان ذالک خبر اعنه وقوله واحاط بمالدیهم یقول وعلم بکل ماعند هم واحصی کل شیء عددا یقولوا علم عدد الاشیاء کلها فلما یخف علیه منها شیء

ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر ذرے ذرے کا علم عطا کیا ہے۔اور آپ نے ہر شے کے علم کو محفوظ فرمایا ہوا ہے۔زمانہ ماضی میں ہو یا حال میں یا استقبال میں۔

وہابی: پانچ چیزوں کا علم سوائے کسی کو نہیں ہو سکتا اور نہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔**ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وما تدری نفس و ذاتکب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیہ خبیر**

محمد عمر: کیا قرآن کریم کا انحصار صرف اسی آیۃ کریمہ پر ہے۔یا ان اشیاء کا ظہور اوعلم جس آیت سے ثابت ہوتا ہو اور شان علم رسالت ظاہر ہوتی ہو اس کی تطبیق اس آیت سے ضروری ہے۔چنانچہ آیت ماقبل سے انہی اشیاء کا ذکر علی غیبہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا۔اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے غیر کی نفی فرمائی اور ثابت کیا کہ نبی اللہ کو بحیثیت نبی اللہ ہونے کے اللہ ہی کی طرف سے ان پانچ اشیاء کا علم ہو سکتا ہے۔نہ اس کو ذاتی ہوتا ہے اور نہ کسی اللہ کے غیر کی طرف سے۔اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے ان خمسہ اشیاء کے علوم کو اپنی طرف نسبت فرمایا۔تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص ان خمسہ اشیاء کے علوم کو اپنی طرف۔نسبت فرمایا۔تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص ان خمسہ اشیاء سے کسی چیز کی صحیح خبر دے تو یہ رسول اللہ کا ہی کام ہے اور نبی اللہ ہی ان کو جان سکتے ہیں۔کیونکہ ان کا علم عطائے الٰہی سے ہوتا ہے۔اسی واسطے اللہ کے نبی کے سوا ان خمسہ اشیاء کا مدعی جھوٹا سمجھا جائے گا۔کیونکہ نبی اللہ کے بتانے والا وہ ذات ہے جس کو ان خمسہ اشیاء کا علم ہے۔اس کے سوا کسی کو علم نہیں۔اس واسطے اس کے تعلق والا ہی ان کے علوم کو ظاہر کر سکتا ہے۔دوسرا نہیں۔چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(۸) ال عمران ۳/۵ } وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم

(اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز کی جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو۔ اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی انعامات عطاء فرمائے جن میں سے یہ دو انعام بھی آپ کو حاصل تھے۔ (۱) پیٹ میں کھائی ہوئی مختلف چیزوں کا علم اور عیسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ کرنا کہ میں بتا سکتا ہوں۔ تمہارے پیٹ کی خوردہ اشیاء کی مقدار جنین اور حمل لڑکی کا ہے یا لڑکا مردہ ہے یا زندہ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جو گھروں میں ذخیرہ ہوم، مدفون ہو یا محفوظ ہو دخیرے کو آپ غائبانہ بلا اسباب بیان کرنے کا دعوی کرتے تھے۔ جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی کہ ان کو یہ علم تھا اور ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو علوم غیبیہ پیدائشی حاصل تھے۔ جیسے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علیہ السلام نے ایک دو گھنٹہ کی عمر میں اپنی تمام عمر کے خصوصی علوم غیبیہ الٰہیہ کو ماں کی گود میں قوم کے سوال کرنے پر ظاہر فرمائے۔

(۹) مریم ۱۶/۲ } فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَادُمْتُ حَیًّاۙ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا (حضرت مریم علیہا السلام نے قوم کے سوال پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم اس سے کیسے کلام کر سکتے ہیں جو گود میں بچہ ہے عیسیٰ علیہ السلام (گود سے) بولے میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ جس جگہ بھی رہوں گا۔ اور اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم بھی دیا ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ اور اس نے مجھے بمع میری والدہ کے نیک و متقی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے سرکش بد بخت نہیں بنایا۔

قوم کوتو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی والدہ کی بریت مطلوب تھی۔
لیکن حضرت عیسی علیہ السلام وجعلنی برابوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا ہی فرمادیتے تو کافی تھا۔ بجائے اس کے آپ نے اپنی کلام میں اتنی طوالت فرمائی تو یہ بھی آپ کو علم غیب ہونے کی یک خاص علامت تھی۔ جو آپ نے استقبالیہ غیب کے علم کو ظاہر فرما کر اپنی قوم کو یقین دلا دیا۔ کہ جب میں آئندہ کے اپنے تمام واقعات غیبیہ صحیح پیش کررہا ہوں۔ تو اپنی والدہ کی بھی صحیح خبر ظاہر کرنے میں شکی نہ ہوں گا۔ اسی واسطے فرمایا۔ انی عبداللہ میں اللہ کا بدہ ہوں۔ یہ کلام بھی ا ستقبالیہ غیب پر دال ہے یعنی تم میرے بڑے ہونے کے بعد مجھے خدا کا بیٹا کہہ کر میرے اللہ کو شرک سے متہم کرو گے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی بریت سے پہلے اپنے رب کی بریت فرمائی فرمایاانی عبداللہ آپ کو ان کے ابن اللہ کہنے کا علم اسی وقت تھا جس بنا پر آپ نے ان کا رد کرتے ہوئے اپنے اللہ کی بریت فرمائی جس سے ان کے علم غیب کا ثبوت ملا۔ اور علم مافی غد کی دلیل بیان فرمادی۔ پھر اتنی الکتاب فرما کر علم ماذاتکسب عدا کا اظہار فرمایا اور وجعلنی نبیا سے ثابت کردیا کہ نبی اللہ کی نظر پیدائشی علم غیب پر ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز ابھی لوح محفوظ درج تھی جس کا نزول بعد از بلوغت ہونا تھا۔ پھر انہوں نے دعویٰ کرنا تھا۔ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے پہلے دن ہی بیان فرمادیا۔ کیا یہ ماذا ثکسب غدا کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ خاصہ اللہ کا ہی ہوتا اور کسی انبیاء کو ظاہر نہ فرمایا ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ جھوٹا کردیتے۔ اور وجعلنی مبارکا اینما کنت سے اپنے مقام کے متبرک ہونے کو ثابت کرکے بیان فرمایا کہ آپ کو بچپن میں ہی ماذاتکسب غدا کا اپنی ذات کے متعلق بابرکت ہونے کا بھی علم ہے۔ جو علوم خمسہ کی ایک جزو ہے۔ اوصنی بالصلوۃ والذکوۃ ما دلت حیا سے بھی اپنی تمام عمر کے

ماذاتکسب غدا کا ثبوت دیا۔ جس کی فرضیت کا حکم ابھی عائد نہیں ہوا۔ لوح محفوظ میں ہی درج ہے۔ لیکن آپ اس کو بیان فرمارہے ہیں یہ بھی علوم خمسہ کی دلیل ہے۔ اتنے اعمال مستقبلہ کو صحیح ثابت کر کے اپنے علوم غیبیہ کا قوم کو پورا یقین دلایا۔ بعدازاں علوم ماضیہ کو بیان کرتے ہوئے اپنی اور اپنی والدہ کی تہمت کو قوم کی نظروں میں صاف کر دیا۔ اور قوم منکرین غیب کو آپ نے اپنی ذات کے واسطے علوم خمسہ کا واضح ثبوت دیا ہے فرمایا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا میں بمع اپنی ماں کے متقی ہوں۔ یعنی مجھے بھی اللہ نے پرہیزگار اور متقی بنایا ہے۔ اور میری والدہ بھی بڑی متقیہ رہے۔ اور میری والدہ ہی عصمت کا ثبوت واضح ہے۔ کیونکہ اس نے مجھے متکبر اور بد بخت نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھے متکبر اور بد بخت بنا دیتا تو یہ علامت ولد الزنا کی ہوتی ہے جب میں متکبر اور شقی نہیں تو ولد الزنا نہیں معاذ اللہ اور جب میں ولد الزنا نہیں تو میری والدہ مشکوکہ نہیں۔ جیسے کہ تم سمجھ بیٹھے ہو۔ اس آیت کریمہ سے مانی الارحام کا علم اور امافی القلوب کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے یقیناً ثابت ہو گیا۔

اس آیۃ کریمہ سے يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا کی تشریح عیسیٰ علیہ السلام نے بیان فرما کر شان نبوت اور نبی اللہ ہونے کا پکا ثبوت دیا نبی اللہ اگر علوم خمسہ کو بیان نہ کر سکے تو اس کی صداقت واضح نہیں ہو سکتی خداوند تعالیٰ جب اپنے نبی علیہ السلام کو باقی طاقت ایسی عطا کرتے ہیں جو مخلوق طاقت کو عاجز کر دے تو ایسے ہی رب العزۃ علمی طاقت بھی اپنے نبی علیہ السلام کو ایسی ہی عطا فرماتے جو انسانی علوم کو عاجز کر دے اور وہ صرف علم لدنی الہی سے ہی طاقت علمی ہو سکتی ہے۔ جس سے علوم خمسہ کی خصوصیت بھی ہے اور یہ علوم خمسہ علوم الٰہیہ سے اتنی مقدار بھی نہیں جیسا کہ سمندر سے ایک قطرہ کو نسبت ہو اور دیو بندی وہابی نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اگر علوم خمسہ مخلوق کو عطا کر دے تو معاذ اللہ خدا کے ساتھ شرک لازم آئے

گا بیچارہ ایسا کم علم ثابت ہوا کہ علم الٰہی کو علوم خمسہ میں ہی محیط سمجھ بیٹھا حالانکہ خداوند کریم کا اپنے بے پایاں علم سے علوم خمسہ کو اپنے خصوصی علم کا ثبوت دینا اوران کا مظہر علوم انبیاء علیہم لسلام کو بتانا انبیاء اللہ ہونے کی زبردست دلیل دی ہے جس میں کسی کو مداخلت غیر نہیں محض احسان الٰہی ہی فیضان ہے۔جن فیوضات الھیہ کا دیوبندی وہابی بیچارہ منکر ہو بیٹھا ہے اور دلیل نبوت کا انکار کو مستلزم ہے۔

(۱۰) ابراہیم ۱۳/۶ } رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ (اے رب میرے میں نے بسایا ہے اپنی اولاد سے غیر زراعتی وادی میں تیرے بیت الحرام کے پاس) اس آیت کریمہ سے من ذریتی میں رب العزۃ نے من تبعیضیہ کو بیان فرمایا کرابراہیم علیہ السلام کے واسطے علم مافی الارحام اور ماذاتکسب غدا کا ثبوت پیش کردیا کیونکہ اسحٰق علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ہی من ذریتی فرمادیا اور منکرین کا دم توڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلا[م] نے بیت الحرام کا بیان فرمایا۔جس کا وہاں نام ونشان نہ تھا۔اس مقام پر بھی حضرت ابراہیم عیہ السلام نے بھی ماذاتکسب غدا کا علمبیان کیا۔چناچہ رب العزۃ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق علم غیب ہونے کی شہادت دی ہے۔کوئی شخص ایمان لائے یا نہ فرمایا:

(۱۱) انعام ۷/۹ } وَکَذٰلِکَ نُرِیۡٓ اِبۡرٰہِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین وآسمان کی بادشاہیاں دکھا دیں) ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تو اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کے علوم غیبیہ عطا کرے کا ارشاد فرمادیں اور تم یہ عقیدہ رکھو کہ غیب کا علم خدا کے سوا دوسرے کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے۔اور فوراً آیت پڑھ دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لہ غیب السمٰوٰتِ والارض کون کونسی آیت پڑھو گے رب العزۃ نے توان آیات میں اپنی طاقت علمی کا

اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللہَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ پھر فرمایا اِنَّ اللہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پھر فرمایا لِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور سنیئے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَ اور اپنی اس طاقت علمی کو خصوصیت سے فوقیت دی فرمایا قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللہُ سب اپنی طاقت علمی خصوصی کا دعویٰ فرما دیا تو مدعی علیہ کے انکار پر دعویٰ کی دلیل پیش کرنا فرض تھا تو رب العزۃ نے اپنے ان مذکورہ بالا دعویٰ کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کو مظہر علوم خمسہ بنا کر دلیل دی جیسا کہ ان مذکورہ بالا آیات کی دلیل ابراہیم علیہ السلام سے بیان فرمائی وَ کَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور تا کہ زمین و آسمانی غیوبات نبی اللہ کے دیکھنے سے خداوند کے علمی دعوے غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی بھی دلیل کفار کو ثابت ہو جائے تو علم سماوی وارضی انبیاء علیہم السلام کو عطا ہونے سے دلیل علمی توحید و رسالت مکمل ہوئی۔ اور اگر دیوبندی وہابی کی طرح مذکورہ بالا آیات کو تلاوت کر کے علوم غیبیہ علوی سفلی کو محض خداوند پر ہی اکتفا کیا جاوے۔ اور نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو پس پشت ڈال دیا جاوے۔ تو معاذ اللہ یہ مذکورہ بالا آیتیں محض دعوی بلا دلیل عملی ہونگی۔ لہذا ہر مومن کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ علوم غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو عطا کر کے صداقت نبوت کے لئے دلیل پیش فرمائی ہے۔ ورنہ علوم الٰہیہ کا غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے عالم ہونے کا منکر تو کوئی کافر بھی نہیں۔

یہ ہے آیت کا مطلب جو ایک آیت نے ہی تمہارے اختلافات کو حل کر دیا۔ اب تم انصاف کرو کہ تمہاری عقل واجتہاد درست ہیں یا اللہ کا فرمان کافی ہے۔ جس ذات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علوم خمسہ کا علم بھی عطا فرمایا۔ کیونکہ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں علوم خمسہ اشیاء بھی شامل ہیں۔

(۱۲) مریم ۱۶/۳ } یٰاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا (اے میرے باپ میری یہ شان ہے کہ میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں ہے۔ تو میری اتباع کر لے۔ میں تجھے سیدھے رستے کی ہدایت دوں گا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہوئے دعویٰ فرمایا۔ کہ مجھے علم غیب حاصل ہے جو تیرے پاس نہیں۔ اگر تو نے میری اتباع کی تو میں تمہیں سیدھے رستے کی طرف لے چلوں گا۔ اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام کے علم کے ساتھ جو غیب کی صفت لگائی گئی ہے۔ اس کے تین وجوہات ہیں (۱) کَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ آپ کے علم غیب کو واضح کر دیا ہے کیونکہ اگر غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ کی کمال رؤیت اور احسان الٰہی کیسے ہوسکتا ہے (۲) قد جاء نی من العلم آپ نے فرما کر علم کے ساتھ فعل جاء کو بیان کیا تا کہ ثابت ہو جائے کہ یہ میرا علم غیب الٰہی سے ملے اسی واسطے جاء کی قید نے علم کو غیب سے متصف کرا دیا (۳) اور مَالَمْ یَاْتِکَ کے فرمان نے صاف غیب کی تاکید فرمادی۔ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں تو اسی مَا غَابَ عَنْکَ کی حقیقت ہی تو غیب ہے جو اس سے صاف عیاں ہے۔ تینوں وجوہات کی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کے دعوے سے علم غیب کی اصلیت واضح ہوگئی۔

(۱۳) حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کوئیں میں گرنے سے پہلے ہی مافی الغد کا ارشاد فرمایا فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا کہ تجھ سے تیرے بھائی حیلہ کریں گے فَیَکِیْدُوْا صغیہ استقبال فرما کر قبل از وقت علم غیب کی اطلاع دے دی۔ پھر فرمایا:

(۱۴) یوسف ۱۲/۱ } وَکَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰی

اَبَـوَیْکَ مِـنْ قَبْـلُ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (اوراسی طرح چنے گا تجھے تیرارب اور سکھادے گا تمہیں تعبیر رویا اوراپنی نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔ اورال یعقوب پر پوری کرے گا۔ جیسا کہ تیرے باپ دادا ابراہیم اوراسحٰق علیہم السلام پراس نے اپنی نعمتیں پوری کیں بے شک تیرارب بڑا جاننے والا اور بڑادانا ہے) اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے متعلق تین بڑے امور ماذاتکسب غدا کے علوم غیبیہ کی اطلاع دی (۱) یوسف علیہ السلام کا دوسرے بھائیوں سے برگزیدہ ہونا۔ یعنی بادشاہی ملنا اور بھائیوں کا ماتحت ہونا (۲) تعبیر رؤیا کا علم جوابھی یوسف علیہ السلام کو حاصل نہیں تھا۔ اللہ کے پاس ہے یا لوح محفوظ میں ویعلمک من تاویل الاحادیث سےاس علوم الھیہ کی غیبی خبر دینا (۳) ویتم نعمتہ علیک سے یوسف علیہ لسلام کی نبوت کی خوش خبری دینا یہ بھی مافی الغد کا علم ہےاور آل یعقوب فرما کر مافی الارحام کے علم سے خبردارفرمایا۔ یہ ہیں خداوندکریم کے ماذاتکسب غدا اورمافی الارحام کے پاس شدہ نبی جن کوتم محض خدا کا ہی خاصہ ثابت کررہے تھےاور انبیاء علیہم السلام کی ذات سے ان علوم خمسہ کا ہونا بالکل محال سمجھتے تھے۔

(۱۵) نوح $\frac{۲۹}{۴}$ }وَقَالَ نُوْحُ رَّبِ لَاتَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا اِنَّکَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا (اور نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے رب زمین پر کسی کافر کی آبادی کو نہ چھوڑ۔ اگر تو نے چھوڑا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور سوائے فاجر اور کافر کے وہ نہ جنیں گے اس آیۃ کریمہ میں نوح علیہ السلام نے دوامور غیبیہ کی علوم خمسہ سے اطلاع دی (۱) یضلوا عبادک سے کفار کے زمانہ استقبال میں گمراہ کرنے کو ظاہر کرنا۔ یعنی ماذاتکسب غدا کے علم کا قبل از وقت ارشادفرمانا) (۲) ولا یلدوا

الافاجرا کفارا سے تمام کفار کے مافی الارحام کی قبل از وقت صحیح خبر دینا اور مافی الاصلاب کا پتہ دینا۔

خضر علیہ السلام بھی مَاذَاتَکْسِبُ غَدًا پاس تھے ملاحظہ ہو۔

(۱۶) کہف ۱۶/۱۰ } (۱) خضر علیہ السلام نے ظالم بادشاہ کے پہنچنے کے پہلے کشتی کی ایک تختی اکھاڑ دی۔ جس کی تعبیر بعد میں ظاہر فرمائی (۲) لڑکے کو قتل کر دیا اس بنا پر کہ وہ اپنے ماں باپ کو بالغ ہو کر گمراہ کر دے گا (۳) دیوار بنا دی کیونکہ اس کے نیچے خزانہ تھا۔

﴿نبی ﷺ کا مَاذَاتَکْسِبُ غَدًا کی خبر دینا﴾

(۱۷) کافرون ۳۰} وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ (اور نہیں ہوں میں اس چیز کی عبادت کرنے والا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں) اس آیۃ کریمہ میں نبی ﷺ ۔ کل کی خبر دی کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو اس کی میں نہیں عبادت کروں گا۔ اور نہ تم عبادت کرو گے۔ جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تو یہ آپ کی پیشگوئی ہے مَافِی غد کی۔

(۱۸) ابوداود ۲/۸ نسائی شریف ۱/۲۹۳ مسلم شریف ۲/۳۸۷ و ۲/۱۰۲ مسند ابوداود طیالسی ص ۹ خصائص کبریٰ ۱/۱۹۹ }

قَالَ اَنَسٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھٰذَامَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَھٰذَامَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ. فَقَالَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَاجَاوَزَاحَدٌ مِّنْھُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَسلم فَامَرَبِھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاَخَذَبِاَرْجُلِھِمْ فَسُحِبُوْا فَاُلْقُوْا فِیْ قَلِیْبِ بَدْرٍ (انسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ۔ اور آپ نے اپنے دست پاک کو زمین پر رکھا۔ اور یہ ہے کل

فلاں کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دست پاک کو زمین پر رکھا تو فرمایا حضرت انسؓ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دست پاک کی جگہ سے ان فرمودہ آدمیوں سے کوئی بھی پس و پیش نہیں ہوا تو بمطابق حکم حضور ﷺ ان کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر قلیب بدر میں ڈالا گیا) اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ نبی ﷺ نے امور خمسہ سے امرین کی اطلاع قبل از وقت فرمائی (۱) ماذاتکسب غدا کا علم یعنی کل کیا ہوگا (۲) اور بای ارض تموت کا علم یعنی کونسی زمین میں مرے گا۔ تو نبی ﷺ نے صاف لفظ غد یعنی کل کا علم ظاہر فرمایا۔ اور زمین پر دست پاک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے مرنے کی جگہ پہلے ہی ظاہر فرما دی۔ کیا ان دو کا امور خمسہ سے ارشاد نبی ﷺ صحیح نہیں اگر صحیح ہے تو اس پر ایمان لانے سے آپ کو کوئی مذہبیت مانع نہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ شان مصطفیٰ ﷺ ہے۔ پھر تمہیں یاد ہونا چاہیے کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ متعوبین بھاگ گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کے نبی نے جو کچھ فرما دیا ہے وہ سچ ہو کر ہی رہے گا۔ لیکن دوسرے دن ان کو میدان جنگ میں آنا پڑا اور انہیں فرمودہ مقامات پر وہ قتل کیے گئے۔ ذرا انصاف کی نظر سے غور کریں۔ کہ کفار کا عقیدہ تو انبیاء کے متعلق ان کے علوم خمسہ پر صحیح ہو اور تم امتی بن کر ان کے علوم صحیحہ کا انکار کرو تو کیا منکرین علوم خمسہ کو ان مقتولین کفار سے بدتر نہ کہا جائے۔ میرے خیال میں یہ کہنا بجا ہوگا زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق ہی واقع ہوا۔

(۱۹) مشکوۃ شریف ص ۴۸۰} عَنْ عَبْدَ اللہ بن عمرو قال قال رَسُوْلَ اللہِ ﷺ یَنْزِلُ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَهٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَةً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ (عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے تو نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ اور ۴۵ سال قیام فرمائیں گے۔ پھر ان کا وصال ہوگا تو

میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کئے جائیں گے) اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے پانچ غیبی امور کو ظاہر فرمایا۔ جو قرب قیامت میں ہونے والے ہیں (۱) عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع (۲) عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے کی اطلاع (۳) عیسیٰ علیہ السلام سے اولاد کا ہونا یعنی مافی الارحام کے علم کی آپ نے کئی صدیوں پہلے اطلاع فرمادی (۴) عیسیٰ علیہ السلام کے قیام کی پوری میعاد ۴۵ سال کا ارشاد فرمادینا (۵) عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے مقام کی اطلاع دینا۔ لہٰذا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے امور خمسہ سے امور ثلاثہ غیبیہ مخصوصہ کی خبر صحیح بیان فرمائی جس پر ہر کلمہ گو مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ قرب قیامت میں ایسے ہی ہو کر رہے گا۔ الا فرقہ مرزائیہ جو ان اطلاع ثلاثہ کے منکر ہیں اب تم سوچو کہ تمہارا ایمان نبی ﷺ کے امورات مغیبہ فرمودہ پر صحیح ہے تو تم نبی ﷺ کے واسطے علوم خمسہ کے قائل ہو گئے۔ تو فبہا ورنہ فرقہ مرزائیہ میں شامل ہو گے۔

(۲۰) کنز العمال ۲۶۸/۷} عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنِّىْ اَرٰى اَنِّىْ اَعِيْشُ مِنْ بَعْدِكَ فَتَأْذَنْ لِىْ اَنْ اُدْفَنَ اِلٰى جَنْبِكَ فَقَالَ وَاِنِّىْ لِىْ بِذَالِكَ الْمَوْضِعِ مَا فِيْهِ اِلَّا مَوْضِعُ قَبْرِىْ وَقَبْرِ اَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ (حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں دیکھتی ہوں کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ آپ مجھے اجازت فرمائیے کے میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بے شک میرے واسطے یہی جگہ ہے یعنی میرا مدفن یہی ہے۔ اور کسی کی جگہ نہیں سوائے میری قبر کے اور سوائے ابو بکرؓ کی قبر کے اور عمرؓ کی قبر کے اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے) اس حدیث شریف میں نبی ﷺ نے چاروں کے مدفن کا علم بیان فرمادیا۔ جس سے مافی غد کا علم بھی ثابت ہو گیا۔ چنانچہ بمطابق فرمان مصطفیٰ ﷺ آپ کے اسی مقررہ مقام پر آپ کا بھی

اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بھی اور حضرت عمرؓ کا بھی مدفن بن چکا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی جن کا قیام ابھی آسمان پر ہے انشاء اللہ العزیز بقرب قیامت آپ کے فرمان کے مطابق حضور ﷺ کے روضہ اطہر میں ہی دفن ہوں گے فَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَفْسًا بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَمَا ذَاتَکْسِبُ غَدًا لَاْ کَمَاْ زَعَمْتَ

(۲۱) مسلم شریف ۲/۴۰۱ } نبی ﷺ نے دجال کے قتل کا مکان بیان فرمایا:

فَیَطْلُبُہٗ حَتّٰی یُدْرِکَہٗ بِبَابِ لُدٍّ فَیَقْتُلُہٗ (تو دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تلاش کریں گے۔ حتی کہ باب لد کے پاس دجال کو پالیں گے۔ تو اس کو قتل کر دیں گے) نبی ﷺ نے اس مقام پر دونوں علوم غیبیہ کی اطلاع فرمادی۔ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور مَاذاتَکْسِبُ غَدًا یعنی کل کا علم اور مرنے کا صحیح مقام۔

(۲۲) کنز العمال ۷/۲۰۲ } لیقتل ابن مریم الدجال بباب لد (ابن مریم دجال کو باب لد میں ضرور قتل کرے گا) باقی رہا پیٹ کا علم بدلیل قرآن کریم جس کے متعلق نوح علیہ السلام کے بیان میں ولا یلدوا الا فاجرا کفارا واضح ہو چکا ہے نبی ﷺ کے متعلق مافی الارحام کا ذکر (مافی الارحام کا ذکر حدیث صحیحہ سے)

(۲۳) بخاری شریف ۱/۱۹ مسلم شریف ۲/۲۶۴ } عَنْ ابی بردہ عَنْ ابی موسیٰ قَالَ سُئِلَ نَبِیُّ ﷺ عن اَشْیَاءَ کَرِھَھَا فَلَمَّا اُکْثِرَ عَلَیْہِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْکَ حُذَافَۃُ فَقَالَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَبُوْکَ سَالِمُ مَوْلٰی شَیْبَۃَ فَلَمَّا رَءٰی عُمَرُ مَا فِیْ وَجْھِہٖ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ (ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نبی ﷺ چند ایسی اشیاء سے متعلق سوال کئے گئے جن کے اظہار کو آپ برا محسوس فرماتے تھے تو

جب آپ پر زیادہ دفعہ سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جوش رحمت میں آ کر لوگوں سے فرمایا جو تمہارا دل چاہے تم مجھ سے دریافت کرلو۔ تو ایک آدمی (عبداللہ) نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرا باپ حذافہ ہے تو دوسرا شخص (سعد) کھڑا ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے۔ تو آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپ کے رخ انور پر رحمت کے بل چمکتے نظر آ رہے ہیں۔ کہ فرمایا کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں) اس کے آگے دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا سلونی سلونی (دریافت کر لو مجھ سے۔ دریافت کرلو مجھ سے) فبرک عمر علی رکبتیہ تو حضرت عمر گھٹنے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کردیا رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا ثلاثا فسکت تین دفعہ پڑھنے سے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو رب پسند کیا۔ جس نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی غلامی کی توفیق دی۔ اور اسلام کو دین پسند کرلیا جو اللہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اور اس کے رہبر مطلق محمد ﷺ کو غیبی خبر دینے والا پسند کیا۔ دیوبندی وہابی اگر اس وقت موجود ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم ان کے دربار رسالت میں دوزانو بیٹھنے سے فتویٰ جڑ دیتے لیکن کیا ہی عجیب کلام پاک ہے۔ جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے دربار مطہر میں مؤدبانہ گھٹنے ٹیک کر عرض کر کے آپ کی رضا کو حاصل کرلیا۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بلا اسباب مافی الارحام کا علم عطا فرمایا۔ بلکہ حضور اکرم ﷺ نے کئی سالہ پوشیدہ گرے ہوئے نطفے کی حقیقت کو مافوق الاسباب ظاہر فرما دیا۔ حضرت عبداللہ کو تو لوگ حضرت خدافہ ان کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے تمام لوگوں کو جھوٹا

کر کے حضرت عبداللہ کے اصلی باپ خدافہ کی پشت سے ثابت فرما دیا۔ ایسے ہی سعد کو اس کے باپ سالم مولیٰ شیبہ کی حقیقت ظاہر فرما دی۔ اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہو گئے (۱) نبی ﷺ کو غیب کلی کا علم حاصل تھا ورنہ سلونی کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ علوم خمسہ کو اپنے اعلان میں مستثنیٰ فرما دیئے۔ جب آپ نے پانچوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علوم خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے عموم کی تخصیص کرے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علوم خمسہ کے ایک ہی سوال سے آپ کے جواب کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھے۔ اور آپ کے علم مافی الارحام کا انکار کرے تو یہ انکار رسالت ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے وہی سوال کرنا جس کی وحی نازل ہو چکی ہو۔ اور لوگوں نے بھی امتحان رسالت کے واسطے علوم خمسہ کا ہی سوال پیش کیا اور آپ نے بھی بلا فصل علوم خمسہ کے حل کرنے کو معرض التوا میں نہیں ڈالا تاکہ تکذیب دعویٰ نہ لازم آئے۔ بلکہ جس نے بھی کھڑے ہو کر مافی الارحام کا سوال کیا تو آپ نے فوراً اس کا صحیح جواب سنا دیا۔ تو یہ سلونی آپ کا فرمان غیب کلی کے علم کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن عطائی نہ ذاتی اسی واسطے حضرت عمرؓ نے رضیت باللہ ربا کا پہلے اقرار کیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا مغیبات خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور آپ کے علم غیبیہ کلیہ پر ایمان لانا چونکہ اسلام میں داخل تھا۔ اس واسطے وبالاسلام دینا کا اقرار کیا اور چونکہ نبی ﷺ کے علوم امور خمسہ کا آپ کو یقین تھا اس بنا پر وبمحمد نبیا ارشاد فرمایا کیونکہ نبی کے معنی ہی غیبی خبر رکھنے والے کے ہیں۔ اور چونکہ نبی ﷺ نے اس موقعہ پر مافی الارحام کی غیبی خبر بیان فرمائی تھی جس کا تعلق آپ کی صفت نبوت سے تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ اس صفت عظیمہ علمی کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو باقی مغیبات اربعہ سے متعلق اعلان کی بندش کروا دی (۲) اس حدیث سے آپ کا حاضر و

ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ ورنہ آپ اسی وقت فرما دیتے کہ میں اس وقت حاضر و ناظر نہ تھا جب انکار نہیں فرمایا بلکہ خود ان کی ولایت کو ظاہر فرما دیا تو علاوہ ما فی الارحام کے علم حاصل ہونے کے آپ ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا (۳) اپنے بزرگ کے سامنے عاجزانہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا طریقہ مسنون ثابت ہوا۔ یہ فعل اس کی عبادت نہ سمجھی جائے گی۔ جیسا کہ بعض مبتدعین جہلا ان احادیث صحیحہ اور افعال و سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بناء پر شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم ﷺ حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی رضا طریقہ مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اس مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۲۰/ادرج ہے۔ باب من برک علی رکبتیہ عند الامام او لمحدث اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال لیا ہے۔ اس حدیث پاک کا واقعہ یہ ہے۔

(۲۴) تفسیر خازن $\frac{۱}{۳۸۲}$ } نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت اپنی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو جو مجھ پر ایماندار تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم کروایا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے (اس خبر کو سن کر) استہزا کیا (جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر آجکل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں) کہ محمد ﷺ نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں جانتا تو یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی۔ پھر فرمایا مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ فِیْ مَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ اِلَّا نَبَّاْتُکُمْ بِہٖ

فَکَانَ عَبۡدُ اللّٰہِ بۡنِ حُذَافَةَ سَھۡمِیُ فَقَالَ مَنۡ اَبِی یَارَسُوۡلَ اللّٰہ الخ (کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرلو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔ تو عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی حقیقت کا سوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخیر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رضیت باللہ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی ﷺ نے فرمایا فَھَلۡ اَنۡتُمۡ مُنۡتَھُوۡنَ فَھَلۡ اَنۡتُمۡ مُنۡتَھُوۡنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الۡمِنۡبَرِ یعنی کیا تم ﷺ کے علم پر اعتراض کرے سے رکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے ائے۔ نبی ﷺ نے منکرین غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہوتا یا امور خمسہ کا علم نہ ہوتا تو آپ ان کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کرلو۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری تخصیص فائدہ مند نہ ہو گی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرمانا تو یہ آپ کے نذیر ہوے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نذیر ہیں۔ نہ کہ خود منذرین میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد ڈر سے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۲۵) آل عمران ۴/۱۸} مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلٰی مَآ اَنۡتُمۡ عَلَیۡہِ حَتّٰی یَمِیۡزَ الۡخَبِیۡثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطۡلِعَکُمۡ عَلَی الۡغَیۡبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَاِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَلَکُمۡ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر تم ہو مجموعہ مومنین ومنافقین) جب تک کہ پلید (منافق) سے پاک (مومن) کو علیحدہ نہ کرے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے (غیب سکھانے پر دوسروں سے) برگزیدہ کرلیتا ہے۔ تو اللہ

تعالیٰ کے ساتھ تم ایمان لاؤ (کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے) اور اس کے رسولوں پر (کہ ان کو اللہ کا دیا ہوا غیب ہے) اور اگر تم (ان دو امور پر) ایمان لے آئے اور ڈرے تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے)

اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد منافقین کو مومنین سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اس علیحدگی کا سبب نبی ﷺ کی ذات بابرکات کے علوم غیبیہ پر اعتراض کرنا تھا۔ اگر نبی ﷺ کے علوم غیبیہ پر اعتراض نہ کرتے تو شاید یہ مار آستین مومنوں کی صفوں میں ہی پردہ پوش رہتے۔ لیکن ان کے اعتراض کرنے سے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے کل غیب پر ایمان رکھنے والوں سے ان کو علیحدہ کر دیا۔ وَمَا علینا الا البلاغ مبین

(۲۶) نسائی شریف ص ۲/۱۷۱ عَنْ عَلِيّ رضی الله تعالی عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ يَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفِهَاءُ لَاحْلَامِ يَقُوْنَ يَقولُوْنَ مِن قَوْلِ خَيْرِ البَرِيَّةِ لَايُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَايَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو اکثر عمر رسیدہ ہوں گے۔ کم فہم ہوں گے اور حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کریں گے۔ اس کا ایمان حنجروں سے نیچے نہ اترے گا۔ اور دین الٰہی سے ایسے دور گزر نکلیں گے جیسا کہ تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے (یعنی دین میں داخل ہو کر پھر دین کو چھوڑ کر پار نکل جائیں گے) تو اے مومنو تم جب ان سے ملاقات کرو تو ان کو قتل کر دو۔ کیونکہ ان کے قتل کرنے کا ثواب قاتل کو اتنا ہے جیسا کہ اس نے قیامت تک ان کو قتل کیا اب تم سوچو کہ یہ جماعت کونسی ہے۔ اور اپنے مافی غد کا علم کئی سو سال پہلے فرما دیا۔ اس وقت وہ ابھی ماؤں کے پیٹ میں بھی نہ تھے۔ اور مافی الارحام مستقبل کا علم آپ نے اس وقت ظاہر فرما دیا۔

(۲۷) بخاری شریف ۱/۴۶۹ } حدثنا عمر بن حفص حدثنا ابی حدثنا الاعمش حدثنا زید بن وهب حدثنا عبداللہ حدثنا رسول اللہ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ وَالْمَصْدُوقُ اِنَّ اَحَدَ کُمْ یُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَةً مِثْلُ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً مِثْلُ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَیْهِ مَلَکًا بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیُکْتَبُ عَمَلُهٗ وَاَجَلُهٗ وَرِزْقُهٗ وَشَقِیٌّ اَوْسَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْهِ الرُّوْحُ (رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا جو سچے ہیں اور سچے کیے گئے ہیں کہ ایک تمہارا کوئی بھی ہو اس کی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن اس کا نطفہ جمع رہتا ہے پھر وہ خون کا لوتھڑا بنتا ہے۔ ۴۰ دن گوشت کا مضغہ بنتا رہتا ہے پھر اللہ تعالی اس کی طرف چار کلمے دے کر ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ (۱) تو وہ اس کے عمل لکھتا ہے۔ (۲) اس کی موت کا وقت لکھتا ہے (۳) اس کا رزق لکھتا ہے (۴) بد بخت یا نیک بخت لکھتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونکا جاتا ہے) آپ کے لئے بھی پیٹ کا علم کلی کا ہونا ثابت ہوا۔

اب حدیث کے دعویٰ داروں سے امر مطلوب یہ ہے کہ پیٹ کا علم کہا جاتا ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ حالانکہ اس فرشتے کو ہے جس کا ذکر نبی ﷺ نے فرمایا ماذاتکسب غدا کا علم بھی اور اس کے مرنے کے مقام کا بھی اور اس کے رزق کا بھی اور اس کے شقی وسعید ہونے کا بھی پھر اس میں روح پھوکا جاتا ہے۔ روح پھونکنے والا بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ امور خمسہ کے علوم کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ ملائکہ کو روح کا علم بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح۔ کیونکہ اگر فرشتے کو روح کا علم نہ ہو تو اس کا حامل کیسے ہوسکتا ہے۔ اور اس کا فاعل کیسے ہوسکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کا علم اور امور خمسہ کا علم باذن اللہ ملائکہ کو حاصل ہے۔ اس حدیث صحیح بخاری سے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ بھی حل ہو گیا لیکن عوام الناس کو حکم ہوا کہ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا نبی ﷺ کے متعلق ارواح کے علم کا

ہو نبتین بنفحہ ہے چنانچہ مسجد اقصی میں نبی ﷺ نے تمام انبیاء کرام کو جماعت کرائی آپ کو ارواح کا علم تھا تو ہی تمام انبیاء کی پہچان فرمائی ملاحظہ ہو۔

مسلم شریف $\frac{1}{96}$ } اور قبور میں آپ کا پیش کیا جانا عالم ارواح سے آپ کے باخبر ہونے پر دال ہے اور خصوصا آسمانوں سے پہلے آسمان پر روح آدم علیہ السلام کی پہچان کرنا دوسرے آسمان میں یحیٰی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو پہچاننا اور ارواح سے اجسام کی تمیز کرنا تیسرے آسمان پر روح یوسف علیہ السلام سے ملاقی ہونا چوتھے آسمان پر روح ادریس علیہ لسلام کی تمیز کرنا پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام کے روح سے ملاقات کرنا چھٹے آسمان پر روح موسوی سے ہمکلام ہونا ساتویں آسمان پر روح ابراہیم علیہ السلام سے گفتگو کرنا احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے اور عالم اروح میں نبی ﷺ نے اپنی امت کے علماء سے جو طبقات الشافعیۃ الکبری $\frac{4}{112}$ میں مذکور ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو پسند فرمایا۔ عالم ارواح میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دشمن کو کوڑے لگوائے تم کہتے ہو کہ آپ کو روح کا علم نہیں اب ثابت ہو گیا کہ آپ کو تمام ارواح کا علم حاصل ہے۔ کیا ملک الموت کو بھی روح کا علم نہیں ملک الموت الذی وکل بکم اگر ملک الموت کو روح کا علم نہیں تو وہ روح کو جسم سے علیحدہ کیسے کر لیتا ہے اور اسی لئے قل الروح من امر ربی جواب دیا گیا کہ روح کا قبضہ ملک الموت کو دیا گیا ہے۔ اس میں علم ظاہر کر کے کفار کو عاجز نہیں بننے دیا جاوے گا۔ اور نبی ﷺ تو روح اور جسم کے عاجز تو کیا لما یحییکم فرمان الٰہی کے مطابق روح کا تعلق ہی جسم کے ساتھ تب ہوتا ہے اور مخلوق کو حیات ہی تب میسر ہوتی ہے جب مصطفیٰ ﷺ کی رحمت شامل حال ہو تم کہتے ہو آپ کو روح کا علم نہیں ایں خیال است و محال میں کہتا ہوں کہ روح کو اتنا اپنی ذات کا علم نہیں جتنا کہ نبی ﷺ کو ہے۔ روح روح ہی تب کہلا سکتا ہے۔ جب مطابق فرمان الٰہی مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو یعنی مطیع الٰہی جب تک پہلے مطیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو مطیع الٰہی نہیں ہو سکتا۔ اور ان ملائکہ کا علم اور ان کا فعل ماں کے پیٹ میں جیسے جیسے ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم کلی ہے۔ جس کی تفصیل اس حدیث پاک میں آپ نے فرمادی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم مافی غدو مافی الارحام قیامت تک کے حاصل ہیں

(۲۸) دلائل النبوۃ ۳/۳۰ تاریخ الخلفاء ۱۵} لابی نعیم حدثنا الحسن ابن اسحاق ابن ابراھیم بن زید حدثنا المنتصر بن نصر بن المنتصر حدثنا احمد بن رشید بن خشیم حدثنا عمی سعید بن خثیم عن حنظله عن طاؤس عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قالت حدثتنی اُمُّ الفضل قَالَتْ مَرَرْتُ بِالنَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّکِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَاِذَا وَلَدْتِ فَاْتِیْنِیْ بِهٖ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدْتُهٗ اَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُسْرٰی وَاَلْبَاهُ مِنْ رِیْقِهٖ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ وَقَالَ اِذْهَبِیْ بِاَبِی الْخُلَفَاءِ فَاَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ وَکَانَ رَجُلاً لَبَّاسًا فَلَبِسَ ثِیَابَهٗ ثُمَّ اَتٰی اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا بَصُرَ بِهٖ قَامَ فَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللهِ مَا شَیْءٌ اَخْبَرَتْنِیْ بِهٖ اُمُّ الْفَضْلِ قَالَ هُوَمَا اَخْبَرَتْکَ هٰذَا اَبُو الْخُلَفَاءِ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُمُ السَّفَّاحُ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُمُ الْمَهْدِیُّ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُمْ مَنْ یُّصَلِّیْ بِعِیْسٰی بن مریم علیهما السلام ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ام الفضل نے (اسمها لبابه بنت الحادث الهلالیة امرة العباس ابن عبدالمطلب) کہا ام الفضل نے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا کہ تیرا حمل لڑکے کا ہے جب تو جنے تو لڑکا

میرے پاس لانا تو ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تو جب میں نے اس کو جنا تو اس مولود کو میں نبی ﷺ کی خدمت عالیہ میں لائی تو نبی ﷺ نے بچے کے دائیں کان میں اذان فرمائی اور داہنے کان میں اقامت اور اپنی تھوک مبارک بس کو چسایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ ابوالخلفاء کو لے جا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی اور آپ ستھرا لباس رکھنے والے تھے آپ نے فورا لباس بدلا پھر دربار رسالت میں تشریف لائے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی ﷺ نے دیکھا کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اپنے کس غیبی شیی کی ام الفضل کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ وہ وہی ہے جو تجھے بھی میں نے خبر دی یہ لڑکا مولود خلفا کا باپ ہے حتی کہ ان سے سفاح پیدا ہوگا حتی کہ امام مہدی علیہ السلام بھی ان کی ہی نسل سے ہونگے حتی کہ جو شخص عیسیٰ بن مریم علیہ لسلام کے ساتھ نماز پڑھے گا انہیں سے ہوگا۔

اس حدیث پاک سے سات امور ثابت ہوئے۔

(۱) نبی ﷺ کا پردے میں عورت کے حاملہ ہونے کی غیبی اطلاع دینی۔

(۲) آپ ﷺ کا علم ما فی الارحام کی حقیقت کا مطلع ہونا اور قبل از ولادت لڑکے کی مبارک دینا۔

(۳) بچے کو بعد از ولادت اہل اللہ کی خدمت میں حاضر کرنا ست ثابت ہوا۔

(۴) اہل اللہ کا بچے کو بطور تبرک جنم گھٹی دینا سنت ثابت ہوا۔

(۵) اہل اللہ اگر بچے کا نام مقرر فرمادیں تو سنت ہے۔

(۶) اہل اللہ کی مجلس میں اچھا لباس پہن کر جانا سنت ثابت ہوا۔

(۷) نبی ﷺ کو مافی غد اور قیامت تک کے مافی الارحام کا علم غیبی حاصل ہے۔

جیسا کہ آپ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قیامت تک نسل

اوران کے مراتب کا ظہور فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں تک کی اطلاع فرمادی یہ ہے علم **ما تحمل کل انثی وما تغیض الارحام وما تزداد** سے ایک نمونہ جس کے انعام الہٰی کے تم منکر ہو۔ کیوں جناب تم تو کہتے ہو کہ سوائے خدا کے مافی الارحام کا علم اور مافی غد کا علم کسی کو ہے ہی نہیں نبی ﷺ نے تو قیامت تک کی نسلوں کا ثبوت دے دیا کیا اس پر بھی ایمان لاؤ گے یا نہ؟ ورنہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے منکر بن جاؤ گے اور اپنے رضاعی بھائیوں میں جاملو گے ورنہ نبی ﷺ کے علم **مافی الارحام اور علم ما فی غد** کے قائل ہو جاؤ۔ اور اپنا ایمان درست کرلو کہ انعام الہٰی ہے جسے چاہے کردے **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء** اور خصوصا نبی ﷺ کے متعلق تو ارشاد الہٰی **ان فضلہ کان علیک عظیما** اللہ کا فضل آپ پر بڑا ہے موجود ہے اور فضل کی بڑی خصوصیت قرآن کریم میں نبی ﷺ کے علم کے ساتھ مخصوص ہے **وعمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما** صرف علوم خمسہ کے انکار سے تین آیات کو تو لزوما انکار لازم آیا اور ایسا شخص تمام قرآن کریم کا تو حقیقۃ مکذب ہے۔

(۲۹) مسلم شریف ۲/۳۹۲ {**قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَیَبْعَثُوْنَ عَشْرُ فَوَارِسَ طَیْعَۃً قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَسْمَاءَ ھُمْ وَاَسْمَاءَ اٰبَاءِ ھُمْ وَاَلْوَانَ خُیُوْ لِھُمْ ھُمْ خَیْرَ فَوَارِسَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ** (نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دس اسپ سوار نکلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں ان کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ اوران کے آباء کے ناموں کو بھی۔ اوران کے گھوڑوں کے رنگوں کو بھی وہ اس دن تمام زمین کے اسپ اسواروں سے بہتر ہوں گے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے **مافی غداور مافی الارحام** کے علوم قیامت تک بیان فرمادیے۔

آپ کے غلام بچے علم ما فی الارحام سے واقف ہیں

(۳۰) مستدرک ۳/۴۱۸ عَنْ عروۃ قَالَ لَقِیَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ رَجُلا مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ وَھُوَ یَتَوَجَّہُ اِلٰی بَدْرٍ لَقِیَہُ بِالرَّوْحَاءِ فَسَأَلَہُ الْقَوْمُ عَنْ خَبَرِ النَّاسِ فَلَمْ یَجِدُوْا عِنْدَہُ خبرًا فقالوا لہ سلم علیٰ رسول اللّٰہ ﷺ فقال اَوَفِیْکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ الْاَعْرَابِی فَاِنْ کُنْتَہُ رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَخْبِرْنِیْ مَافِیْ بَطْنِ نَاقَتِیْ ھٰذِہٖ فَقَالَ لَہُ سَلْمَۃُ بْنُ سَلَامَۃ بن دَوْقَشْ وَکَانَ غُلَامًا حَدَثًا لَاتَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا اُخْبِرُکَ نَزَوْتَ عَلَیْہِ فَفِیْ بَطْنِہَا سَخْلَۃٌ مِنْک.

(عروہؓ سے روایت ہے۔ ملاقات کی رسول اللہ ﷺ نے ایک بدوی سے اور وہ جا رہا تھا بدر کی طرف روحا میں وہ آپ سے ملا تو قوم نے لوگوں کی خیر و عافیت دریافت کی تو انہوں نے اس سے کوئی خبر نہ پائی تو قوم نے اسے کہا کہ تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام علیکم عرض کر۔ تو اس نے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ بھی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اعرابی نے کہا۔ اگر تو رسول اللہ ہے تو بتا کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے۔ تو سلمہ بن سلامہ نے کہا حالانکہ وہ بچے ہی تھے کہ تو رسول اللہ ﷺ سے نہ دریافت کر تجھے میں بتا دیتا ہوں۔ کہ تو اس پر جفت ہوا ہے تو اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا مضغہ ہے)

انصاف سے غور کرنا چاہیئے کہ نبی ﷺ کے چھوٹے چھوٹے غلاموں کو پیٹ کا علم یعنی مافی الارحام کا علم ہو اور تم کہو کہ انبیاء کو مافی الارحام کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیا منکر کا ایمان بالانبیاء صحیح ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم مافی الارحام تھا

(۳۱) مولا امام مالک ۳۱۴ بیہقی شریف ۱۷۰/۶} طحاوی شریف ۲۴۵/۲}

تاریخ الخلفاء اصابہ} مالک عن ابن شهاب عن عروة ابن الزبير عن
عائشه زوج النبی ﷺ لم انّها قَالَتْ اَنَّ اَبَابَكْرِنِ الصِّدِيقِ كَانَ نَحَلَهَا
جَادَ عِشْرِيْنَ وَسْقًامِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللهِ يَابُنَىَّ
مَامِنْ اَحَدٍ اَحبُّ اِلَىَّ غِنىٌّ بَعْدِىْ مِنْكِ وَلَا اعَزُّ عَلَى فَقْرًا بَعْدِىْ مِنْكِ
وَاِنّى كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَ عِشْرِيْنَ وَسقًا فَلَوْكُنْتِ جَدَدْتِيْهِ وَاَحْرَيته
كَانَ ذَالِكِ وَاِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَاِنَّمَا هُمَا اَخَوَاكِ وَاُخْتَاكِ
فَاَقْسِمُوْهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ قَالَتْ عَائِشَةُ يَااَبَتِ وَاللهِ لَوْكَانَ كَذَاوَكَذَا
لَتَرَكْتُهُ اِنَّمَا هِىَ اَسْمَاءُ فَمَنِ الاُخْرىٰ قَالَ ذُوْبَطْنِ ابْنَةِ خَارِجَةَ اُرَاهَا
جَارِيَةً حضرت عائشہ صدیقہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو تحفہ دیا بیس وسق ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں
کا غابہ کے مال سے تو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وفات قریب ہوئی
آپ نے فرمایا کہ اے میری بیٹی میرے بعد تیرے غنی سے کوئی پیارا نہیں اور میرے
بعد میرے نزدیک تیرے فقر سے اور کوئی عزیز نہیں اور میں نے تجھے نیاز بھیجی بیس
وسق کٹی ہوئی خشک کھجوریں پھر اگر تو فراخدلی کرے اور تو پسند کرے تو آج ورثاء کا مال
یہی ہے اور کوئی نہیں دو تیرے بھائی ہیں اور دو تیری بہنیں ہیں تو اللہ کی کتاب کے
مطابق تم اس کو تقسیم کرلو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا قسم اللہ کی اگر
ایسے ایسے ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی (میری ہمشیرہ) وہ اسماء ہی تو ہے اور کوئی نہیں

دوسری کون ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیری والدہ کے پیٹ میں حمل لڑکی کا ہے جو پیدا ہو۔ ...ں ہے میں اس حمل کو لڑکی دیکھ رہا ہوں۔

کیوں جناب تم تو کہتے ہو نبی ﷺ کو پیٹ کا علم نہیں یہاں تو آپ کے نام لیوا پیٹ کا علم ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرما دیا کہ میں تیری والدہ کے پیٹ میں لڑکی دیکھ رہا ہوں فرمایا نبی ﷺ نے کہ مومن کی فراستہ سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ خداوند تمہیں بھی اس حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق عنائیت فرمادے۔

علم نزول غیث

(۳۲) بخاری شریف $\frac{1}{138}$ } عن انس بن مالک قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمْعَةِ اِذْجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَحَطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللهَ اَنْ يَسْقِيَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا اَنْ نَصِلَ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ اِلَى الْجُمُعَةِ قَالَ فَقَامَ ذَالِكَ الرَّجُلُ اَوْغَيْرُهٗ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اُدْعُ اللهَ اَنْ يَّصْرِفَهٗ عَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَاعَلَيْنَا قَالَ لَقَدْ رَئَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِيْنًا وَّشِمَا لايمطرون ولا يمطر اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ (انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ بارش کا کال پڑ گیا ہے۔ اللہ سے دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا فرمائی تو بارش شروع ہوگئی ہمیں اپنے مکانوں تک پہنچنا مشکل ہوگیا اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ وہ آدمی یا کوئی اور کھڑا ہوا عرض کی یارسول اللہ اللہ سے دعا فرمائیے ہم سے بارش ہٹا دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا اللہ ہمارے گردونواح پر ہم پر نہ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

میں نے دیکھا کہ بادل دائیں بائیں پھٹ گیا اور دائیں بائیں بارش ہو رہی ہے اور اہل مدینہ پر بارش بند ہے۔)

(۳۳) مسلم شریف ۱/۲۹۴ { قَالَ فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ اِلٰى نَاحِيَةٍ اِلَّا تَفَرَّجَتْ . حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی ﷺ کے انگلی پاک کے اشارے سے ہی فوراً بادل پھٹ گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بارش کا برسنا آپ کے فرمان اور اشارے سے ہی ہوتا تھا۔ جس کے اشارے سے بارش برسے اور جس کے اشارہ پاک سے بادل پھٹ جائے بادل کیا چاند ٹکڑے ہو جائے۔ سورج واپس لوٹ جائے اس ذات کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کو بارش کا علم نہ تھا تو اس سے زیادہ کم فہمی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آسمان پر بادل کا نام ونشان نہ ہو۔ آپ کی زبان پاک سے بادل کا نام نکلے تو بادل آسمان پر جھک جائے او فوراً گر کر برسنا شروع ہو جائے۔ تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو بارش کا پتہ نہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ کسی چیز کا علم ہونا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ چیز منگا لینا اگر شے معلومہ نہیں تو آ کیسے سکتی ہے۔ جیسا کہ آصف بن برخیا نے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش کر دیا۔ آصف کو کوئی ذی شعور یہ کہہ سکتا ہے کہ آصف کو تخت کا علم نہ تھا۔ بغیر علم کے ہی تخت کو اٹھا لائے۔ معلوم ہوا کہ بغر علم کے اور یقین کے کوئی شخص ایسے نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی ﷺ کی ذات کو بادل اور بارش کا علم اور یقین تھا اور ہے۔ جس بناء پر آپ کے فرمان سے بادل پیش کیا گیا اور آپ کے اشارے سے پھاڑ دیا گیا۔

(۳۴) مسلم شریف ۲/۴۰۱ { فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ (نبی ﷺ نے فرمایا۔ کہ دجال آسمان کو حکم دے گا تو بارش شروع ہو جائے گی)

ذرا انصاف فرمائیے کہ دجال کافر کے حکم سے بارش برسے تو دجال کی اس

طاقت پر تم ایمان بلا دلیل فوراً لے آؤ لیکن نبی ﷺ جن کا فرمان آسمان، چاند، سورج بارش تسلیم کریں۔ بلکہ بارش والا آپ کا وظیفہ پڑھے تو تم آپ کی قوت علمی کا آپ کے متبعین سے بے خبر ہونے کا انکار کرو۔ اخیر مر کر آپ کے حضور میں پیش ہونا ہے تو حضور ﷺ کو کس عقیدے پر منہ دکھاؤ گے۔

بحث علم قیامت

وہابی: علوم خمسہ سے باقی اربعہ مسائل تو حل ہو گئے لیکن قیامت کا تم نے ذکر ہی نہیں کیا قیامت کے متعلق قرآن میں مذکور ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو علم قیامت نہیں۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاتَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہ اس کی خبر تو ہے میرے رب کے پاس وہی کھول دکھا دے گا۔ اس کو اپنے وقت میں بھاری بات ہے آسمان و زمین تم پر آ وے گی تو بے خبر آ وے گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں۔ گویا کہ تو اس کا تلاشی ہے تو کہ اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے)

اور قیامت کا سوال کئی بار ہوا لیکن آپ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے انکار کروایا سنیئے۔

(۲) یَسْئَلُوْنَكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

(۳) وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ

(۴) یَسْئَلُكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰی رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا

(۵) اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ سوائے خدا کے مخلوقات سے کسی کو علم قیامت نہیں ورنہ قرآن کریم کا انکار کرنا پڑے گا جو لوگ نبی ﷺ کے واسطے علم قیامت ہونے کے قائل ہیں وہ حقیقۃ قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔

محمد عمر: بڑا افسوس ہے کہ علوم خمسہ سے چار کے تو تم قائل ہو جاؤ اور ایک سے انکار کر دو حالانکہ قرآن کریم میں خصوصیت علوم الٰہیہ میں یہ چاروں بعد میں ہیں اور علم قیامت مقدم ہے اگر ان چاروں کا علم بقرآن وحدیث تعلیم الٰہی سے خیر الخلائق کے واسطے ثابت ہو چکا ہے تو علم قیامت بطریق اولیٰ ثابت ہوا چنانچہ آیت کریمہ کی ترتیب ملاحظہ ہو۔

لقمان ۲۱/۴} اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَافِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَاتَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ نزول غیث بھی امر مصطفیٰ ﷺ کے تحت ثابت ہو گیا اور مافی الارحام کا حصول علم بھی نبی ﷺ کے غلاموں تک ثابت ہو چکا اور ان کے متعلق پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی ان چار امور کے علوم غیبیہ کا حصول ثابت ہوا ایک عجیب بات عرض کر دوں پہلے انبیاء علیہم السلام پر جب کسی نے سوال کیا تو وہ جواب دیتے لیکن نبی ﷺ پر اگر کوئی سوال کرتا تو آپ خود مجیب نہ بنتے بلکہ بفرمان الٰہی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے جواب دیتے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ (پہلے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کو خود جواب دینا)

نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا انا لنراک فی ضلل مبین تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا یقوم لیس بی ضلالۃ ھود علیہ السلام کو قوم نے کہا کو قوم نے کہا انا لنراک فی سفاھۃ تو ھود علیہ السلام نے جواب دیا یقوم لیس بی سفاھۃ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا انی لا ظنک یموسی مسحورا موسیٰ

علیہ السلام نے جواب دیا انی لا ظنک یفرعون مثبورا علی ہذا القیاس پہلے انبیاء علیہ السلام اپنے سوالات کے جوابات خود قوم کو دیتے رہے ہیں لیکن مصطفی ﷺ چونکہ رحمۃ للعالمین ہیں اس واسطے آپ کفار کے سوالات سے درگزر فرماتے تو آپ کی طرف سے رب العزت جواب دیتے جیسا کہ آپ کو قوم نے کہا انک لمجنون تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے بدلہ لیا اور آپ کی صفائی پیش فرمائی ما انت بنعمۃ ربک بمجنون کفار نے کہا انما انت شاعر تو رب العزت نے جواب دیا و ما علمنہ الشعر و ما ینبغی لہ چنانچہ آپ کی طرف سے ارشاد الٰہی ہے ویسئلونک عن ذی القرنین قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا الخ انا مکنا فی الارض واتینا ہ من کل شیء سببا پھر قوم نے سوال کیا یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول پھر آپ کی طرف سے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے ویسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج آپ کی طرف سے ارشاد الٰہی ہے یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمساکین وابن السبیل اور آپ کی طرف سے ارشاد الٰہی ہے یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیرا وصد عن سبیل اللہ و کفر بہ اور سنیئے۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر اور سنیئے ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو اور ملاحظہ ہو ویسئلونک عن الیتمی قل اصلاح لھم خیرون تخالطوھم فاخوانکم اور ارشاد الٰہی سنو ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذی فاعتزلو النساء فی المحیض اور جواب الٰہی سنیئے ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفا ایک اور جواب الٰہی ملاحظہ ہو ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما

اوتیتم من العلم الا قلیلا اورارشادالٰہی سنوقال من یحی العظام وھی رمیم قل یحیھا الذی انشاء ھااول مرۃ اس کےعلاوہ اوربھی بےشمار ہیں جو بوجہ طوالت ذکرنہیں کئے گئے کیا یہ ان کے تمام اعتراضات غیبی ہی نہ تھے؟ جن کا جواب رب العزۃ نے دیا ہے۔ یہ شان مصطفیٰ ﷺ کہ سوال آپ کو ہو اور مجیب رب العزۃ ہو اور جو تم سمجھ بیٹھے ہو کہ نبی ﷺ کو ان کے متعلق علم نہیں تھا یہ تمہارا سمجھنا غلط ہے جب آپ کا مجیب رب العزۃ ہے تو تمہارا نبی ﷺ پر معترض بےعلمی بننا یہ تمہاری کم فہمی ہے بلکہ خداوند کریم کو بےعلم کہو جو تمہارا عقیدہ ہے۔ کیونکہ آپ تو بقانون خداوندی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے بغیر حکم خداوندی کسی راز کو فاش نہیں کرسکتے آپ کا علم قیامت کو ظاہر نہ فرمانا یہ آپ کے بےعلمی پر دال نہیں بلکہ آپ کے علم لدنی کی دلیل ہے کہ باوجود علم ہونے کے بغیر حکم ظاہر نہیں فرمایا جب آپ کا مجیب رب العزۃ فرمارہا ہے۔ کہ الیہ یرد علم الساعۃ اللہ کی طرف علم قیامت کو منسوب کیا جاتا ہے جب تمام سوالات جو مصطفیٰ ﷺ پر وارد ہوں مولائے کریم خود جواب دیں جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے۔ مثلا يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ لیکن جب سوال ہوتا ہے يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا مولا کریم جو آپ کی طرف سے جواب دیں الی الٰی رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا تو اس جواب سے کافر تو آپ کو ہی معاذ اللہ بےخبر سمجھے گا لیکن مومن خدا پر اس کو چھوڑے گا کہ جب خداوند ہم تک اس راز کو نہیں ظاہر فرماتا تو ہمیں اس پر بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی نبی ﷺ کو ہی معاذ اللہ بےخبر کہنا چاہیئے کیونکہ اس راز کو عوام پر ناظاہر فرمانے کی علۃ آگے بیان فرمادی اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا اور کوئی بات نہیں آپ ظاہر تو فرما سکتے ہیں۔ اور میں قیامت کے علم ظاہر کرنے کا حکم بھی جاری کرسکتا ہوں لیکن آپ ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے ڈرتا ہے جب کوئی شیٔ پاس آجائے یا اس کا علم ہو

جائے تو اس کا ڈر چلا جاتا ہے اور جو چیز اچانک اور بے خبر آنے والی ہو اس کا ڈر زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ماں بچے کو ہوئے سے ڈراتی ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شیئے نہیں لیکن ماں بچے کو اچانک کہتی ہے یہ قریب ہوا آیا کھا جاوے گا تو بچہ بدک کر فوراً ماں کے گلے لپٹ جاتا ہے یہ تو ہے مجاز اور یہاں ہے حقیقہ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اخیر قیامت کا قیام فرمایا اور ادھر کافر و منافق کو ڈرایا لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً اور اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اور جب قیامت کے سوال یسئلونک عن الساعة سے الی ربک منتهاها جواب ملا اور اظہار کے متعلق اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اور اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ اور يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ کا جواب قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللهِ خداوند کی طرف سے جواب ملا نہ کہ آپ نے اپنی طرف سے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے راز نہ فاش کرنے کا آپ کو حکم ہوا ہے تو کفار نے استہزاء اور تخول کرنا شروع کر دیا وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تو بھی یہی جواب ملا قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللهِ اور جب اپنے قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ سے قیامت کے علم کی بحث کو ختم کرنا چاہا تاکہ نذارت مصطفیٰ ﷺ میں فرق نہ آئے تو کفار تمہاری طرح پھر سوال کرکے استہزاء کرتے ہیں ويقولون متى هُوَ اور وہ کہتے ہیں کب ہے وہ یہ سوال استہزاء تھا لو جواب ملا کہ پہلے تو کہا گیا تھا ان ادری اقریب ام بعيد مَّا تُوْعَدُوْنَ لیکن اب جواب ملا قُلْ عسى ان تكون قريبًا شائد قیامت قریب ہی ہو اور وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ کے حکم کی تفصیل شروع ہوگئی جب اس پر بھی پھر کفار کو صبر نہ آیا تو کہنا شروع کر دیا۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر سچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت ہے کب چاہتے تھے کہ جب وضاحت کاملہ ہو جائے گی تو ہم اس پر زیادہ مسخر اپنا ظاہر کریں گے اور جو مومنین بھی اس سے اتنے ڈر رہے ہیں ان کا ڈر بھی دور ہو جائے گا کہ ابھی بڑی دور ہے جو مومنین دن

رات قیامت کے ڈر سے کانپ کانپ کر عبادت میں ترقی کر رہے ہیں وہ کم ہو جائیں گے تو آپ کی نذارت میں بھی فرق آجائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب اور واضح فرمایا دیا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میرے محبوب ﷺ نے چاند ٹکڑے کر کے دکھا دیا کہ قیامت کو چاند سورج زمین و آسمان کا یہ حال ہو جائے گا۔ قیامت کا نمونہ دیکھ کر بھی کافر طاقت مصطفیٰ ﷺ کا منکر ہو بیٹھا بس قیامت قریب آ گئی تا کہ مومن کا ڈر زیادہ ہو اور نذارت میں ترقی ہو اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی کمبلی پاک میں مومنین جلدی پناہ گزین ہوں اور ان کے جرائم معاف ہوں اور بچ جاویں خداوند کریم نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ فرما دیا لیکن دیوبندی وہابی پھر بھی اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا پر ہی اڑا رہا اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ فرمان الٰہی کو پس پشت ڈال دیا ان منکرین کو اور وضاحت فرمائی اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ لوگوں کے واسطے حساب قریب آ گیا ہے اور وہ (ابھی) غفلت میں روگردان ہیں۔

اور اس کو دور سمجھ رہے ہیں اور اس کے مخبروں کو بے خبر بنا رہے ہیں۔

وہابی: تمہارا کہنا غلط ہے کہ کفار نبی علیہ السلام کو سوال استہزاء کرتے تھے یہ تمہاری من گھڑت بات ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم ہی نہیں تھا اگر ہوتا تو بتا نہ دیتے۔

محمد عمر: فقیر نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کفار کو جواب دینا آپ کا کام نہ تھا۔ بلکہ رب العزۃ آپ کی طرف سے ہی جواب دیتے رہے یہ شان مصطفیٰ ﷺ ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ قیامت کے متعلق کفار کا سوال حقیقۃً تھا استہزاء پر مبنی نہ تھا اس کا فیصلہ قرآن کریم سے کرا لیتے ہیں سنیئے۔

جاثیہ ۲۵/۴ } وَاِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَیْبَ فِیْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا

عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُ وْنَ اور جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں شک نہیں تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم قیامت کو محض خیالی گمان کرتے ہیں اور ہم اس پر یقین نہیں رکھنے والے اور ظاہر ہو جائیں گے ان کو ان کے برے اعمال اور گھیر لیگی انکو وہ چیز جس کے ساتھ وہ مخول کرتے ہیں (یعنی قیامت)

اس آیۃ کریمہ سے خداوند کریم نے ثابت کر دیا کہ کفار قیامت کو محض خیال گمان کرتے تھے ان کو قیامت پر یقین نہ تھا اور اس آیۃ میں وحاق بھم ما كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ نے واضح کر دیا کہ کفار کا قیامت کے متعلق نبی ﷺ کو سوال کرنا یہ محض استہزاء تھا نہ کہ حقیقۃ اور نہ اس واسطے کہ انہوں نے دریافت کر کے ایمان ہی لانا تھا اور اگر تمہارے خیال کو ہی ذرا دیر کے واسطے درست سمجھا جاوے تو یہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ تمہارا سوال بھی قیامت کے متعلق نبی ﷺ کو استہزاء ہے جیسا کہ تم کرتے ہو ویسا ہی اس وقت بھی یہی جھگڑا کفار کا اور یہی سوال نبی ﷺ پر کیا کرتے تھے کہ اگر بطور غیبی خبر رکھنے سے مدعی ہو تو قیامت کی تاریخ بتاؤ اور تم بھی مسلمانوں پر یہی اعتراض کرتے ہو کہ اگر نبی ﷺ علم قیامت کی خبر رکھتے ہیں تو ان سے متعلق کوئی آیت یا حدیث ان کو قیامت کے علم ہونے کی پیش کرو تو کہنا پڑے گا تشابهت قلوبهم تمہارے متعلق ہی ہے۔ جو قیامت کے مخبر صادق کو بے خبر سمجھے وہ خود بے خبر ہے آپ کے نافرمانوں کے لئے ہی قیام قیامت اور آپ کو ہی اس کا علم نہ ہو تو یہ تمہارے علم وہابیہ کی ہی گہر افشانی ہے ورنہ قرآن وحدیث میں آپ کو ہر شیء کے علوم غیبیہ کلیہ ہونے کے دلائل واضح موجود ہیں۔

اور سنیئے:

جاثیہ $\frac{۲۵}{۳}$ } وَقَالُوْا مَاهِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ اور انہوں نے کہا قیامت

کوئی شئی نہیں سوا ہماری دنیاوی زندگی کے ہم مر رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں زمانے کے سوا ہمیں کوئی مارتا اور نہیں ان کو اس کی کوئی خبر یہ محض ان کا گمان ہے:

اس آیۂ کریمہ سے دو امور قابل غور ہیں (۱) کفار کا قیامت سے انکار کرنا (۲) اور مومنین کو قیامت سے بے علم سمجھنا۔

جب کفار نے بھی مومنین انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو قیامت سے بے خبر و بے علم سمجھا اور تم نے بھی ایسے ہی ان کے متعلق یہی عقیدہ رکھا تو تمہارے اور ان کے مابین اتحاد ذاتی ثابت ہو گیا یہ علیحدہ بات ہے کہ اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام بحکم الٰہی اس کے اظہار کو صیغہ راز میں رکھیں۔ کیونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ بغیر اس کی رضا کے کسی راز کو افشا نہیں کر سکتے باقی رہا علم قیامت کو خداوند کے سپرد کرنا تو چونکہ اس کو بھی اسی کی طرف سے اس کا حصول ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف سے ممانعت اظہار ہے تو وہ اس کے علم کو بھی **الیہ یرد علم الساعۃ** کے فرمان سے خداوند کے سپرد کر چھوڑتے ہیں۔

وہابی: بھائی علم قیامت محض خاصہ خدا ہے اس واسطے سوائے خدا کے کسی مخلوق کو قیامت کا علم نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے تمہاری اس ہیرا پھیری سے میں سوائے خدا کے کسی کے واسطے علم قیامت ہونا تسلیم نہیں کر سکتا۔ **واللہ اعلم بالصواب.**

محمد عمر: فقیر نے تمہارے سامنے ایسی آیت پیش کر دی جس سے یہ ثابت ہوا کہ مومنین انبیاء کرام و اولیاء عظام کو کفار قیامت سے بے علم تصور کرتے تھے باقی رہا تمہارا کہنا کہ سوائے خدا کے اور کسی کو قیامت کا علم ہی نہیں۔ یہ خاصہ خدا ہے یہ قطعاً غلط اور تمہارا محض خیال اعتقاد وہابیت کی بنا پر ہے ورنہ فقیر ثابت کرتا ہے کہ علم قیامت سوائے خداوند کے مخلوق خدا کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے مروی ہے۔ علم قیامت کے تین پہلو ہیں ایک قیامت کی ہیئت کذائیہ جو ذات کو مستلزم ہوتی ہے اور دوسرا اس کا وقوع اور تیسرا وقت وقوع خداوند کریم نے پہلی بات یعنی قیامت کی

ہیئت کذائیہ قرآن کریم میں مذکور فرمادی حالانکہ عندہ علم الساعۃ میں مطلق علم
ہے ہیبت کذائیہ ہو یا وقوع یا وقت وقوع لیکن بالترتیب رب العزۃ جل وعلا نے ہرایک
کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمایا کیونکہ قرآن کریم تفصیل کل شیء ہے جس میں
قیامت بھی شامل ہے تم قرآن کریم کے اس دعویٰ پر ایمان لاؤ یا نہ بہر حال قرآن کریم
ہر شئی کے علم کو محیط ہے کیونکہ کلام خداوندی ہے اور دعوی بھی خداوندی ہے۔

٣٥/١ یوسف ١٣/١٢} وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ قرآن
ہر شئی کی تفصیل ہے اور ہر شئی کی رہبر ہے اور یہ ایمان داروں کے واسطے رحمت ہے۔

قرآن کریم مدعی اس امر کا ہے کہ اس میں ہر شئی کی تفصیل موجود ہے علم
قیامت ہو یا وقوع لیکن ایمانداروں کو اس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

قیامت کا وقوع اور ہیئت کذائیہ از روئے قرآن

٣٦/٢ مرسلات ٣٠} إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ وَإِذَا
السَّمَاءُ فُرِجَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ بے شک جو تم وعدہ
کئے گئے ہو (قیامت کا) ضرور واقع ہونے والا ہے تو اس وقت تمام ستارے بے نور ہو
جائیں گے اور اس وقت آسمان پھٹ جائے گا۔ اور اس وقت پہاڑ اڑائے جائیں
گے اور اس وقت تمام پیغمبر جمع کئے جاویں گے۔

ثابت ہوا (١) کہ قیامت کا وقوع حتمی ہے (٢) تمام سیارگان سورج و چاند
بے نور ہو جائیں گے۔ لیکن رسل کا نور رسالت بدستور موج زن ہوگا آسمانوں اور
پہاڑوں کی اصلیت مفقود ہوگی اور میدان صاف ہوگا۔ لیکن رسل بحیثیت رسل ہی
موجود ہوں گے۔ یہ ہے ذکر ہیئت کذائیہ قیامت کی۔

٣٧/٢ تکویر ٣} إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ

سُیِّرَتْ وَاِذَالْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَالْوُحُوْشُ حُشِرَتْ وَاِذَالْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَالنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ وَاِذَالْمَوْءُ دَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ وَاِذَالصُّحُفُ نُشِرَتْ وَاِذَالسَّمَاءُ کُشِطَتْ وَاِذَالْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَالْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ جب سورج گندھلا ہوگا اور اس وقت ستارے گر کر بے نور ہو جائیں گے اور اس وقت پہاڑ بکھیرے جائیں گے اور اس وقت دس ماہی اونٹنیاں آوارہ پھریں گی اور اس وقت وحشی جانور سہمے ہوئے اکٹھے ہوں گے اور اس وقت دریا بھڑکائے جاوئیں گے اور اس وقت تمام جانیں ملائی جاویں گی۔ اور اس وقت زندہ در گور کی ہوئی لڑکی سوال کی جائیگی کہ کونسے جرم میں قتل کی گئی اور جب تمام اعمال نامے کھولے جاوئیں گے اور جب آسمان ادھیڑ دیا جاوے گا۔ اور جب دوزخ بھڑکائی جاویگی اور جب جنت نزدیک کی جاویگی (مومنین کے لئے معلوم کر لیگا ہر نفس اپنے ماحضر کو۔

کیوں جناب یہ ہے قیامت کی ہیئت کزائیہ جس نے فیصلہ کر دیا کہ جب سورج چاند سیارے بے نور ہو گئے ان کی گردش بند ہوگئی تو وقت کا تعین کیسے ہوگا۔ جس کا سوال کرتے ہو اندازہ ضرور ہوگا لیکن وقت یہ وقت ہی نہ رہے گا تو تعین وقت کا سوال فضول اور سنیئے (۳) اَلْقَارِعَةُ مَاالْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرَاکَ مَاالْقَارِعَةُ یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ دہلانے والی کیا ہے دہلانے والی اور آپ جانتے ہیں۔ کیا ہے دہلانے والی جس دن لوگ پتنگوں کی طرح بچھے ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہوں گے۔

۳۸/۴} اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا اور جب زمین ہلائی جاویگی مثل اس کے بھونچال کی اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو نکالدیگی۔

۳۹/۵} اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَ الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ جب آسمان پھٹ جاوے گا

اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگا اور لائق بھی ہے اور جب زمین بچھائی جاویگی اور پھینک دے گی زمین جو اس میں ہوگا اور خالی ہو جاویگی اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگی اور لائق بھی اسے یہی ہے (۲) وان الساعة اتیة لا ریب فیھا اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں۔ وقوع قیامت کو ثابت کر رہی ہے۔ ایسی ہزاروں آیتیں قرآن کریم کی قیامت کے بینت کذائیہ کی مبین ہیں۔ جیسا کہ ان چند آیات سے وقوع قیامت اور ہیئت کذائیہ قیامت واضح ہے اور یہ عندہ علم الساعة کے قانون سے عندہ کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اس کے پاس ہی علم قیامت ہے تب ہی اس کی طرف سے یہ تمام غیوبات قیامت ظاہر ہو رہے ہیں تو رب العزۃ کا علم قیامت کی تفصیل کو واضح کرنا عندہ کی دلیل ہے ورنہ کفار ضرور ہی تعین کر رکھتے کہ قیامت ویسے ہی خیالی امر ہے جیسے کہ انہوں نے سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے ان حقائق قیامت کو ظاہر فرمایا کہ دعویٰ با دلیل ثابت ہو جاوے کوئی ایمان لائے یا نہ۔

﴿ از روئے قرآن کریم مخلوق کو علم قیام قیامت ہے ﴾

۴۰/۶ قمر ۲۷/۳} وکلّ صغیرٍ وکبیرٍ مستطرٌ اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

۴۱/۷ یٰس } ۲۲/۱} کلّ شیءٍ احصینٰہ فی امامٍ مّبینٍ اور ہر شئے کو ہم نے امام مبین میں محفوظ رکھا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ لوح محفوظ میں ہر شئے درج ہے اور قیامت بھی کل شیءٍ میں داخل ہے لہٰذا اس کا وقوع اور قیام اس کی ہر شئے لوح محفوظ میں مذکور ثابت ہوئی۔

۴۲/۸} الّذی علّم بالقلم خدا وہ ذات ہے جس نے قلم کو سکھایا اس ایۃ سے تو لوح محفوظ میں لکھنے والی قلم کو بھی قیامت کے ذرّے ذرّے کا علم ثابت ہوا۔

۴۳/۹} تفصیل کلّ شیءٍ قرآن مجید میں ہے لہٰذا قرآن کریم میں بھی علم قیامت

موجوداور بفرمان اِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْآنَ کے قرآن کا علم نبی ﷺ کو ہوا لہذا علم قیامت بھی نبی ﷺ کو ثابت ہوا۔

44/10 } وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَاِذَاهُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ اور صور پھونکا جاوے گا تو اس وقت لوگ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل بھاگیں گے۔

فرشتے اسرافیل علیہ السلام کے واسطے علم قیامت ثابت ہوا۔

45/11 } آدم علیہ السلام کو قیامت کا علم دیکر زمین پر اتارا گیا وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ اور تمہارے لئے زمین میں آرام کی جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک عین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام نہ ہوگا تمہارا قیام پذیر ہوگا۔

46/12 اعراف 9/23 } قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ اور کوئی بات نہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور بہت لوگ قیامت سے) بے علم ہیں۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بہت لوگ قیامت کے علم سے بے خبر ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام کی نفی نہیں فرمائی اکثریت کی نفی فرمائی تو اکثریت ہے کفار کی اور اقلیت ہے مومنین کی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ قیامت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ کل کی نفی آیت کریمہ سے نہیں ہوئی۔

47/13 جن 29/2 } قُلْ اِنْ اَدْرِیْ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْ اَمَدًا عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں جانتا کیا قریب ہے جو تم وعدہ دئے گئے ہو یا۔ میرے رب نے اس کو لمبا کیا ہے۔ وہ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب (قیامت) پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں سے پسند فرماوے۔

نبی ﷺ کی زبانی اللہ تعالیٰ نے قیامت کے جھگڑے میں دخیل نہ ہونے کی ترغیب دلا کر قُلْ اِنْ اَدْرِیْ اَقرِیبٌ مَا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْ اَمَدًا سے کفار کو ٹالا لیکن پھر اس خصوصی غیب علم قیامت کو اپنے رسل کے خواص پر مطلع ہونے کا اظہار بھی فرما دیا تا کہ کفار یہ نہ سمجھیں یہ کہ نبی خود بھی بے خبر ہے ہمیں ویسے ہی اس کی خبریں سنا سنا کر ڈراتا ہے۔ اس لئے خصوصی خبر قیامت علی غیبہ کے واسطے رسل کے خاص مصطفیٰ ﷺ پر مطلع ہونے کی خبر الامن ارتضی من رسول سے ظاہر فرما دی اب وہابی اگر نہ ایمان لائے تو اس کے علم و عقل کا قصور ہے خداوند نے اپنے محبوب ﷺ کے علم میں کسر نہیں رکھی علم قیامت کا ہی ما قبل ذکر اور اسی خصوصی علم قیامت کی اطلاع انبیاء علیہم سے خواص کو مخصوص فرما دی تو اس کی بے نیازی کی دلیل منعمہ ہے جس کے تم منکر ہو رہے ہو۔

$\frac{48}{14}$ معارج $\frac{29}{1}$ } اِنَّهُمْ یَرَوْنَهٗ بَعِیْدًا وَّ نَرٰاهُ قَرِیْبًا بے شک کفار قیامت کو دور رکھتے ہیں اور ہم (یعنی انبیاء اولیاء) قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر $\frac{4}{440}$ } (وَنَرٰاهُ قَرِیْبًا) ای المومنون

یعنی مومنین اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام قیامت کو قریب دیکھ رہے ہیں اور نبی ﷺ کے متعلق آگے حدیثیں انشاء اللہ بیان کی جاوینگی جو ایمانداروں کے واسطے مقام مسرت ہے۔

$\frac{49}{15}$ روم $\frac{21}{9}$ } وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى یَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور

جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھائیں گے؟ کہ دنیا میں ایک ساعت کے سواوہ نہیں ٹھہرے سی طرح ؟ دنیا میں بھی یہ لوگ بہتان باندھا کرتے تھے اور کہیں گے وہ لوگ جو (قیامت کا) علم اور ایمان دئے گئے تحقیق رہائش کی تم نے اللہ کی کتاب میں قیامت تک پس یہ ہے دن قیامت کا اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

(۱) مجرموں کا اخرت میں دنیا کو صرف ایک ساعت سمجھنا اور آگے رب العزت نے فرمایا کہ مجرموں کو کون جواب دیں گے وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوْ الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ اور کہیں گے جن کو علم اور ایمان دیا گیا اب غور طلب امر یہ ہے۔ ایمان اور علم کس چیز کا مراد ہے تو اس مقام قیامت میں وہی کلام کرنے کا حقدار ہوگا۔ جس کو اس کا علم ہوا اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو دوسرا شخص کلام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا مثلا ہائیکورٹ کا پلیڈر ہی ہائیکورٹ میں وکالت کرنے کا حقدار ہے دوسرا پلیڈری نہیں کرسکتا ولایت میں وکالت وہی کرسکتا ہے۔ جو ولایت پاس ہو اور وہاں کا سند یافتہ ہو ایسے ہی رب العزت نے فرمایا کہ وہاں ویسے ہی مجرموں کو کوئی شخص جواب نہ دے سکے گا بلکہ میری طرف سے مجرموں کو وہی جواب دے گا جو قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو کیونکہ خداوند کریم تو مجرموں سے قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو یونکہ خداوند کریم تو مجرموں سے قیامت کے دن کلام نہ فرمائیں گے جیسا کہ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ اللہ تعالیٰ مجرموں یعنی کفار کی طرف نہ نگاہ کرم فرماویں گے۔

اور نہ ان سے ہمکلام ہوں گے تو خداوند کی طرف سے کفار کو مومنین جواب دیں گے جو دو طاقتوں کے مالک ہوں گے ایک تو وہ جو قیامت کا علم اور ایمان رکھتے ہوں گے اور دوسری طاقت علمی جو ان کے جواب کو ستلزم ہے وہ جواب دیں گے لقد لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث البتہ تحقیق رہائش کی تم نے بمطابق لوح محفوظ کی تحریر کے دنیا میں قیامت تک مومنین کا یہ جواب تب درست ہوسکتا ہے جب

مومنین کو لوح محفوظ کا علم ہو کیونکہ تعزیرات ہند کا استعمال قانون وہی کر سکتا ہے۔ جو تعزیرات ہند کا عالم ہو قرآن وحدیث کے رو سے فتویٰ وہی صادر کر سکتا ہے اور لکھ سکتا ہے کہ میں ازروئے قرآن وحدیث کے فلاں اصول کے ماتحت اس کا فیصلہ لکھتا ہوں۔ جو قرآن وحدیث کا عالم ہوگا۔ تو مومنین کا کفار کو یہ جواب دینا لقد لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث کہ تم بمطابق تحریر لوح محفوظ قیامت تک دنیا میں ٹھہرے رہے ہو جو لوح محفوظ کا عالم ہوگا تو مومنین انبیاء علیھم السلام اور اولیائے اکرام کی دوسری طاقت علمی لوح محفوظ کی بھی ان کے لئے ثابت ہو گئی پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کے علم و ایمان کی تفصیل کو بھی واضح فرما دیا کہ وہ ایمانداروں اور اہل علم قیامت کو کہیں گے فھذا یوم البعث تو یہ ہے قیامت کا دن ولکن اے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے؟ ہم جانتے تھے تو یہ ہے قیامت کا دن ولکن اے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے (ہم جانتے تھے) تو یہ دعویٰ پہچان اسی کو ہو سکتا ہے جس کو علم ہو بغیر علم کے مدعی جھوٹا سمجھا جاتا ہے تو اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو علم قیامت اور لوح محفوظ جس میں تمام مخلوق کا ذرہ ذرہ مطور ہے کا علم رکھتے ہیں جو مومنین کو بمطابق اس ایۃ مذکورہ بالا کے اب بھی یقین ہے اور منکرین کو ان کی ان علمی طاقت کا علم قیامت کو جھگڑے سے ظاہر ہوگا پھر پچھتائیں گے اور دست افسوس ملیں گے لیکن پھر افسوس کام نہ آئے گا۔

اور پھر تمہیں خیال نہیں آتا کہ کفار کیا کہیں گے کہ وہابی ایسے شخص کو اپنا نذیر قیامت مانتے ہیں جو خود قیامت سے بے خبر ہے لیکن اس کا نذیر بننے کا مدعی ہے۔ افسوس ہے تمہاری دانست پر جو تم غیروں کو اپنے نبی ﷺ پر معترض ہونے کا موقعہ دے رہے ہو۔

یہ ہیں قرآنی دلائل جن سے نبی ﷺ کے واسطے علم قیامت ہونے کا ثبوت مل رہا ہے۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو   تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

''وہابی'': قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ پس کوئی نفس نہیں جانتا جو چھپا رکھا ہے ان کے واسطے ٹھنڈک ہے آنکھوں کی بدلہ اس کا جو کرتے تھے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لیے ان کے اعمال صالحہ کے بدلے میں جو نعمتیں ہم سے چھپائے رکھی ہیں۔ جن کے دیکھنے سے انکی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی ان مخفی نعمتوں کا کسی نفس کو علم نہیں چونکہ یہ نعمتیں جمیع ما کان وما یکون میں سے ہیں اور ثابت ہو رہا ہے کہ بعض اشیا جیسا کہ یہ مذکورہ بالا ہیں بجز اللہ کے ان کا علم کسی کو نہیں اور حدیث شریف میں بھی مذکور ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی اشیاء تیار کی ہیں جو مَا لَا عَیْنٌ رَءَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ اس سے ثابت ہوتا ہے ان کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کی بات کھلی۔

''محمد عمر'': یہ قانون خداوندی عام صحیح ہے لیکن خواص کے لئے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَاءُ قانون بھی خاص ممتاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قانون میں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وعملوا الصّٰلِحٰتِ سے صلحاء کو ممتاز فرما دے لیکن تمہارا علم خواصوں کو آیات خاصہ سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے یہ وطیرہ کفار کا تھا کیا نبی ﷺ کی امتیازی شان اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو بس پشت ڈال کر اور اس ایۃ کریمہ سے آنکھیں بند کر کے صرف فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ کے قانون کو ہی عام سمجھو گے؟ حالانکہ مومنین کے واسطے امتیازی قانون موجود ہے تمام مومنین کی حالت یکساں نہیں اور ایک حکم نہیں جو وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ سے واضح ہے اور اولو الابصار سے مخفی نہیں کیا منذر اور منذر کا حکم یکساں ہوتا ہے؟ کچھ تو سوچو کیا مطیع اور مطاع اور کے علم کو مساوی سمجھتے ہو؟ یاد ہے کہ ما نری لکم علینا من فضل مقولہ کس کا ہے

اورتم کس جماعت میں شامل ور ہے ہوافتو منون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض شیوہ مومن کوموزوں نہیں۔

۵۰/۱۶ جواب (۲) بخاری شریف ۱/۱۶۱ مسلم شریف ۱/۲۹۶ } قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ رَئَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا کُلَّ شَیْءٍ وَعِدْتُهٗ حَتّٰی لَقَدْ رَئَیْتُهٗ اُرِیْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِیْنَ رَءَ یْتُمُوْنِیْ جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَئَیْتُ جَهَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِیْنَ رَئَیْتُمُوْنِیْ تَاَخَّرْتُ وَرَئَیْتُ فِیْهَا عُمَرُ بْنَ الْحَیِّ ضرور میں نے ہرشی کودیکھا جس کا میں وعدہ کیا گیاہوں اس مقام پر (یعنی جہاں بیٹھے ہی بغیر کہیں جانے کے) حتی کہ میں نے ہر شے کواچھا طرح ملاحظہ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ جنت سے ایک خوشہ لےلوں جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کودیکھا کہ بعض بعض کوتوڑ رہاہے جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھااور میں نے دوزخ میں عمر بن لحی کوبھی دیکھا۔

کیوں جناب وہابی صاحب مااخفی لهم قرآة اعین کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایایانہ؟

اورمالَا عَیْنٌ رَءَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خطرٌ علی قلب بشرٍ دوزخ کے معاملات وعذابات کابھی ملاحظہ فرمایا یہ تو ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اس سے نیچے کی بات عرض کردوں ملاحظہ ہو۔

۵۱/۱۷ مسلم شریف ۲/۲۹۲ } عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اُرِیْتُ الْجَنَّةَ فَرَئَیْتُ اِمْرَءَةَ اَبِیْ طَلْحَةَ ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِیْ فَاذَا بِلَالٌ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت دکھایا گیاتو میں نے جنت کودیکھا پھر میں نے اس

میں ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عورت کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے جوتوں کی آہٹ سنی تو اچانک، حضرت بلال تھے۔

کیوں جناب؟ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ کو تمہارے دماغ نے زیادہ سمجھا یا صحابہ کرام نے جو اس اخفا میں بمع جوتوں کے پہنچ رہے ہیں۔

اب ذرا اس کے مقابلہ میں آقا کی شان ملاحظہ ہو جس کی تشریح مولائے ذوالجلال خود ممتاز فرماتے ہیں کہ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

پھر آگے ارشاد الٰہی موجود ہے: اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی اب تو قرآن کریم سے نبی ﷺ کا علو شان و علم اور مَا اُخْفِیَ لَھُمْ قُرَّۃَ اَعْیُنٍ تک پہنچایا نہ بالا ذکر تمہارا اگر ایمان ہے تو خود سوچ لو اور ایمان لے آؤ عاقل را اشارہ کافی است۔

''وہابی'': نبی ﷺ نے جو معراج والی رات جنت و دوزخ و تمام انعامات موعودہ ملاحظہ فرمائے یہ اخروی انعامات کے علاوہ ہیں۔ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مِنْ بَلْہَ مَا اطَّلَعْتُمْ عَلَیْہِ سے صاف واضح ہے کہ یہ نعمتیں ان کے ماسوا ہیں۔

''محمد عمر'': سبحان اللہ تمہاری قرآن دانی پر بھی گدھ رو رہے ہیں اور تمہاری حدیث دانی کو کوا سراہ رہا ہے۔

جناب بھولے میاں میں فرمان من بلہ ما اطلعتم علیہ یہ شرح فرمان الٰہی الھی و اتوا بہ متشابھا کی ہے کہ جن انعامات پر تم طلاع پا چکے ہو اور اس سے مراد دنیاوی انعامات ہیں اور جو فروٹ جنت میں ملیں گے وہ ہونگے انہی کے متشابہ لیکن ہوں گے ان کے علاوہ مثلاً رمان کا نام تو جو دنیا میں ہے اسی نام سے پکارا جائے گا شکل بھی یہی ہوگی لیکن ہوں گے لطف میں کچھ اور مالا عین رء ت لیکن نبی ﷺ

کی نظر پاک ان سے دور نہیں جیسا کہ رئیت فی مقامی ھذا کل شیء وعد تم بہا وعدتہ نے تمہارے سوال کی بنیاد اکھاڑ کر رکھ دی جو اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ جو تم وعدہ کئے گئے ہو کل شی میں نے یہاں ہی دیکھ لی وعدتم اور وعدتہ سے ذرا اخروی انعام نکال کر تو دکھاؤ کہ دیوبندی علم فرمان عمومی مصطفیٰ ﷺ سے کیسے نکالتا ہے یہاں تو بھائی تمام علوم آ کر جھک جاتے ہیں اور جھکنا پڑتا ہے تمہارا ہی علم دیوبندی ہے جو مصطفیٰ ﷺ کے علم کو نقائص کی صفت سے متصف کر سکے ہمارے مسلمانوں کلمہ پڑھنے والوں کی تو جرءت وجسارت اس پایہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

اور دوسرا جواب بلہ اصل میں دع کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے ازکم شرح مائۃ عامل ہی پڑھے ہوتے تو معلوم ہوتا بلہ فانہ موضوع لدع مثل بلہ زیدا ے دع زیدا بلہ دع کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے بلہ زیدا کی یعنی چھوڑ تو زید کو تو متنازعہ فیہا جملہ کے معنی ہونگے کہ جس پر تم کو اطلاع ہے اسی پر چھوڑ دو جب ان انعامات کو دیکھو گے تو تمہیں ان کی شان نظر آ ئیگی یا جنہوں نے دیکھا ہے جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو وہ بھی بیان کرنے کی زبان نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ جتنا قرآن کریم میں مذکور ہے ان کو بھی اسی پر چھوڑنے کا ارشاد ہوا۔

''وہابی'': اَلَمْ یَاتِکُمْ نَبَاءُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَّالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبران کی جو پہلے تھے تم سے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود جو ان سے پیچھے ہوئے ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو۔

اس آیۃ میں قوم نوح اور عاد وثمود کے بعد کی بعض ایسی قوموں کا پتہ دیا گیا ہے جن کے حالات حق تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

''محمد عمر'': نبی ﷺ کے علم غیب کے تو تم قائل نہیں لیکن تمہیں اپنے علم غیب جاننے کا دعویٰ بڑا ہے کیا تمہیں یہ علم غیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام کا علم کسی کو نہیں دیا

حالانکہ قرآن کریم کے معانی سمجھنے سے تمہارے دماغ قاصر ہیں۔ بھائی اللہ کے سوا انکی خبر تو کسی کو نہیں یونکہ ان کے زمانے کا کوئی شخص موجود نہیں خداوند کریم کی ذات لایزل ہے اس واسطے خداوند اس وقت بھی موجود تھے اب بھی ہیں اور رہیں گے بھی اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے سوا قوم نوح وعاد وثمود اور ان کے بعد کی طلاع کسی کو نہیں اور وہی مصطفیٰ ﷺ کو خبر رساں ہے چنانچہ اس آیۃ کریمہ میں بھی اپنے علوم غیبیہ کو بیان فرمایا کہ الم یاتکم نباء الذین من قبلھم کیا آپ کے پاس پہلے لوگوں کی خبر نہیں آئی قوم نوح وغیرہ کی یعنی آئی ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ تو الم یاتکم سے اپنے محبوب ﷺ پر جو پہلے انبیاء علیہم السلام غیر موجود ہیں ان کا انعام علم عطا فرما کر فخریہ اپنی عطا کو بیان فرمادیں لیکن وہابی صاحب ایسے سادہ لوح ہیں کہ ایت کریمہ کے ابتدائیہ جملہ کا ذکر ہی نہیں چھیڑا کہ کہیں ایسا نہ ہو مصطفیٰ ﷺ کا علم ثابت ہو جائے تو ہمارے عقیدہ میں فرق لازم آجائے گا۔

دوست نے اخیر آیت کریمہ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللہ کو تو جالیا اور ابتدا جملہ جو شان وعلم مصطفیٰ ﷺ کو ظاہر کر رہا ہے الم یَاْتِكُمْ اس کو چھوڑ گئے تا کہ تمام ماسبق کا علم اگر مصطفیٰ ﷺ کے لئے ثابت ہو گیا تو علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنَ نبی ﷺ کو ثابت ہو جاوے گا اور عقیدہ وہابیہ کی جڑ کٹ جائے گی یہ کیا خبر کہ اگر وہابی نے قبل کو ترک کیا تو کوئی حنفی ماقبل کی طرف بھی توجہ دلاوے گا تو ہمارے پلے کیا رہے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر اسی کی وضاحت فرمائی:

كَذَالِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ { ۱۶/۵ طہ ۵۲/۱۸

اسی طرح بیان کرتے رہتے ہیں ہم آپ پر ان کی خبریں غیبیہ جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ کیوں جناب وہاں تو استفہام سے اقرار کروایا لیکن اس ایۃ کریمہ میں آپ کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطا کردہ علوم غیبیہ کی خبر ہی شائع فرمادی

تاکہ کسی کو شک نہ رہ جائے اب بھی اگر تم اپنے ایمان کو قرآن کریم کے مطابق نبی ﷺ پر ماسبق کے علوم غیبیہ کے عطا ہونے سے درست نہ کروتو لتسئلن یومئذ عن النعیم میں خود گرفتار ہوگے اور تفاسیر کا شوق رکھتے ہو تو آئندہ انشاء اللہ العزیز تمام تفاسیر کے بیانات آرہے ہیں۔ ملاحظہ فرمالیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین

۵۳۔ نحل ${14 \over 11}$} وما امرُ الساعة الا کلمح البصر او ھو اقرب (اور قیامت کا امر کوئی اتنا بڑا نہیں مگر آنکھ جھپکنے کی مثل یا اس سے بھی زیادہ قریب)

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ قیامت صرف آنکھ جھپکنے کی مقدار میں ہے یا اس سے بھی قریب یہ مومن کے لئے وقت قلیل ہوگا۔ اور منافق و کافر کے لئے اتنی طوالت ہوگی۔ جس کی مقدار اللہ تعالیٰ نے پچاس ہزار سال فرمائی ہے۔ ورنہ اس کے قیام کا وقت ایک لمحہ سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔ معلوم ہوا کہ جیسے لمحہ بصر کو ملاحظہ کرنے والا دیکھ بھی رہا ہے اور اس کو اس لمحہ کا علم یقینی بھی ہے۔ لیکن اگر اس کو کہا جائے کہ اس کی تفصیل اور تعین وقت کہ کہاں سے کہاں تک لمحہ کی مقدار ہے تو یہ بیان سے باہر ہے تو رای کو مری کی ہیت کذائیہ کے بیان نہ کرنے سے بے علم نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میدان قیامت طلوع وغروب آفتاب و ماہتاب سے خالی ہوگا۔ اور وقت و زمان انہیں کے قیام سے متعین ہوسکتا ہے۔ اگر یہی نہ ہونگے تو تعین وقت کا سوالکرنا سائل کی کم عقلی کی دلیل ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اس لمحہ بصر کی جس دن میں ہوگی آپ نے اس دن کو واضح فرمادیا۔ آگے چونکہ دن دن ہی نہ رہے گا تو اس کی تعیین کیسی۔ ہاں البتہ اس کے علامات اور حالات کو آپ نے بیان فرمادیا۔ اور منکرین کو اتنی سمجھ نہیں کہ صفات ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ذات صفات سے مقدم ہوتی ہے۔ جو شخص جس امر کے صفات بیان کرسکتا ہے۔ وہ حتمی طور پر اس کی ذات کا بھی عالم ہے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے۔ کہ ماموراپنے آمر کے حکم کے بغیر بیان نہیں کرسکتا۔ اور آمر نے اپنے مامور کو اگر

اپنے امر کا علم ہی عطا نہیں فرمایا تو آمر آمر نہ رہا اور مامور مامور نہیں نبی ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ آمر کے مامور ہیں اس واسطے مامور من اللہ ہونے کی بنا پر اللہ کے حکم کے سوا امر کو بیان نہیں کر سکتے۔ ہاں البتہ اپنی رویئت کا ذکر کر سکتے ہیں۔ فرمایا۔

ادلة العلوم الخمسة لا هل الله من الاحاديث الصحيحة

۵۴۔ نسائی شریف $\frac{۱}{۲۱۵}$ مسلم شریف $\frac{۱}{۲۹۶۰۹۷}$ } قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَائَیتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا كُلَّ شَیْءٍ وُعِدْ تُمْ (نبی ﷺ نے فرمایا۔ اس مقام میں ہر چیز کو جس کا تم وعدہ کئے گئے ہو میں نے دیکھ لیا)

جس شخص کا نبی ﷺ کی ذات پر اور آپ کے فرمان پر ایمان صحیح ہے وہ تو آپ کے اس فرمان سے آپ کے لئے غیب کلی کے علم کا ضرور قائل ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس مقام پر تمہارے ہر معہودہ اشیاء وامور کو دیکھ لیا ہے۔ اس میں قیامت کی ہر چیز اور آپ کے امتیوں کا تغیر و تبدل بلکہ تمام مخلوق کی حقیقت آپ پر واضح ہوگئی اور جسم روح کی وضاحت بھی ہوگئی۔ جس کی ذات مقدسہ و مطہرہ لامکاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اور جس کی نظر بے انتہا نور محیط کو دیکھ سکتی ہے تو وہ نظر لازمان یعنی قیامت تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی ذات مطہرہ بحثیت رحمۃ للعالمین ہونے کے جیسا کہ ایک لمحہ میں مکان ولامکان کو طے کر سکتی ہے ایسے ہی زمان و لازمان کو بھی طے کر سکتی ہے جیسا کہ مکان، دنیا اور لامکان عالم برزخ۔ مکان دنیا اور لامکان عالم امر مکان دنیا اور لامکان حقیقی ایسے ہی زمان دنیا اور لازمان عالم برزخ۔ زمان دیا اور لازمان قیامت۔ تو آپ کے واسطے یہ تمام امور یکساں ہیں۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں عیاں ہے۔ فرمایا کہ میں نے یہاں بیٹھے ہی تمہارے معہودہ کو جس میں قیامت بھی شامل ہے دیکھ لیا۔ جس ذات کی رویئت واحدہ علم کلی کو محیط ہے تو تمام عمر کی رویئت کے مناظر کا کیا ہی ٹھکانا ہوگا۔ جس تمام عمر کی

قسم اللہ تعالیٰ کھاتے ہیں۔ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون (آپ کی تمام عمر کی قسم یارسول اللہ یہ لوگ اندھے ہیں) جو آپ کی کسی وصف کے علم ہو یا کچھ اور قائل نہ ہوں تو ان کو اللہ تعالیٰ نے اندھوں سے خطاب کیا ہے۔ اندھا اگر بصیر کی رویئت کا انکار کرے تو بصیر کی بصارت میں فرق نہیں آتا۔

۵۵۔ مسند امام احمد حنبل ۲/۲۲۹ بخاری شریف ۲/۹۶۳ } عن زیاد بن ابی زیاد مولی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم قال انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول بعثت انا والساعۃ کھاتین ومداصبعہ السبابۃ والوسطی (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام زیاد بن ابی زیاد سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں میرے اور قیامت کے درمیان کا واسطہ ان دو انگلیوں کی طرح ہے۔ اور آپ نے انگوٹھے والی انگلی اور درمیان کی بڑی انگلی دونوں کو باہر نکالا اور لمبا کیا)

نبی کریم ﷺ کا سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ جیسے وسطیٰ کو سبابہ سے کوئی چیز حاجز نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہیں۔ کیا آپ کے اس فرمان سے کسی مومن کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے سبابہ اور وسطیٰ کو اکٹھا لمبا کر کے فرمایا تا کہ یہ بھی ثابت ہو جائے جیسے کہ ان دونوں انگلیوں کا تعلق مرکزی ایک ہاتھ ہی ہے ایسے ہی میرا قیامت کے ساتھ تعلق ہے۔ نبی ﷺ نے اپنی ذات اور قیامت کے تعلق کو واحد ہی فرمایا۔ اب آپ کے اور قیامت کے درمیان انفصال کرنے والا اور آپ کو قیامت سے بے خبر کہنے والا صادق ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عِندَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ہے تو اول تو اس میں اس نے کسی کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ اگر عِندَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فرمان الٰہی ہے تو اَبِیْتُ عِندَ رَبِّی فرمان مصطفائی بھی تو ہے۔ اسی بنا پر آپ

نے اپنے سبابہ اور وسطیٰ کو لمبا کر کے اپنا اور قیامت کا تعلق ظاہر فرمایا۔ اگر تم کہو کہ نبی ﷺ نے قیامت کے تعین کا امر ہمیں کیوں نہیں ارشاد فرمایا تو آپ کا ظاہر نہ فرمانا آپ کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔

۵۶۔ مسلم شریف ۱/۲۹۷} عن جابر بن عبداللہ انّہٗ عُرِضَ عَلَیَّ کُلُّ شَیْءٍ تُوْلَجُوْنَہٗ (جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے ہر چیز پیش کی گئی۔ جس کو تم داخل ہو گے)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو علم کلی عطا کیا گیا۔ قیامت کا بھی کیونکہ اس میں بھی ہمارا دخول ہے۔ اور ماذا تکسب غدا بھی۔ کیونکہ تولجونہ صیغہ استقبال ہے اور مافی الارحام کا بھی۔ اور نزول غیث کا بھی۔

۵۷۔ ابن ماجہ ص ۳۰۲ ابوداؤد طیالسی ص ۲۶۶} عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ بعثت انا والساعۃ کھا تین وجمع بین اصابعہ (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں اور آپ نے اپنی انگلیوں کو جمع فرمایا)

اِنَّہُمْ یَرَوْنَہٗ بَعِیْدًا وَّنَرٰہُ قَرِیْبًا کے ساتھ اس کی مطابقہ ہوگئی۔

۵۸ مشکوۃ شریف ص ۷۲ کنز العمال ۸/۱۵۸} عن ابن عباس قال قال رسول ﷺ اَتَانِیْ اللیلۃ رَبِّیْ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ اَحْسَبُہٗ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ ﷺ قُلْتُ لَبَّیْکَ رَبِّ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَہَا ثَلٰثًا فَرَاَیْتُہٗ وَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی فِیْ کُلِّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ کہ میرا

رب ایک رات احسن صورت میں میرے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس کو یقین سے جانتا ہوں کہ میں اس وقت احسن صورت میں اپنے رب کیساتھ ہوں۔ تو اللہ نے فرمایا۔ یا محمد (ﷺ) میں نے عرض کیا لبیک رب تو اللہ۔ نے فرمایا کہ یہ بڑے بڑے فرشتوں کا گروہ کس بات میں جھگڑا کررہے ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ مجھے کیا پتہ۔ تو اس بات کو اللہ نے تین بار فرمایا تو میں نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے دو کندھوں کے درمیان اللہ نے اپنا بے کیف دست پاک رکھ دیا۔ حتی کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک بلا کیف و بلاتشبیہ میرے سینے تک پہنچی تو میرے واسطے کل شے روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا)

نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سوال فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُالاَعْلٰی کرنے پر جو جواب دیا لاادری حالانکہ اللہ نے تین دفعہ یہی سوال فرمایا۔ اس کا مطلب آپ کی بے علمی پر دال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں موجود ہونا اور پھر کسی چیز کا پوشیدہ رہنا یہ امر بعید ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ سے ملاقی ہونا فرشتوں کی بات چیت دریافت کرنے کا مطلب تو نہ تھا بلکہ مقصد اپنے محبوب ﷺ کو بلا پردہ و بلا واسطہ دیدار کروانا مقصود تھا۔ اور انعامات غیر متبرقبہ عنایت کرنے مقصود تھے تو فرشتوں کی بات چیت چھیڑنا محض اس بنا پر تھا تاکہ نبی ﷺ کا امتحاناً مقصد ظاہر ہو جائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے مطلوب زیارت کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ فوراً پہاڑ پر جا پڑی تو اللہ تعالیٰ نے بجائے اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام کو زیارت کرواتے۔ اپنی ذراسی تجلی ان کے دیکھنے کے باعث پہاڑ پر ڈالی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر گئے۔ ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْ اے رب میرے مجھے اپنی زیارت کروا فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرتے کہ یا مولیٰ

میں تیرے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں تو ہوسکتا تھا کہ اللہ بجائے پہاڑ پر تجلی ڈالنے کے موسیٰ علیہ السلام کو طاقت دے کر وہی تجلی آپ کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آ گیا۔ کلام رب کے رویئت کی اور عمل یعنی نظر پہاڑ کی طرف تو اس بناء پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے بیہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے تو ایسے ہی امتحان اللہ تعالیٰ نے بموقعہ زیارت نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کی نگاہ یا مطمح نظر کہاں تک ہے۔ اگر آپ فرمادیتے کہ فرشتے ان امور میں جھگڑا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا ان کے پاس سے ہی گزر کر تشریف لائے تھے بلکہ اس موقعہ ملاقات پر بھی آپ ان کو ملاحظہ فرمارہے تھے۔ تب ہی تو اللہ نے سوال فرمایا۔ اور اگر آپ کو قریبی فرشتے نظر ہی نہ آتے تو آپ مولیٰ تعالیٰ کے دربار میں صاف صاف عرض کر دیتے۔ کہ یا مولیٰ مجھے فرشتے ہی نظر نہیں آتے چہ جائیکہ ان کے جھگڑے کا علم ہو اور معاذ اللہ کا سوال بھی عبث ہو جاتا۔ کہ جن کے وجودوں کو آپ دیکھ نہیں رہے تو اللہ ان کے افعال سے سوال کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ ملائکہ مقربین کو ملاحظہ بھی فرمارہے تھے اور جھگڑا بھی سن رہے تھے۔ کیونکہ جس کی نظر وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اس کی سمع کا بھی یہی حال ہونا چاہیئے تو اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا آپ کے علم اور بے علمی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ آپ کے مقصد خصوصی کو ظاہر کروانا مقصود تھا۔ کہ آپ کسی غیر کے جھگڑے میں پڑتے ہیں یا محض میری ذات کو ہی اپنا مطمح نظر رکھتے ہیں تو آپ بھی اللہ تعالیٰ کے اس راز واشارے کو سمجھ گئے کہ یہ وہی موسیٰ علیہ السلام والی بات ہونے لگی۔ تو آپ بجائے اس کے کہ فرشتوں کے جھگڑے میں الجھتے صاف لاادری کہدیا۔ تاکہ آپ اللہ کے دربار میں ثابت کر دیں کہ یا اللہ میرا مقصد غیر سے الجھنا نہیں ہے بلکہ تیری ذات ہے کیوکہ جب تیرا منشاء میرا ملاقی ہونا ہے تو میں بھی تیری ذات کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا اور نہ میرا کوئی اور مقصد ہے۔ اسی واسطے

جب نبی ﷺ نے باقی جھگڑوں کا انقطاع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو بلا پردہ کو بلا پردہ رویئت سے مشرف فرمایا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا اس واسطے بھی ہوسکتا ہے کہ میرا محبوب میرے سوال کرنے پر اپنے علم کا اظہار کرتا ہے یا نہیں۔ اگر آپ اسی سوال کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں عمل فرمادیتے تو ہوسکتا تھا کہ باقی ان علوم سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس عجز وانکساری پر اور لا ادری کہنے پر عنائیت فرمائے محروم رکھا جاتا۔ لیکن جب آپ نے اپنے علم کو اللہ کے دربار میں لا ادری سے ظاہر فرمایا تو اللہ پاک نے نبی ﷺ کو اپنے دست قدرت سے علم کلی عطا کر کے سینہ بھرپور کر دیا۔ جس کی شرح اس حدیث پاک میں بیان فرمائی۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے لا ادری کہنے پر اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میرا سینہ علوم الہیہ سے بھرپور ہو گیا۔ فتجلی لی کل شیی تو کل شے میرے واسطے روشن ہوگئی و عرفت اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو اپنے دست قدرت سے علم کلی عطا فرمادے لیکن منکر پھر بھی آپ کے علم کلی کے عقیدہ رکھنے والے کو فتویٰ شرک لگا کر نبی ﷺ کے علم کلی کی تنقیص کرے تو اس کو میں یہی کہوں گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے محبوب ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرماوے۔

۵۹۔ ترمذی شریف ۲/۱۵۵} ترمذی شریف میں اس مذکورہ بالا روایت کے الفاظ آخری یہ ہیں فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْض (تو میں نے جان لیا جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے) اگر کوئی کہے کہ شائد اس روایت کے رواۃ ثقات نہ ہوں تو اس کا ثبوت ثقہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

سند (۱)} حدثنا محمد بن بشار حدثنا معاذبن هشام حدثنی الی عن قتادہ عن ابی قلابه عن خالد بن لَجلاج عن ابن عباس.

تقریب التہذیب ص ۳۴۴} محمد بن عثمان العبدی بصری ابوبکر بند ار ثقة من العاشرة.

تہذیب التہذیب ۹/۴۷ } محمد بن بشار بن عثمان بن داود بن کیسان عبدی ابوبکر حافظ بصری بندار۔ وقال الاجری عن ابی داؤد کتب عن بندار نحوامن خمسین الف حدیث وقال العجلی بصری ثقة کثیر الحدیث وقال النسائی صالح لاباس به وقال مسلم بن قاسم وقال ابن حبان کان یحفظ حدیثه، ویقرأه من حفظه قلت کذافی الثقات وقال ابن خذیمه فی التوحید حدثنا امام اهل زمانه محمد بن بشار وقال البخاری فی صحیحه کتب الی بندار فذکر حدیث مسندا ولولا شدة وثوقه ماحدث عندبا المکاتبة مع انه فی الطبقة الرابعة من شیوخه وقال الدار قطنی من الحفاظ الاثبات وفی الزهرة روىٰ عند البخاری مأتی حدیث وخمسة احادیث ومسلم اربع مائته وستین.

تقریب التہذیب ص ۳۵۷ } معاذ بن هشام بن ابی عبدالله الدستوائی البصری وقد سکن الیمن صدوق.

۲۔تہذیب التہذیب ۱۰/۱۹۶ } معاذ بن هشام بن ابی عبدالله اسمه سنبر دستوائی البصری وقد سکن الیمن ثم البصره وقال الدوری عن ابن معین صدوق وقال عباس بن عبدالعظیم عن علی ابن المدینی سمعت معاذ بن هشام یقول سمع ابی عن قتاده عشرة الاف حدیث وذکره ابن حبان فی الثقات وقال عثمان الدارمی قلت لیحی ابن معین معاذ بن هشام الثبت فی شعبه اوغندر فقال ثقة وثقه وقال ابن قانع ثقة مامون.

۳۔تقریب التہذیب ص ۳۸۰ } شام بن ابی عبدالله ثقة.

تہذیب التہذیب $\frac{11}{43}$} ہشـام بـن ابی عبدالله الدستوائی کان یبیع الثیـاب التـی تـجـلـب مـن دستـواء فـنسب الیهاور بما قیل له دستوائی وقـالامیـد بـن خـالد عن شعبة مامن الناس احد اقول انه طلب الحدیث یرید بدوجه الله تعالیٰ الاهشام وقال علی ابن الجعد سمعت شعبه یقول کـان هشـام احـفـظ مـنـی عن قتاده وقال ایضا کان اعلم بحدیث قتاده مـنی. وکان ثبتا وقال ابو داؤد الطیالسی هشام الدستوائی امیر المومنین فی الحدیث وقال العجلی بصری ثقة ثبت فی الحدیث حجة وذکز ابن حبان فی الثقات. وقال البزاز الدستوائی احفظ من ابی هلال.

۴۔ تقریب التہذیب ص ۳۰۵} قتاده بن دعامه بن قتاده ثقة ثبت

تہذیب التہذیب $\frac{8}{351}$} قتـاده دبـن امه بن قتاده بن عزیز بن عمر بن ربیـعـه. ص ۵۳۴ وقـال ابن سعدین قتاده هو احفظ الناس. و قال ابو حـاتـم سـمـعـت احمد بن حنبل و ذکر قتاده فاطنب فی ذکره فجعل یـنشـر مـن علمه ونقهه ومعرفته باالاختلاف والتفسیر وصفه بالحفظ والفقه وقال ابن حبان فی الثقات کان من علماء الناس بالقرآن والفقه ومن حفاظ اهل زمانه وقال الحاکم فی علوم الحدیث.

۵۔ تقریب التہذیب ص ۱۹۹} عبدالله بن زید بن عمر جرلی ابوقلا به البصری ثقة فاضل .

تہذیب التہذیب $\frac{5}{225}$} عبدالله بن زید بن عمر ابوقلابه الجرمی ذکره ابـن سـعـدفـی الـطبقة الثانیة من اهل البصرة وقال کان ثقة کثیر الحدیث

وکان دیوانه بالشام وقال ابن عون ذکر ایوب لمحمد حدیثا عن ابی قلابه فقال ابو قلابه انشاء الله ثقة رجل صالح. وقال ایوب کان واللہ من الفقهاء ذوی الارباب ما ادرکت بهذا المصر رجلا کان اعلم بالقضاء من ابی قلابه. وقال العجلی بصری تابعی ثقة وقال ابن خراش ثقة .

٦۔تہذیب التہذیب {۳/۱۱۵} روی عن ابن عباس خالد بن لجلاج عامری وعنه ابو قلابه جری. وقال ابن حبان کان من افاضل اهل زمانه وذکره ابن حبان فی ثقات التابعین .

سند(۲) بندار حدثنا یحیٰ ابن سعید عن سفیان عن الاعمش بندار کا نام محمد بن بشار ہے اس کا بیان ماقبل کیا جاچکا ہے۔

تقریب التہذیب ص۳۹۱ } یحیی ابن سعید بن فروخ التمیمی ابو سعید قطان البصری ثقة متقن حافظ امام قدوة من کبار التاسعة.

تہذیب التہذیب {۱۱/۲۱۹} یحییٰ ابن سعید بن فروخ التمیمی وقال ابو داؤد عن یحی بن معین اقام یحیٰ القطان عشرین سنه یختم القرآن فی کل لیلة. وقال ابن سعد کان ثقة مامونا رفیعا حجة وقال العجلی بصری ثقة فی الحدیث. کان لایحدث الاعن ثقة وقال ابوزرعه کان من الثقات الحفاظ. وقال ابو حاتم حجة حافظ وقال النسائی ثقة ثبت مرضی. وقال ابن منجویه کان من سادات اهل زمانه حفظا وورعا وفهما وفضلاً ودینا وعلما و هو الذی عهدلا هل العراق رسم الحدیث وقال الخلیلی هو امام بلامد افعه وهو اجل اصحاب مالک بالبصرة وکان الثوری یتعجب من حفظه واحتج به الائمه کلهم وقالو

من ترکہ یحیی ترکناہ. اس حدیث کی دوسندوں کو رواۃ ثقات سے ثابت کیا گیا۔اب حدیث مذکورہ بالا کو محض زبانی ضعیف کہہ دینا یا بلاوجہ حدیث صحیحہ پر جرح کرنا اصول حدیث کے برخلاف ہے اور نبی ﷺ کی حدیث کو اپنے مذہبی عقیدہ کے برخلاف سمجھتے ہوئے پس پشت ڈال دینا ایمان کے منافی ہے۔جب آپ کے علم غیب کلی کی صحیح حدیثیں نبی ﷺ سے ثابت ہیں تو ان سے انکار کرنا اور تاویلات فاسدہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ ایمان سے خارج ہونا ہے۔

۲۰۔ابن ماجہ ص ۷۷﴾قال النبی ﷺ ان یوم الجمعة سيد الايام واعظمها عند الله من يوم الاضحى ويوم الفطر فيه خمس خلال خلق الله فيه ادم و اهبط الله فيه ادم الى الارض وفيه توفى الله ادم وفيه ساعة لايسال الله فيها العبد شيأ الا عطا مالم يئسل حلما وفيه تقوم الساعة مامن ملك مقرب ولا سماء ولا ارض ولا رياح ولاجبال ولا بحر الا وهن يشفقن من يوم الجمعة (نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بہت بزرگی والا ہے۔اور وہ اللہ کے نزدیک عید الضحیٰ اور عید الفطر کے دنوں سے بھی زیادہ بزرگ ہے۔اس میں پانچ بڑی چیزیں ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن زمین پر اتارا اور اسی میں اللہ تعالیٰ نے ان کا وصال کیا۔اور اسی میں ایک ایسا وقت ہے جس میں بندہ اللہ سے کوئی بھی سوال کرے اللہ اس کو عطا کرتے ہیں جب تک کہ حرام کا سوال نہ کرے۔ اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔کوئی مقرب فرشتہ اور آسمان اور زمین اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر نہیں ڈرتے مگر وہ جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں)

نبی ﷺ نے جمعہ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے جمعہ کے متعلق ابتدا سے آخیر قیامت کا تمام واقعہ بیان فرمادیا (۱) آدم علیہ السلام کی پیدائش کی اطلاع دی کیا

یہ زمانہ ماضی کے غیب کی اطلاع نہیں؟ اور آدم علیہ السلام کا مقررہ پیدائشی دن ظاہر فرمایا (۲) آدم علیہ السلام کے نزول الی الارض کے مقررون کی اطلاع دی۔ پھر آدم علیہ السلام کے وقت وصال کی اطلاع دی (۳) ایک ایسی گھڑی کی اطلاع دی جس میں اللہ تعالیٰ بندے کے سوال کو لوٹاتا نہیں۔ کیا وہ ساعت کسی کو معلوم ہو سکتی ہے؟ حالانکہ نبی ﷺ کو اس کا علم ہے۔ جیسا کہ بین الخطبتین ساعت کا تقرر ظاہر فرمایا۔ حالانکہ خطبتین کا وقت بھی ہر جگہ کا مختلف ہے۔ لیکن جس ساعت کا آپ نے ذکر فرمایا۔ وہ آپ کے خطبتین کے مابین ساعت ہو سکتی ہے۔ جس ساعت کا اندازہ کرنا دوسرے کے واسطے مشکل ہے۔ لیکن آپ نے جب اس ساعت کو وقت اجابت فرمایا تو اس کی صفت اجابت بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ اس ساعت کی حقیقت کا بھی آپ کو علم ہے۔ ایسے ہی اس ساعت بلامحیط کے بیان کرنے سے آپ نے صاف ثبوت دے دیا۔ کہ جیسے میں اس ساعت کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ الا ماشاء اللہ ایسے ہی اسی جمعہ کے دن میں اس ساعتہ کا بیان بھی ہوگا۔ تو اس کو بھی آپ ہی جان سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو عدم وقوف پر دلالت نہیں کرتے جیسے مثلاً جمعہ کے دن کا تقرر ظاہر فرمائیں یا نہ۔ آپ کو ہر صورت قیامت کا علم ضرور ہے جو آپ کے اس فرمان سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۲۱۔ ابوداؤد {۱/۱۵۶} عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة فيه خلق ادم وفيه اضبط اهبط وفيه تيب عليه وفيه مات وفيه تقوم الساعة وما من دابة الا وهی مسيخة يوم الجمعة من حين تصبح حتى تطلع الشمس شفقا من الساعة الا الجن ولانس وفيها ساعة لايصاد فها عبد مسلم وهويصلی يسال الله عزوجل حاجة الا اعطاه اياها (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

کہ تمام دنوں سے بہتر دن جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اس میں اتارے گئے اور اسی میں آپ کی توبہ منظور کی گئی اور اسی میں آپ کا وصال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہو گی اور اسی دن صبح سے ہر زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں مگر وہ سنے والا ہے قیامت کی اواز کو سوائے جن اور انسان کے اور اسی میں ایک گھڑی ہے جس بندے مسلمان کو نماز پڑھنے کی حالت میں اسے ملے تو وہ اللہ سے جو بھی حاجت طلب کرے اس کو اللہ تعالیٰ عنایت کرتے ہیں۔)

اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے آدم علیہ السلام کے ہر غیبی عظیم الشان مرحلے کو معین وقت میں بیان فرماتے ہوئے قیامت کے دن کا تعین بھی بیان فرما دیا۔ کیا عندہ علم الساعۃ نبی ﷺ کو یاد نہ تھا یا آپ نے اس کا مطلب نہ سمجھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نعوذ باللہ آپؐ نے جھوٹ بولا ہے سوائے اس کے کہ تم اس آیت کو اس فرمان مصطفوی ﷺ سے یہی تطبیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی ﷺ کو یوم قیامت کے تقرر کا علم ہے جیسا کہ آپؐ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآ مجید میں اللہ تعالیٰ نے علم ذاتی کی غیر سے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز میرے پاس ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی دکاندار اس چیز کو اس سے لے بھی نہیں سکتا۔ حالانکہ جس کو وہ پسند کرے اسے بھی دے سکتا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے علم قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق الا من ارتضی کے قانون سے نبی ﷺ کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پورا علم ارشاد فرما دیا۔ اور جمعہ کے دن کی خصوصیت میں اس کے قلوب کی خشیت کا علم کلی ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت

دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور جن و انسان کا اس خشیت سے بھی غفلت کا اظہار فرمانا نعوذ باللہ آپؐ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے خاموش ہوتی ہیں اور ان پر ایک سناٹا طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ خائفین ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اہل قبور کو حال بھی سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح جانتے ہیں۔

ابوداؤد $\frac{2}{306}$} فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ (تو فرشتہ اس میت کو خوب مارتا ہے۔ اور اس کی چیخ و پکار کا علم بھی آپ کو حاصل ہے۔ جو آپ عالمین اور معلومین کے تمام حالات کو بیان فرمارہے ہیں۔ جب ہر ذی روح چیز سوائے جن و اس کے عالم برزخ کے حالات کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے حالات کو آپ بیان فرمارہے ہیں۔ ایسے ہی ان کو قیامت بھی نظر آرہی ہے اور سوائے جن و انسان کے اس کو ہر ذی روح دیکھ کر خائف ہو رہا ہے۔ جن کے علم کا اظہار نبی ﷺ فرمارہے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے۔ اور ان تمام کا علم بمعہ قیامت نبی ﷺ کو بھی حاصل ہے۔ جو نبی ﷺ نے اپنے علم قیامت کا اظہار اس حدیث پاک میں فرمادیا ہے۔)

۶۲۔ ابوداؤد $\frac{1}{157}$} عَنْ اَوْسِ بنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ (اوس بن اوسؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تمام دوں سے جمعہ کا دن افضل ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں قبض کئے گئے اور اسی میں اسرافیل قرناء پھونکیں گے اور اُسی میں قیامت ہوگی)

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ آپ کو علم قیامت ہے

۶۳۔ مستدرک ۴/۵۶۷} عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے قیامت کا بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ ذَالِکَ قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ (کیا تم جانتے ہو کہ یہ دن کونسا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ آپ کو علم قیامت ہے۔

اقوال بزرگان دین

۶۴۔ تفسیر صاوی ۲/۱۱۱} وَالَّذِیْ یَجِبُ الْاِیْمَانُ بِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ علیہ السلام لَمْ یَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَہُ اللّٰہُ بِجَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ. (اور جس کے ساتھ ایمان واجب ہے یہ ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام دنیا سے نہیں منتقل ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو جمیع مغیبات کا علم سکھایا) کانک حفی عنھا کے ماتحت ملاحظہ ہو۔

۶۵۔ تفسیر صاوی ۳/۲۶۰} وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا اَیْ مِنْ حَیْثُ ذَاتِہَا وَاَمَّا بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی لِلْعَبْدِ فَلَا مَانِعَ مِنْہُ کَالْاَنْبِیَاءِ وَبَعْضِ الْاَوْلِیَاءِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَقَالَ تَعَالٰی عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (یعنی باعتبار ذات کے کسی نفس کو کل کی خبر نہیں۔ لیکن اللہ کے جتانے سے بندے کو کوئی روکاوٹ بھی نہیں۔ جیسا کہ تمام انبیاء اور بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے علم سے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جو اللہ چاہے۔ اور فرمایا کہ اللہ غیب کو جاننے والا ہے سوائے اللہ کے کسی کو اس کے غیب کی اطلاع نہیں۔ سوائے اس رسولؐ کے کہ

جس کو اللہ برگزیدہ کرے۔)

٦٦۔ اَلْحَقُّ اَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ نَبِيُّنَا مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى اَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلٰى تِلْكَ الْخَمْسِ وَلٰكِنَّهُ اُمِرَ بِكَتْمِهَا (سچی بات یہ ہے کہ نبی ﷺ دنیا سے نہیں منتقل ہوئے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان خمسہ امور کے علم پر آپ کو مطلع فرمایا۔ اور لیکن ان کے چھپانے کا بھی حکم فرمایا)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا کیا گیا۔

٦٧۔ خصائص کبرے شریف {٢/١٩٥} ذَهَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰى اَنَّهُ ﷺ اُوْتِيَ عِلْمُ الْخَمْسِ اَيْضًا وَعِلْمُ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوْحِ وَاَنَّهُ اُمِرَ بِكَتْمِ ذَالِكَ (بعض اس طرف گئے ہیں کہ نبی ﷺ کو پانچ چیزوں کا بھی علم دیا گیا ہے۔ قیامت کے وقت کا بھی اور روح کا بھی اور آپ کو ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا)

٦٨۔ الابریز مصنفہ حافظ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ١٦٧} فَقَالَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْ سَادَاتِنَا الْعُلَمَاءِ وَكَيْفَ يَخْفٰى اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ ﷺ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِيْفَةِ لَا يُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ (فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور بڑے بڑے علماء نے کہ پانچوں امور کا علم نبی ﷺ پر کیسے مخفی ہوسکتا ہے۔ حالانکہ آپ کی امت شریفہ کے اہل تصرف سے کسی ایک کو تصرف کی قدرت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ ان پانچ اشیاء کا اس کو علم نہ ہو۔)

٦٩۔ کشف الغمہ عن جمیع الامۃ {٢/٧ص} وَاُوْتِيَ عِلْمُ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الرُّوْحَ وَالْخَمْسَ اَلَّتِيْ فِيْ اٰيَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (اور نبی ﷺ کو کل شے کا علم دیا گیا۔ حتی کہ روح کا اور ان پانچ کا بھی جو) اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ آیت میں ہیں۔

۷۰۔ قسطلانی ۵ {اِنَّ صِحَّةَ النُّبُوَّةِ تَسْتَلْزِمُ اِطِّلَاعَ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی جَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ (بے شک نبوت کی صحت مستلزم ہے کہ تمام مغیبات پر نبی ﷺ کو اطلاع ہو)

۷۱۔ تفہیمات الٰہیہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ۱/۱۸ } علم حق در علم صوفی گم شود (اللہ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو جاتا ہے)

"وہابی" تم نے قرآن وحدیث واقوال بزرگاں سے نبی ﷺ کا علم کلی وکل ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام کو منافقین کا علم نہیں تھا۔ دیکھو قرآن شریف:۔

توبہ ۱۱/۱۳ } وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ (اور بعض اعراب سے جو آپ کے گرد اگرد ہیں منافق ہیں اور بعض مدینہ والوں سے نفاق پر اکڑے ہوئے ہیں تو ان کو جلدی دگنا عذاب کریں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ایسا جملہ فرمایا جس نے تمہاری کلی کو توڑ کر رکھ دیا۔

"محمد عمر" ذرا گستاخی سے کام نہ لو۔ یہ کلی نبی ﷺ کے علم کی طرف منسوب ہے ایسے الفاظ آپ کی نسبت نکالنا کفر ہے۔ باقی رہا اللہ تعالیٰ کا فرمانا لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے محاورے کو سمجھانے کے واسطے سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ فرمایا ہے۔ یہ محاورہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کسی دوست کے مقابلہ میں اس کے دشمن کو ضروری سزا دینی مقصود ہو تو دوست کی طرف مخاطب ہو کر اور دشمن کی طرف تہدیدی نظر اٹھا کر کہا جاتا ہے کہ تو نہیں جانتا یہ منکر بڑا بے ایمان ہے۔ میں اس کو جانتا ہوں۔ تاکہ دوست کے علم پر ہی موقوف رکھے۔ اور اس کی سفارش نہ کرے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا اس مقام پر لا تعلمھم فرما کر آپ کی بے علمی مراد نہیں

لے رہا۔ بلکہ ان کی بے ایمانی کو سختی سے اظہار کرنا مقصود ہے تاکہ نبی ﷺ ان کی منافقانہ چال کو دیکھ کر اپنی رحمت سے چھڑا نہ لیں۔ اور آپ کے علم منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ وضاحت فرمائی ہے۔

۴۷۔ مائدہ ۶/۸ } فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (آپ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے)

اگر آپ کو منافقین کے نفاق کا علم نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے نفاق کی رویت کو نبی ﷺ کے واسطے کیوں فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منافقین کے دلوں کی مرض کو جانتے ہیں۔ اور ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

''وہابی'' نبی ﷺ کو کفار نے مشورہ کر کے چند سوالات کئے روح کے متعلق۔ ذوالقرنین کے متعلق اور اصحاب کہف کے متعلق۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل جواب دونگا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے سوال کیا تو آپ نے پھر فرمایا کل جواب دونگا۔ ایسے ہی آپ کل پر ڈالتے رہے لیکن وحی بند رہی۔ اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوا۔ آخر کئی دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

''محمد عمر'' پہلے تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا نبی ﷺ نے جو جواب اللہ کے اشارے سے فرمانا ہوتا تھا۔ اس پر انشاء اللہ استعمال فرماتے تھے؟ یا امور امتحانیہ یا امور شرعیہ پر کبھی آپ نے انشاء اللہ فرمایا ہو؟ نہیں۔ آپ کو جب کبھی اپنے امور کے متعلق کوئی کام کرنا مطلوب ہوتا تو انشاء اللہ فرماتے۔ باقی امور میں تو آپ کا ہاں کرنا سوائے اشارے الٰہیہ کے ہوسکتا ہی نہ تھا۔ خصوصاً جب نبی علیہ السلام نے امتحان سے کفار کے ساتھ مقابلہ ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی معیت بھی خاص طور پر ہوتی ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بغیر اشارہ الٰہیہ کے کلام نہیں فرماتے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا۔

نجم ۲۷/۱} وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (اور نہیں بولتے نبی علیہ السلام اپنی نفسانی خواہش سے۔ نہیں ہے وہ (آپ کا فرمان) مگر اشارہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا ہو) جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی کہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا اور غور سے دیکھوں گا یہ ارشاد الٰہی اس واسطے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلہ میں اللہ کے سامنے اپنا عجز ظاہر فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں بھائی فرعون کی طرف جاؤ۔ مقابلہ کے وقت میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا۔ اور غور سے دیکھوں گا۔ اور میری معیت تمہارے ساتھ ہوگی۔ کیا اس سے کوئی کند ذہن یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت سمیع وبصیر نہیں۔ اس موقعہ پر فرمایا کہ اِنَّنِیْ اَسْمَعُ وَاَرٰی ہرگز نہیں۔ بلکہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے ہوا تاکہ اس تاکید خصوصی سے موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہو جائے اور وہ ان میں کمزوری کا خیال جو فرعون کے مقابلے کے واسطے جم گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی ثابت کرنا تھا۔ کہ جب تم فرعون سے مقابلہ کرو گے تو اس وقت میں تمہاری ہی بات کو سن کر قبول کروں گا۔ اور فرعون کی بات کو تمہارے مقابلے میں ٹھکراونگا۔ اور اری اس لئے فرمایا کہ اگر مقابلہ میں تم پر فرعون بلا دلائل حملہ آور ہوا تو میری رویئت خصوصی تمہاری جانب ہوگی۔ فرعون کی طرف میری توجہ بھی نہ ہوگی۔ اور جس طرف میری توجہ ہوگی کامیابی اسی کی ہے۔ لہٰذا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری ہر قسم کی معصیت تمہارے ساتھ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان نے موسیٰ علیہ السلام کا حوصلہ اتنا بلند کر دیا کہ سیدھے فرعون کی طرف پہنچے اور بلاخوف اس کو اپنے خدا کی دعوت دی۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ کی وعدہ ایفائی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہاں تک رہی کہ بوقت غرق فرعون نے اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ (کہ میں موسیٰ علیہ السلام و ہارون

علیہ السلام ہ کے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں) بھی کہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے اس معہودہ وعدہ کو ایفا کرتے ہوئے آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ مِنْ قَبْلُ فرما کر چلاتے ہوئے فرعون کو غرق کر دیا۔ اور اس کی ایک نہ سنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے بالاتر معیت الٰہیہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ ہے کیا باقی انبیاء علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے مخالفین پر بوقت مقابلہ اپنی معیت کا اظہار کرتے ہوئے غالب کریں۔ اور نبی ﷺ کو بوقت مقابلہ کفار معاذ اللہ عاجز کریں۔ جن کی ہوت اور غلبہ قیامت تک رہنا تھا۔ یہ قانون خداوندی کے خلاف ہے۔ جو تم نے سمجھا ہے کہ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے ہی انشاء اللہ فرما دیتے۔ کیونکہ آپ کا فرمانا اُخبِرُکُمْ غَداً (میں تمہیں کل خبر دوں گا) یہ حقیقۃً اللہ کا ہی فرمانا ہے۔ کیونکہ للہ نے ہی فرمایا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى تو وحی کا بند رہنا صرف امتحان کے لیے ہی تھا کہ آیا میرا محبوب میرے قانون پر کتنا عمل کرتے ہیں اور یہ امتحان اللہ کو اپنی ذات کے لئے مطلوب نہ تھا بلکہ نبی ﷺ کی حقیقت، واصلیت ونبوت کے اظہار کے لئے تھا۔ تاکہ مخالفین نبوت کو یہ ثابت ہو جائے کہ نبی ﷺ کی نبوت اپنی ذاتی اختراع نہیں ہے اور یہ غیبی خبر بھی آپ کی اختراعی نہیں ہے۔ بلکہ نبوت بھی عطائے الٰہی ہے اور غیبی خبر بھی عطائے الٰہی سے متعلق ہے۔ انبیاء کو علم ضرور ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کو بھی ان اشیاء مسؤلہ کا علم ضرور تھا۔ لیکن وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کے آپ عامل تھے بغیر اشارہ الٰہیہ اپنے علم کو نطق سے ظاہر نہ فرما سکتے تھے۔ کفار کے سامنے آپ کے اسی عمل کا یقین دلانا مقصود تھا۔ نہ کہ کفار کے سامنے عاجز کرنا مقصود تھا۔ جو تم نے سمجھا ہے۔ کیونکہ باقی ہر بات جب کوئی سوال کرے تو آپ کو اشارہ الٰہیہ فوراً اظہار کی اجازت بخشے۔ لیکن اس موقعہ پر اظہار کی اجازت ملتی ہی نہیں تو اس کا مطلب یہی ہوگا۔ کہ بات کو ذرا مہلت دے کر اور مہلت

دے کر جواب کی اجازت دی جائے تا کہ آپ ی نبوت کا ظہور اللہ کی طرف سے کفار کے سامنے مضبوط ہو جائے۔

یہ ہے جواب اس امر کا کہ آپ کو وحی یعنی اشارہ الٰہیہ کئی دن تک نہ ہوا۔

باقی رہا وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذَالِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ (اور نہ کہئے کسی چیز کو کہ میں اس کو کل کرنے والا ہوں۔ مگر مشیت الٰہی سے) یعنی انشاء اللہ فرما دیا کرو تو یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان آئندہ کے لئے قانون مقرر فرما رہا ہے۔ نہ کہ ماقبل کی سرزنش ہو رہی ہے کہ تم نے انشاء اللہ کیوں نہیں کہا۔ یہ تمہارا اجتہاد غلط ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن ابی کے جنازے کے وقت نبی ﷺ کا کپڑا کھینچا۔ جس اشارے کا مطلب یہ تھا۔ کہ یہ منافق ہے اس کے نفاق کی توثیق قرآن پاک میں آچکی ہے۔ آپ اس کا جنازہ نہ پڑھایئے۔ لیکن نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ کو پیچھے ہٹاتے ہوئے اور مشورے کو نہ قبول فرماتے ہوئے عبداللہ ابن ابی پر نماز جنازہ پڑھا دی تو بعد میں آیت نازل ہوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے کہ آپ کی مشیت کے خلاف حکم جاری فرمائیں۔ تو اسی وقت نماز سے بند کرنے کے واسطے اشارہ الٰہیہ فوراً ہو جاتا یا آنا فانا جبرئیلؑ ہی تشریف۔ لے آتے کہ اس منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھایئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی مشیت کے خلاف نہ کرتے ہوئے اسی وقت فوراً حکم نازل نہیں فرمایا۔ بلکہ بعد از ادائے نماز جنازہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا آیت نازل فرمائی۔ کہ آپ آئندہ کے لئے اگر کوئی بھی منافقوں سے مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیئے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ آیت نازل ہو چکی تھی۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذَالِکَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (یا رسول اللہ ﷺ بخشش مانگیے ان کے لئے یا نہ بخشش مانگیے ان کے لئے۔ اگر ان کے

لئے آپ ستر دفعہ بخشش مانگیں گے تو اللہ ان کو نہ بخشے گا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

پہلے تو اس امر کو دیکھنا ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا مقصد منافقین کے اعمال پر سرزنش ہے یا نبی ﷺ کو۔ تو اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے جرموں کا ایسا سختی سے اظہار فرمایا ہے۔ کہ اگر آپ ستر دفعہ بھی ان کے لئے بخشش طلب کرو تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ اس کا سبب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی بیان فرمایا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ کہ نہ بخشے کا سبب ہے کہ وہ آپ کے بھی منکر ہیں اور اللہ کے بھی۔ اس لئے وہ قابل بخشش نہیں ہیں اور اس کی شرح دوسرے مقام پر بیان فرمائی المنٰفقون سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَھُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْلَھُمْ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَایَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (ان پر آپ کا ان کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا یکساں ہے۔ اللہ انکو ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عدم بخشش کی یہ خاص وجہ فرمائی کہ وہ آپ کی بخشش طلب کرنے کے قدر دان نہیں ہیں۔ آپ کا بخشش طلب کرنا اور نہ کرنا چونکہ ان پر یکساں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسی مقام پر ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف {1/169} فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْہِ جَذَبَہٗ عُمَرُ فَقَالَ اَلَیْسَ اللّٰہُ نَھَاکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ فَقَالَ اَنَا بَیْنَ خِیَرَتَیْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْلَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ فَصَلّٰی عَلَیْہِ فَنَزَلَتْ وَلَاتُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ (جب آپ نے عبداللہ بن ابی کے نماز جنازے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچا۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ آپ کو اللہ نے منافقین پر نماز جنازہ

پڑھنے سے روکا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ استغفر لھم اولاتستغفر لھم اللہ تعالیٰ نے فرما کر مجھے دونوں کا اختیار دیا ہے۔ میں ان کے لئے بخشش مانگوں یا نہ مانگوں (کیونکہ لفظ او سے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے) تو آپؐ نے اس پر نماز پڑھی تو بعدازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ یارسول اللہ ﷺ منافقین سے کوئی بھی مرے آپ اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھیئے۔ اور نہ اس کی قبر پر آپ کھڑے ہوئیے) تو کیا قرآن مجید کا سمجھنا نبی ﷺ پر موقوف ہے اور تمہیں آپ کی تقلید واجب ہے یا تمہیں بھی کوئی اختیار ہے کہ تم نبی ﷺ کی سمجھی ہوئی تفسیر کے عمل کرے پر اپنے اجتہاد کو دخل دے کر آپ کی ذات پر اعتراض کرو۔ بلکہ دوسرے مقام پر مذکور ہے۔

۴۷۔ بخاری شریف ۱/۱۸۲} قَالَ اِنِّیْ خُیِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْاَعْلَمُ اِنِّیْ اِنْ زِدْتُ عَلَی السَّبْعِیْنَ یُغْفَرُ لَهٗ لَزِدْتُ عَلَیْهَا (نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اختیار دیا گیا ہوں تو میں مختار ہوں اگر میں جانوں کہ میں ستر پر زیادہ کروں تو اس کو بخشا جائے گا تو میں اس پر زیادہ بھی کردوں) تو نبی ﷺ کو آپ کے اس فرمان کے مطابق اختیار کلی ثابت ہوگا۔ ایک مسئلہ اس حدیث پاک سے آپ کا مختار کل ہونا ثابت ہوگیا۔ جس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں مختار ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنے اسی اختیار کلی پر عمل بھی فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس بخشش کی قدر منافقین کو نہ کرتے ہوئے دیکھا تو ائندہ کے لئے نبی ﷺ کو ان پر نماز جنازہ پڑھانے سے روک دیا عبداللہ بن ابی پر پڑھے ہوئے جنازے کو ان کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں فرمایا۔ یہ ضمناً آپ کے ایک بھاری اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ پہلے سوال کے ہم مثل تھا۔ کہ جیسا کہ یہ حکم آئندہ کے لئے ہے آپ کے عدم علم پر دال نہیں۔ جیسا کہ تم نے سمجھا ہوا ہے۔ ایسے ہی آیت گزشتہ ولا تقولن لشاء آئندہ کے لئے اللہ

تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا ہے۔ اس سے قبل نہ یہ قانون الٰہی مقرر تھا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ گرفت کر سکتے ہیں اور نہ تم کہہ سکتے ہو کہ آپ کے نسیان پر معاذ اللہ یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لیے آپ کی ذات پاک سے اخبر کم کا بوجھ ہی اٹھا دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلیل نبوت کو کفار کے واسطے مضبوط کرتے ہوئے اپنے محبوب پاک ﷺ کی اس انتظار کو بھی گوارہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا آپ وحی کی اتنی انتظار کیوں فرما رہے ہیں۔ آئندہ یہ تکلیف گوارا نہ فرمایئے۔ بلکہ اپنے ارشاد کے ساتھ انشاء اللہ کی قید لگا دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ رہے۔ تو ان کے اعتراض کو دور کرنے کے واسطے آپ ہر بات کو انشاء اللہ فرما کر میرے سپرد کر دیا کیجئے۔ تاکہ آپ پر اعتراض ہی نہ رہے۔ اس بوجھ انتظار کو اللہ تعالیٰ نے ناگوار فرماتے ہوئے الا ان یشاء اللہ ارشاد فرمایا۔ اور اگر کوئی کہے کہ پھر بھی آپ کے علم کی نفی ہوئی کہ اگر آپ کو علم غیب کلی ہوتا تو آپ کو اس امر کے نزول کی خبر ہونی چاہیے تھی پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ اگر قبل از وحی ہی انشاء اللہ فرما دیتے تو یہ قانون الٰہی باقی امت کے واسطے کیسے مقرر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب کلی میں اللہ کا بے انتہا علم ہم نے کب شامل کیا ہے۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عالمین کا غیب کلی حاصل ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کو تو تم نے کل اور بعض سے متصف کیا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اللہ کا علم بے انتہا ہے۔ اس کے علم پر مخلوق سے کسی کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ تم ایسا اعتراض کر رہے ہو جو اللہ کے علم سے متعلق ہے نہ کہ مخلوق کے علم سے۔ اور ہمارا دعویٰ نبی ﷺ کے متعلق مخلوق کے غیب کا ہے نہ خالق کے علم کا۔ یہ اعتراض اس آیت کے اجتہاد سے جو تم نے نبی ﷺ کے متعلق استنباط کیا ہے غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو آپ کو عطا کرنے والا ہے۔

"وہابی" اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (اور اللہ کے لشکر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا) تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ نبی ﷺ کو عالمین کا علم ہے اور اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے لشکر کو جس سے ملائکہ مراد ہیں سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ یعنی جنود ملائکہ اتنے بڑے ہیں کہ ان کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا۔

۷۴۔ "محمد عمر: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الاحزاب اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ تمہارا یہ ایمان ہے کہ تمام ملائکہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اگر ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ تمام صلواتیں پہنچتی کہاں ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ تمام صلوٰتیں ملائکہ کی ہوں یا کسی اور کی یا خداوند تعالیٰ کی وہ تمام آپ کے دربار میں ہی پیش ہوتی ہیں کیا تمام جو رب کی صلوٰتیں آپ کے دربار میں پہنچتی ہیں تو نبی ﷺ کو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ فلاں فرشتہ فلاں مقام سے عالم علوی میں ہو یا سفلی میں مجھ پر درود بھیج رہا ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ نبی ﷺ کو ملائکہ کا علم نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملائکہ کا علم تو معمولی بات ہے ملائکہ کے وظائف کا علم اور ان تمام کے مقامات پر بھی آپ مطلع ہیں)

"وہابی" اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو فرمادو وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ (نہیں جانتا میں جو کچھ میرے ساتھ کیا جائے گا اور جو کچھ تمہارے ساتھ کیا جائے گا) تو اس آیت پاک سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو اپنی ذات کے متعلق کوئی خبر نہیں کہ کل میرے ساتھ کیا ہونا ہے۔ چو جائیکہ تم تمام جہانوں کے خبردار آپ کو مانتے ہو۔

محمد عمر: تمہارا اس آیت کو حجت کے واسطے پیش کرنا درست نہیں کیونکہ یہ آیت منسوخ ہے۔

تفسیر ابن کثیر ۴/۱۵۵} قال علی بن ابی طلحة عن ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنهما فی هذه الایة نزل بعدما لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر واهکذا قال عکرمة والحسن وقتادة انها منسوخة بقوله تعالیٰ لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر

وہابی: اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَرُسُلاً قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (اور بعض پہلے رسولوں کا قصہ ہم نے آپ پر بیان کیا ہے اور بعض رسولوں کا واقعہ آپ پر بیان نہیں کیا) اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ نبی ﷺ کو تمام انبیاء کا علم نہ تھا۔ حالانکہ تم نبی ﷺ کے واسطے غیب کلی کے قائل ہو۔

محمد عمر: تمہارا یہ شیوہ ہے کہ تم نبی ﷺ کی صفات کے واسطے اعتراضات تراشتے رہتے ہو۔ کیا یہ بھی جزء ایمان ہے؟ اگر آپ ایسے ہی ناواقف تھے تو تم کو علم کیسے آ گیا۔ ایسے ناواقف نبی کا امتی بننا میرے خیال میں تو تمہاری توہین ہے خدارا کچھ سوچو اور جستجوئے تنقیص رسول اللہ ﷺ چھوڑ دو۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کیا اس کے بعد وحی بند ہو گئی تھی؟ جو تم نے یقین کر یا۔ کہ آپ کو بعض کا علم ہے اور بعض کا نہیں۔ حالانکہ یہ آیت قرآن مجید ہی کے متعلق ہے۔ کہ ہم نے ابھی آپ پر قرآن میں بعض انبیاء کا واقعہ بیان کیا اور بعض کا نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے۔

ھود ۱۲/۱۰} وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ (اور یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ پر تمام رسولوں کی تھوڑی خبریں بیان کی ہیں) تاکہ کلام طول نہ ہو جائے)

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے اور منکرین کا منہ اللہ تعالیٰ نے بند کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ میرے نبی ﷺ پر انبیاء کے علم کے متعلق معترض ہوں گے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے الرسل کو جمع بیان فرمایا۔ اور اس جمع پر ال کو داخل

کیا۔ جو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ پھر تمام شکوں کو رفع کرنے کے واسطے لفظ کل کو داخل فرمایا۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو کل رسولوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ بعض جہال سے یہ اعتراض کرتے ہیں جو اپنی کم علمی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ من انباء الرسل میں من تبعیضیہ ہے۔ لیکن وہ بیچارے ایسے علم سے کورے ہیں کہ من تبعیضیہ انباء پر داخل ہے نہ رسل پر۔ رسل کا تعلق تو کل کے ساتھ ہے۔ یعنی کل رسولوں کے تھوڑے تھوڑے واقعات آپ پر بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی صرف قرآن مجید کے متعلق ہے نہ کہ باقی وحی کے متعلق۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف $\frac{1}{96}$ میں درج ہے۔ کہ نبی ﷺ نے تمام انبیاء کو مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات جماعت کرائی۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کو آپ نے نماز نہیں پڑھائی؟ کوئی ایسا نبی نہیں جس نے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی ہو۔ جن کے متعلق آپ نے بھی ارشاد فرمایا:

مستدرک $\frac{2}{59}$ ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کَمِ النَّبِيُّوْنَ قَالَ مِائَةَ اَلْفٍ وَاربعَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ اَلْفَ نَبِيٍ قُلْتُ كَمِ الْمُرْسَلُوْنَ مِنْهُمْ قَالَ ثَلَاثَةُ مِائَةٍ وَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وذکر باقی الحدیث یارسول اللہ تمام انبیاء کتنے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک لاکھ اور چوبیس ہزار نبی ہیں۔ میں نے عرض کی کہ ان سے رسول کتنے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تین سو تیرہ۔ اس حدیث میں اس امر کی صاف دلیل ہے کہ نبی ﷺ کو تمام انبیاء کا بالتفصیل علم ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ آپ کو انبیاء اللہ کا علم نہیں۔ لہٰذا نبی ﷺ سے انبیاء اللہ کی تفصیل تو بجائے خود جھوٹے نبیوں کی تعداد بھی فرما دی۔ کیا تم اس حدیث کو بھول گئے ہو۔ جو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال ہوں گے جو نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ کیا یہ حدیث تم نے مرزائیوں کے مقابلہ میں پڑھنے کے واسطے یاد کی ہوئی ہے۔ اپنے عقیدے کو درست کرنے کے واسطے نہیں یا یہ حدیث کافی نہیں۔ کہ نبی ﷺ نے قیامت تک کے تمام

مستقبلہ جھوٹے انبیاء کی بھی نبیمی اطلاع فرمادی۔ کیا یہ بغیر علم غیب کے فرمان صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر نبی ﷺ کے اس علم غیب پر ایمان نہ لاؤ تو مرزا قادیانی کو تمہیں سچا ماننا پڑے گا۔ بدلائل ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو اللہ کے سچے انبیاء کا بھی پورا علم ہے۔ جو آپ کی اقتدا میں داخل ہو چکے اور جھوٹے انبیاء کا بھی پورا علم ہے جو آپ کی اقتدا میں داخل ہو چکے اور جھوٹے انبیاء کا بھی جن کو آپ نے دجالوں کا خطاب دیدیا۔

وہابی: ترمذی شریف میں روایت ہے اور بخاری شریف میں بھی کہ قیامت کو نبی ﷺ کے سامنے بعض آدمیوں کو پکڑا جائے گا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اس دن کہوں گا۔ أُصَيْحَابِيْ رَبِّ أُصَيْحَابِيْ تو ملائکہ کہیں گے اِنَّکَ لَاتَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ (بے شک تو نہیں جانتا۔ کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے) بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملائکہ کہیں کو آپ وبعد کا علم نہیں اور تم کہو کہ کلی علم ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔

محمد عمر: تم نے نبی ﷺ پر نکتہ چینی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ حدیث کے ماقبل و مابعد اور اس کی تتبع تم نہیں کر سکتے۔ اسی واسطے تم بلاسوچے مذہبی تقلید کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ پہلے تو تمہیں یہی سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ یہ واقعہ جو آپ اپنا اور مجرموں کا فرما رہے ہیں یہ ہے کب کا۔ یہ قیامت کا واقعہ بھی تو غیب ہے۔ واقعہ ابھی قیامت کو ہوگا۔ اور اِنَّکَ لَاتَدْرِی ابھی ملائکہ کے ذہن میں بھی نہیں آیا قیامت کو آئے گا۔ آپنے اسی وقت فرمادیا کہ میں یہ کہوں گا اور ملائکہ یہ کہیں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں استفہام ہے۔ دیکھیئے دوسری حدیث۔

مسلم شریف ۹ $\frac{2}{249}$} فیقال اماشعرت ماعملوبعدک (تو کہا جائے گا کہ کیا آپ نہیں جانتے آپ کے بعد جو انہوں نے عمل کیا؟) یعنی آپ جانتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ انک لاتدری میں بھی استفہام ضرور ہے۔ تیسرا جواب۔

مسلم شریف 1/126 } قالوا یارسول اللہ اتعرفنا قال نعم (لوگ کہیں گے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں پہچانتے ہیں۔ تو آپ فرمائیں گے ہاں)

وہابی: ان حرف تحقیق ہے اور تم کہتے ہو استفہام ہے۔

محمد عمر: کیا حرف تحقیق جہاں موجود ہو۔ تو وہاں استفہام نہیں آ سکتا؟ یہ آپ کو کس جاہل نے پڑھایا ہے۔ میں تمہیں قرآن شریف سے حوالہ بتاتا ہوں دیکھئے سورہ یوسف میں موجود ہے۔ ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون (پھر معلن نے اعلان کیا کہ اے اونٹوں والو کیا تم چور ہو؟) اس مقام پر ان حرف تحقیق بھی موجود ہے اور استفہام بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ استفہام سے اقرار کو پکا کرنے کے لئے ان حرف تحقیق لایا جاتا ہے۔ تفسیر سے بھی اس کی تحقیق سن لیجئے۔

تفسیر خازن 3/245 } اسی مذکوہ آیت کے ماتحت درج ہے ذٰلِکَ النِّدَاءَ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِسْتِفْهَامِ دوسرے مقام پر لفظ اِنَّ پر ہمزہ استفہام موجود ہے قَالُوْاءَ اِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ (یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا۔ کہ تو یوسف ہے؟) یہ استفہام برائے ثبوت اقرار بحرف تحقیق اور ہمزہ استفہام بھی صاف طور پر داخل ہے۔ ثابت ہوا کہ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا احْدَثُوْ بَعْدَکَ کا مطلب بھی یہی ہے۔ جس میں استفہام انکاری ہے۔ کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں کیونکہ ملائکہ جو آپ کے غلام ہیں ان کی کیا جرأت ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے سامنے کہ جن پر وہ درود پڑھتے ہوں۔ اُن کو بے خبر کہدیں۔ وہ غلام بھی پاک اور ان کی غلامی بھی پاک۔ وہ ایسی گستاخانہ حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ شکوہ آپ کا ہی ہے کہ جس کا کلمہ پڑھو اور درود بھی گا ہے بگا ہے مجبوراً پڑھ ہی لو۔ پھر معاذ اللہ ان کو بے علم بھی کہو۔

وہابی: حدیث شریف میں آتا ہے" کہ نبی ﷺ نے ایک دن نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا۔ تو بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی موجود تھے۔ لیکن کسی کو اعتراض کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ ایک ذوالیدین بول اٹھا اور عرض کی۔ کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں جیسا کہ تم بھول جاتے ہو جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور وہ ابھی بیٹھا ہی ہو تو سجدہ سہو کر لے تو نبی ﷺ نے پھر اسی وقت دو سجدے سہو کر لئے۔ اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو آپ کی بشریت ثابت ہوگئی جس سے تمہارا عقیدہ باطل ہو گیا۔ کہ تم نبی علیہ السلام کو نور سمجھتے ہو۔ اور دوسرا یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ آپ کو غیب کلی نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا میں بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو۔ ورنہ آپ کو سجدہ سہو نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمر: کسی بچے کی ماں چھوٹے بچے کو گود میں لے کر اس کو باتوں کا طریقہ سکھانے کے لئے ابتدا یہاں سے کرتی ہے۔ اماں بچے کو بار بار مخاطب کر کے اپنی زبان سے محض اماں کا لفظ ہی نکالتی ہے۔ اگلی پچھلی تمام کلام کو حذف کر دیتی ہے۔ اگر کوئی وہابی پاس سے گزرے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ یہ بڑھیا بڑی بے وقوف ہے اپنے بیٹے کو اماں کہہ رہی ہے۔ لیکن وہ بڑھیا اس کو تعجبانہ لہجہ میں ضرور جواب دے گی۔ کہ تمہاری اتنی عمر گزر چکی تمہیں یہ علم نہ ہوا کہ مائیں اپنے بچے کو ایسے ہی آسان کلمے سے تعلیم دیتی ہیں۔ میں بطور تعلیم اس کو کہہ رہی ہوں۔ تا کہ وہ بھی اپنی زبان سے یہی کلمہ نکالے نہ کہ میں بیٹے کو اماں کا لفظ پکار رہی ہوں۔ یہ تمہاری کم فہمی ہے۔ میری غلطی نہیں ہے۔ ایسے ہی چونکہ نبی ﷺ تمام کے روحانی باپ ہیں اور ہماری تعلیم کے لئے ہی آپ نے صرف دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اگر آپ ایسا کر کے یعنی بھول کر سجدہ سہو نہ نکالتے تو آپ کا تو بھولنا محال اور ہمارا بھولنا ضروری ہے۔ ہم اپنی بھول کو

کیسے درست کرتے۔ چنانچہ جو تم نے حدیث بیان کی ہے وہ ابن ماجہ کی ص ۸۵ پر ہے اور اس حدیث میں اختصار ہے۔ مکمل حدیث ص ۸۶ پر موجود ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے بھی دو مقام پر پوری حدیث بیان فرمائی ہے۔

بخاری شریف ۱/۶۹ و ۱/۱۶۴} اس حدیث میں مذکور ہے کہ ذوالیدینؓ نے جب عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) اَنَسِیْتَ اَمْ تُصِرَتِ الصَّلٰوۃُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرَ کیا آپ بھولے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز قصر کی گئی ہے) کیا تمہیں نبی ﷺ کے ارشاد پر بھی یقین نہیں۔ آپ فرمائیں میں بھولا نہیں۔ اور تم کہو کہ آپ بھولے ہیں اور پھر طرہ یہ کہ آپ نے تو انکساری کے واسطے فرمایا۔ اور تم نے آپ کی انگساری ظاہر فرمانے پر نبی ﷺ کی توقیر چھوڑ دی اور کہتے ہو کہ جیسے ہم بھولتے ہیں ویسے نبی ﷺ بھی بھولتے تھے میرے کہنے سے تو تم سیخ پا ہو جاؤ گے اور کہو گے کہ حنفی ہم پر بہتان لگاتا ہے۔ لیکن ذرا اپنے ایمان کو سامنے رکھ کر صحیح صحیح کہنا کہ تم نبی ﷺ کو اپنے مولویوں سے بھی کم نہیں جانتے؟ دیکھو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی شان میں اپنے علم کو ظاہر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

نورتوحید ص ۴۰} ”مسرت آمیز واقعہ۔ ایک واقعہ ایسا مسرت آمیز ہے کہ میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا۔ اور نہ بھول سکتا ہوں“۔

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارا عقیدہ اپنے مولویوں کے متعلق اتنا بڑا ہے۔ کہ نبی ﷺ کو اپنے سے کم سمجھتے ہو۔ صرف تمہاری لغزش اس بنا پر ہے کہ تم اپنے علم پر فخر کرتے ہو۔ اور نبی ﷺ باوجود عالمین کے خبردار ہونے کے انسی کما تنسون فرماتے ہیں۔ اور واقعی اگر آپ کے ارشاد کو ظاہری عبارت پر ہی محمول کیا جائے اور حقیقۃً انکساری نہ سمجھی جائے۔ اور سمجھا جائے کہ آپ ہماری طرح ہی بھولتے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آپ قرآن مجید میں بھی

بھولے ہونگے۔اور بعض ان لوگوں کا کہنا تمہارے نزدیک سچا ہو جائے گا جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس پارے تھے۔تیس پارے نبی ﷺ کو یاد رہے اور دس پارے آپ بھول گئے وہ ہمارے پاس ہیں۔حالانکہ یہ عقیدہ رکھنے والے ہمارے نزدیک غلطی پر ہیں۔اور وہی عقیدہ تمہارا ہے کہ نبی ﷺ ہماری طرح بھولتے ہیں۔کچھ خدا کا خوف کرو اور آپ کے انکسارانہ کلمات کو حقیقت پر مبنی نہ سمجھو۔ایسے ہی آپ کا فرمانا انما انا بشر مثلکم یہ آپ کی انکساری ہے۔جس کی حقیقت آپ نے دوسرے مقام پر فرمائی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔حدیث مذکورہ بالا کے متعلق اور تحقیق سن لیجئے۔

مؤطا امام مالکؒ ص ۳۵} اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنِّی لَاُنَسّٰی اَوْ اُنَسّٰی لِاَسُنَّ. امام مالکؒ کو یہ حدیث پہنچی ہے (کہ رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا کہ میں بھلایا گیا ہوں۔تا کہ سنت مقرر کروں میں)

شفا شریف ۲/۲۴۹} لَسْتُ اَنْسٰی وَلٰکِنْ اُنَسّٰی (میں نہیں بھولا اور لیکن میں بھلایا گیا ہوں، آگے دلیل فرمائی (سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ) اے مَا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْسَاکَ اِیَّاکَ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔کہ یا رسول اللہ ﷺ جلدی ہم اپ کو پڑھا دیں گے۔کہ تو نہ بھولے گا۔مگر جو اللہ چاہے) یعنی اللہ تعالیٰ کا جہاں آپ کو بھلانے کا ارادہ ہو وہاں مشیت ایزدی کے ماتحت بھول کر طریقہ مسنونہ کو جاری فرمائیں گے۔اللہ تعالیٰ فرمائے کہ آپ کو میں ایسا پڑھا دونگا کہ آپ نہیں بھولیں گے۔مگر جہاں اللہ کی مشیت ہوگی کہ یہاں ذرا بھول جایئے تو آپ وہاں اس چیز کو ترک کر دیں گے۔تو اس سے آپ کی بے علمی کا اندازہ نہ لگایا جائے گا۔بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ پڑھانے والا اتنا زبردست ہے اور پڑھنے والے بھی اتنے بلند پایہ ہیں۔کہ آپ اس پڑھے ہوئے کو بھول نہیں سکتے۔بلکہ پڑھانے والے کے ارشاد کے مطابق آپ نے اس کو ترک کر دیا ہے۔اور نسیان کا لفظ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول ﷺ کے ساتھ آئے گا یعنی اس فعل نسیان کا فاعل جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہوں تو وہاں معنی ترک کے ہی لئے جائیں گے جیسا کہ مفسرین نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔اور نسیان کے اصل معنی بھی ترک کے ہیں۔

ابن جریر $\frac{15}{141}$} (وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَانَسِيْتَ) مَعْنَاهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَاتَرَكْتَ ذِكْرَهٗ (معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ اپنے رب کی یاد کرو جب تو اس کے ذکر کو چھوڑ دے) اس سے ثابت ہوا کہ جب فعل نسیان کو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی ترک کے ہونگے۔

وہابی: نبی ﷺ نے ستر آدمی قراء امداد کے لئے بھیجے تو وہ شہید کئے گئے۔اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ان کو نبی ﷺ نہ بھیجتے۔کیا آپ نے جانتے ہوئے ان کو شہید کروادیا؟

محمد عمر: نبی ﷺ کا رعل وزکوان وعصیہ وبنی لحیان کے ساتھ معاہدہ تھا۔اس معاہدے کی بنا پر انہوں نے اپنے دشمن پر نبی ﷺ سے امداد چاہی۔تو آپ نے ستر قراء انصار سے ان کے ساتھ بھیج دیئے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

بنی اسرائیل $\frac{15}{3}$} وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (اور پورا کرو تم وعدے کو کیونکہ وعدہ کا سوال کیا جائے گا) اگر آپ ان کی امداد کے لئے آدمی نہ بھیجتے تو معاہدے کے خلاف تھا۔ستر آدمی کو آپ کا بھیجنا آپ کے علم غیب پر وال ہے۔کیونکہ آپ نے ایسے ستر آدمی چن کر بھیجے تو وہی بھیجے جنہوں نے وہاں درجہ شہادت حاصل کرنا تھا۔اور ان پر تمہارا اعتراض کرنا کہ اگر وہ یہاں مدینہ طیبہ میں رہتے تو وہ زندہ رہتے یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔

نساء $\frac{5}{8}$} اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی فروح مشیده وان تصبهم حسنة یقولوا هذه من عند الله وان تصبهم سیئة یقولوا هذه

من عندک قل کل من عنداللہ فما یضؤلاء القوم لایکادون یفقھون حلبینا (جہاں کہیں بھی تم ہو تمہیں موت پائے گی اگر چہ تم گچ شدہ برجوں میں بند ہو جاؤ۔ اور اگر انہیں نیکی پہنچے (یعنی فتح) تو منافقین کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اگر انہیں برائی (شکست) پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے فرمایا دیجئے یا رسول اللہ ﷺ ہر چیز (فتح وشکست شہادت و واپسی بخیریت) اللہ کی طرف سے ہیں پھر کیا ہے اس قوم کو کہ یہ بات کو سمجھتے نہیں) یہ عقیدہ جو تم نے ظاہر کیا ہے کہ اگر نبی ﷺ ان کو نہ بھیجتے تو وہ بچ جاتے یہ عقیدہ منافقین کا ہے۔ جیسا کہ منافقین نبی ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں جاتے تو اگر ان کو فتح حاصل ہوتی اور مال غنیمت بھی ہاتھ آتا تو وہ کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے انعام ہے۔ اور اگر ان کو شکست ہوتی یا ان سے کوئی آدمی شہید ہو جاتے۔ اس کو وہ برائی سمجھتے تھے تو وہ کہتے کہ یا رسول اللہ اس برائی کا سبب تم ہو۔ اگر تم نہ بھیجتے تو یہ حال کیوں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ تم نے منافقین سے لیا ہوا ہے۔ اور یہی نفاق تمہیں نبی ﷺ پر اعتراض کا موقعہ دیتا ہے۔ اور سنئے۔

ال عمران ۴/۸} یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَاتَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِھِمْ اِذَاضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْکَانُوْا غُزًّی لَّوْکَانُوْعِنْدَ نَامَامَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْ لِیَجْعَلَ اللّٰہُ ذَالِکَ حَسْرَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ وَاللّٰہُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ. وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْمُتُّمْ لَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْقُتِلْتُمْ لَااِلَی اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ (اے ایمان والو تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے بھائیوں کو کہا۔ جب وہ کہیں سفر کو گئے یا وہ لڑائی کو گئے۔ کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو وہ نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ان کے دلوں میں افسوس رکھے۔ اور اللہ ہی جلاتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے۔ اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے

رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش ہے اور رحمت ہے۔ بہتر ہے اس چیز سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر جاؤ یا قتل کیے جاؤ تو اللہ کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے)

اس آیۂ کریمہ سے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یہی اعتراض جو تم نے کیا ہے کفار بھی آپ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔ اور دوستوں کے جانے پر افسوس کرتے تھے کہ اگر یہ نہ جاتے غزوہ ہو یا سفر تو یہ مارے نہ جاتے۔ تو اللہ نے جواب دیا کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم اے مسلمانو اپنا عقیدہ ان کفار کی طرح نہ رکھنا۔ کیونکہ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کیے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش اور رحمت ان کی تمام عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔ تو یاد رکھو یہ اعتراض نبی ﷺ کے علم غیب نہ ہونے پر کرو گے اور یہ کہو گے کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو آپ ان کو نہ بھیجتے اور ان کی جانیں بچ جاتیں تو از روئے فرمان الٰہی کفار کی جماعت میں شامل ہو جاؤ گے۔ یہ ہے حدیث پاک پر تمہارے اعتراض کا جواب قرآن شریف سے۔ باقی حدیث پاک کے لحاظ سے جواب یہ ہے کہ جب نبی ﷺ کے پاس آدمی امداد کے لئے پہنچا تو اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو نجدیوں کی تبلیغ کے لئے بھیجئے تا کہ وہ آپ کی غلامی کی طرف ان کو بلائیں۔

قسطلانی $\frac{6}{314}$} قَالَ یَا مُحَمَّدُ لَوْ بَعَثْتَ رِجَالًا مِنْ اَصْحَابِکَ اِلٰی اَھْلِ نَجْدٍ فَدَعَوْتَھُمْ اِلٰی اَمْرِکَ رَجَوْتَ اَنْ یَّسْتَجِیْبُوْا لَکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ اَخْشٰی اَھْلَ نَجْدٍ عَلَیْھِمْ قَالَ اَبُوْ بَرَاءٍ اَنَا لَھُمْ جَارٌ فَابْعَثْھُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ چونکہ ان کے ساتھ آپ کا معاہدہ تھا تو انہوں نے نجدیوں کے لئے مبلغین طلب کیے۔ لیکن پھر بھی آپ نے فرمایا میں نجدیوں سے ان پر ڈرتا ہوں ابو برا کی ذمہ داری پر آپ نے ستر آدمی بھیج دیئے تو آپ کا فرمانا اِنِّیْ نَخَافُ

اَهْلَ نجد. یہ آپ کے علم غیب کی قبل از وقت خبر کا اظہار کرنا ہے کہ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ نبی ﷺ کو بھی نجدیوں سے ڈر تھا۔ اب تم خود انصاف کرلو کہ نجدی آپ کی رحمت سے کیوں محروم ہیں۔ اور وہابی کیوں معترض ہیں۔

وہابی: نبی ﷺ کی بیوی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگا تو نبی ﷺ نے ان کو ابوبکر صدیقؓ کے مکان میں بھیجدیا اور بڑے مغموم رہے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ اتنے مغموم کیوں ہوتے اور حضرت عائشہ صدیقہ کو ان کے باپ کے گھر کیوں بھیج دیتے۔

محمد عمر: ہوائی جہاز کے چلانے والا جب جہاز رانی کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ جہاز مختار ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام جہاز کی مشینری اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے باوجود اس کے پھر بھی وہ وائرلیس اپریٹر کے اشارے پر جہاز ران کی ہر حرکت اس کے ماتحت ہوتی ہے۔ ایسے ہی نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کے نقل و حرکت کی مشینری آپ کے قبضہ میں عطا کی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کو اس مشینری کا اختیار کلی مل چکا ہے۔ لیکن آپ کی ہر نقل و حرکت اللہ کے اشارے سے باہر نہیں۔ اسی واسطے آپ حضر میں ہوں یا سفر میں غزوہ میں ہوں یا امن میں ہوں تو محیای و مماتی للّٰہ رب العالمین تو آپ کا اس غزوہ کے رستے میں حضرت عائشہ صدیقہ کو چھوڑنا خدا کے اشارے پر تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان کے باپ کے گھر بھیجنا یہ بھی رضائے الٰہی کے بغیر نہ تھا چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم کو مقدم سمجھتے ہوئے حضرت ام المومنینؓ کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کے توکل پر اور حفاظت پہ چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ سید الانبیاء تھے۔ اس لئے خلیل اللہ علیہ السلام سے اپنی اطاعت کو بالا ثابت کرنے کے لئے توجہ نہ فرمائی۔ کیونکہ دیا کی محبوبہ اشیاء سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ نے عورت کو فرمایا ہے زین للناس حب الشھوات من النساء (لوگوں کے لئے عورتوں کی محبت شہوات کو مزین کیا گیا ہے) تو آپ نے باوجود محبت خاصہ کے اللہ کی

محبت کو مقدم سمجھا۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے والذین امنوا اشد حبا للّٰہ (اور ایمانداروں کو اللہ کی بہت سخت محبت ہوتی ہے) اگر آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہار چننے میں وقت صرف کرتے اور کوچ کو دیر کرتے تو اللہ کی محبت میں فرق لازم آتا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب حضرت سارہؑ کو چھینا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض (اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھلا دیں کیا ابراہیم علیہ السلام کو ان کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کے وقت تو اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے پردے اٹھا دے تو آپ ایمان لے آئیں کیا نبی ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ مخالفت تھی کہ آپ کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کا پتہ نہ دیا۔ تاکہ تمہیں بھی اعتراض کا موقعہ مل جائے۔

چوتھا جواب۔ آپ اس لئے حضرت ام المومنینؓ کو اپنے گھر نہ لائے کہ اگر میں نے اپنی بیوی کو اپنے مکان میں جگہ دی تو منافقین معترض ہوں گے۔ کہ گھر کی بات تھی اس لئے پردہ ڈال لیا۔ اور یہ آپ کے علم غیب کی بڑی دلیل ہے کہ اگر میں اپنے مکان میں نہ لاؤنگا تو اللہ تعالیٰ بہتان لگانے والوں کو ضرور سزا مقرر فرمائے گا۔ تو میں بحکم الٰہی منافقین کو اور اتہام لگانے والوں کو سزا دے کر اپنی بیوی کو اپنے گھر لاؤں گا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے متہمین کے واسطے سزا مقرر فرمائی۔

نور ص ۱۸] وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَاتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذَالِکَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اور جو لوگ نیک عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر وہ گواہ نہیں لائے تو ان کو اسی کوڑے مارو اور ہمیشہ ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی وہ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں بعد ازیں اور وہ نیک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے) تو تمام اتہام

لگانے والوں کو اسی کوڑے لگائے گئے تو بعد ازیں نبی علیہ السلام حضرت ام المومنین کو واپس گھر لائے۔ یہ تھی عصمت انبیاء جس کی وجہ سے آپ رکے رہے اور گھر نہ لائے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ اگر نبی علیہ السلام کو علم نہ ہوتا۔ تو آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فوراً طلاق دے دیتے۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق علم غیب یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ابھی تک وحی پہنچا نہیں اور آپ نے طلاق نہیں دی۔ کیونکہ وحی آتا ہے تو بہتان لگانے والوں کو کوڑوں کا حکم لے کر ہی آتا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے۔ کہ آپ کو یہ علم غیب تھا۔ کہ میری زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ ام المومنینؓ پر کوئی زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ لوگ ان کے متعلق ان کے ایمان پر حملہ آور ہونگے۔ لہٰذا میں خاموش رہوں۔ تاکہ ان کی شان اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بیان فرماوے تو قرآن کریم پر صحیح ایمان لانے والا ان کی شان سے باخبر ہو جائیں۔ اور مخالفین کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان قرآن مجید سے سنا سکیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں ایک سورۃ مکمل نازل فرمائی۔ جس کا نام بھی سورہ نور ہے۔

ساتواں جواب یہ ہے کہ جب یہ واقعہ افک شروع ہوا تو نبی علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے باپ کے گھر بھیج دیا اور تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے خود منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ دریافت فرمایا جب ہر ایک کا مشورہ ختم ہوا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا

بخاری شریف ۲/۲۹۷} فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو على المنبر يا معشر المسلمين من يعذرني من رجل قد بلغني اذاه في اهل بيتي فو الله ماعلمت من اهلي الاخيرا . (اس حال میں کہ وہ منبر پر ہی تھے۔ فرمایا اے تمام مسلمانوں کی جماعت کون شخص میرے پاس عذر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کے متعلق کہ

جس کی تکلیف میرے اہلبیت کے بارے میں مجھے پہنچی ہے تو قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل میں سوائے بہتری کے کچھ نہیں جانتا اس حدیث پاک سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جو آپ کے اہلبیت کے متعلق کسی قسم کی ناجائز بات کہے تو اس کی تکلیف آپ کو پہنچتی ہے اب تم سوچو کہ نبی علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کے متعلق جب تم آپ کو بے خبر ثابت کرو تو کیا مسلمان کہلانے کے حقدار ہو۔ اور کیا نبی علیہ السلام کو تمہارے اس اعتراض کرنے سے یا کتابوں میں شائع کرانے سے تکلیف نہیں پہنچتی؟ جس کو آپ معافی دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ جیسا کہ آپ نے منبر پر پرزور فرمایا۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام کو حضرت ام المومنینؓ کی پاک دامنی کا علم تھا۔ جس کو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھا کر یقین دلایا۔ اور آپ کے علمی تسلی کے علاوہ قسم کھا کر فرمانا یہ بھی آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے بعد میرے اس علم پر بھی کئی لوگ بے خبری کی تہمت لگائیں گے۔ اس بنا پر آپ نے قسم کھا کر اپنے علم غیبی یقینی کا اظہار فرمایا۔ تا کہ ہر مومن کو میری اس قسم پر یقین ہو جائے۔ اور جو میری قسم پر بھی یقین نہ کرے گا۔ تو وہ مومن کہلانے کا حقدار نہ ہوگا۔ تمہارے اس اعتراض کی بھی آپ کو خبر تھی۔ اس واسطے آپ نے تیرہ سو سال پہلے ہی منبر پر کھڑے ہو کر قسم کھا کر اپنے علم کو یقین دلا دیا۔ اور علم کے معنی بھی ملاحظہ ہوں۔

قسطلانی ۱/۱۰۲} العلم ادراک الکلی (علم کسی چیز کو پوری طرح سمجھ لینا)

معلوم ہوا کہ آپ نے جو اپنے علم کے متعلق فرمایا تو آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نیکی کے متعلق کلی ادراک تھا۔

وہابی: بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ آپ کے دروازے پر ایک آدمی آیا تو اس نے دروازے کے ایک سوراخ سے جھانکا۔ اور رسول اللہ علیہ السلام کے پاس ایک کنگھی تھی۔ جو اپنے سر مبارک میں کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر

میں جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں اس کے ساتھ چونکا مارتا اورکوئی بات نہیں نظر کی وجہ سے ہی اذن طلب کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

محمد عمر: نبی علیہ السلام کا فرمان صرف اتنا ہی ہے جس پر تمہارا اعتراض ہے **لو اعلم انک تنظرنی لطعنت بدفی عینیک** جس کا ترجمہ تم نے کیا ہے کہ اگر میں جانتا تو یہاں اگر معنی یہی لئے جائیں کہ **اعلم** کے معنی جاننے کے ہی ہیں علم تو اس کے اقرار سے یہ بھی ہوگیا تھا۔ بقول تمہارے۔ تو اس وقت ہی آپ اس کی آنکھ میں چونکا ماردیتے۔ کیونکہ اگر آپ اپنے علم غیب کے مطابق اس کو چونکا ماردیتے تو وہ جھوٹ کہہ سکتا تھا۔ کہ میں تو حضورؐ ویسے ہی کھڑا تھا۔ میری دیکھنے کی نیت نہ تھی۔ تو آپ اپنے علم غیب کی دلیل میں پھر خدا کو پیش کرتے؟ کہ تیرا ہی علم غیب دیا ہوا ہے۔ اور تو ہی اس کے سامنے شہادت دے۔ تو یہ محال تھا اور اہل دنیا کے نزدیک یعنی منافقین اور کفار کے نزدیک معاذ اللہ آپ جابر قرار دیئے جاتے یا آپ پر جرم عائد ہوتا۔ اس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا **لو اعلم انک تنظرنی** کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں چونکا مارتا۔ کیونکہ بغیر میرے ظاہر کرنے کے تجھے چوکا مارنا یہ سنت مقرر ہوجاتی کہ سوراخ سے جھانکنے والے کی آنکھ میں بغیر اظہار ہی لوگ چونکا مارنا شروع کردیتے۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اگر کوئی جھانکنے والا دیوار سے یا دروازے کے سوراخ سے جھانکے تو پہلے اس کو **انک تنظرنی** سے سوال کرے کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے؟ جب وہ اس کا جواب صحیح دیوے تو اس کی آنکھ میں چوکا ماردے۔ یہی مطلب ہے اس حدیث میں کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ **انک تنظرنی** اس بات کو کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے اور تو جواب دے دیتا تو میں تیری دونوں آنکھوں میں چونکا مارتا۔ تو یہ آپ نے ناظر پر اپنا احسان جتایا کہ میں نے

تیرے دیکھنے کوانک تـنـظـرنـی کے سوال سے تجھے ظاہر نہیں کیا اور تیری دونوں آنکھیں صحیح سلامت بچ گئیں۔ وقال للتهديد فقط

''وہابی'': کیا علم کے معنی اظہار کے بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ تم نے لَوْ اَعْلَمُ کو لَوْ اَظْهَرُ کے معنی میں لیا ہے۔

محمد عمر: علم کے معنی اظہار کے قرآن کریم میں بہت جگہ آئے ہیں۔

محمد ۲۶/۴} وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ (اور ضرور آزمائیں گے ہم تم کو تا کہ مجاہدین کو اور صابرین کو تم سے ظاہر کریں) تو یہاں علم کے معنی اظہار کے ہیں۔

حدید ۲۷/۳} وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ (اور تا کہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غیب میں مدد کرتا ہے)

مائدہ ۷/۱۳} لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ (تا کہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کہ بن دیکھے اس سے کون ڈرتا ہے)

اگر یہاں علم کے معنی اظہار کے نہ لئے جائیں تو لازم آئیگا کہ خداوند تعالیٰ بھی معاذ اللہ عالم الغیب نہیں۔ اسی واسطے تمام مفسرین نے بھی یہاں علم کے معنی اظہار کے لئے ہیں۔

''وہابی'': مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ قیامت کے میدان میں میں اللہ کی وہ تعریف کروں گا۔ جو مجھے اللہ تعالیٰ اس وقت الہام کرے گا۔ وہ تعریف مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کیا وہ تعریف جو ابھی آپ کو یاد نہیں۔ ہے جو آپ کی زبان پاک سے ہی ثابت ہے تو اب بھی تم اگر نبی ﷺ کے واسطے علم غیب کلی کو ثابت کرو تو تم پر بڑا افسوس ہے۔

محمد عمر: حدیث پاک میں اپنے ارشاد فرمایا لاتحضرنی الان یعنی اس وقت میرے خیال میں نہیں آن کی نفی ہے نہ کہ باقی اوقات کی بھی اور اس آن کی نفی اس بنا پر فرمائی چونکہ جب آپ کو استغراق فی الذات ہوا سو وقت کسی اور کی طرف توجہ مبذول نہیں کی جاتی اور یہ محاورہ بھی ہے کہ جب انسان کی طبعیت حاضر نہیں لہذا میں بتاؤں گا نہیں ورنہ یلھمنی کی ہیئت کذائیہ کا ذکر فرمانا اور فاحمدہ بتلک المحامد کی بھی پوری واقفیت رکھی تو یہ آپ کے میلان خاطر کا باعث ہے نہ کہ عدم علم کا سبب جو آپ نے صاف ارشاد فرمادیا۔ اور دوسرے جواب یہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ خدا کی طرف سے ابھی مجھے اس الہام کا پتہ ہی نہیں ہوا اگر بے خبر ہوتے تو صاف فرمادیتے کہ مجھے ابھی اللہ نے ان کی اطلاع ہی نہیں دی بلکہ فرمایا کہ صرف اس وقت ہی میرے خیال میں نہیں کہ بیان کروں کیونکہ میرا خیال اس طرف نہیں دوسری طرف متوجہ ہے اگر یہ نہ سمجھا جائے تو باقی تمام الہام قیامت کی ہیئت کذائیہ کو بیان فرمانا اور صرف لاتحضرنی لان سے ان الفاظ حمد کو واضح نہ فرمانا کسی وجہ کے باعث ہے جو عبارت حدیث سے صاف واضح ہے تیسرا جواب بقانون سنقرئک فلاتنسی الاماشاء اللہ خداوندکریم کی طرف سے پڑھایا ضرور گیا لیکن اس کو اس کے ترک کا حکم ہوگا۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ آخری عمر کا واقعہ نہیں اسلئے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی تمام واقعہ آپ کو دکھا دیا ہو لیکن اس الہام کے الفاظ کو شب معراج کیلئے یا کسی خاص خلوت میں بیان فرمانے کے لطف کے لئے محفوظ رکھا ہو اور اس کے جتانے کا وعدہ ہو چکا ہو اسلئے آپ نے الان کی قید سے دوسرے وقت پر موقوف رکھا پانچواں جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہو کہ خداوند کریم کی طرف سے القاء ہوتے ہوئے وقت کسی دوسرے ضروری کام کا آپہنچا ہو اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا ہو کہ باقی اس الہام کو کسی دوسرے وقت میں بیان کروں گا تو اسلئے اپنے الان کی قید لگائی اگر ان تمام

وجوہات سے کوئی وجہ نہ ہوتی تو آپ صاف دنیا سے الہام کی نفی فرما دیتے کہ وہ مجھے یہاں نہیں بتایا جائے گا لاتحضرنی الان نہ فرماتے اور انا سنلقی علیک قولا ثقیلا سے وہ کلمات بھی سکھا دئے۔

وہابی: ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو اس نے آ کر خبر دی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے جوڑہ پاک میں کچھ میل لگی ہوئی ہے۔ تو نبی ﷺ نے جوڑا پاک کو اتار دیا۔ پھر نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو اپنے جوتوں کے تلوں کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ تم غیب کلی کے قائل ہو۔

محمد عمر: ابوداود کا اصل واقعہ یہ ہے کہ پہلے مسلمان بمعہ جوتوں کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے تو ایک دن آپ نے اپنے جوڑہ پاک کو اتار لیا اور اپنے دائیں جانب رکھ لیا تو قومنے آپ کو دیکھتے ہوئے اپنی جوتیاں بھی اتار لیں۔ جب آپ نے نماز کو ادا فرمالیا تو ارشاد فرمایا کہ آج تمہارے جوتے اتارنے کا کیا سبب ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو جوڑا پاک اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی جوتے اتار لئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کے جوڑے پاک میں میل ہے۔

تو آپ کے اس فرمان سے یہ کب ثابت ہوا کہ آپ کو اپنے جوڑے پاک کے میل کا علم نہ تھا۔ بلکہ اس سے تو آپ کی شان پاک ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جوڑۂ پاک میں ذراسی میل کو بھی پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ اپنے محبوب ﷺ کے جوڑہ پاک کو ذرا میل بھی چھوئی ہو تو جبرئیل علیہ السلام کو اس خدمت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے محبوب ﷺ کے جوڑہ پاک کو میل آلودہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے اب تم یہ اندازہ لگاؤ کہ آپ کو قدر کا علم نہ تھا تو یہ تمہاری کم فہمی ہے بلکہ تمہیں اس حدیث پاک سے یہ عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ جب اللہ پاک اپنے محبوب ﷺ کے جوڑہ پاک

کو ذرا سا میل آلود بھی پسند نہیں فرماتے تو کیا تمہارا نبی ﷺ کو بے علمی سے یا کسی اور نقائص سے میل آلود کرنا پسند فرمائے گا

بازآ بازآ ہرآنچہ کردی بازآ

وہابی: نبی ﷺ ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے مصلی پر کھڑے ہوکر جماعت پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو یاد آیا کہ میں جنبی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو میں جنبی ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو آپ جنبی مسجد میں کیوں داخل ہو جاتے۔

محمد عمر: بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی ﷺ کی حدیث پر بھی جھوٹ بولتے ہو حالانکہ حدیث اس طرح ہے۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تکبیر پڑھی گئی اور صفیں کھڑے ہوکر برابر ہوگئیں تو آپ ہماری طرف نکلے۔ آگے حدیث کی عبارت ہے۔ **فَلَمَّاقَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ ذَکَرَ اَنَّهٗ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَکَانَکُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَیْنَا** (تو جب نبی ﷺ اپنے جائے نماز پر کھڑے ہوئے آپ نے ذکر فرمایا کہ آپ جنبی ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ ہماری طرف نکلے پہلی بات تو یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے۔ جس میں یہ ذکر کیا۔ کہ آپ نے مسجد میں جنابت کا ذکر کیا اور تیمّم نہیں کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جنابت پاک ہے کیونکہ آپ ویز کیھم کے حامل ہیں۔ اور پھر آپ ویسے ہی مسجد میں تشریف لے آئے بغیر تیمّم پھر آپ تمام اصحاب کو فرمانے کے لئے اپنے جائے نماز پر تشریف لائے تا کہ ان کو ثابت ہو جائے کہ آپ کی جنابت پاک ہے۔ ورنہ آپ مسجد کے باہر سے بھی فرما سکتے تھے تو جائے نماز پر کھڑے ہوکر آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ جنبی ہیں لہذا غسل کر کے پھر جماعت کراونگا۔ اب جھگڑا صرف ایک جملے ذکر انه جنب میں ہے۔ تم نے ذکـــــر کے معنی لئے ہیں کہ نبی ﷺ کو یاد آیا۔ اگر یہی معنی لئے

جائیں۔ جو تم نے کئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ذکر کا قائل کون ہے۔ تو ہر صورت ذکر کا قائل ابو ہریرہؓ ہی ہیں۔ اور نبی ﷺ کو معاذ اللہ بھولی ہوئی بات یاد آنا یہ فعل قلبی ہے۔ تو یہ آپ کے قلب کے فعل کا علم ابو ہریرہؓ کو کیسے ہو گیا۔ یا ان کے قائل ہو جاؤ کہ ان کو بھی علم غیب تھا تو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ کو تو علم غیب نہ ہو بلکہ اپنی ذات کی اور آپ کے دل کا علم ابو ہریرہؓ کو ہو۔ تو ہر صورت ذکر کے معنی جب تک صحیح نہ کرو گے۔ تو تمہارے لئے مشکل ہو جائے گا تو ذکر کے معنی یہی ہوں گے۔ کہ آپ نے ذکر کیا یعنی اعلان کیا۔ تو یہ تمہارا کہنا غلط ثابت ہوا کہ آپ بھول کر مسجد میں تشریف لے آئے اور آپ کی جنابت پاک ہونے کے متعلق حدیث دیگر ملاحظہ ہو۔

کنز العمال $\frac{6}{152}$ } یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّجْنَبَ فِی هٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرِکَ اے علی میرے اور تیرے سوا کسی جنبی کے لئے یہ مسجد حلال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث پاک سے بھی آپ کی جنابت طاہرہ ہونے کا ثبوت ملا۔

وہابی: مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک مسجد کی خادمہ کو آپ نے گم پایا تو اس کے متعلق سوال کیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ حضور وہ فوت ہو گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ کیا یہ معمولی بات ہے جو تم نے سمجھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کی قبر مجھے بتاؤ۔ تو وہ لوگ اس کی قبر پر آپ کو لے گئے۔ تو آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اس کو گم پایا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل ہے۔ پھر آپ کا اس کے متعلق سوال کرنا یہ عدم علم کی دوسری دلیل ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تم نے مجھ سے اذن کیوں نہیں لیا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو اذن کی کیا ضرورت۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ اگر بقول تمہارے آپ قبر کے اندر سے ہو آئے تھے تو باہر کی جانب آپ کو کیسے یاد نہ رہی۔ یہ ہیں آپ کے عدم علم کے دلائل۔

محمد عمر : تمہارا پہلا اعتراض کہ نبی ﷺ نے اس کو گم پایا تو ارشاد فرمایا کہ وہ کہاں ہے تو **فقدھا** کا لفظ جس سے تم نے بے علمی کو معاذ اللہ ثابت کیا ہے۔ یہ تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ مسجد سے واقعی وہ گم تھی اور مسجد میں ہی اس کی ڈیوٹی تھی۔ تو جو ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو اس کو گم ہونے سے ہی تو تعبیر کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اپنی مجلس میں ہدہد غائب نظر آئی تو ارشاد فرمایا **وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ** (اور سلیمان علیہ السلام نے پرندے کو گم پایا تو آپ نے فرمایا۔ کیا بات ہے کہ میں ہدہد نہیں دیکھتا۔ یا وہ آج غیر حاضروں سے ہے) اس سے بھی تم نے سلیمان علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل اخذ کی ہے حالانکہ تمہارا یہ دلیل اخذ کرنا کجروی ہے۔ کیونکہ آپ کا ناواقف ہونا تب ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ حاضر کو غائب فرماتے۔ تو جب آپ نے اس پرندے کو جو مجلس سے غیر حاضر تھا اسی کو فرمایا کہ میں آج مجلس میں دیکھتا نہیں ہوں کیا بات ہے۔ کیونکہ اگر غیر حاضر کو بلا اظہار سبب اپنے علم پر ہی موقوف رکھتے تو یہ شاہی عدالت کے خلاف تھا۔ کیونکہ دوسرے وقتوں میں کئی اور بلا وجہ غیر حاضر ہو جاتے۔ اسی واسطے آپ نے ہدہد کے متعلق سختی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ کہ اگر وہ میرے پاس کوئی بین دلیل نہ پیش کر سکی تو میں اس کو سخت عذاب کروں گا۔ یا اس کو ذبح کر دوں گا۔ تو یہ آپ کا فرمانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ دوسروں کو عبرت دلانا تھا۔ تا کہ کوئی دوسرا بلا وجہ اور بلا اجازت غیر حاضری نہ کرے اور نہ دیکھنے سے یعنی آپ کا یہ فرمانا **لا اری الھدھد** یہ تم نے کہاں سے نکالا ہے کہ آپ کو باقی جگہ کا بھی علم نہ تھا کیوکہ آپ کو تو صرف مجلس کی حاضری کی ضرورت تھی۔ اور اسی کے متعلق آپ نے ارشاد فرما دیا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو آپ کے علم کی دلیل ہے کہ لکھو کھا پرندے ہر قسم کے جو جنوں اور انسانوں۔ چوپایوں اور درندوں سے

پچھلی صفوں میں ہوتے تھے اتنی دور کی صفوں میں اتنے کثیر تعداد پرندوں سے خصوصاً ہدہد کو نامزد کر کے اور اس کی غیر حاضری کی اطلاع دینا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ چنانچہ **تفقد الطیر** کے معنی تمہارے اکابرین نے بھی اسی بنا پر گم ہونے کے نہیں کئے بلکہ شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے **تفقد** کے معنی (خبر لی) اور مولوی اشرف علے صاحب نے معنی کئے ہیں کہ (حاضری لی) تو اب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ان کو علم نہ تھا۔ ان بناء پر ان کو ہدہد نظر آیا۔ جملہ معترضہ کے طور پر میں تمہارا اگلا اعتراض بھی حل کر دوں اور یہ کہ ہدہد نے کہا **احطت بمالم تحط به** (کہ میں نے ایسی بات کو معلوم کیا ہے جو تمہیں معلوم نہیں) اس سے تم استدلال کرتے ہو کہ ہدہد نے کہا میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام وعلم غیب ہوتا تو ہدہد یہ کیوں کہتا۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ یہ کہنا ہدہد کا اپنا ہے یا حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ اس ہدہد کا یہ کہنا حقیقۃً صحیح ہو۔ یہ محالات سے ہے کیونکہ سلیمان علیہ السلام جن سے ہوا کا ذرہ ذرہ بھی شرق وغرب میں جنوب وشمال میں بغیر اجازت کے اور خبر کے حرکت نہ کرے اور دنیا کے ہر ذرے ذرے کی خبر رکھتے ہوں۔ لیکن ان سے ایک پرندے ہدہد کے علم کو زیادہ کہا جائے تو یہ تمہارا ہی ایمان اجازت دیتا ہے۔ آیات فرقانیہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ کہ وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ عَاصِفَةً (اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے تمام ہوا کو تابع کر دیا جو بھی چلنے والی ہو) کیا بلقیس کے شہر میں ہوا چلتی تھی یا نہیں ضرور چلتی ہوگی۔ بغیر ہوا کہ گزارہ ہی نہیں۔ وہاں کے تمام مقامات کے ذرہ ذرہ کی ہوا سے سلیمان علیہ السلام باخبر ہوں۔ لیکن بلقیس اور اس کے تخت سے بے خبر ہوں۔ یہ تمہارا خیال اور اعتراض ہدہد کی کلام کو لے کر قرآن کریم کے خلاف ہے۔ باقی۔ رہا یہ کہ آپ نے اس کا رد کیوں نہ فرمایا تو ہر ایک کا بیان سننا اور

اس کی عقل کے مطابق اس کا انتظام کرنا یہ اصول سلطنت سے ہے۔ اور اگر بادشاہ اپنی عقل کے مطابق ہی اپنی سلطنت کے کاروبار کو چلائے تو یہ بھی اصول سلطنت کے خلاف ہے۔ اسی واسطے ہدہد کے کہنے پر ہدہد کو چٹھی دی اور بلقیس کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا کہ ہم دیکھیں گے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ تو اس ترتیب سے اور مہلت سے بلقیس کو بلایا اور وہ آپ کی چٹھی سے ہی بمع اپنی جماعت کے مسلمان ہوگئی۔ اور سلیمان علیہ السلام کی عزت اپنے مقام پر ہی بالاتر رہی۔ ورنہ اگر آپ کو علم نہ ہوتا اور آپ کی نظر بلقیس کے شہر اور تخت تک نہ پہنچ سکتی۔ تو آپ نے عفریت کو فیل کر کے آصف بن برخیا کے عرض کرنے کو کیوں مقدم سمجھا۔ حالانکہ عفریت اتنا زبردست جن جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں ہزاروں میلوں سے بلقیس کا اتنا بھاری اور کثیف تخت آپ کے کھڑے ہونے سے قبل پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن سلیمان علیہ السلام نے اس کی اس طاقت و کمزور قرار دیا۔ کہ میں ایسا کمزور پسند نہیں کرتا۔ تو آصف بن برخیا جو آپ کی غلامی میں حاضر رہتا تھا۔ اس نے عرض کیا۔ کہ حضور میں بلقیس کے تخت کو لے آؤں گا۔ تو سلیمان علیہ السلام ے فرمایا۔ کہ کتنے وقت میں لاؤ گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کی پلک جھپکنے سے قبل پیش کردوں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت سامنے پڑا ہے۔ پھر اگر ہدہد کے کلام پر ہی تم کو اعتماد ہے تو ہدہد جس کو عرش عظیم کہتا تھا۔ تو سلیمان علیہ السلام کا غلام اس عرش عظیم کو ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اٹھا لایا۔ کیا وہ ہزاروں میلوں سے اتنے بڑے تخت کو بغیر علم کے ہی اٹھا لایا؟ ارے جس کے غلاموں کو اتنا علم ہو اور اتنی نظر اور اتنی طاقت ہو تو بھلا اس کے آقا کی طاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جو تمام کے کنٹرولر تھے جن پر تم نے اعتراض شروع کیے تم تو ان کے غلاموں کے اس فعل کی ہیئت کذائیہ کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور نہ سمجھ سکتے ہو۔ بعد اان کے آقا کے علم کی تمہیں کیا خبر۔ اور آقا کے آقا کی کیا شان جس کو تم سمجھ

سکو۔ میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا ایمان ہدہد کے کہنے پر ہی ہے جو اس نے کہا تھا کہ میں اس خبر کو پہنچا ہوں جس کو تم نہیں پہنچے۔ تو اس نے تو یہ بھی کہا تھا **ولھا عرش عظیم** (کہ اس بلقیس کے پاس ایک عرش عظیم ہے) کیا اس پر بھی تمہارا ایمان ہے کہ اس کا عرش اللہ کے عرش سے بڑا ہے یا مساوی؟ نہیں بلکہ تم یہی کہو گے کہ اس کی اپنی عقل کا اندازہ ہے۔ یہاں اس کی عقل کا اندازہ کہا جاتا ہے۔ اور **احطت بما لم تحط به خبرا** میں اس کی عقل کا اندازہ نہیں کہا جاتا۔ یہ تمہاری کونسی دیانتداری ہے۔ معلوم ہوا کہ جس کے غلام اتنی اتنی دور کی خبریں رکھتے ہیں۔ تو ان کے آقا کے متعلق ان کے غیب کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ باطاعت فرمان الٰہی یہ ہی عقیدہ رکھیں۔ کہ سلیمان علیہ السلام کا علم ہوا کے ذرے ذرے ومافیہا کو محیط تھا۔ یہ تھا جملہ معترضہ جس میں آپ کو اعتراض کا موقعہ ملتا تھا۔ جس کو حل کیا گیا۔ اب اصل حدیث کے الفاظ کی طرف جو اسی قرآن مجید کی آیت کے مطابق ہی تھے واضح کرتا ہوں۔ یعنی راوی کا یہ کہنا **فقدھا رسول اللہ** ﷺ یعنی غیر حاضر پایا اس عورت کو نبی ﷺ نے واقعی وہ عورت مسجد میں موجود نہ تھی۔ اس سے تمہیں آپؐ کے علم غیب کی نفی کیسے ثابت ہوگئی۔ آپ کے علم غیب کی نفی تب ہوتی کہ آپ فرماتے کہ سواد کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے؟ تو تمہارا اعتراض درست ہوسکتا تھا۔ اور اگر آپ نے غائبہ کو غائبہ فرمایا تو اس میں سوائے تمہارے اور کسی کو آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ نور کو ظلمت کہنا یہ تمہارا ہی عقیدہ ہے۔ باقی رہا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عرض کرنا کہ وہ فوت ہوگئی ہے تو یہ انہوں نے کونسی بات نبی ﷺ کے علم کے خلاف کہدی بلکہ فقدھا کی شرح ہی تو انہوں نے کردی۔ پھر نبی ﷺ کا اس عورت کے متعلق سوال کرنا تو یہ بے علمی کی دلیل نہیں کیونکہ نبی ﷺ کو آپ کی اجازت کے بغیر ان کے فعل کو ثابت کرنا تھا۔ تو یہ سوال کرنا بطور حساب تھا۔ جیسا کہ مالک اپنے مملوک

سے حساب طلب کرنے کے واسطے سوال کرتا ہے۔ تو اس کا سوال کرنا بے علمی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ مالک کا کام اپنے مملوک سے حساب لینا ہوتا ہے اور غلام کو اس کی تفصیل بیان کرنا اس کے فرض مملوکیت میں داخل ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کے سوال کرنے میں یہ حکمت تھی۔ کہ آپ نے اپنے علم غیب کے بموجب اس کو بخشوانا تھا۔ اور اس کے جنازے کی شمولیت مطلوب تھی۔ جیسا کہ محبت کے وقت کسی کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہوتا ہے تو اس سے یا کسی اور سے اس کی ذات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سوال کیا ما تلک بیمینک یا موسی (تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہے) حالاکہ موسیٰ علیہ السلام ہاتھ میں عصا لئے کھڑے تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا اس کے عدم علم پر دلالت کرتا ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو موسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اظہار کرنا مقصود تھا اور کچھ عطا کرنا مقصود تھا۔ ایسے ہی نبی ﷺ کا اس عورت کے متعلق سوال کرنا بے علمی پر دال نہ تھا۔ بلکہ اس کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ جیسا کہ آپ نے فائدہ پہنچایا۔ باقی آپ کا فرمان کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی اور تمہارا اس سے یہ استنباط کرنا کہ معاذ اللہ یہ آپ کے بے علمی کی نشانی ہے؟ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر اس کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تھا۔ آپ کے علم سے اذن صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم اور ہے اذن اور ہے۔ اذن علم کو مستلزم نہیں۔ ان کی آپس میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس امر کو معمولی سمجھا تھا۔ اس واسطے آپ نے اپنے علم غیب ہونے کی بناء پر ان کو ڈانٹا کہ تم نے مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی۔ جیسا کہ مذکور ہے۔ **فکانھم صغروا امرھا** یہ تو آپ کے علم غیب پر دال ہے پھر تمہارا یہ کہنا کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو **دلونی علی قبرہ** کیوں فرماتے کہ تم مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ تو یہ بھی آپ کے عدم علم کی دلیل نہیں کیونکہ انہوں

نے آپ کی اجازت کے بغیر جنازہ پڑھا تھا۔ اور جنازہ بغیر ولی کی اجازت کے درست نہیں ہوتا۔ اور اس عورت کی ولایت آپ کے ہی سپرد تھی۔ اور صحابہ کرام اس امر میں غلطی پر تھے۔ تو آپ نے ان کی غلطی کا ازالہ ان ہی سے کروایا کہ ان کو آپ کے فرمان کے مطابق ساتھ جانا پڑا۔ ورنہ آپ کو بغرض جنازہ ان کو خاص طور پر لے جایا جاتا۔ کیونکہ جنازہ جماعت سے ہوتا ہے اور یہ لوگ اس بہانے سے ہی اس عورت کی قبر پر پہنچیں گے تو اس غلطی کو جو پہلے کر چکے ہیں میری اقتدا میں اس کا ازالہ کرلیں گے۔ یہ ہے حکمت دلونی کی۔ پھر تمہارا اس حدیث سے انکار کرنا اور مضحکہ اڑانا جو نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے قبر میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور منکر نکیر آپ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ یہ ایمان اسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف $\frac{1}{184}$ } اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ (اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھا دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مرد محمد ﷺ کے متعلق تو کیا کہتا ہے) تو بعض مبغضین رسالت نے یہ سوال کر دیا کہ کیا اس عورت کو قبر میں نبی ﷺ نے ملاحظہ نہ فرمایا تھا؟ جو پھر بھول گئے۔ تو اس دشمن رسالت کو بات کہتے ہوئے یہ شرم نہ آئی کہ میں بخاری شریف کی حدیث کا مضحکہ اڑا رہا ہوں۔ اور نبی ﷺ کے فرمان صحیح کو جھٹلا رہا ہوں۔ یاد رکھو جو کام دنیا میں انسان کرتا ہوا فوت ہوتا ہے۔ قبر سے بھی اٹھے گا تو وہی خیال اس کو ہوگا تم بھی منکر نکیر کے اٹھانے سے ان کے اس سوال پر یہی جواب دو گے کہ معاذ اللہ ہم ان کو بے علم سمجھتے ہیں تو اس وقت جو تمہارا حشر ہوگا۔ اس کی خبر تمہیں ہی ہوگی۔ یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہوگی۔ یا وحوش و طیور تمہارا وہ تماشا دیکھیں گے یا حشرات الارض تمہاری قبر میں تشریف آوری پر نازاں ہوں گے۔ لیکن معترض نے حدیث کو بیان کرتے ہوئے کچھ حدیث کا باقی حصہ ہضم کر لیا۔ میرے خیال میں پرانی عادت کا دورہ ہو گیا ہوگا۔ آگے ارشاد ہے ملاحظہ ہو:

مسلم شریف ۱/۳۰۹ } فَصَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰی اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ یُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلٰوتِیْ عَلَیْهِمْ (تو نبی ﷺ نے اس عورت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی فرمایا کہ یہ جتنی قبریں ہیں تمام اہل قبور پر اندھیرے سے بھرپور تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل قبور کے واسطے ان پر میری نماز پڑھنے کے سبب سے ان کی قبور کو روشن کر دیا ہے) یہ تھا فائدہ جس غرض سے آپ نے سوال فرمایا تھا۔ اور یہ ہے آپ کو اہل قبور کے علم غیب کی خبر جس کا تم انکار کرتے ہو۔ تم تو یہ کہتے ہو کہ نبی ﷺ کو اس عورت کی قبر کی خبر نہ تھی۔ نبی ﷺ نے تمام قبور کے حالات کو واضح فرما دیا۔ بلکہ دوسرے موقع پر آپ نے اہل قبور کے اعمال ماضیہ کی غیبی خبریں بھی بیان فرمائیں۔ سنیئے۔

نسائی شریف ۱/۱۲ و ۱/۲۹۱ } عن ابن عباس قال مر رسول اللّٰه ﷺ علی قبرین فقال انهما یعذبان وما یعذبان فی کبیر اما هذا فکان لا یستنزه من بوله واما هذا فانه کان یمشی بالنمیمة (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیرہ گناہ میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا۔ لیکن یہ اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور یہ دوسرا صاحب قبر چغلخور تھا، معلوم ہوا کہ نبی ﷺ پر ایمان رکھنے والو کیا ان احادیث سے نبی ﷺ کو علم غیب کی خبر ہونے کا ثبوت اور قبور کی واقفیت اور اہل قبور کی واقفیت ثابت ہوئی یا نہیں؟ بلکہ منکر کی استدلالیہ حدیث سے اس کی بد دیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اسی کی حدیث کے آخری جملہ کو بیان کر کے نبی ﷺ کے علم غیب کی دلیل پیش کی گئی۔

وہابی: بخاری شریف کی حدیث میں جو ۱/۹۴۹ میں درج ہے (نبی ﷺ نے فرمایا۔ کہ میری دوستی کے دعویٰ کرنے والے دائیں بائیں ہونگے۔ دائیں جانب یعنی جنت

میں اور بائیں جانب یعنی دوزخ میں تو قیامت کے دن میں کہوں گا اصیحابی یا اللہ میرے دوست ہیں۔تو کہا جائے گا کہ یہ لوگ وہ ہیں جو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔جب سے آپ نے ان کو چھوڑا۔تو میں کہوں گا۔جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یا اللہ جب تک میں ان کے پاس رہا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔اور جب تو نے مجھے مارلیا تو تو انکا نگہبان ہے) اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اصیحابی اصیحابی کیوں فرماتے۔اور آپ کو غیب نہیں تھا تو فرشتے کہیں گے کہ آپ کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔اب تم سوچو کہ نبی ﷺ کے غیب کی نفی ہے یا نہیں۔

محمد عمر: اس حدیث میں نبی ﷺ کے علم غیب کی نفی نہیں۔کیونکہ آپ کا اصیحابی اصیحابی فرمانا بے علمی کے سبب سے نہیں بلکہ رحم کے سبب سے ہے۔کیونکہ آپ رحمۃ العالمین ہیں۔اس واسطے آپ اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اور دنیا میں ان کے دوستی کے جھوٹے دعوے کو نقل فرماتے ہوئے اصیحابی کا لفظ استعمال فرمائیں گے۔ورنہ اگر ان کا دعویٰ دنیا میں سچا ہوتا تو خواہ ان کے کتنے ہی کبیرہ گناہ ہوتے فرشتوں کے جواب دینے پر آپ خاموش نہ ہو جاتے۔بلکہ فرماتے کہ خواہ یہ لوگ کتنے ہی گنہگار ہیں۔میرا یہ حق ہے کہ ان کی بخشش کراؤں۔لیکن ان کا نفاق اور زبانی دعویٰ اور بعد میں مرتد ہو جانا یہ تمام امور سفارش کے قابل نہ تھے۔اس لئے آپ محض اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے ان مرتدین کی طرف سے اپنی معذرت سفارش پیش کریں گے۔جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف واضح ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں تین جگہ مذکور ہے۔اور تینوں جگہ میں ہی اس کا ضعف ثابت ہے۔

بخاری شریف $\frac{1}{490}$} حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن المغیرة بن النعمان عن سعید بن جبیر عن ابن عباس

بخاری شریف $\frac{1}{473}$} حدثنا محمد بن کثیر حدثنا سفین حدثنا مغیره

بن النعمان حدثنی سعید بن جبیر اراہ عن ابن عباس عن النبی ﷺ

بخاری شریف {۲/۶۶۵} حدثنا ابوالولید قال حدثنا شعبہ قال اخبرنا المغیرہ بن النعمان قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال خطب رسول اللہ ﷺ

نفس حدیث میں اضطراب ہے کیونکہ تینوں حدیثوں کی عبارتیں مختلف ہیں۔ حالانکہ تینوں کے راوی حضرت عباسؓ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہوسکتی۔

میزان الاعتدال {۳/۱۵۱} محمد بن یوسف قال العجلی اخطاء الفریابی فی مائۃ وخمسین حدیثا.

تہذیب التہذیب {۹/۵۳۷} وقال بعض البغدادیین اخطاء محمد بنیوسف فی مائۃ وخمسین حدیثا من حدیث سفین

اورحدیث مذکورہ بالا کی دوسندوں میں سفیان راوی مذکور ہے۔اس واسطے یہ حجت نہیں ہوسکتی۔

میزان الاعتدال {۳/۱۲۵} محمد بن کثیر قرشی کوفی۔قال احمد خرقنا حدیثہ وقاالبخاری کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ بین.

تہذیب التہذیب {۹/۴۱۸} قال ابوداود عن الامام احمد خرقنا حدیثہ وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال قال ابو حاتم ضعیف الحدیث.

تہذیب التہذیب {۹/۴۱۸} قال ابوداود عنالامام احمد خرقنا حدیثہ وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال ابوحاتم ضعیف الحدیث.

محمد بن کثیر تمام ضعیف ہیں:

میزان الاعتدال ۳/۲۵۵} ابو الولید ہشام بن عبد المالک۔ وروی ابو عبید عن ابی داود ضعیف.

تہذیب التہذیب ۱۱/۴۵} وقال الاجری عن ابی داود شیخ ضعیف

تہذیب التہذیب ۴/۳۴۵} شعبہ بن حجاج۔ انه کان یخطی فی الاسماء فقد قال الدارقطنی فی العلل کان شعبه یخطی فی اسماء الرجال کثیراً.

کنز العمال ۶/۴۲} سَیُجِیُ یَوْمُ الْقِیمَةِ فَیَقُوْلُ الْقَائِلُ مِنهُمْ یَارَسُوْلَ الله اَنَا فَلَانُ بَنُ فُلَانٍ فَاقُوْلُ اَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَفْتُ وَلٰكِنَّكُمْ اِرْتَدَرْتُمْ بَعْدِیْ وَرَجَعْتُمُ الْقَهْقَرٰی (قیامت کا دن جلدی آئے گا تو ان سے بعض کہنے والا کہے گا یا رسول اللہ میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں کہوں گا تمہاری نسب تو میں پہچانتا ہوں۔ اور لیکن تم میرے بعد مرتد ہو گئے اور اپنی ایڑیوں پر تم بدل گئے) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو قیامت کے دن منافقین کا علم بھی ہوگا۔ اور تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا۔

وہابی: نبی ﷺ کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے اس سے بیعت لی اور آپ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اس کا مالک آیا تو اس نے لے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے دو غلام حبشیوں کے عوض میں اس کو خرید لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کو علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو آپ غلام کو بیعت میں داخل نہ فرماتے۔

محمد عمر: تم نے حدیث پاک کے معنی غلط کئے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں راوی نے کہا ولم یشعر انّهٗ عبد اس کا ترجمہ یہ ہے کہ غلام نے پتہ نہ دیا کہ وہ غلام ہے۔ یہ نہیں کہ راوی نے آپ کے متعلق فرمایا ہو کہ آپ کو خبر نہ تھی کہ وہ غلام ہے باقی رہا یہ کہ آپ نے غلام سے بیعت لی تو اس کے دو جواب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ

آپ کے احسان عام سے اور مکارم اخلاق سے آپ نے اس سے بیعت لی تاکہ اس کو آپ بچالیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی ﷺ مختار کل ہیں۔ اسی واسطے آپ نے اس غلام کی بیعت کو توڑنے نہیں دیا بلکہ اس کے مقابلے میں اس کے مالک کو دو غلام دے دیئے۔ ورنہ آپ کو اس غلام کے نہ لے جانے میں کونسی کمی تھی۔ جس کو آپ نے پورا فرمایا یہ آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل ہے۔ دیکھئے:

دار قطنی {1/251} علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو اس نے عرض کی کہ حضور میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے اور دن ہی تھا۔ تو آپ نے غلام آزاد کرنے کا جرمانہ فرمایا۔ تو اس نے عرض کی کہ میری طاقت نہیں۔ تو آپ نے دو مہینے متواتر روزہ رکھنے کی سزا فرمائی تو اس نے اپنی کمزوری کا اظہار کیا تو آپ نے ساٹھ مسکین کے کھانا کھلانے کا ارشاد فرمایا تو اس نے اپنا عجز ظاہر کیا تو آپ نے اپنی طرف سے پندرہ صاع عنایت فرما دیئے اور فرمایا کہ مدینے کے مسکینوں کو تقسیم کر دے تو اس نے عرض کی کہ حضور مجھ سے محتاج اور کوئی نہیں تو آپ نے فرمایا **وکلہ انت وعیالک فقد کفر اللہ عنک** (تو ہی اسے کھالے اور تیرا عیال تو تیری طرف سے اللہ تعالیٰ کفارہ منظور فرمائے گا) شرعی کفارہ ساٹھ مسکینوں پر کھانا تقسیم کرنا ضروری تھا۔ اور اسی مقام پر حد شرعی ختم تھی۔ لیکن نبی ﷺ نے اپنے اختیار سے بجائے اس کے کہ مجرم کفارہ ادا کرے آپ نے اپنی طرف سے مجرم کو ہی ساٹھ مسکین کا کھانا عطا کر دیا۔ اور کفارہ کے ادا ہونے کی سند بھی دیدی۔ کیا یہ مختار کل ہونے کا ثبوت نہیں؟

بخاری شریف {2/1007} پر بھی یہی روایت اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ سے موجود ہے۔

البدایہ والنہایہ لابن کثیر {۶/۱۴۸} (نبی ﷺ نے ایک شکاری کی اجازت کے بغیر ہرنی کو چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آوے) ہرنی آپ کی ملکیت نہ تھی اعرابی کی ملکیت تھی۔ حالانکہ وہ اس کے پاس سویا بھی ہوا تھا۔ لیکن نبی ﷺ نے اپنے اختیار سے ہرنی کو دودھ پلانے کے واسطے چھوڑ دیا۔ اب اس میں دو ہی صورتیں ہیں یا؟؟ اللہ یہ کہو گے کہ آپ نے جرم کیا یہ بھی محال کیونکہ نبی جرم سے پاک ہوتا ہے۔ دوسری صورت مختار کل ہونے کی تو یہی تمہیں تسلیم کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ یہاں اپنے اختیار سے غیر کی ملکیت پر آپ نے رحم فرمایا۔ ایسے ہی نبی ﷺ کو تمام غلاموں پر بھی اختیار کلی ہے۔ جس اختیار کلی کی بنا پر آپ نے غلام سے بیعت لی۔ اور جس کو آپ نے اپنی غلامی میں لے لیا۔ اس غلامی کو توڑنے والی کوئی طاقت نہیں۔

البدایہ والنہایہ {۶/۱۷۱} (نبی ﷺ نے اپنے ایک کاتب کو اس کی بددیانتی کرے کی وجہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو زمین نہ قبول کرے گی۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ مجھے ابوطلحہؓ نے بیان کیا۔ کہ جس زمین میں وہ مرا میں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے اسے کئی دفعہ دفن کیا ہے۔ زمین اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ اس کو باہر پھینک دیتی ہے۔ چنانچہ میں نے بھی اسے باہر پھینکا ہوا دیکھا۔ کیا یہ آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں ہے؟

البدایہ والنہایہ {۶/۱۹۴} نبی ﷺ نے سراقہ بن مالک کے متعلق فرمایا کہ اس کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ عمر بن خطابؓ کو اپنی خلافت میں غزوۂ کسریٰ میں جب کسریٰ کا تاج اور سنہری کنگن اور اس کا سامان جنگ وغیرہ پیش ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ کنگن پہنا دئے۔ کیا یہ نبی ﷺ کے مختار کل ہونے کی دلیل نہیں؟ کہ ابھی وہ کنگن غیر کی

ملکیت تھی یعنی کسریٰ کے ہاتھوں میں تھے لیکن آپ نے پہلے ہی عطا فرمادئے۔

مسند امام احمد بن حنبل ۴/۲۹۴} نبی علیہ السلام نے براء بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنادی تو لوگوں نے براء بن عازبؓ سے اعتراض کیا نبی علیہ السلام نے مرد پر سونے کو حرام فرمایا ہے۔تم نے یہ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنی ہوئی ہے۔تو اس نے جواب دیا۔کہ مجھے نبی علیہ السلام نے اپنے پاس بٹھا کر یہ انگوٹھی پہنائی اور فرمایا۔البس ماکساک اللہ ورسولہ (پہن لے جو تجھے اللہ اور اس کے رسول نے پہنایا ہے) معلوم ہوا کہ سونا پہننا حرام ہے۔آپ نے جو براء بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی تو یہ آپ کے مختار کل ہونے کی دلیل ہے۔

المہند ص ۶۸} فَهُوَ علیہ السلام حَیٌّ فِی قَبْرِهِ الشَرِیْفِ یَتَصَرَّفُ فِیْ الْکَوْنِ بِاِذْنِ اللہ کَیْفَ شَاءَ (تو وہ نبی علیہ السلام اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور تمام مخلوق میں جس طرح چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف کرتے ہیں) اب تو تمہارے اپنے اکابرین کے مسلمہ فتویٰ سے نبی علیہ السلام کا اختیار کلی اور متصرف فی الکون ہونا اپنی مرضی کے مطابق ثابت ہوگیا۔تو تمہارا وہ مسئلہ تمہارے گھر کی دلیل سے ہی حل ہوگیا۔کہ آپ نے اپنی مرضی کے مطابق بھی غلام کی سعت کرلی۔کیونکہ یہ اختیار آپ کو حاصل ہے۔

وہابی: مولوی صاحب بخاری کی حدیث ہے قال متی الساعۃ قال ماالمسئول عنہا باعلم من السائل وساخبرک عن اشراطھا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مسئول عنہا سائل سے زیادہ عالم نہیں اور جلدی خبر دیتا ہوں میں تجھے اس کے علامات کی لہذا اس سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا یعنی قیامت کو نہ تو جانتا ہے نہ میں ہم دونو علم قیامت سے بے خبر ہونے میں مساوی ہیں تم کہتے ہو کہ نبی علیہ السلام کو ماکان و ما یکون کا کل علم ہے یہ غلط ثابت ہوا۔

"محمد عمر": پہلے قابل غور یہ امر ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا سوال کرنا یعنی بحیثیت سائلانہ عرض کرنا نبی علیہ السلام کے اعلم ہونے کی دلیل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اسی اعلمیت کو ظاہر کرنے کے واسطے اپنے آپ کو مسئول قرار دیا اور جبرئیل علیہ السلام کو سائل ہونے کا خطاب دیا چونکہ آپ کا ارشاد ہے اتیت بجوامع الکلم لہذا ایسی کلام فرمائی جس نے (۱) آپ کو اپنا فخر بھی نہ ثابت ہونے دیا (۲) اپنی نسبت مسئولیت اور جبرائیل علیہ السلام کو سائلانہ حیثیت دے کر اپنی امت کو اپنی فوقیت علمی کا ثبوت بھی دے دیا (۳) ایسا جملہ استعمال فرمایا کہ جس سے آپ کا قیامت سے بے علم ہونا بھی ثابت نہ ہو اور اظہار دریافت کی گنجائش بھی نہ رہ گئی اور جو صاف الفاظ صریحیہ سے واضح ہے۔ وہ یہی ہے کہ مسئول سائل سے اعلم نہیں یعنی اے جبرئیل قیامت سے تو بھی بے خبر نہیں اور میں بھی بے خبر نہیں تو بھی جانتا ہے میں بھی جانتا ہوں لیکن میرے اور تیرے علم میں مساواۃ نہیں میرے اور تیرے علم میں اتنا فرق ہے جتنا کہ سائل اور مسئول کا فرق ہے یعنی گھر والے اور سوالی کا فرق ہے اور پھر واما السائل فلاتنهر کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ وساخبرک عن اشراطها اور قیامت کی علامات سے میں تجھے جلدی خبر دیتا ہوں جس کو کسی چیز کا علم نہ ہو وہ اس کے علامات کو کیسے بتا سکتا ہے جیسا کہ قیامت کے وقت کو در پردہ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فقد جاء الشراطها سے اپنے محبوب علیہ وسلم سے بے خبری کو بھی دور فرما دیا لیکن مخالف پھر بھی تنقیص علمی سے باز نہیں آتا جس کے علم کو خداوند جل مجدہ نے عالمین کے علم نے نوازا جس میں قیامت بھی ہے عدو کے کہے وہ عطائی علم کو کیسے چھین سکتا ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا کہ مصطفی علیہ وسلم نے تمام پہلوؤں کو صحیح رکھا جبریلی سوال کو ما المسئول باعلم من السائل کا ایک جملہ دعویٰ بادلیل فرما کر ساکت فرما دیا اور عندہ علم الساعۃ فرما کر خداوند کے حجاب محبوبانہ کو بھی فاش نہ فرماتے ہوئے

قانون خداوندی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور تا کہ دشمن قیامت سے بھی بے خبر نہ سمجھیں ساخبوک عن اشراطھا سے قیامت کے علامات کو ظاہر فرما کر جمعہ کے دن کا تقرر بھی ثابت کرتے ہوئے دشمن رسالت کا منہ بند کر دیا اور شاید اتنے اشارے کو کوئی غبی نہ سمجھے اور عقدہ لا یعلمھن سے مجھے بے خبر نہ سمجھے غیوبات خمسہ سے وہ خبر غیبی کی اطلاع فرمائی جو مافی الارحام اور قیامت دونوں کے متعلق تھی قدم آگے بڑھا کر اذا ولدت الامة ربتھا فرمایا گو ان امورات کو پردہ راز میں ہی رکھنا تھا لیکن ایک چیز بیان کر کے پردہ ڈال دیا جاوے تو، یہ حکیم کی حکمت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کوئی شخص سرکاری خزانچی کے پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا جاری کرنا بادشاہ کا کام ہے میں تو خزانچی ہوں مالک نہیں اور جب سائل واپس جانے لگے تو خزانچی کے پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا جاری کرنا بادشاہ کا کام ہے میں تو خزانچی ہوں مالک نہیں اور جب سائل واپس جانے لگے تو خزانچی سائل کی جیب میں چپکے سے دو چار روپے ڈال دے اور پھر یہی کہے کہ یہ بادشاہ کا کام ہے۔ میرا نہیں تو سائل صاحب فراست ضرور سمجھ لیگا کہ یہ واقعی سرکاری خزانچی ہے اور شاہی مقرر شدہ اور واقعی اس کو کچھ تقسیم کرنے کی اجازت ہوگی عام خرچ کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور یہ خرچ بھی شاہی جاوے گا اسی لئے یہ بادشاہ کی طرف نسبت کر رہا ہے اپنے ذمہ نہیں لیتا اور نہ اس کو اپنی طرف سے خرچ کرنے کا حکم ہی ہے اسی لئے یہ خزانچی ہر بات بادشاہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور مجھے چپکے سے دیا بھی تب بھی اس خرچ کی نسبت بادشاہ کی طرف کی اس کا اس سے خرچ کے اختیار کو ثابت کرنا ہے ورنہ اس کو بادشاہ کی طرف سے گرفت ہونی لازمی امر ہے اور اس کا بادشاہ کی طرف منسوب کرنا اپنے ذمہ کسی بات کو نہ لیتا نہ اس کے شاہی خزانچی ہونے پر دال ہے اور اس کا

جواب بھی دینا ذمہ کسی بات کو نہ لیتا یہ اس کے شاہی خزانچی ہوے پر دال ہے اور اس کا جواب بھی دینا خزانے کو خیرات کے واسطے حکم عام نہ کرنے کو ثابت کر رہا ہے۔ ایسے ہی نبی ﷺ کا مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِل سے اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃ کی ترجمانی کرنا ہے اور وَسَاُخْبِرُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا اور وَاِذَا وَلَدَتْ الْاَمَۃُ رَبَّھَا سے علوم خمسہ سے علوم اربعہ یعنی قیامت اور مافی الارحام اور مافی غد اور اشراط ساعۃ میں عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کو بیان فرما کر علم بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْت ثابت کرنا مقصود تھا اور فرمادیا کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو تمہیں مخبر صادق ہونے کی حیثیت کرنا مقصود تھا اور فرمادیا کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو تمہیں مخبر صادق ہونے کی حیثیت سے ان کی اطلاع دے رہا ہوں تو یہ مجھے اللہ کے رسول صادق ہونے کی بین دلیل ہے جس کا وہابی انکار کر رہا ہے اور وہابی صاحب اگر مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِل کے معنی معاذ اللہ بے علم ہونے کے ہی کریں گے تو تم وَسَاُخْبِرُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا اور وَاِذَا وَلَدَتْ الْاَمَۃُ رَبَّھَا اور وَسَاُخْبِرُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا اور وَاِذَا وَلَدَتْ الْاَمَۃُ رَبَّھَا اور وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاۃُ الْاِبِلِ الْبُھْمُ فِی الْبُنْیَانِ کے مکذب ثابت ہو گے یعنی نبی ﷺ کے ایک جملہ کے معنی الٹنے سے آپ کے تین جملوں کا انکار لازمی ہوگا۔ کیونکہ مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِل کے تمہارے مطلب سمجھنے سے اگلے تین جملوں سے اس کا تناقض لازم آئے گا چنانچہ تمہارے تمام اکابرین صرف مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِل کے معنی معاذ اللہ بے علمی کے کرتے ہیں اور حدیث پاک کے اگلے جملوں کی کبھی وضاحت نہیں فرمائی یہی وجہ ہے کہ اگلے جملوں کی تشریح کرتے ہیں تو ان کے بیان کردہ معانی سے اگلی عبارت میں تناقض لازم آتا ہے لہٰذا حدیث کے ان اگلے جملوں کو جو نبی ﷺ کے واسطے علوم خمسہ ثابت کر رہے

ہیں۔ پہلے جملے مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی صاف واضح کر رہے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ مسئول یعنی میں محمد (ﷺ قیامت کے اظہار کے متعلق) سائل سے یعنی جبرئیل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں یعنی تو بھی قیامت کو جتنا جانتا ہے جانتا ہے اور میں بھی جتنا جانتا ہوں جانتا ہوں نہ تو اپنے علم کے مطابق اپنی خبر کو ظاہر کرسکتا ہے اور نہ اپنے علم کے مطابق میں ظاہر کرسکتا ہوں اس کے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہے اسی لئے بیان بھی فرمایا تو اشارۃ اور پوشیدہ ہی ظاہراً بیان نہیں فرمایا جیسا کہ فرمایا:

مسلم شریف ص ۲/۳۹۴} طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا قیامت کی علامت یہ ہوگی کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔

کیوں جناب نبی ﷺ نے مَتَى السَّاعَة کے عقدہ کو ذی شعور کے واسطے حل فرمادیا۔ یا نہ؟ جناب حل کر کے رکھ دیا کہ سورج ہی مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا تو وقت کیسا جب سورج الٹا تو وقت بھی الٹا اور تمہیں نبی ﷺ کے اس مسئلہ کی سمجھ اس وقت آئیگی جب تم الٹے کئے جاؤ گے ورنہ اشراط ساعۃ کا بیان مصطفی ﷺ سے سمجھ لو کہ آپ کو علم قیامت ہے اور آپ کا فرمان وَاِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا کہ قریب قیامت لونڈی اپنے مالک وجینگی لونڈیاں ابھی پیدا نہیں ہوئیں قرب قیامت میں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں پھر وہ حاملہ ہونگی جب وہ بچہ جنینگی تو وہ لڑکا اس لونڈی والدہ کو خریدے گا اور اس سے مالکانہ برتاؤ کرے گا اور اس کو شرم نہ آئے گی۔

ابھی لونڈی پیدا نہیں لیکن نبی ﷺ ہزارہا سال پیشتر اس کے حمل کی حقیقی اطلاع بخشی رہے ہیں بلکہ اس کے بچے کی پیدائش کے بعد والے افعال وبھی جو جو صحیح ہونے والے تھے فرمادئے یعنی مافی غد اور مافی غد کے مافی الارحام جو قرب قیامت ہونے والے تھے غیوبات ظاہر فرمادئے لیکن وہابی ایمان نہ لایا۔

اور وہ اونٹنیاں والے ابھی پیدا نہیں ہوئے قرب قیامت ہونگے جن کی

اطلاع نبی ﷺ نے فرمائی اور وہ شہروں میں بس کر بڑی بڑی بلڈنگیں بنائیں گے ابھی نہیں اس وقت نہیں تھیں ابھی بننے والی ہیں لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کے اس عمل مافی غد کو ہزار ہا سال پہلے ہی بیان فرما دیا ہم مسلمان تو بھائی آپ کے اس فرمان پر یقین کر چکے لیکن وہابی ان علوم خمسہ غیبیہ کو پڑھ کر سن کر بھی اپنے ایمان کو درست کرنے سے محروم رہا کیا نبی ﷺ کا اندرونی بیرونی قیامت کے معاملات کو بیان کرنا معاذ اللہ آپ کی بے علمی کو ثابت کر رہا ہے کسی ان پڑھ کو کہو کہ حروف ہجا ہی پڑھے وہ کبھی نہیں پڑھ سکے گا اور جو ہج کر سکتا ہے وہ جملہ بھی بنا سکتا ہے۔ اگر معاذ اللہ آپ بھی ان علوم خمسہ سے بے خبر تھے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے تو ان کی صحیح صحیح خبریں کیوں فرمائیں کچھ خدا کا خوف کرو اور مصطفیٰ ﷺ کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرنے سے باز آجاؤ تو تمہاری پیش کردہ حدیث سے تمہارے اعتراض کا ہی حل کیا گیا کہ آپ کو علم قیامت ہے لیکن اظہار کی اجازت نہیں۔

''وہابی'': طبرانی اور ابن مرودیہ و در منثور کی روایت ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ سوال کئے گئے قیامت کے متعلق اور میں موجود تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہی اس کے وقت پر اس کو ظاہر کرے گا۔ اور لیکن میں تم کو اس کی علامتیں اور اس سے پہلے جو فتنے اور خونریزیاں ہونے والی ہیں بتلا دیتا ہوں۔

لہٰذا اس حدیث سے بھی نبی علیہ السلام کا قیامت سے بے خبر ہونا ثابت ہوا۔

''محمد عمر'': افسوس صد افسوس تمہارے اس عقیدے پر جو تمہیں نبی ﷺ کی معاذ اللہ بے علمی کی رغبت دلاتا ہے اور شان سمجھنے سے محروم رکھتا ہے بھلا یہ تو بتاؤ کہ کسی مولوی سے کوئی دریافت کرے کہ فوجداری عدالت کہاں ہے تو وہ جواب دے کہ کسی مجسٹریٹ یا وکیل سے دریافت کرو میں نہیں جانتا لیکن میں تمہیں اس کا مقام بتا دیتا ہوں وہاں چلے جاؤ گے تو تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ کچہری روڈ پر چلے

جاؤ وہاں جانب مشرق ایک گورنمنٹ کالج ہے۔اس کے آگے سیکریٹ کا بڑا دفتر ہےاس سے آگے گزرکر بائیں ہاتھ کمرے بنے ہوئے ہیں اوراس کمروں کے اندر کی میزوں کرسیوں الماریوں کی تعداد بھی صحیح بتادی جاوے تو پھربھی وہ بے خبر سائل کہے کہ تجھے علم نہیں تو لوگ سائل کوکم عقل سمجھیں گے ذرااس سے اور آگے چلئے جو شخص مجسٹریٹ کی قیام گاہ بھی اور عدالت کی الماریوں میں جو فائلیں پڑی ہیں ان کی بھی اطلاع دے دے اور عدالت کے قیام کی ہئیت کذائیہ کا بھی پورانقشہ کھینچ دے تو پھربھی سائل کی تسلی نہ ہوتو سائل نہیں بلکہ مخالف ہے محض تمسخر کی نیت رکھتا ہے۔اب علم قیامت کے کے دلائل سنئے۔

قیام حشر

(۱) ۲۴/۷} ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ

پھردوبارہ صور پھونکا جاوے گا تو فوراًوہ کھڑے ہوکرجھانکنے لگ جائیں گے۔

دوسرے مقام پراس کی تشریح فرمائی۔

(۲) یس ۲۳/۲۴} وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ . اورصور پھونکا جاوے گا تو وہ فوراًقبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑینگے۔

میدان حشر میں عدالت الٰہیہ

(۳) حاقة ۲۹/۱} وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ

اورآپ کے رب کے عرش کو قیامت کے دن آٹھ فرشتے آٹھائیں گے۔

(۴) مستدرک ۴/۵۶۹} فَيُلْقَى لَهُ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِينِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

تو نبی ﷺ کے لئے خداوندی دائیں جانب کرسی سجائی جاوے گی۔

حشر میں کفار کی حالت مختلف ہوگی

(۵) طٰہٰ ۱۶/۷ } مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًاوَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ۔ جس شخص نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اس کی معیشہ تنگ ہے اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائینگے۔

(۶) ابراہیم ۱۳/۷ } وَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ اور آپ مجرموں کو ملاحظہ فرمادینگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن زنجیروں میں جکڑے ہونگے۔ پھر ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ ہوں گے۔

(۷) حاقۃ ۲۹/۱ } وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ. اور لیکن جو شخص اپنی کتاب بائیں ہاتھ دیا گیا تو کہیگا اے کاش میں اپنی کتاب نہ دیا جاتا۔

میدان حشر کی ایک یمینی حصے کا ذکر سنئے۔

(۸) زمر ۲۴/۷ } وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْکِتٰبُ وَجِیْیَٔ بِالنَّبِیِّیْنَ وَالشُّهَدَاءِ فَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اور (قیامت کے دن) زمین روشن ہوگی اپنے رب کے نور سے اور کتاب رکھی جائیگی اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہدا اکٹھے ہونگے تو ان کے درمیان فیصلہ حقہ کیا جائے گا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

(اس حصہ میں شان مومنین کیا ہوگی) یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ اس دن ملاحظہ فرمائیں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنین اور مومنات کو ان کے سامنے نور اور ان کے دائیں نور ہوگا کیا شان ہوگی جب ان کو ملاحظہ فرمانے والے آپ ہوں گے اور ان کے نیک اعمال کی پونجی ان کے سامنے ہوگی فَمَ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرً اَیرَّهٗ تو بعد ازاں اخیر کا واقعہ عرض کردوں۔

(۹) زمر ۲۴/۸ } وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ کیا شان ہوگی مصطفی علیہ کی جب آپ جنتیوں کے دولہا بن کر آگے تشریف لے جارہے ہوں گے۔

(اب اختصاراً میدان حشر کے میانہ درجہ کا ذکر سنیئے)

طٰہٰ ۱۶/۶ } يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا اس دن کسی کی سفارش نفع نہ دیگی۔ مگر جس کو رحمٰن نے پہلے اذن دیا ہو اور جس کی بات کو مولا کریم پسند فرماوینگے۔ یہ طبقہ ہے مومنین گنہگاروں کا کہ آپ ان کی سفارش فرما کر جنت کے راستہ میں تشریف لے جاتے ہوئے ساتھ ملالیں گے۔ کیوں جناب وہابی صاحب اب نہ کہنا کہ خداوند نے علم قیامت کسی کو نہیں جتایا۔

''وہابی'': ابن ماجہ اور ابن جریر وغیرھما کی روایت ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ کی سے روایت ہے کہ نبی علیہ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے قیامت کے متعلق آپس میں بات چیت کی تو تمام نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے وقوع کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب آپ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو آپ کی طرف سے بھی یہی جواب سمجھ لیا گیا کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو علم قیامت نہیں دیا گیا جو قرب قیامت آنے والے ہیں تو آپ کو بطریق اولیٰ نہیں دیا گیا۔

''محمد عمر'': بڑا افسوس کہ جس امر کے سوال کرنے کی جرات نبی علیہ کو ابراہیم علیہ

السلام جیسے اولوالعزم نبی اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام جیسے انبیاء کرام کو نہیں ہوئی تو کون ہو جو آپ کو اپنے فتوی سے بے خبر سمجھو ان مذاکرین انبیاء کرام نے کیوں نہ کہ دیا کہ سید الانبیا ﷺ کو بھی اس کی خبر نہیں ہمیں نہ ہوئی تو کونسی بڑی بات ہے۔ انبیاء علیہم السلام اآپ کے روبرو آپ میں مذاکرہ قیامت کرنا۔ یہ آپ سے امتحان لینا مقصود نہ تھا کہ آپ کو بھی قیامت کا علم ہے یا نہیں اگر یہی مقصود ہوتا تو علوم خمسہ باقی کسی بات کا بھی تذکرہ ہوتا اگر نہیں ہوا تو تمہیں اس وجہ سے تسلیم کرنا پڑے گا کہ علوم اربعہ آپ کو حاصل تھے اسی لئے تذکرہ نہیں کیا ورنہ ان کا ذکر بھی ہوتا اگر نہیں تو ثابت ہوا کہ ان کا علم تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی ہے اور ان کا صرف قیامت کی معاملہ کو پیش کرنا اور وہاں متی الساعۃ کا سوال نہیں بلکہ ردوا امرھم ابی ابراھیم جملہ جملہ ہے۔

اپنے قیامت کے معاملہ کو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا کہ یہ واضح فرمادیں چناچہ انہوں نے ظاہر نہیں فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے فیصلہ ہی خدا کے سپرد کر دیا تا کہ یہ ثابت ہو جائے ہ خدا جس کو چاہے جتاتے ہیں اور جاننے والے سامنے تشریف فرما ہیں اور نبی ﷺ نے بھی معراج کی رات کے اس واقعہ کو اسی لئے بیان فرمایا تا کہ میری امت کو بھی معلوم ہو جائے کہ جب اتنے بڑے اولوالعزم انبیاء کرام نے آپ سے سوال نہیں کیا تو ہمیں بھی قیامت کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ قیامت کا قیام نبی ﷺ کے مجرموں کے واسطے ہوگا اور جیل کے آرام و تکلیف کے مذاکرے قیدی ہی کرتے ہیں یا نذیر کا کام ہے۔ دوسرا بیان کرنے سے ہی گریز کرتا ہے باقی رہا انبیاء علیہم السلام کا مذاکرہ تو یہ اس لئے تھا اور آپ کے روبرو اسی لئے ایک دوسرے پر بات ڈالتے تھے کہ آپ ملاحظہ فرمالیں کہ ہم نے آج تک قیامت کے راز کو فاش نہیں کیا آپ بھی اس کو فاش نہ فرمادیں صرف یہ بات جتانی

مقصود تھی ویسے عرض کرنا کہ کہیں قیامت کا ذکر نہ کرنا اس جملے کو انہیں نے گستاخی سمجھی آپس میں مذاکرہ کر کے آپ کو جتا دیا کہ آپ ملاحظہ فرمالیجئے آپ نے بھی ایسے ہی عمل کرنا ہے سی کو جتنا نہیں جیسا کہ انہوں نے ایک دوسرے پر ڈالا ظاہر نہیں فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے ضرور سوال کرتے انبیاء علیہ السلام کا آسمانوں میں مذاکرہ قیامت آپ کے سامنے اپنی بے علمی ظاہر کرنے کے واسطے نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی ﷺ سے آپ کے بے علم ہونے کی وجہ سے سوال نہیں کیا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ اپنے ہی اس واقعہ سماوی کو اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اس لئے ظاہر فرمایا کہ میں آسمان میں انبیاء علیہم السلام کے سامنے علم قیامت میں فیل ہو کر آیا ہوں کلا وحاشا آپ کا یہ مطلب نہ تھا۔ جوتم نے اپنے اختراع سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ بلکہ سماوی مذاکرہ بھی علم قیامت کے عدم افشاء کے لئے ہوا اور اپنے بھی انبیاء علیہم السلام کے اس مذاکرے کو بیان فرما کر امت کو ان انبیاء علیہم السلام کی ہی راز نہ افشاء کرنے والی تعلیم کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ کے اس بیان سے اگر کوئی کج طبع آپ کی بے علمی کی دلیل اخذ کرے تو یہ اس کے نقص ایمانی کی دلیل ہے جو حدیث پاک کو سمجھ کر پھر حدیث میں الٹ پلٹ کرے میں تو یہی کہونگا کہ اللہ تعالیٰ اہل علم کو مصطفیٰ ﷺ کے تجلیات سے بہرہ ور فرمادے۔

''وہابی'': کنز العمال و در منشور وغیرہ میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جن کو اللہ کے سوا کئی نہیں جانتا (۱) کل کیا ہوگا۔ (۲) مافی الارحام کا علم (۳) بارش کب آئیگی (۴) آدمی نے مرنا کس جگہ ہے (۵) قیامت کب ہے۔

''محمد معز'': ان کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس لئے ایسی حدیثیں پیش کرنے کی تکلیف نہ فرماویں۔ ایسی حدیثوں کا جواب مذکورۃ الصدر ایات واحادیث کو ہی

ملاحظہ فرمالیا کریں گو دلائل بہت ہیں ہر ایک کے لئے اور حدیثیں مرفوعہ پیش کرسکتا ہوں لیکن بوجہ طوالت گزشتہ کو ہی کافی سمجھیں۔

''وہابی'': حدیث کنز العمال میں مذکور ہے کہ میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاونگا سجدہ کرنے کے لئے بارگاہ الٰہی میں چنانچہ میں سجدہ میں گر جاؤنگا اس کے بعد مجھے سر اٹھانے کا حکم ہوگا پھر میں اٹھ کر اپنی امت کو دائیں بائیں پہچانونگا عرض کیا گیا کہ حضور آپ کیسے پہچانینگے فرمایا ان کے چہرے اور دیگر اعضا وضو کے اثر سے روشن اور چمکتے ہونگے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہم السلام کو اس وقت غیبی علم سے پہچان نہ ہوگی بلکہ ان کے علامات وضو سے پہچان ہوگی۔

''محمد عمر'': لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا ہی تعصب بڑی بری بلا ہے جس کے ساتھ تعصب ہو سو طاعن سے باز نہیں آتا خواہ خود ہی اس میں مطعون ہو جائے نعمانی صاحب نے نبی ﷺ کے عدم علوم غیب کا استدلال ایسی حدیث سے اخذ فرمایا کہ جس نے نعمانی صاحب کے تمام مجموعہ اعتراضات کی گھڑی کو پرزے پرزے کر دیا نعمانی صاحب تم اپنے ٹھیکہ میں اپنے ٹھیکہ معہودہ کے خلاف دلیل لے آئے اس حدیث شریف سے تو صاف ثابت ہوا کہ نبی ﷺ وعلم قیام قیامت ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں قیامت کے افعال ذاتیۃ کو نبی ﷺ نے بیان فرمادیا ہے۔

(۱) میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤں گا۔ اس اذن کا ظہور بروز قیامت کو انشاءاللہ ضرور ہوگا۔ لیکن آپ نے پہلے اطلاع فرمادی۔

(۲) قیامت کے دن رب کریم کے دربار میں آپ کا سر بسجود ہونا یہ بھی قیامت کے ذاتیات سے ہے۔

(۳) آپ کو سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم الٰہی ہوگا۔

(۴) آپ کی امت کا آپ کے دائیں و بائیں ہونا اور درمیان میں آپ کا موجود ہونا۔

(۵) آپ کا اپنی امت کو پہچاننا۔ یہ پہچان بھی ابھی بروز قیامت ہوگی۔ لیکن آپ نے اطلاع ہزار ہا سال پہلے فرما دی۔

(٦) آپ کو قیام قیامت سے اپنی امت کے اعضاء وضو کی روشنی کا ابھی ملاحظہ فرمانا اور قیامت کی اس ذاتی خبر غیبی کو ایمان داروں کیلئے ابھی سے مطلع فرما دینا۔

(۷) دنیا میں اپنی امت کے وضو سے ضوء اخروی کی فضیلت کو بیان فرمانا اور جو تم نے سمجھا ہے کہ آپ محض اسی علامت سے ہی پہچانینگے اور کوئی علامت امتی ہونے کی نہ ہوگی تمہارا یہ اجتہاد غلط ہے بلکہ آپ امت کے باطنی اعمال کو اور نیات کو بھی ملاحظہ فرما کر اپنی امت میں شامل فرمادیں گے اور اگر تمہارے اجتہاد کو ہی صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو اصیحابی اصیحابی والی حدیث سے منافقین بھی غرمحجلون من الوضوع سے آپ کی امت میں شامل ہو جائینگے۔ حالانکہ وہ آپ کی امت میں شمولیت سے محروم ہونگے۔

تو اس حدیث شریف سے ایمان داروں کے لئے علم قیام قیامت اظہر من الشّمس ہے اور تمہارے اجتہاد متعلقہ عدم علم نے عکس نقیض کا کام دیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے آدمیوں کو یوں پہچان لوں گا جیسا کہ گھوڑے کا مالک اپنے پانچ کلیان گھوڑے کو پہچان لیتا ہے بھلا مالک کو اپنے مملوک کا علم نہ ہو یہ بعید از عقل ہے اور آپ کے ارشاد عالیہ سے جو قیامت کے علم کی غیبی دلیل ثابت ہو رہی ہے اہل ایمان سے پوشیدہ نہیں۔

''وہابی'': بخاری مسلم کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا۔ پس اچانک میں دیکھوں گا کہ جناب موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں پس مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان میں سے

ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دن کی بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان و مایکون کا نہیں۔

''محمد عمر'': اس حدیث پاک میں بھی نبی ﷺ نے دو امور کو ظاہر فرمایا قیامت کے عوارضات ذاتیہ کو تاکہ آپ کا علم غیب قیامت تک ثابت ہو دوسرا امر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس یعنی اکون اول من افیق سے آپ نے اپنی اوّلویت کی حقیقت کو ظاہر فرما کر پھر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس خاطر فرمایا اور نعمانی صاحب کو یہ سمجھ نہ آئی فلا ادری محاورہ کے بموجب فرما کر بعد ازں ارشاد فرمایا من استثنی اللہ عزوجل یا موسیٰ علیہ السلام اس شخص سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ فرمایا اس فرمان مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہوا کہ کوئی اور شخص بھی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیہوشی سے ممتاز فرمایا جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اپنے شمار فرمایا اور وہ اول من افیق ہے۔ باقی رہا آپ کا ارشاد کہ خبر نہیں موسیٰ علیہ السلام ان بیہوشوں سے ہیں جو میرے پہلے ہوش میں آ گئے ی بیہوشی کے مستثناؤں سے ہیں اور آپ کا یہ جملہ شکیہ محض اپنی انکساری اور موسیٰ علیہ السلام کو بلحاظ نبی اللہ ہونے کے ان کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا اور نہ آپ کا فرمان اکون اول من یفیق نبی ﷺ کی اولیت اور موسیٰ علیہ السلام کی ثانویت ثابت کر رہا ہے اور فرمان الٰہی وتری الناس سکاری وماھم بسکاری نبی ﷺ کو بیہوشی سے ممتاز فرما رہا ہے کہ آپ رائی یعنی بیہوشوں کو دیکھنے والوں میں شامل ہیں باقی لوگ مرئی بیہوش ہونگے اور نبی ﷺ کے علم غیب قیامت کی خاص خبر کہ موسیٰ علیہ السلام بھی اس شخص کیساتھ ہونگے جو بیہوشی سے مستثنیٰ ہوگا تو یہ اپنے اپنی ذات کے متعلق ہی ارشاد فرمایا جو مذکورہ ایت کریمہ اور حدیث شریف کے ابتدائی جملہ سے ثابت ہے اور فلا ادری کا جملہ ایسا ارشاد فرمایا جس سے اپنی ذات کریمہ کو فخر سے بھی مبرا رکھا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی بیہوشی سے

مستثنیٰ فرمادیا توفلاادری کا جملہ شان موسویت کوملحوظ رکھنے کیلئے نہ اپنی بے علمی کے اظہار کے لئے فرمایا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور ایہ عام محاورہ بھی ہے کہ جو شخص کسی خاص مقام اعلیٰ پر پہنچے تو ان کے پیچھے فوراہی کوئی دوسرا بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ اس دوسرے کی شان کے اظہار کے لئے اور اپنی انکساری ثابت کرنے کے لئے فوراکہ دیتا ہے کہ خبرنہیں کہ تو مجھ سے بھی پہلے ہی پہنچا معلوم ہوتا ہے تو وہ حقیقت کے مطابق عرض کرتا ہے۔ کہ نہیں حضور آپ ہی پہلے ہیں تو یہ آپ نے اپنی انکساری کا ثبوت دیا اور جواب موسیٰ علیہ السلام کوظاہر تونہیں فرمایالیکن اگرتم موسیٰ علیہ السلام وجواب سنوتو پھر تمہیں شان وفرمان مصطفیٰ ﷺ معلوم ہو۔

آیئے فقیر آپ کو شان موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شان مصطفیٰ ﷺ عرض کرتا ہے۔ قیامت کوموسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آپ نے فرمایافـاذا موسی علیہ السلام بـاطش بجانب العرش میں دیکھوں گا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنارے کو پکڑے ہوئے ہیں۔

لیکن مصطفیٰ ﷺ کی شان قیامت عرض کرتا ہوں۔

مستدرک $\frac{4}{569}$ } فَیُلْقیٰ لَہٗ کُرْسِیٌّ عَنْ یَمِیْنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

تو نبی ﷺ کے لئے خداوند کے دائیں جانب کرسی سجائی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ تھامے ہوں گے اور نبی اکرم ﷺ عرش خداوندی کے دائیں جانب کرسی نشین ہونگے۔

کیوں جناب وہابی صاحب پایہ تھامنے والا مقدم یادائیں جانب کرسی نشین مقدم نبی ﷺ کے متعلق اپنے ایمان کودرست کرنے کی کوشش کرو۔

ثابت ہوا کہ فرمان لاادری محض انکساری کے لئے ہی ہے نہ حقیقت کے اظہار کے واسطے اور اگر لاادری کے ماقبل ومابعد کی عبارت ومقام کے مطابق معنی نہ کروگے تو معاذ اللہ تمہیں خدا کو بے علم تسلیم کرنا پڑے گا سنیئے۔

یونس 11/2} قُلْ ءَ تُنَبِّئُونَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ فرمادیجئے یارسول اللہ ﷺ کیا خبر دیتے ہو اللہ کو جو اللہ کو جو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا پاک ہے اور بلند ہے اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو۔

رعد 13/5} وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَاءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ اور انہوں نے اللہ کے لئے شریک بنائے فرمادیجئے یارسول اللہ ﷺ کہ اے مشرکو نام تو ان کا بتاؤ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جن کو اللہ زمین میں جانتا نہیں۔ یا بناوٹی بات ہے۔

ان آیات کریمہ میں اگر لایعلم کے تمہاری طرف ظاہری معنی ہی لئے جاویں تو معاذ اللہ خداوند عالم الغیب کو بھی بے علم تسلیم کرلو ایسے ہی لا ادری سے بھی ظاہری معنی نہ لئے جاویں گے بلکہ محاورہ کے لحاظ سے معنی لئے جاوینگے۔

''وہابی'': نبی ﷺ نے فرمایا۔ کہ میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یا اللہ میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دے دے تاکہ دوسری امتوں کے سامنے ان کی رسوائی نہ ہو تو میری طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے محمد ﷺ میں ان کا حساب لوں گا اور اگر کوئی ان سے لغزش ہوئی تو میں تم سے پوشیدہ رکھوں گا تاکہ وہ آپ کے پاس سرمسار نہ ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض کی لغزشیں ہمیشہ آنحضرت ﷺ سے بھی مخفی رہینگی لہٰذا آپ کو کلی علم نہ ہا اور نہ ماکان ویکون کا۔

''محمد عمر'': وہابی صاحب آپ کا ٹھیکہ تو پورا ہو چکا اب اصل حقیقت فقیر عرض کرتا ہے۔ اس حدیث پاک کو بیان کرنے سے نبی ﷺ کا مقصد معاذ اللہ اپنی بے علمی کا اظہار نہیں جو تم نے سمجھا ہے ہمیشہ نبی ﷺ ے فرمان سے آپ کا مقصد کیا ہے چنانچہ

آپ کے مقصد کے مطابق اپنی تفصیل کو دیکھا چاہیئے ورنہ یادرکھو مجرم ثابت ہو گئے نبی ﷺ کا مقصد اس حدیث شریف سے محض امت کو تسلی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت ے جرموں پر میری وجہ سے پردہ پوشی فرمائیں گے۔ اور اس پردہ پوشی کا وعدہ میں نے ابھی دنیا میں ہی اللہ کریم سے لے لیا ہے نبی کریم ﷺ امت کے جرائم پر خداوند سے پردہ پوشی کا وعدہ لیں اور تم محض امتی ہونے کا دعویٰ رکھنے والے معاذ اللہ آپ کو بے علم ثابت کرنے کے درپے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ستر تھا عنک آپ کی وجہ سے میں ان کی لغزشوں کی پردہ پوشی کروں گا یعنی آپ کی امت کے ایسے افراد سے ان کی لغزشوں کا حساب ہی نہیں لوں گا تا کہ آپ کے پاس کھڑے ہونے والے آپ کے قریب میں رسوائی کا منہ نہ دیکھیں۔ اور پھر اس کا جواب قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

زمر ۲۴/۴} لِيُكَفِّرَ اللهُ عَنْهُمْ اَسْوءَ الَّذِىْ عَمِلُوْا تا کہ مٹا دے اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال کو وَيَجْزِيَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور اچھا بدلہ دے گا۔ ان کو جو وہ عمل کرتے تھے۔

چنانچہ اس حدیث مذکورہ بالا میں نبی ﷺ نے اپنے انعام کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے متبعین میرے پاس کھڑے ہوں۔ تو دوسری امتوں کے مقابلہ میں میرے غلام بالکل بے گناہ میدان حشر میں کھڑے ہوں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

جامع صغیر ۲/۲۴} سَالْتُ اللهَ الشَّفَاعَةَ لِاُمَّتِىْ فَقَالَ لَكَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ میں نے اللہ سے اپنی امت کے متعلق سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے طفیل ستر ہزار بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

کیوں جناب یہ ہے تمہاری پیش کردہ حدیث کی ترجمانی ایت وحدیث سے جوتم نے اپنی رائے سے ترجمانی کر کے معاذ اللہ نبی ﷺ کے عدم علم کو ثابت کرنا چاہا اور چوتھا جواب پردہ پوشی عدم علم کو مستلزم نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے تمام اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

جامع صغیر ۲/۵۰} عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَا لِھَا حُسْنِھَا وَسَیِّھَا مجھ پر میری امت بمع اچھے برے اعمال کے پیش کئے گئے۔

مشکوۃ شریف ۶۹} عُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَذُنْبًا اَعْظَمُ مِنْ سُوْرَۃٍ مِنَ الْقُرْآنِ اَوْاٰیَۃٍ اُوْتِیْھَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَھَا

میرے سامنے میری تمام امت کے گناہ پیش کئے گئے (تو تمام امت کی تمام برائیاں دیکھیں) قرآن کی سورۃ ایت پڑھ کر پھر اس کو جس شخص نے بھلا دیا اس سے بڑا گناہ اور میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

کیوں جناب اب نبی ﷺ کا اعتبار کریں کہ آپ کو امت کے تمام سئیات کا علم ہے یا وہابیوں کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ نبی ﷺ کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ نبی ﷺ کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات کو صحیح سمجھے ہم احناف کو بفضلہٖ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے فرمان پر یقین ہے کہ آپ کو تمام کے سیات کا بھی علم ہے اور تمہارا اعتراض بے علمی کا نبی ﷺ کی ذات کے واسطے لغو ثابت ہوا کیونکہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ہر عامل کی ہر لغزش سے ہر وقت واقف ہیں جو اصغر اور اکبر کی تمیز فرما رہے ہیں اور اس مختلف فیہا حدیث میں آپ کی فضیلت زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے امتی کو مجرمانہ حیثیت میں آپ کے پاس پہنچا گوارہ ہی نہیں فرمایا۔ خود آپ کی امت کو لغزشوں سے مبرا کر دیا دربار رسالت میں پیش کریں گے۔

ابن ماجہ ۲۹۶: ترمذی شریف $\frac{2}{89}$ } وَاِنَّ اُمَّتِی سَتَفتَرِقُ عَلٰی ثنَتَینِ وَسَبعِینَ فِرقَةً کُلّھَافِی النَّارِ اِلَّا احِدَةً وَھِیَ الُجَمَاعَةُ

اور بے شک میری امت عنقریب بہتر فرقوں میں متفرق ہوگی تمام دوزخی ہونگے۔ سوائے ایک کے (یعنی ایک فرقہ ان سے جنتی ہوگا) اور وہ جماعت ہے۔

بفرمان نبی ﷺ ثابت ہوا کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے سیات و حسنات اور ان کے عاملین کا علم ہے کیونکہ ابھی تمام فرقے پیدا ہوئے نہیں اور آپ نے ان کی تفریق کاملہ سے متنبہ فرمایا فرقے کا تعلق اعتقاد سے اور اعتقاد کا تعلق قلب سے تو آپ کو علم قلوب حاصل ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ تمام قیامت تک کے آنے والوں کے علم قلوب کے عالم ہیں عاملین حسنہ ہوں یا سیئہ

''وہابی'': بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ کو تین دفعہ بیہوشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے عرض کیا گیا نہیں اور تین دفعہ ہی غسل فرمایا اور نماز کے لئے تیاری کرتے تو پھر بیہوش ہوجاتے تین دفعہ ایسے ہی ہوا اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کیا نماز پڑھ چکے، سوال کیوں کرتے اور غسل کیوں کرنے ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم نہیں۔

''محمد عمر'': حضور اکرم ﷺ کا بار بار غسل کرنا ہماری تعلیم کے لئے تھا کہ اگر کسی کو بیہوشی طاری ہوجائے تو غسل کر لینا چاہیئے قاضی عیاضی نے لکھا ہے۔ کہ آپ کا غسل قائم مقام وضو کے تھا اور یہ غسل آپ کے تقدس پر مبنی ہے کیونکہ بیہوشی ناقص وضو ہے لیکن اگر غسل کرلیا جاوے تو سنت ہے۔ بیہوشی سے غسل کو سنت مقرر کرنے کے لئے آپ نے بار بار غسل فرمایا نہ کہ اس سے آپ کی بے علمی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے اور آپ کا سوال فرمانا کہ اصلی الناس کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی اس سے اپنی امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ میری اطاعت کو مقدم سمجھیں اور سمجھانا

مقصود تھا کہ فریضہ نماز بھی میری اطاعت کے بغیر جائز نہیں اور بار بار آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ مجھے بار بار اغماء کے طاری ہونے سے تمہیں یہ غلطی نہ لگے کہ انتظار کر کے خود بخود جماعت کرالو اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی جمیع ما کان و ما یکون حاصل تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ صحابہ کرام خود بخود نماز پڑھ لیں گے اس واسطے آپ نے اپنی اطاعت میں رکھنے کے لئے بار بار اشارۃ النص سے اپنی اطاعت میں رکھنے کی ترغیب دلائی دوسری دلیل اس سے یہ ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میں تیسرے اغماض کے بعد مسجد میں جا سکوں گا۔ اس لئے ان کو فرہ سوالیہ سے ہی جماعت کرانے سے روکتے رہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ آپ کے ہر اشارہ کو سمجھتے تھے رکے رہے۔

''وہابی'': ابوداؤد کی حدیث میں اسی مرض الموت کی جماعت کے واقعہ ہے۔ کہ آپ نے فرمایا این ابوبکر تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم نہیں۔

''محمد عمر'': خداوند دشمن رسول اللہ ﷺ کو ہدایت دے جو دعالمین کے علیم و رحیم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرے نعمانی صاحب کو اتنا علم بھی نہیں کہ یہاں این کا استعمال قائم مقام ادعو کے ہے یعنی ابوبکر کو بلاتا ہوں اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی اگر نبی ﷺ کو این کے استعمال سے بے علم کھو گئے تو دنیائے وہابیت میں یہ فتویٰ خداوند پر بھی ثابت ہوگا۔

(۱) انعام ۷/۳ } وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ اَشْرَكُوْا اَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ.

(۲) نحل ۱۴/۴ } ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَائِىَ.

(۳) قصص ۲۰/۷ } فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَائِىَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ .

(۴) حم سجدہ ۲۵/۶ } وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ اَيْنَ شُرَكَائِيَ.

کیا اللہ تعالیٰ کو شرکاء کا علم نہیں جو این شرکائی سے قیامت کو سوال کرے گا بلکہ انکا بلانا مقصود ہے تا کہ ان شرکاء کو مشرکین پر بھگتایا جاوے۔

(۵) تکویر ۳۰/۱ } وَاِذَا الْمَوْءُ دَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ سے سوال کرنا بے علمی پر وال نہیں بلکہ اثبات جرم مقصود ہے۔

(۶) تکویر ۳۰/۱ } وَمَاهُوَ بِقَوْلِشَيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ اور یہ شیطان مردو کا قول نہیں تم کہاں جاتے ہو۔ اس ایہہ کریمہ سے این فرما کر قرآن کی طرف بلانا مقصود ہے۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا این ابوبکر فرما کر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانا مقصود تھا جو آپ کی بے علمی پر وال نہیں بلکہ این ابوکر فرمانا آپ کے علم غیب کی علامت ہے کہ آپ گھر میں تشریف فرما ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تو آپ ان کو مسجد سے طلب فرمار ہے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ ابوبکر ہے یا نہیں کیونکہ اگر فرماتے کہ ابوبکر ہے یا نہیں تو کچھ سوال کی گنجائش تھی اور آپ کا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد سے بلانا آپ کے غیبی علم کو ثابت کر رہا ہے۔

''وہابی'': حدیث قرطاس میں اپنے پہلے قلم دوات طلب فرمائی اور صحابہ کرام کے جھگڑے پر آپ نے فرمایا چلے جاؤ اگر علم غیب پہلے ہی ہوتا تو پہلے قلم دوات کیوں طلب کرتے معلوم ہوا کہ کلی علم جمیع ما کان و ما یکون کا نہیں تھا۔

''محمد عمر'': نبی ﷺ کا قلم دوات کا سوال کرنا عدم علم کا ثبوت نہیں بلکہ علم غیبی کا ثبوت ہے کیونکہ امتحان مقصود تھا تا کہ جو لوگ قانون خداوندی ہے ناواقف ہیں ان کو یہ موقع نہ ملے کہ نبی اللہ کا تو وصال ہو گیا بس اب اسلام رخصت ہو گیا بلکہ ان کو یہ ثابت ہو

جائے کہ السلام قیامت تک قائم و دائم رہے گا کیونکہ قرآن باقی ہے اور قانون خداوندی باقی ہے اور دوسری غیبی علم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بعد میں صحابہ کرام کے مخالفین نے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد میں قرآن کریم کو چھوڑ گئے آپ نے اپنے سامنے ہی سوال کر کے ان کے عامل بالقرآن ہونے کا ثبوت دے دیا تا کہ ان کو ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن کے باہر نہیں جائیں گے سوم انہوں نے عندنا کتاب اللہ حسبنا سے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کے سامنے ہی اقرار کر لیا ورنہ پہلے اپنے کبھی کچھ لکھا؟ جب نہیں تو محض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کے آئندہ لائحہ عمل بالقرآن کی عوام کو تسلی کرانا مقصود تھا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے نہ کہ عدم علم کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

''وہابی'': نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ پتر لاؤ میں تمہیں امت کے لئے کچھ ہدایات لکھ دوں جن کے لکھنے کے بعد امت گمراہ نہ ہو۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور میں یوں ہی یاد رکھوں گا آپ نے فرمایا میں نماز کی وصیت کرتا ہو اور زکوٰۃ کی اور غلاموں سے حسن سلوک کی۔

اگر نبی علیہ السلام کو علم غیب ہوتا کہ مجھے زبانی ہی کہنا پڑے گا تو پہلے پتر طلب نہ فرماتے معلوم ہوا کہ آپ کو علم ما کان ما یکون کا نہیں تھا۔

''محمد عمر'': نعمانی صاحب تم تو یار اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے تمہیں تو خداوند کریم پر بھی یہ قانون استعمال کرنے سے گریز نہ ہوا۔ کیونکہ خداوند کو اگر علم غیب ہوتا تو پہلے شیطان کو کیوں ملائکہ کا سردار بنایا بعد میں پھر نکالنا پڑا دوسرا جواب اگر خداوند علم ہوتا کہ آدم علیہ السلام جنت میں رہنے کے قابل نہیں ہیں اخیر انہوں نے منھی عنہ کو کھا ہی لیا کیا ہے تو پہلے ہی زمین پر اتار دیتے تیسرا جواب پہلے پچاس نمازیں کیوں فرض فرمائیں جب علم تو پہلے ہی پانچ کر دیتے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا امر

اول کے خلاف ظاہر کرنا یہ امر کے عام علم پر وال نہیں ہوتا بلکہ حکیم کی امر اول میں حکمت ہوتی ہے چنانچہ اس میں بھی نبی ﷺ کو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا امتحان میں پاس نکلے آپ کو چھوڑ کر نہ گئے یہ حکمت تھی حضور اکرم ﷺ کے فرمان اول کی پانچواں جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی زبان اور تحریر مصطفیٰ ﷺ یکساں ثابت ہوئی ورنہ آپ ضرور منگوا لیتے لہٰذا ثابت ہوا کہ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا اعتماد ایسا ہے جیسا کہ وصیت مصطفیٰ ﷺ کا چھٹا جواب اللہ تعالیٰ نے **انی جاعل فی الارض خلیفه** ملائکہ کو کیوں کہا جب علم تھا کہ انہوں نے خلافت مشورہ دینا ہے۔ ان تمام استدلات سے واضح ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا خلاف امر اول عمل کرنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور مختار ہیں جس حکم کو جس طرح چاہیں جاری فرمائیں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں اور معترض ان کا نافرمان سمجھا جاوے گا۔

"وہابی": حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ تین دن کسی کو نہ دیکھتے تو اس کا حال دریافت فرماتے اگر وہ کہیں باہر گیا ہوتا تو دعا خیر فرماتے اگر گھر پر بیمار ہوتا تو خود تشریف لیجا کر حال دریافت فرماتے اور بیمار پرسی کرتے اگر غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے۔

"محمد عمر": یہ تعلیم امت تھی کہ تم بھی اگر کسی مومن ساتھی کو چند دن نہ دیکھو تو اس کے گھر جا کر اس کی خبر گیری کیا کرو تا کہ تمہاری محبت میں فرق نہ آئے اور کسی دشمن کو تمہاری جدائی کا موقعہ نہ ملے۔

دوسرا جواب آپ رحمۃ للعالمین ہیں رحمۃ خود مرحوم کو تلاش کرے تو یہ کمال رحمت ہے اور اگر کوئی آپ کی ایسی رحمت کو عدم علم پر محمول کرے تو وہ آپ کی رحمت سے بے نصیب ہے۔ تیسرا جواب ملائکہ صبح شام کے بدلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے سوال کرتے **كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ** تو کیا خداوند کو علم نہیں ہوتا جو اپنے بندوں

کا حال دریافت فرماتا ہے تو جیسا کہ یہاں شان مومنین ثابت ہوتی ہے وہاں شان صحابہ کرام ظاہر کرنی مقصود تھی۔

اس میں بھی تو شان صحابہ کرام ثابت کرامقصود تھا کہ میرے دوست خاص معاذ اللہ منافق نہیں وہ میرے محبّ ہیں میں ان کا محبّ ہوں اس سے تو آپ کی شان علمی ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام پر لوگ معاذ اللہ منافق ہونے کی تہمت لگائیں گے۔اس اعتراض کی صفائی کے لئے آپ گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار ہو جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ منافق ہوتے تو آپ ایسے لوگوں کے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار و جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ منافق ہوتے تو آپ ایسے لوگوں گے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے رہے یہ آپ کے علم غیب ہونے کی علامت ہے۔

''وہابی'': ایک دن بعض صحابہ کرام کی معیت میں حضورﷺ باہر نکلے تو ایک نئی قبر کو دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبر فلاں باندی کی ہے تو آپ نے کھڑے ہو کر تمام کی معیت میں قبر پر ہی دوبارہ نماز پڑھائی ءاور فرمایا فَاِنَّ صَلٰوتِی لَهٗ رَحْمَةٌ میرا نماز پڑھا اس کے لئے رحمت ہے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے معلوم ہوا کہ آپ کو روزمرہ کے حوادثات کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ ماکان ومایکون کا علم ہو۔

''محمد عمر'': تم نے نعمانی صاحب رسول اللہﷺ کی دشمنی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔آپ کا ان کے پہلے جنازے میں تشریف نہ لانا آپ کے عدم علم پر وال نہیں بلکہ آپ کے مختار کل ہونے پر وال ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ میں نے دوبارہ جنازہ پڑھا لینا ہے اس لئے مجھے اب جانے کا کیا فائدہ دوسرا جواب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کا

میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا اور قبر پر پڑھنا یکساں مفید ہے اسی لئے فَـاِنَّ صَلٰوتِیْ لَہٗ رَحْمَۃٌ فرمایا۔

تیسرا یہ ثابت ہوا کہ آپ ہر مومن کے نفس کے وارث ہیں۔ کیونکہ بغیر وارث اصلی کے دوسرا جنازہ کوئی نہیں لوٹا سکتا۔

چوتھا یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے بعد میرے کلمہ پڑھنے والے ایسے پیدا ہوں گے جو میرے نفع دینے کے قائل نہ ہوں گے آپ پہلی دفعہ اسی لئے شامل نماز جنازہ نہیں ہوئے قبر پر پڑھایا تا کہ ان منکرین کو ثابت ہو جائے کہ میرا نفع میرے امتی کو مرنے کے بعد بھی ویسے ہی پہنچتا ہے جیسا کہ دنیا میں اور جس کو نفع نہیں پہنچا وہ سمجھے کہ میں آپ کا امتی نہیں۔

کیوں جناب نعمانی صاحب یہ ہے حدیث پاک جس کو تم نے عدمِ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کی بیفائدہ کوشش کی اس سے تو آپ کا حصول علم غیب ثابت ہوا۔

''وہابی'': آپ کو اگر جنازہ کے لئے بلایا جاتا تو پہلے دریافت فرما لیتے کہ اس کا چال چلن کیسا ہے اگر اچھا ہوتا تو پڑھتے ورنہ میت کے گھر والوں کو کہ دیتے کہ تم خود پڑھ لو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اگر ہوتا تو دریافت کیوں فرماتے۔

''محمد عمر'': پہلی بات تو یہ ہے کہ معاملہ ہر ایک سے نہیں ہوتا تھا جیسا کہ تم نے پیچھے ابھی حدیث شریف باندی والی میں پڑھا ہے کہ آپ نے بن دریافت کئے جنازہ پڑھایا اور اس کی قبر پر پڑھایا اور اگر کسی کے متعلق دریافت فرماتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم بلا واقفیت اعتقاد کسی کا نماز جنازہ نہ پڑھا دوسری حکمت دریافت فرمانے کی یہ ہے کہ اس کے اعمال صالحہ کی تشہیر ہو جائے تو وہ اس صورت میں بھی قابل بخشش ہو جائے اور تیسری وجہ یہ کہ اگر وہ برا ہوا اور میں نے اس کے جنازہ پڑھنے میں پس وپیش کی تو عوام کو معلوم ہو جائے اور تیسری وجہ یہ کہ اگر اور برا ہوا اور میں نے اس کے جنازہ

پڑھنے میں پس و پیش کی تو عوام کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ برائی کو پسند نہیں فرماتے اگر ہم نے بھی برائی ترک نہ کی تو ہمارا جنازہ بھی آپ نہ پڑھائیں گے۔ تو ہم کب فلاح پا سکتے ہیں ایک تو وہ میت اس قابل نہ ہو گی کہ اس کا جنازہ آپ پڑھائیں۔ اور دوسروں کو عبرت ہوئی ہزاروں کی اصلاح کی جانی مقصود تھی تو یہ تہدیداً تھا نہ کہ بسبب بے علمی کے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ مومن کے جنازہ پر تشریف لائے ہوں اور جنازہ نہ پڑھا ہو کئی سے پس و پیش ضرور کیا۔

''وہابی'': نبی علیہ السلام کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے ہجرۃ پر اس سے بیعت لی اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے بعد ازاں اس کا مالک اس کو لینے آ گیا تو آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلہ میں خرید لیا پھر آپ بیعت نہ کرتے حتی کہ دریافت فرما لیتے کہ کیا وہ غلام ہے اگر آپ کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم غیب ہوتا تو اس تلخ تجربہ کے بعد آپ کو ہر مبائع کے متعلق یہ تحقق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

''محمد عمر'': نعمانی صاحب بیچارے ایسے سادہ لوح ہیں کہ قول راوی سے استدلال لیتے ہیں جس میں نبی علیہ السلام کے علم غیب اور کشف الصدور کے منکر ہیں لیکن راوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے بھلا راوی کو کیسے علم ہوا کہ **لم یشعر انه عبد** تمہارا استدلال تب صحیح ہو سکتا تھا کہ جب بعد میں آپ فرماتے کہ میں نے غلطی کی مجھے علم نہ تھا جب آپ نے اپنے اس امر کو غلطی نہیں فرمایا تو بھلا تمہاری کون سنے یہ دربار رسالت دربار رحمۃ للعالمین ہے آپ کے در دولت پر سائل آئے پھر خالی چلا جائے تو **واما السائل فلا تنھر** میں فرق آ جاتا باقی رہا اس غلام کے متعلق بغیر تحقیق بیعت میں داخل فرمانا اور باقی کی تحقیق کرنا یہ آپ کے جمیع ما کان و ما یکون کے علوم غیبیہ کے حصول کا سبب ہے کہ آپ کو ہر ایک کا علم ہے کہ کون حقدار ہے اور کون نہیں آپ کو اس غلام کے ماقبل و مابعد کے اعمال و نتیجے کا علم تھا اس کے بدلہ میں دو غلام بھی دیگر آزاد فرما لیا باقی جس

کے متعلق آپ تحقیق فرماتے ہونگے وہ حقدار آزادی نہ ہوگا۔ اس کے سابقہ اور آئندہ کے اعمال آزادی کے قابل نہ ہونگے اسی واسطے آپ تحقیق فرمالیتے خریدتے نہیں ویسے ہی رہنے دیتے جیسا کہ ایک اونٹنی نے آپ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا اب تم کہو کہ تمام اونٹیوں کو آپ آزاد کیوں نہیں کراتے تو یہ تمہارے عدم علم کی دلیل ہے نہ حضور ﷺ کے عدم علم کی آپ کسی کو آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع علوم غیبیہ کی دلیل ہے اور اگر نہ آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع ما کان و ما یکون کے حصول کی علامت ہے ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تم سے کم عالم نہ تھے انہوں نے آپ کے عدم علم کے استدلال ایسے کیوں نہ پیش کئے اب تمہیں نبی ﷺ کے عدم علم کا الہام ہوا ہے اور غلام کو آزاد کرانا وہابی دین میں تلخ تجربہ ہے لیکن مسلمانوں کے نزدیک بقانون خداوندی کار ثواب ہے۔ پہلے ص ۴۲۶ پر بھی گزر چکا ہے۔

''وہابی'': نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے کسی صحابی کی طرف سے کوئی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ (تمہاری طرف سے صاف ہو) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم نہیں ورنہ کسی کی زبانی کسی کا بیان سن کر آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

''محمد عمر'': وہابیوں کی عادت ہے کہ استدلال بنے یا نہ جڑ دینا کام ہے۔ نعمانی صاحب نے بھی اپنے مذہبی وطیرہ کو ہی لیا ہے شیخ علاؤ الدین صاحب کنز العمال میں فضل صحابہ کے ماتحت اس حدیث کو شان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے کسی اصحابی کی عیب جوئی نہ کرو کیونکہ اگر تم نے کچھ ان کی غیبت بیان کی تو تمہارے غیبت کرنے سے میرے سینے میں تمہارے متعلق رنج ہوگا تو دگنی لعنت کے مستحق تم ہوگے ایک میرے اصحابی کی غیبت کر

کے اور دوسرا مجھے تکلیف دے کر اور میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری طرف نکلوں تو میرے سینے میں تمہاری طرف سے کوئی رنج حائل نہ ہو بلکہ میں تمہاری طرف سے سلیم الصدور ہوں کیونکہ جی نعمانی صاحب اس حدیث میں مصطفی ﷺ کے عدم علم کی کونسی دلیل ہے کچھ سوچ کر تو بیان کیا کرو یا محض وہابیوں کو ہی خوش کرنا مقصود ہے۔ استدلال بنے یا نہ بنے مضائقہ نہیں نافہم۔

''وہابی'': آپ سورہ کی فصل کو نہ جانتے تھے بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ کو سورہ کی فصل کا پتہ چلا کہ بسم اللہ سورتوں کی فصل ہے۔

''محمد عمر'': تم نے تو بھائی اس اعتراض میں بڑی کمزوری دکھائی۔ تمہیں کہنا چاہئے تھا کہ آپ کو قرآن کا علم نہ تھا اللہ نے عطا کیا میرے دوست کیسے بھولے بھالے ہیں آپ کو قرآن کا پورا علم خدا کی طرف سے پہلے ہی تھا باقی آپ بغیر وحی اظہار نہ فرماتے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰی اِلَیْکَ وَحْیُہٗ جب تک وحی سے فیصلہ نہ ہو یا رسول اللہ ﷺ آپ قبل از انزال جلدی نہ فرماویں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبل از وحی آپ کو علم قرآن ہے لیکن بغیر وحی اظہار کی اجازت نہیں کیونکہ جی وہابی صاحب حدیث کا جواب قرآنی آیت کریمہ سے ملا اس کا نام ہے جواب اب ایسا سوال منہ پر نہ لانا۔

''وہابی'': حضور نے فرمایا کہ نماز میں میرا ارادہ ہوتا ہے کہ خوب لمبی نماز پڑھوں لیکن بچے رونے کی آواز میرے کان میں پہنچتی رہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس سے بھی آپ کے علم غیب کی نفی ثابت ہوئی کیونکہ اگر آپ کو پہلے بچے رونے کا علم نہ ہوتا تو نماز لمبی کرنے کی نیت ہی نہ کرتے۔

''محمد عمر'': اس میں تو غیب کی دلیل ہے کہ بچہ اپنے مکان میں روئے اور نبی ﷺ

کے کان مبارک مسجد میں نہیں لیکن وہابی اس کو بھی آپ کی بے علمی سمجھے تو اس کو خدا سمجھے دوسرا جواب اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں بھی آپ ہمارے نفع کو ملحوظ رکھتے ہیں نبی علیہ السلام نے اس مقصد کے لئے اپنے دلی ارادہ کو ظاہر فرما کر ہماری رعایت رکھنے کا احسان جتایا وہابی جس کو بے علمی سمجھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ علم ہوتا تو پہلے نماز لمبی کی ہی نیت کیوں کی اور یہ نہ سمجھا کہ لمبی نماز کی نیت کر کے پھر ہماری رعایت کے واسطے مختصر کریں احسان بھی تب ہی تو ہے اگر پہلے ہی مختصر نماز کی نیت فرما لیتے تو پھر احسان جتانے کا مطلب کیا اور آپ کا احسان بھی ہے ہم پر وہابیوں پر احسان کیسا اگر آپ لمبی نماز فرماتے تو وہابی تب بھی تنگ ہی ہوتا پھر کب خوش ہوتا۔

''وہابی'': نبی علیہ السلام جوتے کی آہٹ تک لوگوں کے منتظر رہتے اگر علم غیب ہوتا تو جوتوں کی آہٹ کی انتظار کیوں کرتے۔

''محمد عمر'': یہ بھی آپ کا محبت واحسان کو ظاہر فرمانا ہے جیسا کہ کسی کو والدہ کہے کہ بچہ میں تیرے جوتوں کی آہٹ کی منتظر رہتی ہوں تو بچہ کہہ دے کہ تو تو جاہل ہے تو لعنت ہے ایسے بچے کی ایسی سمجھ پر۔

ایسے ہی نبی علیہ السلام نے اپنی شفقت و محبت کا احسان جتایا کہ میں جلدی نہیں کرتا جب تک میرے کان میں تمہارے جوتوں کی آہٹ آتی رہتی ہے میں تمہیں اپنے ساتھ ملانے سے محروم نہیں رکھتا یہ آپ کی کمال رحمت کا اظہار فرمانا ہے نہ کہ اس سے معاذ اللہ آپ کی بے علمی کا اظہار ہے جیسا کہ وہابی سمجھ بیٹھا۔

''وہابی'': نبی علیہ السلام کی حدیث ہے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بستر پر کھجور پاتا ہوں اور اس کو کھانے کیلئے اٹھالیتا ہوں لیکن زکوٰۃ کے خوف سے اس کو رکھ دیتا ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے کھجور اٹھاتے کیوں لہٰذا علم غیب کی نفی ثابت ہوئی۔

"محمد عمر": نبی ﷺ نے اپنی بے علمی ثابت کرنے کے لئے یہ واقعہ بیان نہیں فرمایا بلکہ آپ معلم الٰہی ہیں اس لئے اتقاء کا سبق سمجھایا ہے۔ وہابی جس کو آپ کی بے علمی سمجھ بیٹھا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی سمجھا دیا ہے کہ ایک کھجور بھی اگر لقطہ پڑی ہو اور تمہارا دل بھی چاہے تو کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تمنے میری سنت پر عمل کرنا ہے۔

"وہابی": حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں خوب جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب غصہ میں ہوتی ہو۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو (قسم کھاتے وقت) کہتی ہو "رب محمد کی قسم" اور جب ناخوشی میں ہوتی ہو تو کہتی ہو' رب ابراہیم کی قسم (صدیقہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ خدا کی قسم میں اس وقت بھی بظاہر آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ علامات سے معلوم کرتے تھے غیبی علم نہ تھا۔

"محمد عمر": فرمان مصطفیٰ ﷺ اس حدیث شریف میں کتنا واضح اِنِّی لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّی رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی کہ بے شک جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہو یا غصے ہوتی ہو تو تیری رضا اور غصے کا مجھے علم ہوتا رضا و غصب باطن سے متعلق ہے اور آپ اگر اپنی علم باطنی معلوم کرنے کے مدعی بھی ہوں پھر بھی وہابی کو اعتبار نہیں آتا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اس باطنی علم کی دلیل طلب فرمائی تو آپ نے بغیر کسی اطلاع دینے کے ان کے محاورے کا بھی اظہار فرما دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ کے علم غیبی کے دعوے انی لاعلم فرمانے سے آپ کے علم غیبی پر یقین ہو گیا پھر منکرین کے لئے دلیل بھی واضح کرادی لیکن وہابی نہ آپ کے دعویٰ پر نہ آپ کے علم غیب جاننے پر دلیل پیش کرنے سے ایمان لایا الٹا آپ کے اس صاف دعویٰ علم غیب بمع دلیل پیش کرنے کو نفسانی حسد و

بغض کی بنا پر عدم علم کی دلیل پیش کرتا ہے میرے خیال میں نعمانی صاحب کو تو ذہول ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ ایسے اہل علم کی یہ شان نہیں ورنہ نبی ﷺ کا اپنے علم غیب ہونے کی دلیل پیش کرنا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس کو تسلیم کرنا نعمانی صاحب کے دعویٰ کو الٹ دینا ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

''وہابی'': بخاری مسلم وغیرہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ انما انا بشر اور کوئی بات نہیں میں بشر ہوں اور میرے پاس فریق (اپنے مقدمے لے کر) آتے ہیں ایسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں کوئی فریق دوسرے سے اچھا بولنے والا ہو۔ میں سمجھ لوں کہ وہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ دے دوں (حالانکہ حق اس کا نہ ہو) پس اس طرح میں جس کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلوادوں (تو اس کے لئے وہ جائز نہیں ہو جاتا) بلکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہی ہے اب خواہ وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔

اس حدیث کے مضمون سے ہی ہمارا مدعی صاف ہے یعنی آپ کو علم کلی جمیع ما کان وما یکون نہیں تھا۔

''محمد عمر'': پہلی بات قابل غور یہ ہے کہ یہ ارشاد نبی ﷺ نے کسی فیصلہ کرتے وقت فرمایا اور اپنے پر چسپاں کر کے مخاصمین کو حق گوئی کی ترغیب دلائی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا دھمکایا یا کبھی آپ کی تمام عمر میں آپ سے معاذ اللہ ایسا خلاف امر فیصلہ ہوا ہو تو پھر اپنے معذرۃ ان جملوں کو استعمال فرمایا ہو اور یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ بموجب ارشاد الٰہی لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللهُ آپ غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے حقیقت یہی ہے کہ آپ نے مخاصمین کو ڈرا دھما کر حق گوئی کی ترغیب دلائی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے حکم کے لئے یہ اصول مقرر کرنا مقصود تھا کہ شاہدین اور مدعی اور مدعی علیہ کے ظاہری بیانات پر فیصلہ دیا جائے باطن میں خواہ کچھ ہو اگر باطن میں خلاف ہوگا تو اس کا بوجھ بیان کنندہ پر ہوگا نہ کہ فیصل پر اس واسطے فرمایا فَاَقْضِی لَهٗ عَلٰی نحو مِمَّا اَسْمَعُ مِنْهُ تو میں فیصلہ کروں گا اس

طرح جیسا کہ میں نے اس سے سنا چونکہ باطن کا علم حکم کو لازمی نہیں اور نہ باطنی علم پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ فیصل کا علم باطن مخاصمین یا شاہدین کے واسطے کافی ہو سکتا ہے اس واسطے آپ نے اپنے علم غیبی پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس قانون کو گواہوں اور متخاصمین کے بیانات پر موقوف رکھا چونکہ ہر بات کا اجراء آپ کی سنت کے مطابق ہونا تھا۔ اس واسطے آپ نے ایسی سنت مقرر فرمائی جو ظاہر پر موقوف ہو اور نہ آپ سے کسی کے حق میں معاذ اللہ تمام عمر غلطی ہوئی۔ جیسا کہ نعمانی صاحب نے سمجھا ہے ورنہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى کی تکذیب لازم آئیگی۔

''وہابی'': نبی ﷺ کو علوم غیر نافع حاصل نہیں تھے کیونکہ آپ خداوند سے دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ دوسری حدیث میں ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ اے اللہ میں علم نہ نفع دینے والے سے پناہ مانگتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ آپ کو علم جمیع ما کان وما یکون کا نہیں تھا۔

''محمد عمر'': ہر شی کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک خود طلب کر کے حاصل کرنا دوسرا یہ ہے کہ معطی خود اپنی طرف سے انعام فرما دے جب خود کسی شی کو حاصل کیا جائے تو اعلیٰ شخص اعلیٰ شیء کو طلب کرتا ہے تو معطی رب کی طرف ویزیدهم من فضله کے قانون سے ادنیٰ اشیاء کا عموم بالتبع انعام فرما دیتا ہے۔ کیونکہ جو اعلیٰ شیء تھے اس کا علم تو رب العزت سے اپنے سوال کر کے لے لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس سوال پر اکتفا نہیں فرمایا آپ یا رسول اللہ ﷺ اپنے سوال کو رب زدی علما سے عام رکھیں تا کہ ہر شیء کا علم آپ کو عطا کیا جائے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ادنیٰ شئی کا علم ادنی نہیں ہوتا شئی ادنیٰ ہو تو ہو لیکن اس کا علم ادنیٰ نہیں ہوا کرتا جیسا کہ رب العزت ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا عالم ہے تو اس کے علم

میں ادنی شئی کا علم نقص نہیں کہلا سکتا ایسے ہی اگر رب العزت آپ کو ادنی شئی کا علم عطا فرمادے تو آپ کے علم میں کمزوری نہیں آئیگی۔

تیسرا جواب ہر شئی کا علم نفع دینے والا ہوتا ہے مثلا ادنیٰ شئی کا علم اگر آپ کو نہ ہوتو اس میں بھی نفع نہیں کیونکہ وہابی کو اعتراض اموقع مل جائے گا کہ آپ کو ادنیٰ شئی کا علم حاصل ہیں لہٰذا آپ کو ادنیٰ اشیاء کا علم بھی دشمن کے مقابل میں نافع ہے تو ادنی شئی کا علم بھی سوال علمانا فعا میں آ گیا جس کو وہابی نہ سمجھ سکا

''وہابی'': حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان بن اد سے آگے نہ بڑھتے اور فرماتے تھے کہ پورا نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان بہت سے قرن گزرے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر معلوم حصہ خود آنحضرت ﷺ کے علم شریف میں بھی نہ تھا حالانکہ ما کان و ما یکون میں وہ بھی داخل ہے لہٰذا آپ کو کلی علم نہ ہوا۔

''محمد عمر'': پہلا جواب تو یہ ہے کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی ﷺ کو سب مخلوق سے اعلم مانتے ہیں اس استدلال سے تم نے اپنے عقیدے کی خود ہی تکذیب کردی جب تمہارے نزدیک آدم علیہ السلام تک کے آدمیوں کا ہی آپ کو پتہ نہیں تو اس سے زیادہ علم کے تم کب قائل ہوئے۔

دوسرا جواب جتنے وہ بالا قرونا بین ذالک کثیرا ہیں وہ یا جنتی ہوں گے یا دوزخی اور دونو کے اعداد و شمار کی کتاب نبی ﷺ کے پاس تھی جس کا بیان آگے ص ۴۶۶ میں مذکور ہے۔ ورنہ ترمذی شریف ۲/۳۶ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ جس میں انہوں نے ذکر فرمایا ہے خرج علینا رسول اللہ ﷺ وفی یدہ کتابان مذکور ہے تو معلوم ہوا کہ آپ کو تمام قرون کا علم ہے۔

تیسرا جواب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهَ

وَالرَّاسِخُوْنَ فِیْ الْعِلْم قرآن کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور علم میں جو مضبوط ہیں اور سب علم والوں سے مضبوط علم نبی ﷺ کا ہے۔ اسی واسطے قرونا بین ذالک کثیرا کی حقیقت کے آپ اعلم ہیں آپ سے کوئی نسبت مخفی نہیں۔

چوتھا جواب کا فرمان کَذَّبَ اَنْسَابُوْنَ تمام نسبیں بیان کرنے والے جھوٹے ہیں اگر آپ کو معاذ اللہ سچی نسب کا علم ہی نہیں بقول تمہارے تو دوسروں کو کاذب کیسے کہتے تھے معلوم ہوا کہ آپ کو صحیح نسب کا علم ہے اسی واسطے دوسروں کی تکذیب فرمائی۔

پانچواں جواب آپ کو علم نہیں لیکن علم غیب کا تمہیں دعویٰ ہے؟ کیونکہ اپنے دوسروں کو جھوٹا فرما کر اپنی بے علمی کا اظہار نہیں فرمایا تو تمہیں آپ کی بے علمی غیب سے ثابت ہوگئی کچھ تو سوچ کر بات کرو۔ باقی چند اعتراضات غیب کلی کے جوابات انشاءاللہ ضمیمہ مقیاس حنفیت میں بیان ہوں گے۔

علم غیب از احادیث

(۱) بخاری شریف ص ۲/۱۰۸۲ } عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالک ان النبی ﷺ قال مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْاَلْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَاتَسْئَلُوْنِیْ عن شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِهٖ مَادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا (آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جس کا دل چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرلے۔ قسم خدا کی جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں مجھ سے جو بھی تم کسی چیز کے متعلق سوال کرو گے تو میں تمہیں خبر دوں گا)

(۲) بخاری شریف ۲/۱۰۸۲، ۱/۱۸، ۱/۱۴۲ } اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا مَامِنْ شَیْءٍ لَمْ اَرَهٗ وَقَدْ رَاَیْتُهٗ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا حَتّٰی الْجَنَّةَ وَالنَّارَ (کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے نہیں دیکھا اس کہ میں نے اس

مقام پر دیکھ لیا ہے۔ حتی کہ جنت اور دوزخ بھی) معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو علم کلی ہے۔

(۳) مسلم شریف ۲/۳۹۰ قَالَ اِنَّ اللهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَئَیْتُ مُشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا (بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے اس کے تمام مشرقوں کو اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے۔)

(۴) مسلم شریف ۲/۳۹۰ عَنْ اَبِی زَیْدٍ (یعنی عمر بن اخطب) قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَفَجْرَ وَصَعَدَ الْمِنبر فَخطبنا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعَدَ الْمِنبَرَ فَخطَبنا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعَدَ الْمنبَرَ فَخطَبنا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا احفظنا (عمر بن اخطب ؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھے تو آپ نے ہمیں ظہر تک خطاب فرمایا۔ پھر منبر سے اترے تو ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے تو عصر تک ہمیں خطاب فرمایا۔ پھر اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ حتی کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ نے جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ بھی آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرما دیا۔ جو ہم سے زیادہ حافظے والا تھا وہ ہم سے زیادہ عالم ہو گیا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے اپنی معجزانہ طاقت پر ایک ہی دن میں غیب کلی کو بیان فرما دیا)

کیوں جناب وہابی صاحب اس کو کہتے ہیں سو ٹھٹھار کی اور ایک لوہار کی نعمانی صاحب نے کتاب تنقیص علم حضور ﷺ میں لکھی تو دیوبندی صاحب کے پاؤں آسمان پر ہو گئے کہ اچھی لکھی لیکن ایک حدیث ایسی نہیں بیان فرمائی جس سے آپ کے غیب کلی یعنی ما کان و ما یکون کے علم کی نفی ثابت ہو محض اپنے اجتہاد سے تمام کام لیا فقیر نے یہ حدیث مسلم شریف صحاح ستہ سے جس میں یہ بات نہیں کہ حدیث پیش کر

دی اور اخیر میں محمد عمر نے کہ دیا کہ آپ کا غیب کلی ثابت ہو گیا نہیں نہیں بلکہ حدیث شریف صحاح کے صحیح الفاظ موجود ہیں کہ عمر بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ کے اصحابی فرمار ہے ہیں فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن ہمیں نبی ﷺ نے ما کان و ما یکون کی خبر منبر پر چڑھ کر ایک ہی دن میں فرمادی کیونکہ آپ کو وہابی دیوبندی کا علم غیب تھا کہ بعض میری امت بننے کا دعویٰ کرنے والے میرے علم غیب ما کان وما یکون کا انکار کریں گے اور میری سفارش کے قائل اور اور میرے نفع کو نفع سمجھے والے اور میری گستاخی و اپنا نقصان سمجھے والے امتی جن کو اپنے اعمال پر ناز نہ ہوگا۔ میری سفارش پر آسرار کھنے والے میرے علم غیب ما کان وما یکون کا عقیدہ رکھیں گے اور میری اس شان علمی کو برغم انف عدد بیان کریں گے تو سرور کائنات ﷺ نے ایک ہی دن میں تمام ما کان وما یکون کا علم بیان فرمادیا یہ ہے میرے آقا بے مثال کی قوت علمی قربان جاؤں آپ کے علم شریف ما کان وما یکون پر جس کا دیوبندی وہابی منکر ہے اور قربان جاؤں آپ کی قوت گویائی پر قوت بیانیہ بھی میرے خالق نے آپ کو ایسی عطا فرمائی جیسا کہ حضور ﷺ کے غلاموں کے علم کے مقابلہ میں ملائکہ عاجز ہیں اور سرنگوں ہیں اسی طرح علم غیب ما کان وما یکون حضور ﷺ کے علم اقدس کے مقابلہ میں ایک چلو برابر ہے جس کا جود فی الخارج ابتداء سے تا انتہا ہزار ہا برسوں میں ہونا ہے آپ نے ایک ہی دن میں بیان کر ڈالا۔ کوئی وہابی دیوبندی آپ کے علم غیب ما کان وما یکون کی نفی کی ایک ہی حدیث پیش کر دے فقیر اس کو ایک صدروپیہ بطور انعام انشاء اللہ پیش کرے گا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ جتنی احادیث ایسی پیش کرے اتنے سو ہی خدا کی فضل سے نعام حاصل کرے وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ

اے امت مصطفیٰ ﷺ کسی دیوبندی وہابی کی اقتدا میں اپنے ایمان کو نہ کھو

بیٹھنا یہ عقیدہ نہ بنالینا کہ نبی ﷺ کو علم غیب ملکان و مایکون یعنی اگلا پچھلا نہیں ورنہ یاد رکھو کملی والے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہے گا جو پھر ہاتھ نہ آئے گا آپ کی سفارش سے بھی محروم ہو گے اور وہ تو اس عقیدہ پر اپنے اعمال بھی ضائع کر چکے آپ حضور ﷺ منبر پر چڑھ کر علی الاعلان ما کان و ما یکون کا علم غیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھا دیں اور تم سرے سے آپ کی ذات عالمہ کو اس سے بے خبر کہ دو تو تمہارے اس ایمان کو اللہ تعالیٰ قعر دیو بند میں ہی رکھے تا کہ دوسرے سادہ لوح بھولے بھالے مسلمانوں کو قعر جہنم میں نہ لے جاؤ۔

(۵) مشکوۃ شریف ص ۵۴۴} پر بھی یہی حدیث موجود ہے۔

(٦) بخاری شریف ۱/۴۵۳ مشکوۃ شریف ص ۷۷} عن عمر قال قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما فاخبر نا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منا زلھم و اھل النار منا زلھم حفظ ذالک من حفظہ و نسیہ من نسیہ (حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مقام پر نبی ﷺ ہماری مجلس میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ابتدائے خلقت سے لے کر جنتیوں کے جنت کے مقامات میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کو دوزخیوں کے مقامات میں داخل ہونے تک تمام خبریں ہمارے سامنے بیان فرما دیں۔ جس کو یاد رہا جس کو بھول گیا بھول گیا) اس حدیث سے بھی جس کے راوی حضرت عمرؓ ہیں ثابت ہوا کہ آپ کو علم کلی تھا۔ جس کو نبی ﷺ نے بیان فرما دیا۔ جس پر حضرت عمرؓ کی شہادت بھی موجود ہے۔

(۷) بخاری شریف ۱/۷} عَنْ عَائشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اَتْقَاکُمْ وَاَعْلَمُکُمْ بِاللہِ اَنَا (حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم تمام سے زیادہ متقی اور زیادہ جاننے والا ہوں)

(۸) ترمذی شریف ۲/۳۶ } عَنْ عبداللہ بن عمر وَقَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَ سُوْلُ اللہ ﷺ وَفِیْ یَدِہٖ کِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاھٰذَانِ الْکِتَابَانِ فَقُلْنَا لَا یَارَسُوْلَ اللہِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ الَّذِیْ فِیْ یَدِہِ الْیُمْنٰی ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اَسْمَاءُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِھِمْ وَقَبَائِلِھِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی اٰخِرِھِمْ فَلَا یُزَادُ فِیْھِمْ وَلَا یُنْقَصُ مِنْھُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِیْ فِیْ شِمَالِہٖ ھٰذَا کِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اَسْمَاءُ اَھْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِھِمْ وَقَبَائِلِھِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰی اٰخِرِھِمْ فَلَا یُزَادُ فِیْھِمْ وَلَا یُنْقَصُ مِنْھُمْ اَبَدًا الخ

(عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم پر نبی ﷺ تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں تو ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ مگر یہ کہ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العلمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیں کے نام اور اس کے آبا کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو ان میں نہ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا ہمیشہ تک پھر فرمایا یہ جو کتاب میرے ہیں ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہم اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور ان کے آبا کے نام اور ان کے قبیلوں کے۔ کم پھر ان کے آخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ نہ ان میں کچھ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم ہمیشہ کے لیے اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو تمام جنتیوں اور تمام دوزخیوں کی فہرستیں اللہ تعالٰی نے عطا کر دی ہوئی ہیں جن میں ان کے اعمال بھی شامل ہیں۔ اب تم کہو کہ آپ کو غیب کلی نہیں تو تمہاری بات کو سچا مانا جائے یا نبی ﷺ کے فرمان کو بہر صورت اس حدیث پاک کے مطابق نبی ﷺ کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کلی تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

(۹) بخاری شریف ۱/۲۲ }عن ابی ھریرۃ قال قلت یا رَسُوْلَ اللہ ﷺ اِنِّی اَسْمَعُ مِنکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنسَاہُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَاءَ کَ فَبَسَطْتُہٗ فَغَرَفَ یَدَہٗ ثُمَّ قَالَ ضُمَّہٗ فَضَمَمْتُہٗ فَمَانَسِیْتُ شَیًا بَعْدُ

(ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے بہت حدیثیں سنتا ہوں تو ان کو بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلا تو میں نے چادر پھیلائی آپ نے اپنے دست پاک کا ایک چلو لیا۔ پھر فرمایا ملا لو اس کو میں نے مُلا لیا اس کو تو میں اس کے بعد کچھ نہیں بھولا) جن کے ایک چلو سے نسیان چلا جائے اور قوت حافظہ بڑھ جائے اور نسیان وجود سے ہی نکل جائے تو ان کی ذات کو کوئی ناسی ہے تو وہ خود خاطی ہے۔)

(۱۰) بخاری شریف ۱/۱۷ }عن ابن عباس قَالَ ضَمَّنِي رَسُوْلُ اللہ ﷺ وَقَالَ اللہ ﷺ وَقَالَ اَلّٰھُمَّ عَلِّمْ الْکِتَابَ (ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ بغلگیر گیا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو کتاب (قرآن شریف) کا علم سکھادے۔ حضرت عباسؓ کو بغلگیر کر کے استاد المفسرین بنا دیا۔

(۱۱) کنز العمال ۵ ۱/۳۰ }عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مانسیت (حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ مجھے کبھی نسیان نہیں ہوا)

(۱۲) زرقانی ۷/۲۰۴ }(عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ اللہ قَدْرَفَعَ) اے اظھر وَکَشَفَ (لِیَ الدُّنیا) بِحَیْثُ اَحَطْتُ بِجَمِیْعِ مَافِیْھَا ر فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلیٰ مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَمَّا اَنْظُرُ الیٰ کَفِّی ھٰذِہٖ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّہٗ نَظَرَ حَقِیْقَۃً (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ظاہر فرمایا تو جو کچھ اس تمام دنیا میں تھا میں

نے اس کا احاطہ کرلیا۔ تو میں اس تمام دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ یہ آپ نے حقیقۃً دیکھا ہے) یہ جتنی حدیثیں بیان کی گئیں سب حضور ﷺ کے علوم غیبیہ کو راحتہ ثابت کررہی ہیں اجتہاظ ثابت نہیں کیئے گئے فافہم وامن۔

''وہابی'': مولوی صاحب تو نے تو اتنی حدیثیں اور بے بہا آئتیں پیش کردیں جن سے نبی ﷺ کا علم غیب کلی ثابت ہوتا ہے جو ما کان و ما یکون کا مجمعہ ہے اور تم نے ان آیات فرقانیہ کی وضاحت بھی کردی جن کو ہمارے اکابرین پیش کرتے وقت ناز سے جھوم جھوم کر بیان کرتے لیکن متقدمین کی تصیر کا حوالہ تم نے ایک بھی پیش نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے تمام متقدمین کے خلاف بیان کیا ہے۔

''محمد عمر'': جناب وہابی صاحب یہ کبھی ہوسکتا ہے کہ فقیر متقدمین کے خلاف بیان کرے فقیر نے پہلے قرآنی آیت کی تفسیر قرآنی آیاتؐ سے ہی بیان کی اور حدیث کی تفسیر اصل حدیث شریف سے ہی پیش کی اور نبی ﷺ کے علم کلی یعنی علم ما کان و ما یکون کو اپنے اجتہاد سے بیان نہیں کیا بلکہ آیت صریحہ سے اور احادیث صحیحہ مرفوعہ واضحہ کو بیان کردیا اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لگائی لفظی ترجمہ سے جو کسی کی سمجھ میں آجائے ایمان دوست کرلے اب اگر تمہارا ارادہ کتب تفاسیر سے تحقیق کرے کا ہے تو آئے تمہیں متقدمین کی کتب تفاسیر سے بھی اسی عقیدہ کو ظاہر کردوں تاکہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ یہ عقیدہ ہمارا وضع کروہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم احادیث صحیحہ سے مفسرین نے بھی یہی سمجھا ہے اِنَّـهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ یہ بات فیصلے کی ہے مخول نہیں۔

علم غیب نبی ﷺ از تفاسیر

(۱) تفسیر نیشاپوری ۴/۱۴۸ } وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ) قَالَ السدی قال رسول اللّٰہ ﷺ عُرِضَتْ عَلَىَّ اُمَّتِىْ فِىْ صُوَرِهَا كَمَا عُرِضَتْ عَلٰى اٰدَمَ وَاُعْلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِىْ وَمَنْ يَّكْفُرُ (سدی نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مجھ پر میری تمام امت اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میرے ساتھ کون ایمان لائیگا اور کون کفر کرے گا)

(۲) تفسیر نیشاپوری ۵/۱۷۰ } (وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) مِنْ اَخْبَارِ الْاَوَّلِيْنَ فِيْهِ مَعْنَيَانِ اَحَدُهُمَا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ مَاكُنْتَ تَدْرِىْ مَاالْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ اى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاَطْلَعَكَ عَلٰى اَسْرَارِهِمَا وَاَوْقَفَكَ عَلٰى حَقَائِقِهِمَا مَعَ اَنَّكَ مَاكُنْتَ قَبْلَ ذَالِكَ عَالِمًا بِشَىْءٍ مِنْهَا اَلثَّانِىْ اَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ مِنْهَا خَفِيَّاتُ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرُ الْقُلُوْبِ اى عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ اَخْبَارِ الْاَوَّلِيْنَ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے اولین کی خبروں سے۔ اس میں دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان کو۔ یعنی اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی۔ اور ان کے بھیدوں پر مطلع فرمایا۔ اور ان دونوں کی حقیقتوں پر واقف کیا۔ باوجود اس کے کہ آپ اس سے پہلے ان سے کچھ نہیں جانتے تھے۔ دوسرا معنی یہ ہیں کہ اس سے مراد تمام خفیہ امور ہیں۔ اور تمام دلوں کے بھید ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ نے سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے تمام اولین کے اخبار سے)

(۳) تفسیر نیشا پوری ۲۷/۷ } قَدْ نُقِلَ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْاِنْسَانَ اٰدَم عَلَّمَهُ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا اَوْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَالْبَیَانُ الْقُرْاٰنُ فِیْهِ بَیَانُ مَاکَانَ وَمَا سَیَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ (ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انسان آدم علیہ السلام ہیں ان کو اللہ نے کل اسماء سکھائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان قرآن ہے۔ جس میں ماکان مماسیکون کا قیامت تک بیان ہے)

کیوں جناب یہ ہے حوالہ تفسیر نیشا پوری کا جس میں صاف صاف مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مَاکَانَ وَمَاسَیَکُوْنَ کا علم سکھایا۔

(۴) تفسیر ابن جریر ۵/۱۶۴ } وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمَا کَانَ وَمَا هُوَ کَائِنٌ قَبْلَ ذَالِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ مُذْخَلَقَکَ (اور سکھایا اللہ نے آپ کو جو آپ نہیں جاتے تھے۔ تمام اولین کی خبروں سے اور آخرین کی خبروں سے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا تھا پہلے اس سے آپ پر اللہ کا فضل ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا، پیدائشی علم کا فضل ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا) پیدائشی علم کا بڑا فضل ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے ہی علم ماکان وما یکون عطا فرمایا ہوا ہے۔

(۵) تفسیر ابن جریر ۲۷/۶۱ } حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادة قوله عَلَّمَ اللّٰهُ الْبَیَانَ عَلَّمَهُ اللّٰهُ بَیَانَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ بَیْنَ حَلَالِهٖ وَحَرَامِهٖ لِیَحْتَجَّ بِذَالِکَ عَلٰی خَلْقِهٖ (قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کا فرمان کہ اس نے آپ کو بیان سکھایا۔ سکھایا آپ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کا بیان۔ حلال اور حرام کے درمیان تاکہ خلقت پر اس کے ساتھ حجت ہو جائے۔)

(۶) تفسیر خازن ۱/۴۹۶ } (وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ) یَعْنِیْ مِنْ اَحْکَامِ

الشَّرْعِ وَاُمُوْرِ الدِّیْنِ وَقِیْلَ عَلَّمَکَ مِنْ عِلْمِ الْغَیْبِ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ وَقِیْلَ مَعْنَاہُ وَعَلَّمَکَ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَاَطْلَعَکَ عَلٰی ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَعَلَّمَکَ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَ اَطْلَعَکَ عَلٰی ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَعَلَّمَکَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِیْنَ وَکَیْدِھِمْ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ رو کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا یعنی وَلَمْ یَزَلْ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ عَظِیْمًا (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی شریعت کے احکام سے اور دین کے امور سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس نے آپ کو سکھایا علم غیب سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ معنی اس ہے اور سکھایا اس نے آپ کو تمام امور کے بھیدوں سے اور مطلع کیا اس نے آپ کو تمام قلوب کے ضمائر سے اور سکھایا اس نے آپ کو منافقین کے احوال سے اور ان کے مکر سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا فضل بڑا ہے۔ یعنی اے محمد ﷺ آپ پر اللہ کا فضل (علم غیب) ہمیشہ بڑا ہے۔

(۷) تفسیر خازن ﴿ﷺ﴾ (اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ) یعنی عَلَّمَ مُحَمَّدَ الْقُرْاٰنَ (خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ) اراد بالانسان محمدا ﷺ علیہ البیان یعنی بَیَانُ مَایَکُوْنُ وَمَایَکُوْنُ وَمَاکَانَ لَاَنَّہٗ ﷺ یُنْبِیءُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ (رحمٰن جس نے قرآن سکھایا یعنی سکھایا اس نے محمد ﷺ کو قرآن۔ پیدا کیا اس نے انسان کو اس کو بیان سکھایا۔ ارادہ کیا اس نے انسان کے ساتھ محمد ﷺ کا سکھایا اس کو بیان یعنی جو چیز پیدا ہو چکی۔ اس واسطے کہ نبی ﷺ اولین اور آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا بیان سکھایا۔ اور اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اولین اور آخرین کی خبر رکھتے ہیں اور قیامت کے دن کی بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اولین اور آخرین کی خبر رکھتے ہیں اور قیامت کے

دن کی بھی آپ کو خبر ہے۔ کیوں جناب وہابی صاحب اب تو قیامت کے دن کا علم نبی علیہ السلام کے واسطے علم کتب تفاسیر اہل السنّت والجماعت سے بھی ثابت ہو گیا۔

(۸) تفسیر معالم التنزیل {۷/۱} قَالَ ابنُ کَیْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنی مُحَمَّدًا علیہ السلام عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یعنی بَیَانُ مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ لِاَنَّهٗ کانَ یُبَیِّنُ عَنِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ (کہا ابن کیسان نے پیدا کیا اس نے انسان کو یعنی محمد علیہ السلام کو سکھایا اس کو بیان یعنی اس چیز کا بیان جو پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جو پید ہو گی۔ اس واسطے کہ آپ تمام اولین اور تمام آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں) کیوں جناب وہابی صاحب علم قیامت مصطفیٰ علیہ السلام کیلئے ثابت ہو گیا ایمان لاؤ یا نہ

(۹) تفسیر مدارک {۱/۱۹۵} (وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ) مِنْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالشَّرائِعِ اَوْمِنْ خَفِیَّا تِ الْاُمُوْرَ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ رو کَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا فِیْمَا عَلَّمَکَ وَاَنْعَمَ عَلَیْکَ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے دین اور شریعتوں کے امور سے یا تمام پوشیدہ امور سے اور دلوں کے پوشیدہ رازوں سے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے اس چیز میں جو اس نے آپ کو سکھایا اور آپ پر جو اس نے انعام کیا)

(۱۰) تفسیر عرائس البیان ۱۵۹} (وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ) اے عُلُوْمُ عَوَاقِبِ الْخَلْقِ وَعِلْمُ مَاکَانَ وَ مَاسَیَکُوْنُ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی تمام خلقت کے عواقب کے علوم اور) مَاکَانَ وَمَاسَیَکُوْنُ کا علم)

(۱۱) تفسیر جامع البیان ص ۸۵} وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ قَبْلَ نُزُوْلِ ذَالِکَ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اس کے نزول کے پہلے تمام پوشیدہ امور)

(۱۲) تفسیر حسینی ص ۱۱۶} وَعَلَّمَکَ مالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ در بحر الرائق مے فرمائید کہ آں علم مَاکَانَ وَمَاسَیَکُوْنُ است۔ اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ بحر الرائق میں فرماتے ہیں کہ وہ مَاکَانَ وَمَاسَیَکُوْنَ کا علم ہے۔

''وہابی: شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ انبیاء اشیاء کے مغیبات کو نہیں جانتے مگر جو اللہ ان کو جتادے۔ اور حنفیہ نے صراحتاً کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی ﷺ غیب جانتے ہیں۔

''محمد عمر'': اس مقام پر ملاں علی قاریؒ نے علم غیب ذاتی مراد لیا ہے۔ سو ذاتی کے قائل ہم بھی نہیں ہیں۔ کیونکہ علم غیب ذاتی کے تمام احناف قائل نہیں ہیں۔ یعنی جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی ﷺ کو بغیر اللہ کے سکھائے علم غیب ہے۔ اس کو ہم بھی کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ ہم یہ بار بار کہہ چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم کلی سکھایا۔ چنانچہ اسی بنا پر حضرت ملا علی قاریؒ نے بھی علم غیب ذاتی کا یہاں بیان کیا ہے ورنہ دوسرے مقام پر وہ یوں رقمطراز ہیں سنئے۔

شرح فقہ اکبر ص ۹} مَاجَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ کَافٍ شَافٍ کَامِلٌ تَبَیَّنَ فِیْهِ حُکْمُ کُلِّ حَقٍّ وَبَاطِلٍ (جو چیز رسول اللہ ﷺ لائے (قرآن شریف) کافی ہے شافی ہے۔ اس میں ہر حق اور باطل کا کامل حکم بیان ہے)

اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں علم کلی ہے۔ اور ملا علی قاریؒ بھی اس کے قائل ہیں۔

شرح فقہ اکبر ص ۱۸} وَقَدْ مَدَحَ اللهُ تَعَالٰی الْاَنْبِیَاءَ وَالْمَلَائِکَةَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ بِالْعِلْمِ لَابِنَفْیِ الْجَهْلِ فَمَنْ اَثْبَتَ الْعِلْمَ فَقَدْ نَفَی الْجَهْلَ وَمَنْ نَفٰی

اَلْجَھْلَلَمْ یُثْبِتِ الْعِلْمَ (اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور فرشتوں اور مومنین کے علم کے ساتھ مدح کی ہے۔ جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں۔ تو جس شخص نے علم کو ثابت کیا تو اس نے جہالت کی نفی کی اور جس شخص نے جہالت کی نفی کی اس نے علم کو ثابت نہیں کیا۔)

ملا علی قاریؒ نے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور مومنین کے واسطے علم کا عجیب نکتہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اور مومنین کی تعریف علم سے کی ہے۔ جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص نبی ﷺ کے واسطے تعریف علمی کرے تو اس نے آپ کے علم کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی تعریف بیان کی اور جس شخص نے آپ سے جہالت کی نفی کی اور آپ کے علم کا انکار کیا تو اس نے آپ کی مذمت کی۔ خصوصا جس شخص نے آپ کے واسطے معاذ اللہ بے علم ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ خبر نہیں کون سے قعر جہنم میں پڑیگا۔

شرح فقہ اکبر ص ۹۶} اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ اِطَّلَعَ نَبِیَّہٗ ﷺ عَلٰی مَایَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِہٖ مِنْ بَعْدِہٖ مِنَ الْخِلَافِ وَمَا یُصِیْبُھُمْ قَالَ اَبُوْسُلَیْمَانَ الدَّارَانِیُّ الْفِرَاسَۃُ مُکَاشَفَۃُ النَّفْسِ وَمُعَایَنَۃُ الْغَیْبِ وَھِیَ مِنْ مَقَالَاتِ الْاِیْمَانَ (بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جو آپ کی امت میں ہونا تھا اور جو آپ کی امت سے آپ کے بعد ان کے خلاف اعمال ہونے تھے اور جو ان کو مصیبت پہنچنی تھی مطلع کر دیا۔ ابو سلیمان درانی نے کہا ہے کہ فراست نفس کے مکاشفے اور غیب کے معائنے کو کہا جاتا ہے۔ اور یہی مقالات ایمان سے ہے۔)

معلوم ہوا کہ ملا علی قاریؒ کے نزدیک اگر نبی ﷺ کے واسطے جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطلاع سے غیب کلی کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے خالی ہے۔ اور جو نبی ﷺ کے واسطے غیب کے معائنے کا قائل نہ ہو اور آپ کے مکاشفہ نفس کا عقیدہ نہ رکھے تو وہ نبی ﷺ کے واسطے فراست کا منکر ہے۔ اور ایمان سے خالی ہے یہ عقیدہ ملا علی قاریؒ کا ہے۔

جس پر آپ نازاں تھے۔اور سنیئے:

شرح شفاء ۱/۲۴۰} (وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ الْبَاهِرَةَ) اَیْ اٰیَاتِهِ الظَّاهِرَةِ (مَا جَمَعَهُ اللّٰهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ) اَیِ الْجُزْئِیَّة (وَالْعُلُوْمِ) اَیِ الْكُلِّیَّةِ وَالْمُدْرِكَاتِ الظَّنِّیَّةِ وَالْیَقِیْنِیَّة اَوِ الْاَسْرَارِ الْبَاطِنِیَّةِ وَالْاَنْوَارِ الظَّاهِرِیَّةِ

یہ ہے عقیدہ ملاں علی قاریؒ کا جو نبی ﷺ کے واسطے تمام علوم جزیہ وکلیہ کے قائل ہیں۔

''وہابی'': بحر الرائق اور قاضی خاں میں لکھا ہے۔کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت اللہ اور اس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا بلکہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہوجائے گا۔یہ ہے فقہا کا عقیدہ۔

''محمد عمر'': اس کا جواب اگر میں کہونگا۔تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے۔کیونکہ یہ عبارت بحر الرائق اور فتاویٰ قاضی خاں نے بیان کی ہے۔چنانچہ اس میں بھی بعض فقہاء کا اختلاف ہے۔دیکھئے۔

شامی ۲/۳۸۰} قِیْلَ یَكْفُرُ لِاَنَّهُ اِعْتَقَدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَالِمُ الْغَیْبِ قَالَ فِی التَّاتَارْخَانِیَةِ وَفِی الْحَجَّةِ ذَكَرَ فِی الْمُلْتَقَطِ اَنَّهُ لَا یَكْفُرُ

(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں۔تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔تاتارخانیہ اور کتاب الحجہ ملتقط میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا)

معلوم ہوا کہ فقہاء کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔چنانچہ۔

جامع فصولین جلد ۲} میں لکھا ہے جو انبیاء کے واسطے غیب کا اقرار نہ کرے وہ کافر ہے۔

اور فتاویٰ قاضی خاں اور بحر الرائق کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے۔

تنویر الملک }فی رویة النبی والملک ص ۳۴ وَمَا ذَکَرَ قاضی خان مَنْ کَفرَ مَنْ قَالَ لامْرءَتِہٖ تزوّجها بشَهَادَةِ الرَّسُوْلِ وَالْمَلَائِکَتِہٖ وَعَلا بِاَنَّ الرَّسُوْلَ لَایَعْلَمُ الْغیبَ حَیًّا فَکَیْفَ یَعْلَمُہٗ مَیِّتًا قُلْنا وَاللّٰہُ قَادِرٌ اَنْ یَحْضُرَہٗ وَهُوَ یُکَلِّمُ کُلَّ مَنْ سَلَّمَ عَلَیْهِ وَسَائِرَ اُمَّتِہٖ وَاِنَّمَا اَتی الْکُفْرَ مِنْ اِنْکَارِہٖ الشُهُوْدَفِیْ المنکاح وهو ثابت بالحدیث المتواتد فانکادہ کفر والنکاح بلا وَلِیِّ وَشُهُوْدٍ خَاصٌ لِنَبِیَّنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کما فی الخصائص (اور جو قاضی خاں نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جس نے اپنی عورت کے نکاح۔ وقت رسول اور فرشتے کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے بڑی بات کہی اس نے کہ رسول زندہ غیب کونہیں جانتا مردہ کیسے جان سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اللہ قادر ہے اس بات پر کہ آپ کو حاضر کردے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور تمام امت کے ساتھ آپ کلام کرتے ہیں۔ اور جو اس نے کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ نکاح میں گواہوں کے انکار سے ہے۔ جن کا ثبوت حدیث متواتر سے ہے تو اس کا انکار کفر ہے۔ اور نکاح بلا ولی کے اور بلا گواہوں کے ہمارے نبی ﷺ کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ خصائص کبرے میں موجود ہے)

اور اس کا جواب شیخ محمد بن اسمٰعیل نے اس طریق سے دیا ہے۔

جامع فصولین ۲/۳۰۲ }بِاَنَّ الْمنفِی هُوَ الْعِلْمُ بِالْاِسْتِقْلَالِ لَا العِلم بِالاعلامِ فقہا نے جو لکھا ہے کہ نکاح کے وقت اگر اللہ اور اس کے رسول کو گواہ کہے تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ آپ کے علم غیب کا معتقد ہے۔ تو محمد بن اسمٰعیل نے جواب دیا ہے کہ {یہ علم بالاستقلال کی نفی ہے۔ علم بالاعلام کی نفی نہیں۔ معلوم ہوا کہ علم ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام سے استعانت وہابیہ کے نزدیک شرک ہے اور عقیدہ دیوبندیہ بھی یہی ہے اور احناف کے نزدیک روئے قرآن وحدیث استعانت جائز ہے۔ اب تم سوچو کہ کون ہو؟

اولہ استعانت

(۱) تحریم ۲۸/۱}وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (اور اگر تم ایک دوسری کی مدد کرو گی آپ پر تو بے شک اللہ تعالیٰ وہ آپ کا مددگار ہے۔ اور جبرائیل علیہ السلام اور مومنین ے صالحین اور فرشتے بھی اس کے بعد امداد کرنے والے ہیں۔)

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے ازواج مطہرات کو تنبیہ فرمائی ہے۔ کہ اگر تم میرے نبی ﷺ کے بغیر ایک دوسری کی مدد کرو گی تو یاد رکھو آپ کی امداد کرے والے بہت بڑی جماعت ہیں۔ سب سے پہلے اللہ مددگار ہے پھر جبرئیل علیہ السلام پھر جتنے مومنین صالحین ہیں۔ موجود ہوں یا زمانہ ماضی میں یا استقبال میں اور اس کے بعد تمام ملائکہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔ صالح المومنین جو موجود تھے ان کے علاوہ باقی جن پر صالح المومنین کا لفظ صادق آ سکتا ہے جو لعنصر لہ سے ثابت ہے اور اللہ بھی اور جبرائیل علیہ السلام بھی اور ملائکہ کی مدد بھی آپ کو غائبانہ پہنچتی ہے۔ جو اس آیت سے صراحتہً ثابت ہے۔ اور لفظ ظہیر فعیل کے وزن پر ہے۔ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے ان تمام کی جماعت ہر وقت آپ کے مدد و معاون ہیں۔

(۲) توبہ ۱۰/۹}وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (اور بعض مومن آدمی اور مومنہ عورتیں بعض کے مددگار ہیں (دنیا میں ہوں یا برزخ میں)

''وہابی'': ولی کے معنی مددگار ہیں؟

''محمد عمر'': ہاں ضرور رعد ۱۳/۴ اولیاء کے معنی شاہ رفیع الدین صاحب نے کارساز کیے ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب نے ترجمہ مددگار کیا ہے۔

(۳) توبہ ۱۱/۶} لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ (البتہ تحقیق تمہارے پاس تشریف لائے تمہارے لفظوں سے اپنے رسول (ﷺ) جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ اور ہر وقت تم پر حرص کرنے والے ہیں۔ مومنوں کے ساتھ آپ (ہر وقت ہر زمان) شفقت کرنے والے ہیں اور ہر وقت ہر زمان) رحم کرنے والے ہیں)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آپ ہماری تکلیف کو کسی وقت گوارا نہیں فرما سکتے مومن خواہ کسی مکان یا کسی زمان میں ہو۔ جب مومنین کی تکلیف آپ کو گوارا نہیں تو مشکل کشائی کی صورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے مومنین کے واسطے آپ کی شفقت اور رحم سے ہی حل فرمایا تو آپ کی امداد ہر مومن کو ہر حال پہنچتی ہے۔ اسی واسطے مومن کا ہی یہ عقیدہ ہے۔

(۴) مائدہ ۶/۸} اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَهُمْ رَاکِعُوْنَ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ (اور کوئی بات نہیں تمہارا مددگار (اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول (ﷺ) اور وہ ایماندار جو نماز قائم رکھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوۃ دیتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اور ایمانداروں کو مددگار بنا لیتا ہے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والے ہیں)

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی اور اس کے رسول اللہ ﷺ بھی اور اولیاء کرام بھی امداد کرتے ہیں۔ اور جو شخص ان سے فریاد طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ تمام گروہ کامیابی کا باعث بنتے ہیں۔ مستغیث کو ان کی طرف سے کمزوری نظر نہیں آتی۔ کیونکہ یہ گروہ تمام ہی غلبے والے ہیں۔ اور ان کا مستغیث کبھی مغلوب نہیں ہوسکتا۔

"وہابی": یہاں تو زندے مراد ہیں۔ کیونکہ نماز کو قائم زندے ہی رکھ سکتے ہیں۔
"محمد عمر": اہل اللہ کی امداد اور رسول اللہ ﷺ کی امداد روحانیت پرمبنی ہوتی ہے۔ یعنی ان کا امداد کرنا روحانی طاقت پر منحصر ہوتا ہے چنانچہ ان کی روحانی طاقت عالمین میں یکساں رہتی ہے۔ اور خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک عالمین میں متغیر نہیں ہوتی۔ اور اولیاء کرام کا محض انتقال مکانی ہوتا ہے۔ باقی طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بھی سواء محیاھم ومماتھم یعنی ان کی حیات و ممات یکساں ہے ارشاد فرمایا۔ اور اہل قبور سے ہمیں آس نہیں توڑنی چاہیئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
(۵) الممتحنہ ۲۸/۲} یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَۃِ کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ (اے ایمان والو جس قوم پر اللہ نے غضب کیا ہے تم ان سے دوستی نہ کرو کہ وہ آخرت سے بے امید ہو چکے ہیں جیسا کہ کفار قبروں والوں سے آس توڑ بیٹھے ہیں)
باقی رہا اہل قبور کا قیام نماز تو وہ بھی حدیث پاک سے ثابت ہے۔
نسائی ۱/۲۴۲} عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَتَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی مُوْسٰی علیہ السلام عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ
(انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک رات سیر کرایا گیا۔ تو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ ایک سرخ ٹیلے کے قریب اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بعد از وصال بھی وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں تو جو اپنے رب کے اعمال صالح کرنے میں غافل نہیں تو وہ اپنی ولایت میں غافل کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور جب اہل قبور ولی کی ولایت بدستور ہے۔ تو اس کی امداد بھی اللہ کے فرمان کے مطابق بدستور ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کوئی تخصیص

دنیا میں رہنے والوں کے لئے فرما دیتا۔ جب اس نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی تو تم مخصص کون ہو۔ باقی رہا نبی ﷺ کے متعلق بھی کئی احادیث صحیحہ سے ثبوت ملتا ہے۔)

(۲) بخاری شریف ۱/۱۸۳ ترمذی شریف ۱/۱۲۷} عن انس بن مالک اَنَّهٗ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اَنَّهٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنُوْمَةِ الْعُرُوْسِ (انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی لوگوں کو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست اس سے منہ پھیرتے ہیں تو ان کے جوتوں کی آواز صاحب قبر سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھاتے ہیں تو اسے کہتے ہیں کہ اس شخص محمد ﷺ کے متعلق تو کیا کہتا تھا۔ تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) آگے ترمذی شریف میں یوں ارشاد ہے کہ (اس کو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تو دلہن کی نیند سوجا)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات پاک کو پہچاننے والا آپ کی امداد سے قبر میں بھی پناہ گزین رہتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیطان کے امداد کرنے پر تم ایمان لے آؤ۔ اور اگر نبی ﷺ کے متعلق اور اولیاء کرام کے متعلق اللہ تعالیٰ امداد کا ارشاد فرماوے تو فوراً انکار کرو۔

"وہابی": کیا شیطان بھی غائبانہ امداد کرسکتا ہے؟

"محمد عمر": ضرور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اعراف ۲/۸} اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ (بے شک ہم نے بنایا شیطانوں کو بے ایمانوں کی واسطے مددگار) کیا تمام جن وانس کو شیطان ایک ہی وقت میں بہکا سکتا ہے؟ اور بے ایمانوں کی امداد کر سکتا ہے؟ جادو کے نفع نقصان کے تم قائل ہو جاؤ۔ اور نبی ﷺ کے نہیں۔ سنیئے:

(۷) بقرہ ۱/۱۲} فَیَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَایُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (تو سیکھتے تھے وہ لوگ ان دونوں فرشتوں سے جس کے ساتھ وہ مرد اور عورت کی جدائی کر دیتے تھے۔ اور وہ کسی کو نقصان دینے والے نہیں۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ)

جادو کا نقصان تو اللہ کے اذن کے ساتھ تسلیم ہے۔ لیکن تم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نقصان کی طاقت ان کو اللہ کی دی ہوئی ہے اس سے انکار ہے۔

(۸) مستدرک ۲/۶۱۵} عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اقْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِیْئَةَ قَالَ یَارَبِّ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِیْ فَقَالَ اللّٰهُ یَا آدَمُ وَکَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْهُ قَالَ یَا رَبِّ لِاَنَّکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِکَ وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُوْحِکَ رَفَعْتُ رَأْسِیْ فَرَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَمْ تُضِفْ اِلٰی اِسْمِکَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ فَقَالَ اللّٰهُ صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اُدْعُنِیْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقْتُکَ هٰذا حدیث صحیحه الاسناد (عمر بن خطابؓ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا اے رب میرے میں سوال کرتا ہوں محمد ﷺ کی

طفیل۔تاکہ تو مجھے بخشدے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تو محمد علیہ الصلوٰۃ کو کیسے جانتا ہے۔حالانکہ میں نے ابھی اس کو پیدا نہیں کیا۔عرض کیا اے میرے رب جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنا روح پھونکا تو میں نے سر اٹھایا۔عرش کی چوکھٹ پر لکھا ہوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا۔اس سبب سے میں جانتا ہوں۔تو میں نے معلوم کیا کہ تو نے یا اللہ اپنے نام کی طرف ایسے نسبت نہیں کی مگر تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ محبوب ہوگا۔تو اللہ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اے آدم علیہ السلام بے شک میرے نزدیک وہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اس کے طفیل مجھ سے دعا مانگ لے تو میں نے تجھے بخشا۔اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اس حدیث کی سندیں درست ہیں۔

فرمایئے جناب نبی ﷺ نے آدم علیہ السلام کی غائبانہ امداد فرمائی یا نہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلے کا آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔اگر بقول تمہارے شرک تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو شرک کا سبق دیا۔معلوم ہوا کہ اپنے پیاروں کے توسل سے اللہ تعالیٰ دعا جلدی منظور فرماتے ہیں۔

(۹) مستدرک $\frac{۱}{۵۲۶}$، $\frac{۱}{۳۱۳}$، ابن ماجہ ۱۰۰، ترمذی شریف $\frac{۲}{۱۹۷}$}

عَنْ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ اِنَّ رَجُلاً ضَرِيْدُ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْل ﷺ عَلِّمْنِي دَعَاءً اُدْعُوا بِهِ يَرُدُّاللهُ عَلَىَّ بَصَرِىْ فَقَالَ لَهُ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِلَيْكَ نَبِىِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّىْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّىْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِىَّ وَشَفِّعْنِىْ فِىْ نَفْسِىْ فَدَعَا بِهٰذَا الدُّعَاءِ فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وَفِى الْمُسْتَدْرَكِ اِنِّىْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فِىْ حَاجَتِىْ هٰذِهٖ فَتُقْضِيَهَالِىْ

(عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوا تو اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے ایسی دعا سکھائیے کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ میری آنکھوں کو بینا کردے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تو کہہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے نبی کی امداد کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں جو نبی مجسمہ رحمت ہیں یا محمد ﷺ میں بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب کی طرف۔ اے اللہ تو میرا سفارشی بنا آپ کو مجھ میں اور میرے نفس میں۔ تو اس نابینے نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہوا تو اچانک بینا ہو گیا۔ اور مستدرک کے الفاظ ہیں کہ میں یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امداد کے ساتھ آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس حاجت میں تو اس کو میرے لئے پوری فرما)

اس حدیث پاک سے کئی مسائل متنازعہ فیہ ثابت ہو گئے (۱) مشکل کشائی کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہونا سنت ثابت ہوا (۲) اللہ کی طرف نبی ﷺ کو اپنا سفارشی پیش کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی سفارش کا جتانا (۳) مشکل کشائی کے وقت آپ کے اسم پاک ذاتی کو یا محمد کہہ کر پکارنا تا کہ آپ کی سفارش ذاتی مشکل کشائی کا باعث بنے (۴) اس پکار کو اللہ تعالیٰ کا منظور فرمانا ثابت ہوا۔

(۱۰) معجم صغیر للطبرانی ص ۱۰۳} میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ کے بعد عثمان بن حنیفؓ نے کسی دوسرے آدمی کہ یہ دعا فرمائی تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ عثمان بن حنیفؓ نبی ﷺ کے فرمان سے آپ کو متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے۔ اور اسی تعلیم کو آگے جاری فرمایا

(۱۱) خصائص کبرے ۲/۲۶۰} عَنْ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً قَضَیْتُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ (حضرت خالدؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا میں اس کی سو حاجت کو پوری کرتا ہوں)

(۱۲) کنز العمال ۶/۴۴} اَلَا مَابَالُ اَقْوَامٍ یدعمُوْنَ اِنَّ رَحِمِی لَا تَنْفَعُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ رَحْمِیْ لَمَوْصُوْلَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (نبی ﷺ نے فرمایا خبردار کیا حال ہوگا ان قوموں کا جو گمان کریں گی کہ میرا رحم نفع نہیں پہنچاتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک میرا رحم ضرور پہنچنے والا ہے دنیا اور آخرت میں)

(۱۳) ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۳ شرح شفا لعلی قاری ۲/۱۸ شرح شفا لخفاجی ۳/۳۹۷ کتاب الاذکار لنووی ص ۱۳۵} حَدَّثَنَا اَبُوْنعیم قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَدِرَتْ رِجْلٌ ابن عمر فقال له رجل اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَقَالَ یَامُحَمَّدَ اهُ وَقَدْرُوِیَ اَنَّهٗ وَقَعَ مِثْلُهٗ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله تعالیٰ عَنْهُمَا فَقَالَ یَامُحَمَّدَاہُ (عبدالرحمٰن بن سعدؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سن ہوگیا۔ تو کسی آدمی نے اسے کہا کہ تو اپنے بڑے محبوب کو یاد کر۔ تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یا محمدا یعنی اے محمد ﷺ میری فریاد رسی فرمایئے اور ابن عباسؓ سے بھی ایسے ہی روایت مذکور ہے تو انہوں نے فرمایا یا محمداہ)

اس حدیث پاک سے دو مسئلے ثابت ہوئے (۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی ﷺ کو وقت مصیبت یا محمداہ یعنی متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ اپنی حاجت میں پکارنا (۲) یا حرف ندا سے نبی ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھنا یہ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اعقیدہ اور عمل اور فتویٰ جو خیر القرون سے ہے۔

کنز العمال ۷/۱۹۶} وَاَنَا بَیْنَ اَظْهُرِكُمْ فَاللّٰهُ كَافِیْكُمْ وَرَسُوْلُهٗ قرب قیامت جب دجال کا ظہور ہوگا تو اس کو شیاطین ثابت قدم رکھیں گے اور میں تمہارا

پشتیبان ہوں گا تو اللہ اور اس کا سچا رسول تمہارے لئے کافی ہوگا۔

تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قرب قیامت بھی نبی ﷺ اپنی امت کی غائبانہ امداد فرمائیں گے۔ یعنی قیامت کا قرب ہوگا۔ دنیا ختم ہونے کو ہوگی لیکن حضور ﷺ کی امداد ختم نہ ہوگی۔ سب آسرے منقطع ہوں گے لیکن آپ کا اسرا نہ زائل ہوگا۔

(۱۴) شرح فقہ اکبر ص ۱۱۳} فَانَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى جَمِيْعِ الْاُمَمِ كَاشِفُ الْغُمَّةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (پس تحقیق نبی ﷺ تمام امتوں کی طرف مصیبتوں کے حل کرنے والے اور رحمت والے نبی منسوب ہیں۔)

(۱۵) تحفۃ الذاکرین لشوکانی ص ۱۵۵ کتاب الاذکار ص ۱۰۰} عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ اَحَدِكُمْ بِاَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِيَا عِبَادَاللّٰهِ اَحْبِسُوْ قَالَ النَّوَوِىْ بَعْدَ اَنْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ كِتَابِ ابْنِ سَنِّيٍ قُلْتُ وَحَكٰى لِىْ بَعْضُ شُيُوْخِنَا الْكِبَارِ فِى الْعِلْمِ اَنَّهَا انْفَلَتَتْ مَعَنَا بَهِيْمَتُهٗ فَعَجَزُوْ اعَنْهَا فَقُلْتُهٗ فَوَقَفَتْ فِى الْحَالِ بِغَيْرِ سَبَبٍ

(ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم سے کسی کا چوپایہ جنگل میں دوڑ جائے تو پکارے۔ اے اللہ کے بندو روک لو۔ نووی نے ابن سنی کی کتاب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے کہا اور میرے بڑے بڑے علمی مشائخ نے بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایک چوپایہ بے قابو ہوگیا تو ہم اس سے عاجز ہوگئے۔ تو میں نے بھی وہی (يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَحْبِسُوْ) کہا تو فوراً بغیر سبب کے رک گیا)

اس حدیث پاک سے صاف ثابت ہوگیا۔ کہ اولیاء اللہ کو متصرف فی الامور سمجھ کر حاجات کے لئے غائبانہ پکارنا جائز ہے اور اس حدیث کو نقل کرنے والے رئیس وہابئین مولوی شوکانی ہیں۔ اور علامہ نووی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے۔

اپنے کبار مشائخ کا تجربہ بھی صحیح ثابت فرمایا۔ اور علماء و مشائخ کا عمل بھی ثابت کیا۔ چنانچہ مولوی شوکانی نے غائبانہ استعانت من عباد اللہ کی دوسری حدیث نقل فرمائی ہو۔

(۱۶) تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۵} وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ اللهِ مَلَائِكَةٌ فِي الْاَرْضِ سِوَى الْحَفَظَةِ يَكْتُبُوْنَ مَا سَقَطَ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ فَاِذَا اَصَابَ اَحَدُكُمْ بِشَيْئٍ بِاَرْضٍ فُلَاةٍ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْ فِيْ يَاعِبَادَ اللهِ قَالَ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَفِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ الْاِسْتِعَانَتِهِ بِمَنْ لَا يَرَاهُمُ الْاِنْسَانُ مِنْ عِبَادِ اللهِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَصَالِحِي الْجِنِّ وَلَيْسَ فِيْ ذَالِكَ بَاسٌ كَمَا يَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَسْتَعِيْنَ بِبَنِيْ آدَمَ اِذَا عَثَرَتْ دَابَّةٌ اَوْ انْفَلَتَتْ (اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بزاز نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محافظین فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں کو مقرر کیا ہوا ہے۔ جو درخت کا پتہ بھی زمین پر گرے وہ لکھتے ہیں تو جب تمہیں کسی جنگل میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہیئے اعینونی یاعباداللہ یعنی اے اللہ کے بندو میری امداد کو پہنچو مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں (یعنی اس حدیث کے رواۃ غیر مستند نہیں ہیں) اور حدیث میں دلیل ہے استعانت کے جواز پر جس شخص کو اسان نہ دیکھتا ہو۔ اللہ کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے۔ اور اس میں کوئی خوف نہیں ہے۔ جیسا کہ انسان کو جائز ہے کہ بنی آدم سے (غائبانہ) مدد طلب کرے۔ جب اس کا چوپایہ دوڑ جائے یا بے قابو ہو جائے۔ فرمائیے جناب اب تو تمہارے سردار کی صحیح حدیثیں بیان ہوگئیں۔ جن پر تم غیر معتبر ہونے کا فتویٰ بھی نہیں دے سکتے پھر مولوی شوکانی صاحب نے اپنا عقیدہ بھی بیان کردیا۔ جو تمہارے لئے بڑی سخت ہے۔

(۱۷) قصیدۃ النعمان ص ۶۳} مولفہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یَامَالِکِی کُنْ شَافِعِی فِیْ فَاقَتِیْ — اِنِّی فَقِیْرٌ فِیْ الْوَرٰی لِغِنَاکَ

یَااَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَالْوَرٰی — جُدْلِی بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِی بِرِضَاکَ

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ — لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

(اے میرے مالک (نبی علیہ السلام کو مخاطب کر کے) میرے فاقہ میں سفارش فرمائیے۔ میں تمام مخلوقات میں آپ کے غنی کا محتاج ہوں۔ اے جن وانسان کے بزرگ تریں اے مخلوقات کے خزانے اپنی سخاوت سے کچھ مجھے بھی عطا فرمائیے۔ اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمائیے۔ میں آپ کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں اور سوائے آپ کے تمام مخلوقات میں ابوحنیفہ کا کوئی حامی نہیں)

حنفی کہلانے والو یہ ہے امام ابوحنیفہؒ کا مذہب} اب تم اپنی حنفیت کو امام ابو حنیفہؒ کے عقیدہ کی کسوٹی پر پرکھو کہ واقعی تم حنفی ہو یا نہیں۔ اور استمد ادمن عباد اللہ کا انکار کر کے حنفی کہلانے کے حقدار ہو یا وہابی؟

نذر ونیاز اور قبور بزرگان دین پر اچھاڑ چڑھانا اور مجاوریت کا ثبوت

وہابی بزرگان دین کو نذر ونیاز دنیا برا سمجھتے ہیں بلکہ حرام سمجھتے ہیں اور قبول کرنے والوں کو معاذ اللہ ٹھگ اوران کے ڈاکو کہتے ہیں۔

اور احناف بزرگان دین کو نذر ونیاز دینا سنت اور باعث برکت سمجھتے ہیں اور حرام کہنے والوں کو منکر قرآن کریم و دشمن رسول اللہ ﷺ سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ کون ہو۔

قصص ۲۰/۶ }اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبٰى اِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور کیا نہیں جگہ دی ہم نے ان کو امن والے حرم میں کھچے چلے آتے ہیں۔ اس کی طرف ہر شی کے پھل خاص ہماری طرف سے رزق ہے اور لیکن اکثر ان کے بے علم ہیں۔

اس آیۃ کریمہ میں اللہ رب العزۃ بیت اللہ کے مجاوروں کنجی برداروں کو اپنا احسان جتا رہا ہے کہ یہ تمہارے پاس جو پھلوں کے نذرانے چاروں طرف سے کھچے چلے آتے ہیں کوئی ٹوکری پھلوں کی لا رہا ہے کوئی جھولی بھر کر لا رہا ہے کوئی گٹھری باندھ کر لا رہا ہے ہر ملک سے چڑھاوے چڑھ رہے ہیں یہ ہماری طرف سے رزق حلال پاک ہے۔

اس آیۃ کریمہ سے پانچ مسائل کا ثبوت ملا

(۱) بیت اللہ کی کنجی برداری یعنی مجاوری کا ثبوت جس سے مقامات متبرکہ کی مجاوری بحکم الٰہی ثابت ہوئی۔ جو اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ سے ثابت ہے۔

(۲) مقامات متبرکہ کی طرف پھلوں کے نذرانے لے جانا کہ الیہ کی ضمیر ثبوت دے رہی ہے۔

(۳) مقامات متبرکہ کے چڑھاوے یہ خدائی رزق حلال پاک اور خاص خدائی انعام ہے جس پر اس کا احسان ہو ملتا ہے۔

(۴) یہ رزق جو عوام وہاں لے جاتے ہیں جب وہ وہاں دیا جائے تو رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا یعنی پھر وہ خاص خدائی رزق ہونے کی وجہ سے تبرک بن جاتا ہے تو اگر مجاورین اس کو تقسیم کر دیں تو تبرکا پاک سمجھ کر لیا جاوے تو ثواب ہے تو ایک تو وہ رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا ہونے کی وجہ سے اور دوسری وجہ آگے حدیث شریف میں انشاء اللہ ذکر ہوگی۔

(۵) اگر مجاورین بے علم بھی ہوں تو رب العزت ان کے بے علم ہونے کی وجہ

سے ان کے نذرانے میں فرق نہیں لاتا۔ البتہ ان کو بھی عمل نہ ہونا چاہیئے کیونکہ بے عمل لائق مجاورۃ نہیں۔

''وہابی'': تم نے مولوی صاحب عجیب دلیل نکالی بیت اللہ کی مجاوری سے قبور کی مجاوری کا استدلال لے لیا وہ قبر ہے وہ بیت اللہ ہے کچھ تو خیال کرو اگر یہ مجاوری جائز ہوتی تو صحابہ کرام نبی ﷺ کی نہ کرتے کیسی بناوٹی باتیں گھڑتے ہو۔

''محمد عمر'': بیت اللہ تو ابوجھل وغیرہ نے بھی تعمیر کیا پھر ابراہیم علیہ السلام کی یا آدمی علیہ السلام کی ابتدائی بنیاد سمجھ لو گے اور اس کے حرم خاص مطاف میں انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں جن کا ثبوت بفضلہٖ موجود ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ الیہ کی ضمیر بیت اللہ کی طرف راجع ہے جس سے ثابت ہوا کہ نذر و نیاز لوگ لاتے کعبہ کے لئے تھے لیکن کھاتے مجاورین تھے اور مجاوریت کا ثبوت قرآن میں لَایُجَاوِرُوْنَکَ سے ثابت ہے کہ ان منافقوں کو خدا آپ کی مجاوری نصیب نہ کرے گا اور تیسری عرض ہے کہ نبی ﷺ کے روضہ اطہر کی کنجی برداری اور مجاورت کا کام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سرانجام دیا ہے سینئے۔

مشکوۃ شریف ۱۴۹، ابوداود $\frac{۲}{۱۰۳}$ } حدثنا احمد بن صالح ابن ابی فـدیـکـا خبـرنـی عـمـرو ابن عثمان بن هانی عن القاسم قَالَ فَقُلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْتُ یَااُمَّه اکْشِفِیْ بِیْ عُ قَبْرِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَصَاحِبِهٖ رضی الله تعالیٰ عَنهُمَا فَکَشَفَتْ لِیْ عَنْ ثَلٰثَةِ قُبُوْرٍ

محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدسہ میں حاضر ہوا تو عرض کیا اماجان (میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ مطہرہ کی زیارت کا طلبگار ہوں) میرے لئے رسول اللہ ﷺ کی قبر سے اور صاحبین رضی اللہ تعالیٰ سے اچھاڑ اٹھایئے تو اپنے میرے لئے تین قبروں سے اچھاڑ کو ہٹایا۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے (۱) قبور کی زیارت کے لئے جانا (۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضہ اطہر کی کنجی برداری کرنا اور نہ آپ سیدھے روضہ اطہر پر پہنچ جاتے (قبر پر اچھاڑ کا ہونا ثابت ہوا)۔

قبور پر اچھاڑ چڑھانے کی ایک اور دلیل عرض کروں۔

المغرب ۲/۲۱۷} (فی حدیث) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سُجِّی قَبرُهَا بِتَوبٍ

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کو اچھاڑ کپڑے کا چڑھایا گیا۔

توبہ ۱۱/۱۳} خُذمِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُ هُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

ان کے مالوں سے نذرانہ قبول فرمائیے ان کے ظاہر کو بھی پاک کیجئے اور اس کیساتھ انکے باطن کا تزکیہ نفس بھی فرمائیے (اور نذرانہ قبول فرما کر بعد از اں) ان کے لئے دعا خیر بھی فرمائیے آپ کا دعا فرمانا ان ے لئے تسلی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا دعاوں کے سننے والا ہے اور دلوں کے بعد بھیدوں کو جاننے والا ہے۔

اس آیۃ کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) پیرو پیغمبر و بزرگان دین کا معتقدین سے نذرانہ قبول کرنا۔

(۲) معتقدین کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا۔

(۳) بعد از قبول نذرانہ ان کے لئے دعا کرنا۔

طلاق ۲۸/۱} وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

اور جو شخص اللہ سے متقی ہے اس کے لئے اللہ دنیاوی مشکلات سے نکلنے کا آسان طریقہ بنا دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق بھیجتا ہے جو کسی کے گمان میں

نہیں اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہی اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو کر گزرنے والا ہے ضرور اللہ نے ہر شیء کے لئے اندازہ بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ متقین چونکہ محض خداوند کے توکل پر ہی آسرار کھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان ان کے تمام دنیاوی مشکلات کو بھی خود بخود آسان فرماتے ہیں اور ایسے مقامات سے ان کو اللہ تعالیٰ رزق بھیجتا ہے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں آتا کہ کہاں سے آیا اور کتنا آیا اور کس وقت آیا خرچ لنگر بدستور جاری رہتا ہے اور یہ ان کا کام نہیں بلکہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کام ہے کیونکہ وہ اللہ کے کام لگے رہتے ہیں تو ان کے کام کو خداوند اپنے حکم سے ہی کر گزرتے ہیں اور ہر شیئ کا اللہ نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جتنا کسی بزرگ متقی ولی اللہ کا خرچ ہوتا ہے وہ بافراغت اس کو ارسال کرتا ہی رہتا ہے (حاسد جلیں تو جلیں اس کو کیا اور اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔

مولود کے ساتھ نذرانہ پیش کرنا

مسلم شریف ۲/۲۰۹} فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِیْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَحْمِلْهُ حَتّٰی تَاتِیَ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ وَبَعَثَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ اَمَعَهٗ شَیْئٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَاَخَذَ النَّبِیّ.

ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابوطلحہ نے کہا اسے اٹھا لے حتی کہ وہ نبی ﷺ کے پاس لے آئی اور بچے کے ساتھ اس نے کھجوریں بھیجیں تو بچے کو نبی ﷺ نے لے لیا پھر فرمایا کیا اس کے ساتھ کوئی شیء ہے انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں تو ان کھجوروں کو نبی ﷺ نے لے لیا۔

پھر آگے مذکور ہے کہ ان کھجوروں سے نبی ﷺ نے ذراسی کھجور چبا کر بچے کے منہ میں ڈالی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ یہ بچہ عبداللہ بن ابی طلحہ نبی ﷺ کی دعا سے

ہی پیدا ہوا تھا ماقبل مذکور ہے آپ نے فرمایا تھا الھم بارک لھما فولدت آپ نے دعا فرمائی تو بچہ پیدا ہوا اس حدیث پاک سے سات مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پیرو پیغمبر اولیاء اللہ کی دعا سے خدا اولاد کا بچہ عطا کرنا۔

۲۔ جو بچہ بزرگوں کی دعا سے پیدا ہو اس کو ان کے پاس بھیجنا۔

۳۔ بچے کے ساتھ میوہ جات کا نذرانہ بھیجنا

۴۔ بچے کو بابرکت بنانے کے واسطے اہل اللہ کا بچہ کو گود میں اٹھانا۔

۵۔ بچے کو اہل اللہ کا خود گھٹی دینا۔

۶۔ اہل اللہ کا خوشی سے نذرانہ طلب کرنا اور قبول فرمانا

۷۔ اہل اللہ کا بچے کے لئے نام تجویز فرمایا

پیروں بزرگوں پیغمبروں و پہلا پھل نذرانہ کرنا پھر خود کھانا

مسلم شریف ۴۴۲/۱ ابن ماجہ ۲۴۷} عَنْ ابی ھریرۃ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْ اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءَ وْابِہٖ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاِذَا اَخَذَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا ثُمَّ یَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِیْدٍ لَہٗ فَیُعْطِیْہِ

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اس کو دربار رسالت میں نذرانہ پیش کرتے تو جب رسول اللہ ﷺ پھلوں کا نذرانہ قبول فرماتے دعا فرماتے اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما۔ ہمارے مدینے میں برکت فرما اے اللہ ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مد میں برکت فرما۔ (جب دعا کو ختم فرماتے) پھر چھوٹے بچوں کو بلاتے تو وہ نذرانہ ان کو تقسیم فرما دیتے

آگے امام نووی نے لکھا ہے۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ذَالِکَ رَغْبَۃً فِیْ دُعَائِہٖ لِلثَّمَرِ فِی الْمَدِیْنَۃِ والصَّاعِ الْمُدِّ اعْلَامًا لَہٗ ﷺ بِابْتِدَاءِ اِصْلَاحِھَا لِمَا یَتَعَلَّقُ بِھَا مِنَ الزَّکٰوۃِ وَغَیْرِ ھَاوتَوْجِیْہِ الخاریس

اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) پہلا پھل باغات سے پیروں پیغمبروں بزرگوں کو پھلوں میں برکت کے واسطے نذرانہ بھیجنا۔

(۲) پھلوں کو سامنے رکھ کر اہل اللہ دعا کرنا یا قرآن پڑھنا۔

(۳) پھر قبول کنندہ کا خاص طور پر معصوم بچوں میں اس کو تقسیم کرنا۔

اس کے آگے دوسری حدیث ہے اس میں اخیر حدیث پاک کا یہ جملہ ہے ثم یعطیہ اصغر من یحضرہ من الولدان پھر آپ اس نذرانے کو حاضرین سے جو سب سے چھوٹے بچے ہوتے ان کو تقسیم فرماتے۔

''بچے نبی ﷺ کا تبرک لے کر ضرور خوش ہوتے ہونگے'' اور سنیئے

معجم صغیر ۱۶۳} عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ کان اذا اعطی باکورتہ قبلھا وجعلھا علی عینہ ثم اعطاھا اصغر من یحضرہ من الولدان

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ کو جب پہلے پھل کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ اس کو قبول فرماتے اور اس کو اپنے سامنے رکھ کر جو آپ کے پاس چھوٹے بچے حاضر ہوتے تقسیم فرمادیتے۔

کیوں جناب وہابی صاحب نذرانے حرام ہیں یا سنت مصطفی ﷺ توبہ کرو اور بزرگان دین کو پہلے پھل کا نذرانہ دیا کرو تاکہ برکت حاصل ہوجاوے۔

بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا اور ان پر ان کا دعا پڑھنا اور تبرکا اس کو باقی طعام میں ملانا

ترمذی شریف ص ۲/۲۲۴} عن ابی هریرة قال اتیت النبی ﷺ تمرات فقلت یارسول الله ﷺ ادع الله فیهن بالبرکة فضمهن ثم دعالی فیهن بالبرکة فقال لی خذهن فاجعلهن فی مزودک هذا اوفی هذا المزود کلما اردت ان تاخذ منه شیئا فادخل یدک فیه فخذه ولا تنشره نشرا فقد حملت من ذالک التمر کذاو کذامن وسق فی سبیل الله وکنانا کل منه ونطعم وکان لایفارق حقری حتی کان یوم قتل عثمان فانه انقطع هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه فقدروی هذا الحدیث من غیر هذا الوجه عن ابی هریرة.

ابن ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ میں نبی ﷺ کے پاس کھجوریں لایا پھر میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا فرمائیے کہ ان میں برکت کرے تو آپ نے ان تمام کو جمع کیا پھر ان میں برکت کے لئے دعا فرمائی تو آپ نے مجھے فرمایا ان کو اٹھالے اور ان کو اپنے اس توشہ دان میں ڈال لے جب تو اس سے کچھ لینے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھ کو اس میں ڈال پھر اس کو لے لے اور اس توشہ دان کو بکھیرنا نہیں تو میں نے اس کھجور سے فی سبیل اللہ کئی اونٹ کے لدے لے لئے اور ہم اس سے کھاتے بھی اور کھلاتے بھی تھے اور میرا اصل ذخیرہ ختم نہیں ہوتا تھا حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن ختم ہوا۔

اس حدیث سے تین امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

(۱) بزرگوں کے دربار میں نذرانہ لے جانا۔

(۲) جب وہ اس میں کچھ پڑھ دیتے ہیں تو تبرک بن جاتا ہے

(۳) اس کو تبرکا باقی اشیاء میں ملایا جائے تو برکت ہوتی ہے بدعت نہیں شرک نہیں حرام نہیں۔

کیوں جناب وہابی صاحب ہم اگر ختم پڑھے ہوئے تھوڑے کھانے کو تبرکا باقی تمام کھانے میں ملائیں تو تم سیخ پا ہو جاتے ہو اب بتاؤ اب تو ایسے کرنا مصطفیٰ ﷺ کی سنت ثابت ہو گیا۔امید ہے کہ اب تم بھی ایسے سنت سمجھ کر عمل کرو گے۔

ختم طعام پر پڑھنا اور بعد میں کھانا

اور سنئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نبی ﷺ نے جب شادی کی تو ولیمے کے کھانے پر آپ نے خود ختم پڑھا۔

مستدرک ۲/۱۳۱} عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِی ﷺ زَیْنَب بَعَثَتْ اُمُّسُلَیْمٍ حَیْسًا مِنْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ قَالَ اَنَسٌ فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ اِذْهَبْ فَادْعُ مَنْ لَقِیْتَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَذَهَبْتُ فَمَارَاَیْتُ اَحَدًا اِلَّا دَعَوْتُهُ قَالَ وَوَضَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَهُ فِی الطَّعَامِ وَدَعَافِیْهِ وَقَالَ مَاشَاءَ اللّٰهُ قَالَ فَجَعَلُوْ یَاکُلُوْنَ وَیَخْرُجُوْنَ

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب نبی ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پتھر کا ایک پیالہ میٹھے دلیے سے بھر کر بھیجا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی ﷺ نے فرمایا جا تجھے جو مسلمانوں سے ملے بلا لا تو میں نے کوئی نہ چھوڑا جس کو دیکھا بلا لیا فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ نے اپنا دست پاک کھانے پر رکھا اور اس پر دعا فرمائی اور فرمایا (ماشاء اللہ) فرمایا تمام ہی (اس پیالہ

دلیہ کو) کھا کر سیر ہوتے اور نکل جاتے۔

اس حدیث شریف سے چار امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

(۱) پتھر کے ایک پیالے سے کئی آدمیوں کا سیر ہونا۔

(۲) دلیا کھلانا سنت ثابت ہوا۔

(۳) میٹھا دلیہ پکا کر نذرانہ بھیجنا اور آپ کا قبول فرمانا۔

(۴) کھانا کھانے سے پہلے کھانے پر دعا پڑھنا۔

کیوں جناب وہابی صاحب تم نے بھی کبھی اس حدیث پر عمل کیا ہے۔

دن مقرر کر کے نیاز پکانا

بخاری شریف ۱/۱۲۸} عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَتْ فِيْنَا اِمْرَءَةٌ تَجْعَلُ عَلٰى اَرْبَعَاءَ فِیْ مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا فَكَانَتْ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْزِعُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِیْ قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِّنْ شَعِيْرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُوْنُ اُصُوْلَ السِّلْقِ عَرَقَةً وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَرِّبُ ذَالِكَ الطَّعَامَ اِلَيْنَا فَنَلْعَقُهٗ وَكُنَّا نَتَمَنّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذَالِكَ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے مسلمانوں میں ایک عورت تھی جو نالے کے پانی سے اپنے کھیت میں چقندر بوتی تو جب جمعہ کا دن ہوتا چقندر کی جڑھیں علیحدہ کر کے دیگچی میں ڈالتی اور اس پر ایک مٹھی بھر جو ڈال کر تمام کو (نیاز) پکاتی تو چقندر کی جڑھیں اس میں گوشت کے قائمقام ہوتیں جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم اس عورت پر السلام علیکم جا کہتے تو اس طعام کو وہ ہمارے سامنے قریب کر دیتی تو ہم اس کو چاٹتے اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) مقررہ دن میں نیاز پکانا۔

(۲) برکت والے دن کا تقرر کرنا۔
(۳) نیاز کھانے والے کا نیاز کا متمنی ہونا۔

''وہابی'': بزرگوں کے لئے نذر و نیاز پیش کرنے کے قائل تو ہم ہو جائیں لیکن بعض پیر ایسے ظالم ہوتے ہیں مرید خواہ کیسا ہی تنگ ہو وہ اپنی نذر لینے سے درگزر نہیں کرتے۔

''محمد عمر'': جو بزرگان دین ہیں اور رہنمایان طریقت ہیں وہ کسی سے مانگتے نہیں جاتے دعیان رہنمائی اسلام خواہ لاکھوں روپے چندہ مانگ مانگ کر کھا جائیں تو مہتم نہیں مگر پیشوایان حقیقت کو بغیر طلب اگر کوئی برضائے خود نذرانہ مالازوال له اجره پیش کردے تو تم ان کو مطعون بناتے ہو کچھ خدا کا خوف کرو اور اگر کوئی معتقد پیشوا کو تنگی کی حالت میں بھی نذرانہ مرشد حق کی خوشنودی کے لئے ادا کرے تو وہ بھی مالک کل کو ہی راضی کرنا ہے۔

تنگی کی حالت میں صرف کر کے پیشوایان حق کو راضی رکھنا

بخاری شریف {۱/۵۳۵} عَن ابی ھریرۃ اَنَّ رَجُلاً اَتی النَّبِی ﷺ فَبعَثَ اَلٰی نَسَاءِہٖ فَقُلْنَ مَامَعَنَا اِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ یَضُمُّ اَوْیَضِیْفُ ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ لاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِہٖ اَلٰی اِمْرَءَ تِہٖ فَقَالَ اَکْرِمِیْ ضَیْفَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتَ صِبْیَانٍ فَقَال ھَیِّی طُعَامکَ وَاَصْبِحْتُ سِرَاجکَ وَنُوْمِیْ صِبْیَانکَ اذا الادوعشاءً فھیَّات طعامھاواصبحت سراجھاونومت صبیانھا ثُمَّ قَامَتْ کَاَنَّھَا تُصْلِحُ سِرَاجھَا فَاطْفَاتُہٗ نجعلا یُرِیَانِہٖ اَنَّھُمَا یَاکُلَان فَبَاتَا طَاوِیَیْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَاً الٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ ضَحِکَ اللّٰہُ اللَّیْلَۃَ اَوْعَجبَ مِنْ فَعَالِکُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَیُوْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْکَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ...... ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ ایک آدمی مصطفیٰ ﷺ کے دربار شریف میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ سوائے پانی کے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس شخص کو اپنا مہمان بنائے تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں تو وہ اس مامور کو اپنی عورت کے پاس لے گئے پھر انہوں نے اپنی بیوی کو کہا کہ نبی ﷺ کے مہمان کی اچھی مہمان نوازی کرنا تو ان کی بیوی صاحبہ نے عرض کی کہ جناب کہ ہمارے پاس سوائے چھوٹے بچوں کی غذا کے اور کچھ نہیں تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کھانا تیار کرو اور دیے کو روشن کرو اور بچوں کو (بھوکے) سلاؤ جب انہوں نے عشائ کا ارادہ کیا تو آپ کی بیوی نے کھانا تیار کر لیا اور چراغ روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر کھڑی ہو گئیں گویا کہ وہ چراغ کو درست کر رہی ہیں تو اس کو بجھا دیا تو دونوں ایک دوسرے کو کھاتے ہوئے معلوم کر رہے ہیں (درویش نبوی کو کھانا کھلا دیا) اور خود دونوں بیوی خاوند بچے بھوکے رات سو رہے جب صبح ہوئی تو دربار مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات کو تمہاری اس کاروائی سے بڑا خوش ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور اپنی جانوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا تو وہی ہیں وہ بچنے والے۔

اس حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) رہبر کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا خواہ کیسا بھی معذور ہو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی رضا سے رضا مرشد کو مقدم رکھنا۔

(۲) پیشوا کا مہمان نوازی ارشاد فرمانا تو باوجود تنگدستی کے ان کے حکم وارشاد کی تعمیل کرنا خواہ خود اور اپنے اہل و عیال کو بھوکا سلائے اور اس حالت میں بھی معترض

نہ ہونا بلکہ خوش ہونا۔

(۳) مرشد کی رضا سے بموجب آیۂ کریمہ خداوند کریم کو راضی ہونا۔

(۴) خداوند کا غیب میں راضی ہونا اور نبی کریم ﷺ کو خداوند کے غیبی رضا کا علم ہونا۔

(۵) صاحب ارشاد کے واسطے مالی قربانی کرنا۔

جب مرید کا تعلق مرشد سے اس سنت کے مطابق ہو جائے تو ہر قسم کی رحمۃ الٰہیہ کا نزول ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مستدرک $\frac{1}{62}$ } عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ البرکۃ مع اکابر کم هذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اکابرین کی معیت میں برکت ہے۔

بھائی ہم تو خوشحال ہوں، یا تنگمال اہل اللہ کی معیت اور ان کی غلامی اور ان کی رضا کے خواہاں ہیں اور اس عمل کو رضا الٰہی سمجھتے ہیں اور یہی سبق ہمیں قرآن کریم اور حدیث مصطفیٰ علیہ ﷺ سے حاصل ہوا ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہے۔

''وہابی'': پیری مریدی محض کھانے کا ڈھنگ بنا ہوا ہے مرید بنایا اور پیسے بٹور لئے۔

''محمد عمر'': فقیر نے پہلے قرآن و حدیث سے بوضاحت اس کو بیان کر دیا ہے۔ لیکن اب تمہارے اس اعتراض کو بھی دور کرتا ہوں کہ آیا بوقت بیعت مرید اپنے پیشوا کو کچھ نذر و نیاز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔

بوقت بیعت مرید کا پیر طریقت کو ھدیہ پیش کرنا اور پیر کا قبول فرمانا طمع نفسانی پر محمول نہیں بلکہ سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سلسلہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ہدیہ پیش فرمایا تو نبی ﷺ نے خود بھی تناول فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی تقسیم فرمایا۔

مستدرک ۴/۳۰ دلائل النبوۃ ۱/۸۹} عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قَطَفْتُ تَمْرًا جَيِّدًا ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ صَدَقَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَلَمْ يَاكُلْ ثُمَّ لَبِثْتُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَخَذْتُ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ هَدِيَّةٌ فَاَكَلَ مِنْهَا وَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تازی کھجوریں توڑیں پھر چلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کھجور کو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور صدقہ ہے تو آپ نے قوم کو فرمایا کہ کھاؤ اور آپ نے خود نہ تناول فرمایا۔ پھر میں جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر میں نے اتنی ہی کھجور لی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے رکھ دی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کی کہ حضور نذرانہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خود بھی تناول فرمایا اور قوم کو بھی کھانے کی اجازت فرمائی (تو میں نے مال زکوۃ آپ کو) خود نہ تناول فرماتے دیکھا اور نذرانہ قبول فرماتے اور استعمال کرتے دیکھ کر ایمان لے آیا) پھر میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ کیوں زکوٰتی ملانواب بتاؤ طلبا کے نام سے زکوۃ مال خود ہضم کر جاؤ تو تمہارے لئے جائز اور اولیاء اللہ کو اگر خداوند کریم غیبی خزانے سے مریدین و معتقدین و بھیج کر بلا طلب نذرانے عطا فرمادے تو ان کو حرام کہو معلوم ہوا کہ تمہارا یہ عقیدہ حدیث مذکورہ بالا کے عکس نقیض ہے اور اولیاء اللہ کا اپنے معتقدین و مریدین سے بلا طلب نذرانے قبول فرمانا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتویٰ حرام دے وہ خود مشکوک ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

☆☆☆

وہابی جمعرات کی خصوصیت کے منکر ہیں اور جمعرات منانے والوں کو مخول کرتے ہیں۔اوراحناف جمعرات کو خاص دن شمار کرتے ہیں۔اب تم سوچو تم کون ہو۔

فضیلت جمعرات

(۱) کنز العمال ۲۶۹/۶} اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِ ھا یَوْمَ الْخَمِیْسِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔اے اللہ میری امت کو برکت عطا کر جو جمعرات کے دن میں عبادات میں جلدی کرنے والے ہوں۔

(۲) کنز العمال ۲۶۹/۶} اِنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ تُعْرَضُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ

اسام بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے اعمال پیر کے دن اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔

(۳) مسند امام احمد بن حنبل ۳۲۹/۲} حدثنا عبداللہ حدثنی ابی حدثنا ابوعاصم انا محمد بن رفاعة عن سھیل ابن ابی صالح عن ابید عَنْ ابی ھریرہ اَنَّ رَسُوْلَ اللہ ﷺ اکثرمَا یَصُوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَالخَمِیْسِ قَالَ فَقِیْلَ لَہٗ قَالَ فقَالَ اِنَّ الْاَعْمَال تُعْرَضُ کُلَّ اِثْنَیْنِ وَخَمِیْسِ اَوْ کُلَّ یَوْمِ اِثْنَیْنِ وَ خَمِیْسٍ فَیَغْفِرُ اللہُ بِکُلِّ مُسْلِمٍ

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کو زیادہ روزے رکھتے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو (اس کے متعلق) عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک پیروار اور ہر جمعرات یا ہر دن پیروار کے یا ہر دن جمعرات کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔

کیوں جناب اب تو نبی اکرم ﷺ کی زبان پاک سے ثابت ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی خصوصیت اور فضیلت ہے کہ اس دن میں عبادت زیادہ کرتے ہیں اور اپنے اکابرین کی طرف سے بھی صدقہ خیرات کرتے ہیں تا کہ جانبین کی بخشش کا باعث ہے۔

(۴) ترمذی شریف ۱/۹۳} حدثنا محمد بن یحیی ناابو عاصم عن محمد بن رفاعة عن سهيل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هريرة اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَاصَائِمٌ

ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیر وار اور جمعرات کے دن تمام اعمال (دربار الٰہی میں) پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس امر کو محبوب سمجھتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں اس حالت میں کہ روزے دار ہوں۔

یہ محض تعلیم امت کے واسطے ہے کہ اے مسلمان تو پیر وار اور جمعرات کو روزہ رکھ تا کہ جب دربار الٰہی میں تیرے اعمال پیش ہوں تو تو روزے کی حالت میں ہو تو تیری بخشش ہو جاوے ورنہ آپ کو تو خداوند نے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ کا سفید چیک عطا کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ مُزَکِّیْ ہیں۔اس لئے خود بے گناہ ہیں بلکہ گنہگاروں کو بے گاہ بنانے والے ہیں تو شاید دشمن کہے معاذ اللہ اپنے فلاں گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بقول دشمن اگر آپ سے کوئی لغزش سرزد بھی ہو جائے تو قبل از فعل میں نے اس کو بخش دیا بلکہ يبدل الله يساتهم حسنات کے قانون سے وہ لغزش آپ کی نیکی شمار ہو گی تو جب آپ کو یہ یہ درجہ حاصل ہے۔تو ثابت ہوا کہ آپ کی طرف سے کوئی لغزش والا فعل وقوع میں آ ہی نہیں سکتا پھر میرے اعمال پیش کیئے جاویں تو میں روزے دار

ہوووں کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ امت بھی آپ کی ہے تو آپ نے امت کے اعمال سیات کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں پیر وار اور جمعرات کا روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ میرے اعمال یعنی میری امت کے اعمال دربار الٰہی میں پیش ہوں تو ان میں بعض سیات بھی ہوں گے اس لئے میں ان دونو دنوں میں روزہ رکھتا ہوں تا کہ میرے روزہ رکھنے کی وجہ سے خداوند میری امت کے اعمال یہ کو معاف فرما دے جب آپ ان دونوں دنوں میں ہماری معافی کیلئے اتنی کوشش فرماویں تو ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی ان دونوں دنوں میں میں عبادت کی کوشش اور اپنے سابقین کے واسطے بھی بخشش کے اسباب مہیا کریں تا کہ ہماری بھی ان دونوں دنوں میں سنت مصطفیٰ علیہ پر عمل کرتے ہوئے بخشش ہو جاوے تو آپ نے ہماری تعلیم کے واسطے ان دنوں کی عبادت و استغفار کا ارشاد فرمایا چناچہ ہماری سمجھ میں جمعرات اور پیر وار کی خصوصیات آ چکی ہے۔ ہم خصوصا دونوں دنوں میں ہر عبادت اوصدقے کی کوشش کرتے ہیں تم ھی اگر امت مصطفیٰ علیہ کی امت ہو تو کوشش کر لو اور نہ کوئی ضرورت نہیں۔ تم وہابی ہمیں مطعون کرتے ہو کہ یہ جمعراتی ملاں ہیں اب تم فیصلہ کرو کہ یہ طعن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دلسے فیصلہ کرو کہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ طعن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دل سے فیصلہ کر وہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ طعن و تشنیع جمعرات کی کروگے یا نہیں اور کرنی چاہیئے یا نہیں اور نبی علیہ نے چونکہ متقدمین و سابقین کیلئے ہی کوشش فرمائی اسی لے ہم سب کو شامل سمجھتے ہیں۔

''وہابی'': تمہارے اس استدلال سے ثابت ہوا کہ تم بزرگان دین کو بھی گنہگار سمجھتے ہو۔ کیونکہ گنہگاروں کے لئے تو بھلا تم نے ان کی بخشش کے لئے ان کی طرف سے کچھ خرچ کیا یا کلام پڑھ کر بخشی تا کہ ان کے اعمال میں ترقی ہو لیکن تم تو بزرگوں ے لئے بھی جمعرات کو یہ سلسلہ کرتے ہو۔

''محمد عمر'': بھائی ہم اکثر اپنے قریبی فوت شدہ کے لئے ہی یہ قیام صدقہ خیرات وروزہ اس کی طرف سے رکھتے ہیں تا کہ میت کے اعمال صالحہ میں میں زیادتی ہو اور ان الحسنات یذھبن السیات کے قانون سے ان کی سیات خداوند کریم مٹا دیں اور حسنات کی زیادتی ہے اس کی بخشش ہو جائے لیکن بعض بزرگان دین کے لئے بھی ہم اس کار خیر سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے یہ دن بڑی خوشی کا ہے۔ ان کے اعمال صالحہ اس دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں تو خداوند ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرما کر رضی اللہ عنھم کے ارشاد سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی رضا کے لئے رب العزت انعامات تقسیم فرماتے ہیں تو ادھر ہم بھی خداوند کریم کی اس سنت کو ادا کرتے ہوئے ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرتے ہیں یا کلام پڑھ کر ان کی ملک کرتے ہیں یا ان کی طرف سے روزہ رکھتے ہیں تو جب اولیاء اللہ کو اس کا ثواب پہنچتا ہے تو وہ بھی ہمارے حق میں دعا کرتے ہیں۔ تو رب العزت ورضوا عنه کے قانون سے ان کی رضا کے لئے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں ان کی طفیل اور انکی دعا سے ہماری بخشش بھی ہو جاتی ہے تو ہم اولیاء اللہ کے لئے یہ سلسلہ اس لئے کرتے ہیں کہ خداوند ہمیں بھی اس کار خیر کی وجہ سے جو محض للہ کیا گیا ہے بخشش فرما دیں اور جمعرات کے دن کی فضیلت ملاحظہ ہو نبی ﷺ نے فرمایا:

(۵) کنز العمال ﴿٦/٢٦٩﴾ تُفْتَحُ الْجَنَّةُ كُلَّ اِثْنَيْنِ وَ خَمِيْسٍ وَتُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ اِثْنَيْنِ وَ خَمِيْسٍ تمام جنت کے دروازے ہر پیر وار و جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر پیر وار و جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر پیر وار و جمعرات کو تمام اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

کیونکہ جناب وجوہ یومئذ مسفرة ضاحكة مستبشره ووجوه یومئذ علیها غبرة ترهقها قترة کا پورا نقشہ بنتا ہے یا نہیں تو تم کو بھی اگر فریق

اول میں شامل ہو کر اسی حلیہ سے کھلے دروازوں جنت میں پہنچنے کی خواہش سے تو جمعرات منالو ورنہ دوسرے فریق میں شامل تو خود بخود ہی ہو جاؤ گے۔

وماعلینا الاالبلاغ المبین

''وہابی'': بھلا مولوی صاحب یہ تو معلوم ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی فضیلت ہے اور اس دن عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن ملانوں کو جمعرات کے دن حلوا اور گوشت گھی والے پراٹھے اور دودھ زیادہ کیوں پسند ہے اور ان کو لوگ یہی زیادہ تر دیتے ہیں۔اس کی کیا کوئی شرعی دلیل ہے۔

''محمد عمر'': حلوا اور گوشت دودھ وغیرہ محض ملانوں اور مسلمانوں کو ہی پسند نہیں بلکہ نبی ﷺ نے پسند فرمایا ہے اس لئے ان کو بھی پسند ہے اور لوگ بھی اسی لئے ان کا ہی صدقہ کرتے ہیں۔سنیئے۔

فضیلت دودھ

ابن ماجہ ۲۴۶} عائشه تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُتِیَ لبنٍ قَالَ بَرَكَةٌ اَوْ بـر كتان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کو دودھ دیا جاتا تھا تو آپ فرماتے ایک برکت ہے۔یا دو برکتیں۔

فضیلت حلوا و شہد

ابن ماجہ ۲۴۶} عن عائشه قالت كان رسول اللّٰه ﷺ يحب الحلواو العسل

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی ﷺ ہمیشہ حلوے اور شہد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔اب تمہارا طعن کہاں تک پہنچتا ہے خود سوچو۔

فضیلت گوشت

ابن ماجہ ۲۴۵} عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ سَیِّدُ طَعَامِ اَھْلِ الدُّنْیَا وَاَھْلِ الْجَنَّۃِ اللَّھْمُ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دنیا والوں اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے۔

ابن ماجہ ۲۴۷} عن ابن عمر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ وَدِدْتُ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا خُبْزَۃٌ بَیْضَاءَ مِنْ بُرَّۃٍ سَمْرَاء مُلَبَّقَۃً بِسَمَنٍ کُلُّھَا
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا دلی ارادہ ہے کہ اگر ہمارے پاس۔ پراٹھ گھی کا گندھا ہوا ہو تو کھائیں معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے پراٹھے کا شوق تھا۔ اور لوگ پیش کرتے تھے۔ آپ تناول فرماتے ملاحظہ ہو۔

ایک پراٹھ پکا کر نذرانہ کرنا اور قبول فرمایا

ابن ماجہ ۲۴۷} عن انس بن مالک قَالَ صَنَعَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ لِلنَّبِیِّ ﷺ خُبْزَۃً وَصَنَعَتْ فِیْھَا شَیْئاً مِّنْ سَمْنٍ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی ﷺ کے لئے ایک پراٹھ گھی کا تیار کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ کو پراٹھے کے نذرانے آتے تھے وہابی گٹھلیوں کے ساتھ ذکر وصلوۃ پڑھنے کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اکثر بزرگان احناف نے ہر روز اس کو اپنا معمول بنایا ہوا ہے اب تم سوچو تم کون ہو۔

گٹھلیوں یا کنکریوں کیساتھ ورد وظیفہ پڑھنا

(۱) ترمذی شریف ۲/۱۹۶} حدثنا احمد بن الحسن اصبغ بن الفرج اخبرنی عبداللہ بن وھب عن عمرو بن الحارث انہ اخبرہ عن سعیدبن

ابی ھلال عن خزیمة عن عائشهبنت سعد بن ابی وقاص عَنْ اَبِیْهَا اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَلٰی اِمْرَاءَ ةٍ وَبَیْنَ یَدَیْهَا نَوَاةٌ اَوْقَالَ حَصَاةٌ تُسَبِّحُ بِهَا فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکِ بِمَاهُوَ اَیْسَرُ عَلَیْکِ مِنْ هٰذَااَوْ اَفْضَلَ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَاخَلَقَ فِی السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَمَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَمَابَیْنَ ذَالِکَ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَاهُوَ خَالِقٌ وَاللهُ اَکْبَرُ مِثْلُ ذَالِکَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلُ ذَالِکَ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ مِثْلُ ذَالِکَ هذا حدیث حسن غریب من حدیث سعد

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ سعد بن ابی وقاص کی بیٹی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں حضرت سعد ے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اور اس کے آگے کھجور کی گٹھلیاں ہیں یا اس نے کہاہ کنکریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح پڑھ رہی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے آسان یا افضل نہ بتادوں سبحان اللہ عددما خلق (اخیر لاحول ولاقوۃ الا باللہ تک جو اوپر لکھا ہے تمام اسے ہی پڑھ لیں) تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں بھی لوگ گٹھلیاں اور کنکریاں ملا کر سنت پر عمل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں جس کو نبی ﷺ نے مشکل فرمادیا اور پھر اس کی آسان صورت بھی فرما دی اب تم نہ آپ کے فرمودہ آسان او ظیفہ کرو اور نہ مشکل کا وظیفہ کرو بلکہ مشکل وظیفہ و عبادت کرے والوں کو روکو تو معلوم ہوا کہ تم مناع للخیر کی اقتدا میں مسلمانوں کو عبادت سے روکتے ہو اگر یہ بدعت ہوتا جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو آپ کے زمانہ کے بعد یہ جاری ہوتا اور پھر بھی بدعت حسنہ ہوتی سیہ پھر بھی نہ کہلاتی لیکن جب یہ طریقہ مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ میں رائج ہوا تو سنت ثابت ہوا اور اگر یہ طریقہ برا ہوتا تو حضور ﷺ ہی روک دیتے تمہیں آج تکلیف نہ اٹھانی پڑتی اور جب آپ نے نہیں

روکا تو تمہاری آج کون سر پھرا مانت ہے اور سنیئے اس حدیث کے اسناد مستدرک میں دوسرے طرق سے مذکور میں جو اس کیلئے حمزو شاہد ہے۔

مستدرک ج ۱ ص ۵۴۷} حدثناه اسمٰعیل بن احمد الجرجانی ثنا محمد بن الحسن بن قتیبه العسقلانی ثناحر ملة بن یحییٰ انبانا ابن وهب اخبرنی عمروبن الحار ان سعید بن ابی هلال حدثه عن عائشه بنت سعد بن ابی وقاص رضی الله تعالیٰ عنها عن ابیها الخ اور اس اسناد و علامہ ذہبی نے صحیح لکھا ہے۔ اور ابوداود نے باب التسبیح بالحصیٰ لکھ کر اس روایت کو بیان کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کے اسناد کو اور طریقے سے بیان فرمایا ہے سنیئے

(۲) ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۲} باب التسبیح بالحصٰی: حدثنا احمد بن صالح ناعبدالله بن وهب اخبر نی عمرو ان سعید بن ابی هلال حدثه عن خزیمة عن عائشه بنت سعد بن ابی وقاص رضی الله تعالیٰ عنها عن ابیها الخ ایک حدیث کا تین اسناد سے صحیح نبی ﷺ تک پہنچنا مسلمانوں کے لئے بلا تاویل حجۃ ہے کوئی ایمان لائے یا نہ۔

(۳) مستدرک ج ۱ ص ۵۴۷} حدثنا علی بن الحمشاد العدل ثناهشام ابن علی السدوسی ثنا شاذبن فیاض ثنا هاشم بن سعید ع صفیه رضی الله تعالیٰ عنها قالت دخل علی رسول الله ﷺ وبین یدی اربعة الاف نواة اسبح بهن فقال یابنت حیی ماهذا قلت اسبح بهن قال قد سبحت منذ قمت علی راسک اکثر من هذا قلت علمنی یا رسول الله قال قولی سبحان الله عدد ما خلق من شیء هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه

صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں پڑی تھیں ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپ نے فرمایا اے حیی کی بیٹی یہ کیا ہو رہا ہے میں نے عرض کی کہ حضور ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی ہوں آپ نے فرمایا کہ میں جب سے تیرے سر پر کھڑا ہوں اس سے زیادہ میں نے تسبیح پڑھ لی ہے میں نے عرض کی کہ حضور مجھے بھی سکھایئے آپ نے فرمایا تو پڑھ **سبحان اللہ عدد ما خلق من شیئی** اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور بخاری مسلم نے اسے بیان نہیں کیا اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے بھی صحیح لکھا ہے۔ احادیث مذکورہ بالا جو کئی اسناد سے محدثین کی معتبر اور صحیح تسلیم شدہ ہیں سے ثابت ہوا کہ گٹھلیوں سے ورد وظائف کا پڑھنا سنت ہے اور سنت کو بدعت کہنے والے پر جو فتویٰ عائد ہوتا ہے وہ میں وہابی صاحب کے انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں وہ خود ہی لگالیں گے۔

''وہابی'': بھائی صاحب جب رسول اللہ ﷺ نے فریاد یا کہ **الا اخبرک بما ھو الیسر علیک من ھذا او افضل** کہ کیا میں تجھ کو اس سے آسان یا افضل نہ بتاؤں تو معلوم ہوا کہ آپ نے جو فرمایا وہ گٹھلیوں سے آسان تھا۔

''محمد عمر'': قانون خداوندی ہے کہ خداوند دینی دشمن سے جب علم چھینتا ہے تو عقل بھی ساتھ ہی مفقود کر دیتا ہے اگر ھذا امرجع **نواۃ یا حصاۃ** ہوتے تو آپ اسم اشارہ ھذا مونث فرماتے کیونکہ مرجع مونث تھا اور دوسری بات یہ ہے اگر مرجع نواۃ یا حصاۃ ہوتے تو بجائے گٹھلیوں کے پڑھنے کا آلہ کوئی اور فرماتے نہ کہ ذکر لیکن جب الیسر اور افضل اور اکثر کی تفصیل بیان کردہ ذکر **سبحان اللہ عدد ما خلق من شیء** الخ سے فرمائی تو ثابت ہوا کہ ھذا کا مرجع ذکر ہے نہ حصاۃ و نواہ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو وظیفہ پڑھ رہی تھیں آپ نے اس ذکر

سے افضل اور آسان اور اکثر وظیفہ دوسرا فرمایا نہ گٹھلیوں سے افضل جو تمہارے دماغ نے اختراع کیا ہے بلکہ انہی گٹھلیوں سے جیسا کہ وہ ذکر پڑھ رہی تھیں اس کی بجائے انہوں نے آپ کا فرمودہ وظیفہ انہی گٹھلیوں پر پڑھا۔

میت و قبر میں دفن کر کے احناف اس کے سر کی جانب بیٹھ کر ختم پڑھتے ہیں اور وہابی بدعت سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ تم کون ہو۔

قبر کے پاس ختم کا پڑھنا

بیہقی شریف ۴/۵۶} اخبرنا ابو عبدالله الحافظ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد قال سالت یحیی بن معین عن القراءة عند القبر حدثنا مبشرین اسماعیل الحلبی عن عبدالرحمن بن العلاع بن اللحلاج عن ابیه انه قال لبنیه اذا ا ادخلتمون قبری فضعونی فی للحد وقولوا باسم الله وعلی سنة رسول اللهوسوا علی التراب سناوا قرء و عندهراسی اول البقرة وخا تمتها فانی رایت ابن عمر ینستجب ذالک.

عبدالرحمٰن اپنے باپ علاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیت کی کہ جب تم مجھے قبر میں داخل کرلو تو مجھے لحد میں رکھو اور کہو اللہ کے نام سے اور سنت رسول اللہ ﷺ پر اس کو رکھ رہے ہیں اور میری قبر پر مٹی کا کوہان بلند کرنا اور میرے سر کے قریب سورہ بقرہ کا اول پڑھنا (یعنی الم سے اولئک هم المفلحون تک اور اخیر کی آتیں یعنی الم اولئک هم المفلحو تک اور اخیر کی آتیں یعنی امن الرسول سے فانصرنا علی القوم الکافرین تک یوں جناب وهابی صاب تم نے کبھی اس ختم کی سنت کو ادا کیا ہے سنت حسنہ کے عاملین احناف ہی ہیں۔

'وہابی'' تمہارے مرنے وغیرہ میں کئی کئی بدعتیں جاری ہیں جیسا کہ میت کو جب تم دفنا کر آتے ہو تو گھر میں ایک کپڑا بچھا کر آدمی بیٹھتے ہیں۔اور رواج ہے کہ اس کے ملنے والے آ کر وہاں بیٹھ کر افسوس کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی ہے کیا یہ پھوڑی میت کی رچنا شرع میں درست ہے؟ یہ تمام بدعات ہیں جو تم نے اپنی طرف سے گڑھی ہوئی ہیں۔

''محمد عمر'': کپڑا بچھا کر بیٹھانا مسلمانوں کا اجتماع تو شرعا ناجائز نہیں باقی رہا بعد از دفن میت ایسا کرنا تو یہ نبی ﷺ سے ثابت ہے اور میت والوں کے پاس ان کی دلجوئی کے لئے جانا مسنون ہے۔ بدعت نہیں اور میت کے لئے کچھ قرآن پڑھ کر بخشنا یا ان کے حق میں دعاء خیر تو یہ بھی سنت ہے سنیئے۔

پھوڑی کا ثبوت

ابوداؤد ۲/۸۹ } عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال قبرنا مع رسول الله ﷺ یعنی میتا فلما فرغنا انصرف رسول الله ﷺ وانصرفنا معه فلما حاذى بابه وقف فاذا نحن بامر ء ة مقبلة قال اظنه عرفها فلما ذهبت اذا هي فاطمة فقال لها رسول الله ﷺ ما اخرجک یا فاطمة من بيتک قالت اتيت يا رسول الله اهل هذا البيت فرحدت اليهم ميتهم او عزيتهم به.

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم نے نبی ﷺ کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا پھر جب ہم فارغ ہوئے نبی ﷺ واپس تشریف لائے اور ہم بھی آپ کے ساتھ واپس لوٹے تو جب آپ اپنے دروازے کے بالمقابل آئے ٹھہر گئے تو اچانک ایک عورت آ رہی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ آپ نے اس کو پہچان لیا ہے تو جب وہ چلی گئی تو وہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ تجھے کس کام نے اپنے

گھر سے باہر نکالا تو آپ نے عرض کیا کہ حضور میں اس گھر والوں ی طرف آئی ان کی میت کے لئے فاتحہ خوانی کی ہے یا میں نے ان کی دلجوئی کی میت کے سبب۔

کیوں جناب وہابی صاحب ثابت ہوا کہ آپ کے زمانہ میں بھی پھوڑی کا رواج تھا۔ اور ان کی پھوڑی پر میت کی فاتحہ خوانی کی جاتی اور اہل خانہ کو صبر و تحمل کی ترغیب دلائی جاتی۔ جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا تو صاحب میت کے گھر چل کر جانا اور اس کے ساتھ دلجوئی کی کلام کرنا سنت ثابت ہوا تم سمجھو یا نہ اور پھوڑی کے لئے میت والے کپڑا بھی ضرور بچھاتے ہوں گے ورنہ تمام قریبی کہاں آ کر بیٹھتے ہوں گے ہاں البتہ پھوڑی پر حقہ نوشی اور بے وضو بیٹھنا اور غیبت جھوٹ کا رواج شرعاً یہ منع ہے اگر با وضو بیٹھا جائے اور جو آئے بیٹھے اور صاحب میت کی دلجوئی کرے اور میت کو کچھ کلام پڑھ کر بخشے تو دونوں کو ثواب و سنت کے طریقہ کو عذاب کہنے والا خود عذاب میں گرفتار ہے اور سنیئے۔

ابوداؤد {۲/۸۹} عن انس قال اتی النبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امرءة قبلی علی صبی لها فقال لها اتقی اللہ و اصبری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو اپنے لڑکے پر رو رہی تھی تو آپ نے اس کو فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت والوں کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا سنت ہے۔

''وہابی'': میت والے کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرا تو سنت ثابت ہو گیا۔ اور وہاں جا کر فاتحہ خوانی کا رواج تم نے کہاں سے نکال لیا۔

''محمد عمر'': بھائی فقیر اس کو بھی حدیث شریف سے ثابت کرتا ہے۔

میت کے لئے فاتحہ خوانی

مسلم شریف ص ۳۰۴ ج ۲ } عبید ابی عامر کے مرنے کے بعد نبی ﷺ نے اس کے لئے دست پاک اٹھا کر دعا فرمائی سنیئے **فدعا رسول اللہ ﷺ بماء فتوضا منہ ثم رفع یدیہ ثم قال اللھم اغفر لعبید ابی عامر حتی رئیت بیاض ابطیہ ثم قال اللھم اجعلہ یوم القیمۃ فوق کثیر من خلقک**

پھر نبی ﷺ نے وضو کے لئے پانی منگایا پھر اس سے وضو کیا پھر آپ نے دونو دست پاک اٹھائے پھر فرایا اے اللہ عبید ابی عامر کو بخش دیا کے وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی پھر فرمایا کہ اے اللہ اس کو قیامت کے دن اپنی بہت مخلوق پر مرتبہ عنایت فرما۔

''وہابی'': معلوم ہو گیا کہ میت کے لئے واقعی دعائے مغفرت کرنی ثواب ہے لیکن جب تم میت کے لئے دعائیں ماگ لیتے ہو تو ایک زور سے بول اٹھتا ہے کہ مولوی صاحب دعا خیر کرو تو پھر بار بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے۔

''محمد عمر'': یہ بھی نبی ﷺ کی سنت ہے اسی حدیث کے آگے مذکور ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے سے حضرت عبید اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے آپ نے دعا فرمائی تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ نے عرض نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا خیر فرمائیے تو جناب حضرت نبی اکرم ﷺ نے پھر کرم نوازی فرمائی اور پھر دعاء خیر فرمائی۔

فاتحہ کے بعد دعاء خیر

مسلم شریف ص ۳۰۴ ج ۲ } **فقلت ولی یا رسول اللہ فاستغفر فقال النبی ﷺ اللھم اغفر لعبداللہ بن قیس ذنبہ و ادخلہ یوم القیمۃ مدخلا کریما**

وقال ابو بردة احدھا لا بی عامر والاخری لابی موسی
ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بعد میں میں نے عرض کی حضور میرے لئے بھی دعا خیر فرمائیے تو آپ نے میرے لئے بھی دعا بخشش فرمائی پھر فرمایا نبی ﷺ نے اے اللہ عبداللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش لے اور قیامت کے دن اس کو جنت میں داخل فرما اور ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دعا آپ نے ابو عامر کے لئے فرمائی اور دوسری دعا او موسیٰ اشعری کے لئے۔

کیوں جناب دعا خیر کا ثبوت حدیث شریف سے ثابت ہو گیا اب تم بھی اس پر عمل کرنا۔

فرقہ وہابیہ دیندیہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور پڑھنے والے کو روکتے ہیں اور احناف کی مساجد میں صلوٰۃ فریضہ کے بعد دورد شریف کو بلند آواز سے لازمی پڑھا جاتا ہے۔اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی

(۱) احزاب ۲۲/۷ } اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْمًا (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔اے ایمان، الو تم بھی نبی ﷺ پر درود پڑھو اور سلام حق سلام بھیجنے کا (یعنی ذوق شوق سے)

اس آیۃ کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر درود شریف پڑھنا حکما فرض کیا۔ اور اس کی دلیل کو حکم پر مقدم فرمایا۔ کہ اللہ اور اس کے تمام فرشتے ہر وقت نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔لہذا تم بھی صلوۃ وسلام ذوق شوق سے پڑھو۔لہذا ہر مسلمان پر نبی ﷺ کے واسطے صلوۃ وسلام پڑھنا فرض ہوا اور اس فریضہ کو ادا کرنے کے واسطے فریضہ صلوۃ خداوندی کو فریضہ صلوۃ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملحقہ

حکم بجالانا اور فریضتین سے سبکدوش ہوکر مستقل رحمت سے سرشار ہونا ہے۔ اللہ اور اس کے ملائکہ کی سنت پر عمل کر کے حذب اللہ میں شمولیت کرنا ہے۔ کیونکہ اپے عمل کر، وب کریم کے عمل سے بقدر ہمت ادا کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اسے روکے تو وہ اس حزب اللہ سے نکالنے کے درپے ہے اور ان کی رحمت سے دور ہٹا رہا ہے۔ باقی رہا نماز فریضہ کے بعد متصل ہی اس فریضہ صلوۃ وسلام کو حتمی طور ادا کرنا اور اس ہیئت کذائیہ سے بلند آواز کر کے پڑھنا تو اس کا ثبوت احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔

(۲) بخاری شریف 1/116 مسلم شریف 1/217} عن ابن عباس ان رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابن عباس كنت اعلم اذا انصر فوابذالک اذا سمعة

(ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نماز مکتوبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا۔ اور فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نمازی جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذکر کو اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا ہوں۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مل کر ذکر کرنا بعد از نماز فریضہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کونسا ذکر مراد ہوسکتا ہے۔ تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔

(۳) خصائص کبرے 2/196} عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فِی قولہ تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ قَالَ قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ قَالَ اللہُ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ (ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے کہا ہے کہ اللہ نے فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو آپ بھی میرے ساتھ ذکر کئے جائیں گے)

اس حدیث قدسی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ذکر رسول ﷺ کو بھی لازمی قرار دیا۔ جیسا کہ صلوٰۃ الٰہی پڑھی جائے تو یہ عمل ذکر الٰہی ہے تو اس کے بعد صلوٰۃ رسول ﷺ اللہ کے فرمان سے لازمی ہوا۔ تو جو شخص بعد از نماز فریضہ درود پاک کو بدعت سمجھے تو وہ منکر فرمان خداوندی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ تو بعد ازاں محمد رسول اللہ پڑھنے کو بدعت کہدے تو اس کو مومن و مسلمان نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ اس نے ذکر الٰہی کے ساتھ ذکر رسول ﷺ کو لازمی نہیں سمجھا۔ قرآن کریم میں تمہیں کئی ایسی مثالیں ملیں گی جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اپنے عمل کے ساتھ ملحق فرمایا۔ چنانچہ مذکور ہے **اطیعو اللہ واطیعو ارسول** اور پھر فرمایا **و من یعص اللہ ورسولہ ی** یعنی اطاعت اللہ کا الحاق اطاعت رسول اللہ ﷺ سے ہے اور ان کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے متعلق ہے۔ ایسے ہی نماز فریضہ کے بعد درود شریف کا انکار کرنا یہ عین نماز الٰہی کا انکار کرنا ہے۔

''وہابی'': نماز فریضہ کے بعد عائیں بھی نبی ﷺ نے پڑھی ہیں۔ لہٰذا وہ دعائیں ہی ہونگی۔

''محمد عمر'': بڑا افسوس ہے کہ تم ذکر اور دعا کی تمیز بھی نہیں کر سکتے۔ دعائیں درود شریف کے بعد ہوتی ہیں۔ ورنہ اللہ کے دربار سے بغیر درود شریف دعائیں مردود ہو جاتی ہیں۔

(۴) ترمذی شریف ۱/۶۴} عَن عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاء مَوقُوفٌ بَينَ السَّمَاءِ وَالاَرضِ لَایَصعَدُ مِنهُ شَیءٌ حَتّٰی تُصَلِّی نَبِیِّکَ ﷺ (عمر بن الخطاب نے فرمایا۔ کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان اٹکی رہتی ہے۔ اس سے کچھ بھی اوپر جاتی حتی کہ اپنے نبی ﷺ پر تو درود پڑھے)

معلوم ہوا کہ دعا بغیر درود شریف زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے۔ ایک واحد طاقت نبی ﷺ پر صلوٰۃ و اسلام کی ہے۔ جو اس دعا کو دربار مولی تک پہنچاتی ہے۔

(۵) ترمذی شریف ۲/۱۸۶ } عن فضالة بن عُبيدٍ قال بينا رسولُ اللهِ ﷺ قاعدٌ إذ دخل رجلٌ فصلّى فقال اللّهمّ اغفرلي وارحمني فقال رسولُ اللهِ ﷺ عجلتَ أيّها المصلّي إذا صلّيتَ فقعدتَ فاحمدِ اللهَ بما هو أهلُه وصلِّ عليَّ ثمّ ادعُه قال ثمّ صلّى رجلٌ آخر بعد ذالك فحمد اللهَ وصلّى على النّبي ﷺ فقال له النّبيُّ ﷺ أيّها المصلّي ادعُ تُجَب هذا حديث حسن (فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ ہمارے درمیان نبی ﷺ تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے کہا الھم اغفرلی وارحمنی تو آپ نے فرمایا کہ اے نمازی تو نے بڑی جلدی کی ہے۔ جب تو نماز پڑھے تو وہیں بیٹھا رہ۔ تو اللہ کی تعریف بیان کر جو اس کے لائق ہے اور مجھ پر درود پڑھ۔ پھر اللہ سے دعا مانگ۔ تو فضالہؓ نے فرمایا کہ اس آدمی (عبداللہ بن مسعود) نے بعدازاں نماز پڑھی۔ پھر اللہ کی تعریف بیان کی۔ اور نبی ﷺ پر درود بھیجا تو نبی ﷺ نے اسے فرمایا۔ اے نمازی (اب تو) دعا مانگ تو قبول کیا جائے گا۔)

اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے بعد از نماز فریضہ بغیر درود شریف پڑھے کے دعا نہ مانگنے دی بلکہ نماز کی ترتیب پوری فرمائی۔ پہلے نماز فریضہ بعد ازاں۔ تسبیحات وتحمید اور بعدازاں صلوٰۃ النبی ﷺ پھر دعا۔ چونکہ عبداللہ بن مسعودؓ نے بعداز نماز فریضہ درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ اس واسطے انہوں نے نماز کو دوبارہ لوٹایا۔

(۶) ترمذی شریف ۱/۷۴ } عن عبد الله قال كنتُ أصلّي والنّبيُّ ﷺ وأبوبكرٍ وعمرُ معه فلمّا جلستُ بدأتُ بالثّناء على اللهِ ثمّ الصّلوة على النّبيِّ ﷺ ثمّ دعوتُ لنفسي فقال النّبيُّ ﷺ سَلْ تُعطَه سَلْ تُعطَه (حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور نبی ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ آپ کے ساتھ ہو لئے۔ جب بھی میں بیٹھا تو اللہ کی ثنا سے شروع

کیا۔ پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا۔ پھر اپنے نفس کے لئے دعا مانگی تو نبی ﷺ پر درود پڑھا۔ پھر اپنے نفس کے لئے دعا مانگی تو نبی ﷺ نے فرمایا مانگ لے عطا کیا جائے گا۔ مانگ لے قبول کیا جائے گا۔)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ہمیشہ عمل ایسا ہی ہوتا تھا۔ کہ نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیحات پڑھیں اور پھر درود پاک شروع کر دیا۔ پھر دعا مانگتے تھے تو جو طلب کرتے تھے ان اسوال پورا ہوتا تھا۔ اسی وا سے جو لوگ درود شریف نہیں پڑھتے وہ اجابت سے محروم رہتے ہیں۔

(۷) ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۷۷} عن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال ما جلس قوم مجلسا لم یذكرو والله فيه ولم يصلوا على نبيهم الا كان عليه ترة فان شاء عذبهم وان شاء غفرلهم (ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔ فرمایا آپ نے کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھے اس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام پر درود شریف نہیں پڑھا تو ان پر اللہ واختیار ہے اگر چاہے تو عذاب کرے ان کو اور اگر چاہے تو ان کو بخشے)

معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہو ر جب تم بیٹھتے ہو تو اللہ تعالیٰ ے عذاب اور بخشش ے، مابین رہتے ہو۔ یعنی بغیر درود شریف اور بغیر ذکر اللہ مشیت ایزدی پر انحصار ہے دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ اور درود شریف پڑھنے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دعا کو لوٹاتے نہیں۔

(۸) جلاء الافہام لابن قیم ص ۲۹۷} ذکرها ابو موسی المدينی من طريق عبدالغنى بن سعيد قال سمعت اسماعيل بن احمد بن اسماعيل الحاسب قَالَ اَخْبَرَنِی ابوبكر محمد بن عمر قالَ كُنْتُ عِنْدَ اَبِی بَكرِبن مُجَاهِدٍ فَجَاءَ الشِّبْلِیَّ فَقَامَ اِلَيْهِ اَبُوْبَكرِبْنِ مُجَاهِدٍ فَعَا نَقَهُ وَقَبَّلَ

بَیْنَ عَیْنَیْهِ فَقُلْتُ لَهٗ یَاسَیِّدِیْ تَفْعَلُ هٰذَا بِالشِّبْلِی وَاَنْتَ وَجَمِیْعُ مَنْ بِبَغْدَادِ یتصَوَّرُ اَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لِیْ فَعَلْتُ بِهٖ کَمَارَ ایتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ بِهٖ وَذَالِکَ اِنِّیْ رَاَیْتُ رسول اللّٰه ﷺ فی المنام وقد اَقْبَلَ الشِّبْلِیُّ فَقَالَ هٰذَا الْقِیْهِ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اِلیٰ اٰخِرِ السُّوْرَةِ وِیَقُوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ فَلَمَّا دَخَلَ الشِّبْلِیُّ سَاَلْتُه عَمَّا یُذْ کَرُبَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذَکَرَبَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذَکَرَمِثْلَه صلی اللّٰه علیک یَا مُحَمَّدُ

(ابوموسیٰ مدینی نے ہمیں بیان کیا عبدالغنی بن سعید کے طریقے سے اہوں ے ہا کہ میں نے اسمٰعیل بن احمد بن اسماعیل حاسب سے سناہ اس نے کہا کہ مجھے ابوبکرؓ محمدؒ بن عمر نے خبردی اس ے کہا کہ میں ابوبکرؓ بن مجاہد کے پاس تھا تو شبلی آیا۔ابوبکر بن مجاہد اس کے تعظیم کے لئے کھڑا ہوا اور اس سے معانقہ یا اور اس کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے اسے کہا اے میرے صاحب تو یہ شبلی کے ساتھ کرتا ہے تو اور تمام جو شخص بغداد میں ہے تصور کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے۔تو اس نے مجھے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ کیا ہے۔جیسا کہ میں نے نبی ﷺ کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا۔اور یہ میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ شبلی آیا تو نبی ﷺ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے۔اور اس کی دو آنکھوں ے درمیان بوسہ یا۔تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ شبلی کے ساتھ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنی نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ) یہ تمام آیت پڑھتا ہے۔اور اس کے بعد مجھ پر صلوۃ پڑھتا ہے۔اور ایک روایت میں ہے۔کہ اس نے وی فرضی نماز نہیں پڑھی مگر وہ ہر نماز کے پیچھے پڑھتا ہے لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ آخر تک اور تین دفعہ یہ پڑھتا ہے صلی اللّٰه علیک یا مُحَمَّد تو اس ے کہا کہ جب شبلی آیا تو میں نے بھی

یہ نماز کے بعد کا واقعہ جو بیان کیا گیا تھا دریافت کیا تو اس نے ویسے ہی بیان کیا)

اب تو تمہارے بڑے امام اور تمہارے شیخ ابن قیم کی طرف سے دلیل صحیح مل گئی اب بھی اگر صلوٰۃ وسلام بعد از نماز فریضہ نبی ﷺ پر بلند آواز سے نہ پڑھو تو پھر میں تو یہی کہوں گا کہ اللہ تمہیں ہدایت دے۔

جلاء الافہام ص ۳۷} قال الطبرانی حدثنا یحییٰ ابن ایوب العلاف حدثنا سعید ابن ابی مریم من خالد بن زید عن سعید ابن ابی هلال عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَکْثِرُ وْ الصّلٰوةَ عَلَّی یوْمَ الْجُمْعَةِ فَاِنَّهٗ یَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰائِکَةُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّی عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِکَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللهَ حَرَمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْتَ کُلَ اَحْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ.

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ وہ حاضری والا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا آدمی نہیں۔ جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہو۔ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کیا ہے)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا۔ کہ آپ ہماری آواز کو جس جگہ سے بھی ہم درود شریف پڑھیں سنتے ہیں۔ آپ کی سمع مبارک کا اتنا بلند پایہ ہے تو آپ کی نظر پاک بھی ہمیں ضرور ملاحظہ فرما رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ تو جیسا کہ ہمارے درود پاک کو سن کر ہماری مشکلیں حل فرماتے ہیں ویسا ہی تمہیں درود شریف پڑھنے کے وقت تمہارا شاذ ہونا بھی آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور تمہاری اس علیحدگی کا فتویٰ بھی نبی ﷺ سے ہی بیان کیا جاتا ہے۔

(۹) ابن ماجہ ص ۶۵} عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ نسی الصلوۃ علی خطی طریق الجنۃ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مجھ پر صلوۃ پڑھا بھول گیا تو وہ جنت کا راستہ بھلایا جائیگا)

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نسیان کے معنی ترک کے ہیں۔ تو جو شخص درود شریف پڑھنے کے وقت درود شریف کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی عامل کیوں نہ ہو اس کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی عامل کیوں نہ ہو اس کو جنت کا راستہ نہیں مل سکتا۔

(۱۰) خصائص کبرے ۲/۲۶۰} ان النبی ﷺ قال من ذکرت عندہ فلم یصل علی فقد خطی طریق الجنۃ (بے شک نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ذکر کیا گیا تو اس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو اس کو جنت کا راستہ بھلا دیا جائے گا۔)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آپ پر لوگوں کو درود پڑھتے دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا مسجد سے نکل جاتے ہیں تو ان کی تمام عبادت ان کے لئے جنت کی راہ بر نہ ہوگی۔

وہابیوں کے سردار اور بانی وہابیت ہند نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔

(۱۱) مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۴۵۹} نیز آنحضرت ﷺ نسب العین مومناں وقرۃ العین عابدان است در جمیع احوال واوقاف خصوصا در حالت عبادات و نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر است وبعضے از عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت است علیہ الصلوۃ والسلام در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آں حضرت ﷺ در ذوات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی

باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردد۔ آرے شعر۔

درراہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست　　　　مے بینمت عیاں ودعا مے فرستمت

آنحضرت ﷺ بھی مومنوں کے نسب العین اور عابدوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالتوں اور تمام وقتوں میں خصوصا عبادات کی حالت میں اس مقام میں نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتی ہے۔ بعض ازعرفا قدس سرہم نے کہا ہے کہ یہ خطاب حقیقت محمدیہؐ کے سریان کے سبب سے ہے تمام موجودات کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت ﷺ درود پڑھنے والوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیئے کہ اس حقیقت سے خبردار رہے۔ اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فائز ہو جائے۔ ہاں عشق کے رستے میں قرب اور بعد کا مرحلہ نہیں ہے۔ میں تجھے ظاہر دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔

(۱۲) ضیاء القلوب} مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص ۸۱ دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کریں۔ اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ کی داہنے اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہِ کی بائیں اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللہِ کی ضرب دل پر لگائے۔

فرمائیے اب تو آپ کے بزرگ نے ایک عجیب عمل ارشاد فرمایا۔ جس میں تمہیں غدر نہ ہوا چاہیئے ورنہ ان پر بھی تمہیں وہی فتویٰ دینا پڑے گا۔ جو دوسرے عالمین پر اور جب تم نے ان پر بھی فتویٰ جڑنے سے دریغ نہ کیا تو ایسے اہل اللہ پر فتویٰ شرک ثابت کرنے والے کو خداوند جنت انشاء اللہ کبھی نہ دے گا۔

احناف نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ وہابی برا جانتے ہیں دیوبندی بھی منکر ہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ دعا کا انکار کرتے ہوئے تم کون ہو

(۱) فرقان ۱۹/۱۶} قُلْ مَا یَعْبَـؤُا بِکُـمْ رَبِّـیْ لَوْلَا دُعَاءُ کُمْ فَقَدْ کَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا (فرمادیجئے یارسول اللہ ﷺ میرا رب تمہارے پرواہ نہ کرے گا۔ اگر تمہاری دعا نہ ہو۔ پھر تحقیق تم نے جھٹلا دیا تو جلدی عذاب چمٹنے والا ہوگا)

اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نیک عمل کے بعد اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پرواہ کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ مثلاً نماز جنازہ نیک عمل ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ صلوٰۃ جنازہ کی پرواہ کریں گے اور بخشیں گے۔ ورنہ اگر تم نے دعا نہ مانگی بلکہ اس کو بدعت کہا تو تم نے اس کو جھٹلا دیا تو بفرمان الٰہی عذاب الٰہی میں جلدی مبتلا ہو جاؤ گے۔

(۲) مومن ۲۴/۶} وَقَـالَ رَبُّـکُـمُ ادْعُـوْنِـیْٓ اَسْتَجِـبْ لَـکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِـرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْ خُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (اور آپ کے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا تمہارے واسطے بے شک جو لوگ میری دعا سے تکبر کرتے ہیں جلدی جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے)

اللہ کریم نے اس آیۃ کریمہ میں اپنے مومنوں کو خاص طور پر دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا۔ اور مومنوں کی دعا کو خصوصیت سے قبول فرمانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور جو لوگ اللہ کی دعا سے تکبر میں رہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے جہنم میں ڈال کر فرمائیں گے کہ تم وہ جماعت ہو کہ مجھ سے مانگنے والوں کو بھی روکتے تھے اور میرے دربار میں میرے بندوں کو بدعتی کہہ کر ہاتھ پھیلانے نہ دیتے تھے۔ اب تم اپنے گریبان میں منہ

ڈال کر سوچو کہ جو لوگ نماز فریضہ جنازہ کے بعد دعا سے روکتا ہے تو کیا اس کی سزا جو اللہ تعالیٰ نے سیدخلون جھنم واخرین فرمائی ہے نہ دے گا؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اعلان عام ہے لیکن بعض کا خیال یہ ہے کہ اللہ ہر وقت سمیع و بصیر ہے۔ اور اس سے دعا کا حکم عام ہے۔ لیکن صلوٰۃ جنازہ کے بعد نہیں۔

(۳) مومنون $\frac{۱۸}{۶}$ } وَقَالَ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ فَاتَّخَذْ تُمُوْهُمْ سِخْرِیًّا

''اور قیامت کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادیں گے (دوندے ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو کیونکہ ایک فرقہ میرے بندوں سے دعا مانگتے تھے کہ اے رب ہمارے تو ہمیں بخش لے اور ہم پر رحم فرما۔ اور تو بہتر ہے رحم کرنے والوں کا۔ تو تم نے ان کا مذاق بنایا)

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خداوند کریم سے دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں اور مسخرا کرتے ہیں وہ بفرمان الٰہی بلا عذر جہنم میں جائیں گے۔ نماز جنازہ کے بعد اللہ سے سوال کرے کا بدعت کہنے والو ذرا سنبھل کر قدم رکھنا۔

(۴) بقرہ $\frac{۲}{۲۳}$ } وَاِذَا سَالَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْ الِیْ وَالْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْ شُدُوْنَ (اور جب سوال کریں آپ سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ جواب دیتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کا جب مجھ سے دعا مانگے۔ ان کو چاہیئے کہ میرے حکم کو قبول کریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں تا کہ وہ رشد پائیں)

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعلان عام فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے بہت قریب ہوں۔ جب مجھ سے میرا بندہ کوئی دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کرتا

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں اپنے سوال کے ساتھ عبادی کی قید فرمائی تاکہ یہ ثابت ہوجائے کہ وہ اپنے بندوں کی دعا کو قبول فرماتے ہیں تو جنازہ کے بعد دعا مانگنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوسکتی ہے۔ کہ وہ عبادی میں داخل نہیں ہیں تو ان کو یقین ہے کہ ہماری دعا مردود ہے۔ مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے منع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو واقعی اللہ کے فرمان کے مطابق منکرین دعا سچے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے **وما دعاء الکفرین الا فی ضلل** اور کفار کی دعا سوا بے اثر ہونے کے اور کچھ نہیں۔ اور اسی واسطے چونکہ ان کی دعا مردود ہوتی ہے مطلقاً منع کر دیتے ہیں۔ ورنہ مومنین کی شان سے **ویستجب الذین امنوا وعملو الصلحت ویزید هم من فضله** (ایماندار اور صالحین کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو زیادہ دیتے ہیں) یا یہ وجہ ہے کہ وہ اپنی میت کو بیقین سمجھتے ہیں کہ یہ دعا کے اہل نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کے بیٹے کے متعلق دعا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ **انه لیس من اهلک** وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے۔ ورنہ اگر میت کی نیکی پر مانع کا اعتقاد صحیح تو **وتعاونو اعلی البر والتقوی ولا تعاونو علی الاثم والعدوان** (اور نیکی پر اور تقویٰ پر تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور ظلم پر معاونت نہ کرو) کے رو سے میت کی معاونت بدعا بفرمان الٰہی ضروری سمجھیں۔ چونکہ دعا سے امداد کرنی گناہ سمجھتے ہیں۔

(۵) الم نشرح پ۳۰} فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ اس کا ثبوت حدیث پاک میں موجود ہے۔

(۶) تفسیر ابن جریر طبری ۳۰/۱۳۰} **حدثنی علی قال حدثنا ابو صالح قال حدثنی معاویة عن علی عن ابن عباس فی قوله فاذا فرغت فانصب یقول فی الدعاء** (ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے تھے کہ فاذا فرغت

فانصب کہ جب تو فارغ ہووے تو کھڑا رہو۔تو یہ قیام دعا کے واسطے ہے)

(۲) حدثنی محمد بن سعد قال حدثنی ابی قال حدثنی عمی قال حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس فاذا فرغت مما فرض علیک من الصلوٰۃ فسئل اللہ وارغب الیہ وانصب لہ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہووے اس چیز سے جو اللہ نے تجھ پر نماز فرض کی ہے تو اللہ سے سوال کر اوراس کی طرف رغبت کراوراس کے لئے کھڑارہ)

(۳) حدثنی محمد بن عمرو قال حدثنا ابوعاصم قال حدثنا عیسیٰ وقال حدثنی الحرث قال حدثنا الحسن قال حدثنا الورقاء جمیعا عن ابن نجیع عن مجاھد قولہ فاذا فرغت قال اذا قمت الی الصلوۃ فانصب فی حاجتک الی ربک (مجاہد سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہووے تو اللہ نے فرمایا کہ جب تو کھڑا ہونماز کی طرف تو اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف کھڑارہ)

(۴) حدثنا ثنابشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادہ قول فاذا فرغت والی ربک فارغب قال امراۃ اذا فرع من صلوۃ انَ یبالغ فی دعائہ (قتادہ سے روایت ہے کہ جب تو فارغ ہووے تو کھڑارہ۔اوراپنے رب کی طرف رغبت کر۔اللہ کا فرمان یہ ہے کہ جب فارغ ہواپنی نماز سے تو اپنی دعائیں پہنچ)

(۵) حدثنا ابن ثور عن معمر ع قتادہ فی قولہ فاذا فرغت من صلوتک فانصب فی الدعاء (قتادہ سے روایت ہے اللہ کے فرمان میں کہ جب تو اپنی نماز سے فارغ ہووے تو دعا میں کھڑارہ)

اس آیۃ کریمہ کی ان تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے تو فارغ ہووے نماز جنازہ ہو یا اور تو نماز کے بعد وہیں ٹھہرے رہنا اور بحکم الٰہی وہیں دعا مانگنا ضروری ہوا۔ چنانچہ اصول تفسیر کے مطابق سب سے مقدم عبداللہ بن

عباسؓ کی تفسیر ہے۔ پھر قتادہ کی پھر مجاہد کی۔ لہذا ان تمام کی مستند تفسیر سے اس آیۃ کریمہ کا ترجمہ ثابت کیا گیا۔

(۶) تفسیر خازن وتفسیر معالم التنزیل ۷/۲۲۰} (فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ)

قال ابن عباس وقتادہ والضحاک ومقاتل والکلبی فَاِذَا فَرَغْتَ من الصلوۃ المکتوبۃ فَانْصَبْ اِلیٰ رَبِّکَ فِی الدُّعَاءِ وَارْغَبْ اِلَیْہِ فی المسالۃ یعطیک (ابن عباسؓ اور قتادہ اور ضحاک اور مقاتل اور کلبی نے کہا ہے کہ جب تو نماز فرضی سے فارغ ہووے تو اپنے رب کی طرف دعا میں کھڑا رہ۔ اور سوال کرے میں اس کی طرف رغبت کر وہ تجھے عطا کرے گا)

(۷) ابن کثیر ۴/۵۲۶} ابن کثیر نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ یا ہے۔

غنیۃ الطالبین ص ۶۴۷} حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب کو علم تھا کہ میرے محبوب ﷺ کی امت میں نماز کے بعد دعا کو بدعت کہیں گے۔ اس واسطے اس نے اس آیۃ کریمہ کو نازل فرما کر ہر نماز کے بعد خصوصا نماز فرضی کے بعد دعا ضروری قرار دیا۔ نماز جنازہ ہو یا غیر تا کہ جو شخص نماز کے بعد دعا کو برا سمجھے گا تو وہ مستوجب عتاب ہوگا۔

(۷) حشر ۲۸/۱} وَالَّذِیْنَ جَاؤُ مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَ بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِی قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْ رَبَّنَا اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَحِیْمٌ (اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے ان بھائیوں و جو ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے واسطے کھوٹ نہ کر (میرے حاسد نہ پیدا

کر) اے رب ہمارے بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے ولا ہے۔

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومنین جب ایمان کے ساتھ عالم ارواح میں پہنچ جاتے ہیں تو ان کے بقایا مومنین کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے سابقین کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہمیں بخش اور ہمارے سابقین بالایمان کو بھی بخش۔ اور ہمیں ایسا بنادے کہ ہم ان کے لئے ایسے دعائیں مانگتے رہیں۔ اوران سے ہمیں حسد نہ ہو کہ ان کے لئے دعا نہ ریں یا دعا مانگنے والوں ودعا مانگنے سے روکیں۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ جنازہ کے بعد تم مومنین سابقین کے متعلق دعا کرنے سے روکتے ہو تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تو ان کے بھائی نہیں یا وہ تمہارے بھائی نہیں۔ یعنی یا تم ایماندار نہیں یا وہ ایماندار نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں توفیق عنایت فرماوے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہوئے اپنے سابقین کے حق میں دعائے خیر کریں۔

دلائل دعا از احادیث

(۱) مستدرک $\frac{۱}{۴۹۱}$} عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺ من لایدعو الله یغضب علیه (ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر غضب کرتا ہے) فتفکر

(۲) مشکوۃ شریف ص ۱۹۵} لَایَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءَ (نبیﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے کی دعا تقدیر کو پھیر دیتی ہے) کوئی شئی تقدیر کو نہیں پھیر سکتی سوا دعا کے۔

ثابت ہوا کہ تقدیر میں اگر میت کو اللہ کی طرف سے عتاب لکھا ہو تو دعا کرنے سے انشاء اللہ العزیز وہ عتاب سے رحمت کی طرف بدل جاتا ہے۔

(۳) بیہقی شریف ۴/۴۲ فتح ربانی ۷/۱۳۶} عن عبداللہ بن ابی اوفی وکان من اصحاب الشجرۃ فماتت ابنۃ لہ وکان یتبع جنازتھا علی بغلتہ خلفھا فجعل النساء یبکین فقال لاترثین فان رسول اللہ ﷺ نھی عن المراثی فتفیض احدا کن من عبراتھا ما شاءت ثم کبر علیھا اربعا ثم قام بعد الربعۃ قدر مابین التکبیر تین یدعوا ثم قال کان رسول اللہ ﷺ یصنع فی الجنازۃ ھکذا (عبداللہ بن ابی اوفیؓ اصحاب شجرہ سے تھے۔ ان کی ایک بیٹی فوت ہوگئی (تو کسی عذر کی وجہ سے) اس کے جنازے کے پیچھے ایک خچر پر اسوار تھے عورتوں نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی عورت واویلا نہ کرے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے واویلا سے منع فرمایا ہے۔ تم اپنی آنکھوں سے آنسو بہا سکتی ہو جو چاہے۔ پھر اس پر چار تکبریں نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر نماز جنازہ ختم کرے کے بعد آپ وہیں کھڑے رہے۔ اندازہ دو تکبیروں کے مابین کا دعا فرماتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنازہ میں ہمیشہ ایسا کرتے تھے)

اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا فعل بھی اور رسول اللہ ﷺ کا دائمی عمل ثابت ہوگیا۔ اگر تم اب بھی دعا بعد نماز جنازہ نہ پڑھو تو نبی ﷺ کی رسی قیامت کے دن منکر کے گلے میں ہوگی۔ اور تمہارے اس انکار کی شہادت ہم بھی انشاء اللہ دیں گے۔

(۴) شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲} وَفِیْ دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَ صَدْقَتِھِمْ اے صَدْقَۃِ لِاَحْیَاءِ عَنْھُمْ اَیْ عَنِ الْاَمْوَاتِ نَفْعٌ لَھُمْ اَیْ لِلْاَمْوَاتِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَۃِ (اور زندوں کا مردوں کے واسطے دعا کرنا مردوں کے واسطے نفع ہے۔ معتزلہ صدقہ اور دعا دونوں کے منکر ہیں)

یہ کتاب مذکورہ بالا احناف کے عقائد کی مستند کتاب ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ مردوں کے حق میں دعا کرنا یا ان کی طرف سے صدقہ کرنا احناف کے نزدیک

میت کو مفید ہے معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ اصلی حنفیت کا دم مارنے والو ذرا انصاف سے کہیو کہ تم جنازے کے بعد دعا کا انکار کر کے حنفی ہو یا معتزل۔

جو دعا سے روکے وہ تمام زمانے سے زیادہ احمق ہے

تتمہ مجمع البحار ۶۵ }وتحقق ماذا کروان کون الدُّعاءِ غیرُ جائزٍ لم یقُل بہٖ احدٌ لـمـانُقِـلُ عـنْ حُـمقةِ زمانِنا ممَّن لاشُعُور لهُم فِی عِلْمِ الدِّیْن بوجهِ مَنْ اهْلِ البِـدْعَةِ الـمُسْتَـحْـدِثَةِ طَهَـر اللہُ الْارْض منهُم بمِنّه اور جوانہوں نے ذکر کیا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ دعا کرنی ناجائز ہے۔ حالانکہ دعا کو کسی نے ناجائز نہیں کہا جیسا کہ نقل کیا گیا ہے ہمارے زمانہ کے ایسے احمقوں سے جن وعلم دین میں کوئی سمجھ نہیں بوجہ بدعتی ہوے کے جو نہیں نکلی ہے۔ اپنے احسان سے اللہ تعالیٰ زمین وان سے پاک کرے۔

سوال دیوبندی نمبر۳} حرمین میں وہابی رہتے ہیں کیا وہ پلید ہیں۔ اور تم نے وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں ادا کی؟

''محمد عمر'': فقیر خدا کے فضل سے بلا مخالفت غیر اپنی جماعت علیحدہ کرواتا رہا ہے۔ وہابیوں نے عدالت سعدیہ میں بہت شکایات کیں لیکن فقیر کے خلاف وہاں کوئی کلمہ ادا نہیں کیا۔ تو حاسدین کی کوئی دال نہ گلی۔ اب حرمین شریفین سے مدینہ طیبہ کا حال ملاحظہ ہو۔

مدینہ طیبہ میں جدی کی طرف سے ایک مولوی عبدالخبیر دیوبندی مفتی مقرر ہے اہالیان مدینہ طیبہ اس کو اکثر برائی سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اس نے حکماً روضہ نور کے اندرونی و بیرونی جوانب میں اور مسجد کے ستونوں اور دیواروں پر جہاں جہاں حضور پرنور شفیع یوم النشور کی شان میں ترکوں نے پتھروں میں آیات شریفہ مثلاً اِنّا اَرْسَلْنـاکَ شاهِدا و مُبَشِّرا و هکذا معها کندہ کروائی ہوئی تھیں لوہے کی چھینیوں سے چھلوادیا ہے اور بعض کو سریش کی قسم کا مصالحہ چسپاں کر کے آیات کو بند کر

دیا ہے اور جس جس جگہ آپ کے اسماء گرامی مکتوب تھے روغن سے پلستر کر کے مٹا دیئے گئے ہیں۔ اور جالی پاک میں جہاں موجہ مبارک کی یا محمد ﷺ پیتل کی ڈھلائی میں لکھا ہوا تھا اس سے لفظ یا کو کاٹ دیا گیا ہے اور آپ کے اسم پاک کو ہتھوڑوں سے کوٹ کر ٹیڑھا کر دیا گیا ہے۔ کئی متبرکہ مقامات میں ترکوں نے مساجد تعمیر کی ہوئی تھیں مثلاً جنت البقیع کے جانب شرق مسجد بغلہ و مسجد توبہ وغیرہ ہم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میدان احد میں دو مسجدیں مسمار کر کے بنیادوں سے اکھاڑ کر میدان بنا دیا گیا ہے احد کے راستہ میں ایک مسجد تعمیر تھی جس کا محض نشان باقی ہے۔ باقی سب شہید کر دی گئی ہے۔ مسجد حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام سنگ مرمر اور عشرہ مبشرہ کے مکانوں کا سنگ مرمر اکھاڑ کر ابن سعود عبدالعزیز اپنے دارالخلافہ ریاض میں لیجا کر اپنے مکانات میں استعمال کر چکا ہے۔ جنت البقیع کے تمام مقابر کو مسمار کر کے مزروعہ زمین کی طرح برباد کیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہر منزل پر مسجد بنی ہوئی تھی ان تمام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ساکنان مدینہ طیبہ و تنگ کر کے جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ جو اس وقت مصر و ماحولہ اور قسطنطنیہ و ماجولہ میں پناہ گزیں ہیں اور بعض کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضرت عثمانؓ کا کنواں مسجد نبی ﷺ میں بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے مختصر حال مدینہ طیبہ کا اب مکہ مکرمہ کا حال سنیئے مکہ مکرمہ کی اکثر مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے۔ مثلاً جبل ابو قبیس پر ایک مسجد تھی جو حرم سے بیٹھے جنوب مشرق میں نظر آ رہی ہے۔ اور اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام نے اذان فرمائی اور حضرت بلالؓ نے بھی پہلی اذان وہیں پڑھی اس مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ترکوں نے ابوجہل کے مکان میں ٹمیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اس کے بدلہ نبی ﷺ کے پیدائشی مکان کو شہید کر کے اوپر بول و براز ڈال کر لیا جا رہا ہے۔

''وہابی'': اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان متبرکہ مقامات کو شہید کرنا گناہ تھا تو برباد کنندگان کو ابرہ کی طرح ہلاک کیوں نہ کیا۔

''محمد عمر'': اس میں حکمت الٰہی ہوتی ہے۔ کیا اللہ کی مساجد کو شہید کرنا بھی جائز ہے؟ جب اس کام سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں روکا تو بیت رسول اللہ ﷺ سے کیسے روکا جاتا۔ کیونکہ اللہ کی مساجد کو بھی تو شہید کیا گیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کا فرمان هُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ کی غیبی خبر کو اللہ تعالیٰ نے سچا کرنا تھا۔ اسی لئے نہیں روکا اور نہ ہلاک کیا۔ کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر صادقہ میں تکذیب لازم نہ آئے۔

جواب نمبر ۳} احزاب ۲۲/۶ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَدَعْ اَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ وَكَفٰى بِاللهِ وَكِيْلًا اور فرمایا وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا فرمایا وَذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پھر فرمایا وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ

ان ارشادات الٰہیہ پر آپ ایسے عامل تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ جس کی مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔

جواب نمبر ۴} وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ ﷺ مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت)

آپ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ایسا رحمت بنا کر بھیجا کہ کافر اور منافق بھی آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ صرف نجدی اپنے اعمال جو ایسا تھا جو نبی کریم ﷺ کی رحمت سے محروم رہا۔ انہی اعمال کی بنا پر تو آپ نے دعا فرمائی۔ لیکن آپ کے رحمۃ اللعالمین ہونے کی وجہ سے نجدی کو گرفتار بھی نہیں کرتے۔

جواب نمبر ۵} اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (اے محبوب جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ کو لائق نہیں کہ ان کو عذاب کرے۔ اسی واسطے جب تک آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ عذاب

الٰہی نازل نہیں ہو سکتا۔ اور بعد کے متعلق ارشاد فرمایا فَاِمَّا نَذْھَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنْھُمْ مُنْتَقِمُوْنَ (جب ہم آپ کو یا رسول اللہ ﷺ لے جائیں گے تو ان سے ہم بدلہ لینے والے ہیں یہ تو تمہارے اعتراض کی بات نہیں۔ ان کو ایسے نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ وقت آنے پر ان سے ذرا ذرا بدلہ لیا جائے گا۔ کیونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ انہی اعمال کی بناپر تو قرن شیطان کا خطاب ملا۔ ورنہ اور برا عمل لوگوں سے ان کا کونسا تھا۔ باقی رہا حرمین شریفین کی ذاتی طہارت و شرافت ہر وقت نص قطعی سے ثابت ہے عوارضات سے ان میں نجاست کا حکم نہیں لگا سکتے۔ جیسا کہ سمندر میں نجاست گرنے سے پلیدی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ یہ حرمین شریفین چونکہ خود مطہر بالذات ہیں ان کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ مکہ معظمہ بتوں سے نجس نہ ہو سکا۔ اور اسی وجہ سے اس کو ہر سال دھویا جاتا ہے۔ حرمین شریفین میں نہ خود فقیر نے وہابیوں کی اقتدا کی اور نہ کوئی تخریبی کاروائی ہی کی۔ حالانکہ تمام پنجاب کے وابیہ نے حکومت سعودیہ سے مختلف جھوٹی شکائتیں کیں۔ لیکن حکومت نے بعد از تحقیق آمرین بالمعروف کے کچھ نہ کہنا۔ اور میرے ساتھ کوئی مذہبی مداخلت سے پیش نہ آئے۔ حالانکہ حکومت سعودیہ کی سختی مشہور تھی اور فقیر بھی اس کا مطالعہ کر چکا تھا۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب وہابی خود ترجمانی فرماتے ہیں۔

تحفہ وہابیہ ص ٦٨} اگر کوئی حق نہ ماننے والا اور راستی کو قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پہ کہتے ہو۔ کہ جو کوئی یوں ہے یا رسول اللہ میں اللہ سے شفاعت چاہتا ہوتو وہ شخص مشرک ہوگا۔ اور اس کا خون مباح ہوگا۔ میں کہتا ہوں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالب حصہ ان لوگوں کا ہے۔ جن سے آجکل ہم جنگ کر رہے ہیں۔

تحفہ وہابیہ ص ١٧} مولود شریف کرنے والے یا تسبیح ہاتھ میں رکھنے والوں کو سمجھایا جاتا ہے۔ اگر مان لیں تو بہتر ورنہ حاکم ان کو سزا دیتا ہے کہ وہ باز آئیں۔

اب انصاف سے غور فرمائیے کہ شامی کا $\frac{3}{442}$ کا مسبوقہ حوالہ اور یہ عبارت ان میں کوئی تطبیق ہے یا نہیں۔ عبارت مذکورہ بالا سے خود بخود ہر ذی شعور وہابیت کے بنیادی مفاسد کو اور حقیقی مخالفت اسلامی کو بطریق احسن سمجھ سکتا ہے۔

حرمین شریفین میں سونے کو اقتباس کر کے قصور کے وہابیہ نے مسجدوں کو ڈیرہ بنا رکھا تھا تو فقیر نے ان کے اس پیچ کو اور مسلمانوں کے ورغلانے کو لوگوں کے سامنے عیاں کیا۔ چنانچہ اس مسئلہ کو واضح کرنے سے وہابیہ نے حرمین شریفین کے احکام باقی مساجد سے جدا گاہ ہیں جس کو وہابیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک مساجد ثلاثہ کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ ماسوا دیگر مساجد کے اور من داخلہ کان امنا بیت اللہ کی شان ہے جس کے سامنے لیٹے رہنا بھی عبادت ہے۔ اور حرمین شریفین سے باقی مساجد کا از روئے ثواب بھی امتیاز ہے۔ دوسری وجہ وہابیہ کے نزدیک خون بہنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا جب وضو فاسد نہ ہوا تو خون سے مسجد کی چٹائی نجس ہونے کا احتمال یقینی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ وہابیہ کے نزدیک منی پاک ہے۔ جیسا کہ عنقریب ہی انشاء اللہ ذکر ہوگا۔ ان تمام بناؤں پر اصحاب مساجد حنفیہ حتی الامکان وہابیوں سے اپنی مساجد کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر احناف وہابیہ کی مسجد سے بھی اجتناب کر لیتے ہیں۔ آخری فیصلہ یہی ہے کہ وہابیہ اپنی مساجد میں جا کر شب باشی اختیار کریں تو بہتر ہے تاکہ ہمیں اس شرعی مسئلہ کے اظہار کی ضرورت ہی درپیش نہ آئے۔ وَمَاعَلَینَا الاالبلاغ

ہمارا کام کہدینا ہے یارو تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

اب تم اپنے بڑے بھائیوں کے امتیازی مسائل بھی سن لو جو کہ منبع وہابیت ہیں۔

''وہابی'': بھائی مجھے وہابی سے خطاب نہ کرو۔ کیونکہ ہمارے اکابر اس کو برا سمجھتے ہیں۔

''محمد عمر'': کیوں بھئی وہابی کے خطاب سے آپ کو کیوں چڑ آئی۔ حالانکہ تمہارے

اکابرین اپنا وہابی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

اخبار توحید} مدیر سید محمد داؤد غزنوی ۱۷۔ اپریل ۱۹۲۹ء اگر کوئی شخص خالص اللہ کی عبادت کرنے والا ہو ایک خدا کے ماننے والا ہو نصوص محکمہ اور احادیث مسلمہ کا تابع ہو تو اسے شیخ الاسلام عبدالوہاب کے نام سے منسوب کر کے ''وہابی'' کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ان تیرہ چشموں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اول تو یہ نام اہلحدیث سے موسوم ہے۔ اور اگر ''وہابیت'' کی ہی رٹ لگاتا ہے تو چلو وہابی ہی سہی۔

اہلحدیث کا مذہب} مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب ص ۲۰

اِنْ کَانَ تَوْحِیْدُ الْاِلٰہِ تَوَھُّبًا فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانُ اِنِّیْ وَاھِبِی

(یعنی اگر توحید خداوندی سے آدمی وہابی بنتا ہے تو جنوں اور انسانوں تم گواہ رہو ہم وہابی ہیں

بجلی اسمانی} مولوی نور حسین گھر جاکھی ص ۶

ہن میں لکھ عقیدے تیرے دیاں جواب شتابی یاد کریں گا تو بھی مینوں ملیا اک، وہابی

مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی نے ''تحفہ وہابیہ'' کے نام سے ایک کتاب کا ترجمہ لکھا۔ جس کا نام پہلے گذر بھی چکا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریک وہابیت ایک رسالہ کا نام رکھا۔ اگر یہ لفظ برا تھا تو انہوں نے اس عنوان سے اپنی کتابوں کی اشاعت کیوں فرمائی۔ اب وہابیہ کے چیدہ چیدہ عقائد ملاحظہ فرمائیے۔

غیر مقلدین وہابیوں کا خدا

مولوی وحید الزماں کے مترجم قرآن مجید کے حاشیہ ص ۶۰ پر لکھا ہے۔

(اللہ) جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی ہے۔ اور اس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔

غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک صفات الہیہ حادثہ ہیں

کنز الحقائق مؤلفہ وحید الزمانہ ص ۴ و ۳} اللہ تعالیٰ کئی ناموں اور صفتوں سے موصوف ہے۔ جو قرآن حدیث میں آئی ہیں۔ ان میں سے بعض ذاتیہ قدیم ہیں۔ جیسے حیات، علم، قدرت، ارادہ، مشیت، سمع، بصر اور قوت الکلام، اور بعض فعلیہ حادثہ ہیں۔ جیسے کلام کرنا اور عرش پر استوار کرنا وغیرہ۔

غیر مقلدین وہابیوں کا کلمہ

فتاویٰ نذیریہ $\frac{1}{449}$} سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ وظیفہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا. الجواب وظیفہ مجموعہ لاالہ الا اللہ محمد رسول کا ثابت نہیں ہے۔ وظیفہ کے واسطے صرف لاالہ الا اللہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم حررہ اسید ابوالحسن عفی عنہ سید نذیر حسین۔

غیر مقلدین وہابیوں کا نیا قرآن اور نیا رسول

سوانحعمری مولوی عبداللہ صاحب امرتسری ص ۳۵، ۳۶، ۳۷} اور فرماتے تھے (مولوی عبداللہ صاحب) کہ الہام ہوا فاذا قرأناہُ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اس کے لفظ یاد رکھئے۔ اور اس کا بیان کرنا تفسیر ہمارا ذمہ ہے اور فرماتے تھے الہام ہوا واما من خاف مقام ربہ الایة یعنی اے پروہ شخص کر ڈر اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور یہ بھی الہام ہوا۔ کہ ہمیشہ بدل خود مطالعہ کردہ باش مبادا داہ دائے از ماسوای بنشنید یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکتے رہو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔ اور شہر دہلی میں یہ الہام ہوا۔ ولا تمدن عنیلیک الی مامتعنابہ ازواجا منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا اور باغ سکندریہ میں یہ الہام ہوا

قل الازوا جک والا ولادک واتباعک قومو اللہ قانتین یعنی کہدے اپنی بیویوں اوراولا دتابعداروں کوکر کھڑے ہوجاؤ اللہ کے لئے تابعدار ہوکر۔اوراس کے اخیر میں یہ الہام ہوانا جلیسک وانیسک فلاتحزن یعنی میں تیرامددگار ہوں تو غم نہ کھا۔اور یہ بھی الہام ہوا ولا تنس مااودعت فی قلبک فان رویا المومن جزء من ستة واربعین جزء من النبوة یعنی جوتدبراور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اس کومت بھول۔کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔اورفرماتے تھے۔دہلی میں یہ الہام ہوا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکر نا واتبع هواه وکان امره فرطا اورفرماتے تھے تین بار یہ الہام ہوا والله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا اورفرماتے تھے الہام ہوا ولسوف یعطیک ربک فترضی یعنی البتہ جلدی دےگا تجھ کورب تیرا۔پھرتو خوش ہوجاوے گا۔اورفرماتے تھے الہام ہوا الم نشرح لک صدرک۔

یہ وہابیوں کے نئے قرآن اور منصوعی نبی بعض اختراعی الہام تھے جو وہابیوں کے امام کے مختلف مقامات پرہوئے۔کیا یہ غلام احمد قادیانی سے کم ہیں۔

فرقہ وہابیہ کے امام مولوی ثناء اللہ صاحب نے سو سے زیادہ آیات کی تحریف کی اورمعجزات انبیاء کا بھی انکار کیا۔یہ تمغہ بھی فرقہ وہابیہ کوزیبا ہے۔

وہابیوں کے مذہب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر ودیگرانبیاء وصلحاء کے مزارات پرجانا شرک ہے

فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۱۵} وفی الحدیث دلیل علی منع شد الرحال الی قبره علیه السلام والی غیره من القبور والمشاهد لان ذالک من اعباد ابل من اعظم اسباب الاشراک باصحابها وهذه

هِیَ الْمَسْئَلَةُ الَّتِیْ اَفْتٰی فِیْهَا شَیْخُ الاسلامِ رحمة الله علیه اَعْنِی مَنْ سَافَرَ مُجَرَّدَ زِیَارَةِ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ (اور حدیث میں دلیل ہے نبی ﷺ کی قبر کی طرف سفر کرنے کی ممانعت پر اور اس کے علاوہ باقی قبور اور زیارتوں کی طرف بھی اس واسطے کہ یہ عیدوں سے ہے۔ بلکہ شرک کے بڑے اسباب سے ہے اس کے اہل کے ساتھ اور یہی مسئلہ ہے جس میں ابن تیمیہ نے فتویٰ دیا۔ یعنی جس نے محض انبیاء اور صالحین کی قبور کے واسطے سفر کیا۔ میں بھی یہی عقیدہ رکھتا ہوں)

رحلة الصدیق صفنفہ صدیق حسن خان ص ۷۹} وَالسَّفَرُ الْمُجَرَّدِ الزِّیَارَةِ فِیْهِ نِزَاعٌ وَمَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ قَبْرٍ فَلَمْ یَذُرْ زِیَارَةً شَرْعِیَّةً بَلْ بِدْعِیَّةً (محض زیارت۔ کے واسطے سفر کرنا اس میں نزاع ہے اور جس نے سفر محض قبر کے واسطے کیا تو اس نے زیارت شرعیہ نہیں کی بلکہ بدعت کی ہے)

عرف الجادی ص ۲۴۹} وجہ مع از سفیر زیارۃ خواہ قبور انبیاء باشد یا غیر ایشاں آنست کہ دلیلے بر جواز آں از کتاب وست یا اجماع یا قیاس قائم یست (زیارت کے سفر سے منع کرنے کی وجہ خواہ انبیاء کی قبور ہوں یا ان کے سوا یہ ہے کہ کوئی دلیل اس کے جواز پر کتاب اور سنت یا اجماع یا قیاس سے قائم نہیں ہے۔

فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۰۵} مکان متبرک کی رف سفر کرادرست نہیں برابر ہے کہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی۔ لیکن اگر تقرب الی اللہ مقصود نہیں بلکہ کوئی اور حاجت ہو ماند تجارت اور سیکھنے علم وغیرہ کے تو اس کے لئے ہر جگہ اور ہر نکام کی طرف سفر کرنا درست ہے بالاجماع۔

مسئلہ سماع موتی مصنفہ حافظ عبداللہ صاب} طالب علم اور دیگر ضروریات کے لئے سفر کا کوئی ہرج نہیں۔ صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔

تحفہ وہابیہ مصنفہ اسماعیل غزوی ص ۱۶۔۱۵ }

آستانوں ی زیارت کیلئے شدرحال اس میں کیا شان پرستاری اصنام نہیں باوجودیکہ مساجد کی طرف چل کر جانے میں بے شمار فضائل مروی ہیں تو پھر قبور کی طرف سفر کر کے جانا کیونکہ شرعا جائز اور موجب ثواب وسکتا ہے بلکہ یہ تو بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مذہب وہابیہ کے نزدیک دنیا کے ہر گوشہ میں سفر کرنا جائز ہے۔لیکن روضہ مطرہ حضور اکرم ﷺ ومزارات دیگر انبیاء وصلحاء کی طرف سفر کرنا گناہ ہے یہ ہے فرقہ وہابیہ کا رسول اللہ ﷺ سے اور بیعت رسول اللہ ﷺ یہ ہے فرقہ وہابیہ کا رسول اللہ ﷺ سے اور بیعت رسول اللہ ﷺ سے حسد اور بغض۔تو بھلا مذہب رسول ﷺ سے ان وکیا تعلق۔جس کی ذات سے حسد اس کے مکان کی طرف جانا گناہ تو اس کے رستے کی طرف جانا کیسے ثواب ہوسکتا ہے۔محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔اور دشمن کی ہر چیز دشمن خداوند کریم چونکہ آپ کے محبّ ہیں اس واسطے آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں۔اور لاکھوں ملائکہ روضہ مطہرہ کے گردمؤدبانہ صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔اور مومنین بھی اسی جماعت میں وہاں جا کر شمولیت کرتے ہیں۔لیکن وہابیوں کو وہاں سے نفرت ہوتی ہے۔اور وہابی اگر نسیانا چلا بھی جائے تو مشرک بدعتی ہو جاتا ہے۔یہ ہے شان وہابیت ہاں البتہ حنفی وہاں جانے سے مشرک اور بدعتی نہیں ہوتا بلکہ وہاں جا کر گناہ سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔چنانچہ آپ کا روضہ اطہر دنیا کے تمام مقامات سے بالاتر ہے۔بیت اللہ ہو یا غیر۔

وہابیوں کے مذہب میں بیت رسول ﷺ کی قدر

تطہیر الاعتقاد ص ۲۶﴿فان قلت هذا قبر رسول الله ﷺ وسام قد عمرت عليه قبة عظيمة انفقت فيه الاموال قلت هذا جهل عظيم بحقيقة الحال (پھر اگر تو کہے کہ اس رسول ﷺ کی قبر پر ایک بڑا قبہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں بہت مال خرچ کیا گیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں یہ حقیقۃً بڑی جہالت ہے۔)

فتح المجید ص ۲۰۸﴿فان هذه القاب التي صارت اعظم ذريعة الشرك والالحاد واكبر وسيلة الى هدم الاسلام وخراب بنيانه غالب (پھر یہ تمام قبے شرک اور الحاد کا بڑا ذریعہ ہیں اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیادوں کو خراب کرنے کی طرف زبردست ہیں۔

وبل الغمام لشوکانی﴿فما اقبح ما ابتدعه الجهلة من زخرفة القبور وتشيدها وما اسرع ما خالفوا وصية رسول الله ﷺ عند موته فجعلوا قبره على هذه الصفة التي هو اعليها الان وقد شدمن عضد هذه البدعة.

عرف الجادی ص ۶۰﴿واز بنا بر قبر نہی آمدہ پس ہر چہ مرفوع یا مشرف بودن قبر لغتہ راست اید از منکرات شریعت باشد وانکار برآں و برابر ساختنش بخاک واجب است بر مسلمین بدوں فرق درانکہ گور پیغمبر باشد یا غیر او۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ وہابیہ کے نزدیک روضہ رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنا واجب ہے۔ اور اسی حالت میں بلند رہنا ان کے نزدیک گناہ ہے جو آپ کے مکان کو دنیا میں بلند نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ نظروں کے سامنے نہیں کر سکتے۔ آپ کے اسم پاک کو بلند نہیں پڑھنے دیتے۔ افسوس آج مسلمانوں کے سامنے وہ منافقانہ شکل سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ مسلمانو) ایسے عقائد سن کر پڑھ کر بھی اگر تم جہنم کا ایندھن بنو تو اس سے اور زیادہ کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے۔

احناف کے نزدیک محض نبی ﷺ کی نیت سے یا روضہ اطہر کی طرف سفر کرنا قرآن کریم و احادیث صحیحہ و اجماع سے ثابت ہے۔

نساء ۵/۹} وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَءَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا (اور جب کہا جاتا ہے ان کو تم اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف تو آپ منافقین کو ملاحظہ فرمائیں گے وہ آپ سے منہ پھیرتے ہیں پوری طرح منہ پھیرنا)

معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی طرف اور قرآن شریف کی طرف بلایا جائے تو منافقین پوری طرح آپ سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ مومن کی یہ شان نہیں۔

نساء ۵/۱۴} وَمَنْ يَّخْرُجْ مِۢنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (اور جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے ہجرت کرنے والا اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی طرف پھر اس کو موت لے لے لیا تو اس کا اجر اللہ پر لازمی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)

تفسیر ابن عباس ص ۶۳ } (وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ) بمكة (مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ) الى طاعةِ الله (وَرَسُوْلِهٖ) اِلٰى رسوله بالمدينة (ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ) بالتنعيم (فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ) وجب ثواب هجرته (عَلَى اللّٰهِ)

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنے مکان کو چھوڑ کر مکہ معظمہ ہو یا غیر پہنچے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ پر لازمی ہے اور دوسرا امر یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سر کرنا اللہ کی طرف پہنچنا ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ سے روکتا ہے وہ اللہ سے روکتا ہے اور جو بیت رسول ﷺ کے شہید

کرنے کو جائز سمجھتا ہے یا واجب تو اس کے دونوں جہانوں کے مکانوں کو برباد کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ اور بیت رسول ﷺ بلکہ بیوت رسول ﷺ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص سورہ حجرات نازل فرمائی اور آپ کے بیوت کی توقیر بیان فرمائی تو ان کی طرف نگاہ بد سے دیکھنے والے کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں نظر غضب سے اپنی لعنت کا مستوجب قرار دیتا ہے۔

نساء ۵/۹} وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُکَ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (اور اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر کے جناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش طلب کریں اور ان کے لئے رسول اللہ ﷺ بھی بخشش کے خواہاں ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔)

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر گنہگار کو لازمی ہے کہ وہ دربار رسالت میں پہنچے جس میں اس بات کی تمیز نہیں فرمائی کہ تا حین حیات دنیاوی ہی پہنچا جائے بعد میں نہیں بلکہ لو حرف شرط سے حکم عام کر دیا۔ کہ جب کوئی ظالم ظلم کرے قبل از وصال ہو یا بعد از وصال تو اس کی بخشش کے واسطے نبی ﷺ کا دربار کھلا ہے۔

منفقون پ ۲۸} وَاِذَ قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْرُؤُ سَهُمْ وَرَءَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (اور جب ان کو کہا جاتا ہے آ جاؤ تم بخشوالیں گے رسول اللہ ﷺ تو اپنے سروں کو وہ پھیرتے ہیں۔ ور آپ انکو دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیرتے ہیں۔)

زید} کیا وجہ ہے کہ یہ وہابی آپ کے پاس جانے سے چراتے ہیں۔

"محمد عمر" اس کا سبب خاص ہے کہ اگر ہم اس کو بیان کریں۔ تو اللہ تعالیٰ شاید ان کو ہدایت

دیدے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

یوسف ۱۳/۱۲} قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (فرما دیجئے یارسول اللہ ﷺ یہی ہے میرا راستہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں بنیائی پر ہوں اور میرا متبع بھی)

معلوم ہوا کہ جو آپ کے راستے سے متنفر ہے وہ اللہ سے متنفر ہے اور فرمایا

انعام ۸/۱۹} وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ (فرمایا بلاشک یہی میرا راستہ سیدھا ہے تو تم اس پر چلو))

''وہابی'': یہ زندگی میں ہوگا مرنے کے بعد کب ہوسکتا ہے۔

''محمد عمر'': نبی ﷺ سے ہی دریافت فرمالیں۔

کنز العمال ۸/۹۹} مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ وَفَاتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ (جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد ایسے ہوا جیسا کہ کسی نے میری حیاتی میں زیارت کی)

ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی حیات و ممات یکساں ہے۔

دار قطنی ۲/۲۷۹} حدیث مذکورہ بالا کو باسند بیان کیا گیا ہے۔

ابن ماجہ ص ۱۹۹} فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے) یعنی اس کو لباس و خوراک اللہ کی طرف سے پہنچتے ہیں اور یہی زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کی حیات و ممات یکساں ہیں۔

مسلم شریف ۱/۳۱۴ نسائی شریف ۱/۲۸۵ مستدرک ص ۳۷۶} قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا (نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کر دیا تھا۔ پس اب تم زیارت کرلیا کرو)

جب نبی ﷺ نے عام قبور کی زیارت کا ارشاد فرمایا اور زیارت قبور سفر سے ہی ہو سکتی ہے تو روضہ اطہر کی زیارت کو جانا بطریق اولیٰ ضروری ہوا۔ کیونکہ زور و صیغہ امر ہے۔

بیہقی شریف {۵/۲۴۹} عَنْ طلحه بن عبيد الله قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ نُرِيْدُم قُبُوْرُ الشُّهَدَاءِ حَتّٰى اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰى حَرَّةِ وَاقِمٍ فَلَمَّا تَدَلَّيْنَا مِنْهَا فَاِذَا قُبُوْرٌ بَجْلِيَةٍ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَقُبُوْرُ اِخْوَانِنَا هٰذِهٖ قَالَ قُبُوْرُ اَصْحَابِنَا فَلَمَّا جِئْنَا قُبُوْر الشُّهَدَاءِ قَالَ هٰذِهٖ قُبُوْرُ اِخْوَانِنَا

ابوداؤد {۱/۲۸۶} مذکورہ بالا حدیث اس میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ قبور کی زیارت کے واسطے سفر کر کے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ابوداؤد {۱/۲۸۶} عن نافع قال رايت ابن عمر اذا ذهب الى قبور الشهداء على ناقته ردها هكذا فقيل له فى ذالك فقال اننى رائيت رسول الله ﷺ فى هذا الطريق على ناقته (حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا۔ کہ جب وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر شہداء کی قبور کی طرف گئے۔ اور اس اونٹنی کو ایسے اور ایسے موڑا تو ان کو اس کے متعلق کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی اونٹنی پر اس راستے میں دیکھا)

فرمایئے نام کے اہلحدیثو اب تو بلند آواز سے آمین پکار دو اور شد رحال سے زیارت قبور کے واسطے جانا سنت کہہ دو اور عمل بھی کرو کیونکہ نبی ﷺ کا بمع صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سفر کر کے جانا اور آپ کے بعد اسی سنت پر عمل کرنے کے واسطے صحابہ کرام کا عمل ثابت ہونا یہ ایک جزو ایمان ہے۔

''وہابی'': لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ کا مطلب کیا ہوا؟

''محمد عمر'': یہ حدیث منسوخ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شرح نخبۃ الفکر ص ۴۶} یُعرَفُ النَّسخُ بأمُورٍا اصرحُها ماورد فی لنص لِحدیث بریدۃ فِی صَحیحِ مُسلِمِ کُنتُ نھیتُ کُم عَن زِیارۃِ القُبُورِ فزُورُوھا الخ

(امام قسطلانی نے لاتُشَدُّ الرِّحالُ کی حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ اس حدیث کو کوئی امور سے منسوخ کیا گیا ہے۔ جونص میں وارد ہے۔ بریدہ کی حدیث سے جو صحیح مسلم میں موجود ہے کُنتُ نَھیتُکُم الخ دوسری حدیث۔

بخاری شریف ۱/۱۵۹ مسلم شریف ص ۲۴۸} عن ابن عمر قال کان النبیُ ﷺ یاتِی مُسجدَ قُباءٍ کُلَّ سبتٍ ماشِیًا وراکِبًا و کان عبدُ اللہ بن عُمرَ یفعلُہٗ (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمیشہ ہر ہفتے کو کبھی پیدل اور کبھی اسوار ہو کر مسجد قباء تشریف لاتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمر بھی اسی فعل کو ہمیشہ کرتے تھے)

علامہ ابن حجر نے ان دونوں حدیثوں سے ثابت کیا کہ لاتُشَدُّ الرِّحالُ کی حدیث منسوخ ہے۔

جواب نمبر ۲ مختصر معانی ص ۱۰۵} اِنَّ النَّفیَ فِی الِاستِثنَاءِ المُفرَّغِ الَّذِی حُذِفَ فِیہِ المُستَثنیٰ مِنہُ واُعرِبَ مابَعدَ اِلَّا بِحَسبِ العَوامِلِ یتوجَّہُ الی مُقدَّرٍ وھُوَ مُستثنیٰ مِنہُ لانَّ اِلَّا لِلاخراجِ یقتضِی مخرَجًا عامٌ لِتناوُلِ المُستثنیٰ وَغیرِہٖ فیتَحقَّقُ الاِخرَاجُ مُناسبٌ لِلمُستثنیٰ فِی جِنسِہٖ بِاَنَّ یُقَدَّرَ.

مطول ص ۳۷۵} میں بھی ایسے ہی لکھا ہے۔

ثابت ہوا کہ استثنیٰ مفرغ جس میں کہ مستثنیٰ منہ حذف کیا گیا ہو۔ جیسا کہ لاتشد الرحال الا الاثلثہ ماجد میں ہے۔ اس میں الا کے ماقبل مستثنیٰ منہ مذکور

نہیں ہے تو اس میں مستثنیٰ منہ کو مقدر ماننا جائے گا۔ کیونکہ الا اخراج کے لئے آتا ہے اور اخراج مخرج عام کو چاہتا ہے۔ لہذا مستثنیٰ منہ کا مقدر ماننا ضروری ہوا اور وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہی مقدر مانا جائے گا۔ ثلثة مساجد جو مستثنیٰ ہے اس کی جس سے ہی لاتشدالرحال کے جملہ میں الا کے مقابل مساجد کو ہی مقدر مانا جا سکتا ہے نہ کہ کچھ اور لہذا باقی مساجد کو طرف شد رحال سے اس حدیث میں ممانعت ثابت ہو۔ اور سدرحال باقی مساجدی طرف نبی ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث سے جائز ثابت ہوتا اور یہ حدیث لاتشد الرحال والی اس حدیث سے منسوخ ثابت ہو چکے ہیں۔ یہ کہ زیارت قبل کا سفر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرقہ وہابیہ روضہ اطہر کی طرف جانے سے مطلقاً اسوسطے منع کرتے ہیں کہ اگر روضہ اطہر پر چلے گے تو کہیں کفر و نفرق سے ڈھل نہ جائیں جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

کنز العمال ۶/۲۴۸} غُبارُ الْمَدِیْنَةِ شفاءٌ مِّنَ الْجذامِ (مدینہ طیبہ کا غبار کوڑھ سے شفا بخشتا ہے)

غُبارُ الْمَدِیْنَةِ یُبْرِءُ الْجذامَ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام سے بچا دیتا ہے)

غُبارُ الْمَدِیْنَةِ یُطفِیُ الْجذامِ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام کو مٹا دیتا ہے)

نبی ﷺ سے مدینہ طیبہ کے غبار کی شان ایسے ثابت ہوئی جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پھیرنے سے کوڑھی درست ہوتا تھا۔ وہابی بھی اسی وجہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کر کے جانا شرک کہتا ہے۔ کہ اگر مدینہ کے بازاروں میں کبھی چلا گیا تو ایسا نہ ہو کہ اندر کا کوڑھ چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے محبوب ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت نصیب فرماوے۔ اور آپ کے بعض حاسدوں کے دلوں سے نکالے۔ اور۔ راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ خصوصا مدینہ طیبہ کے راستہ کی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

کنز العمال ٦/٢٢٨ } مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنِّي اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا (جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھے تو چاہیے کہ ایسا کرے۔ کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔)

اس حدیث پاک سے نبی ﷺ کے شفیع مطلق ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ وہابیہ چونکہ نبی ﷺ کی سفارش کے اور امداد کے منکر ہیں اس واسطے ان کا خیال ہے کہ شائد اگر وہاں جان نکل گئی ایسا نہ ہو کہ آپ ہماری بھی امداد فرمائیں۔ لیکن یہ ان کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ جب تک کہ وہ اپنے وجودوں سے حسد کو نکال کر نبی ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر بنیت صحیحہ مدینہ طیبہ نہ جائیں۔ تب مومن نہیں۔ اور جب تک مومن نہ ہو تب تک شفاعت نصیب نہیں۔ چوتھی وجہ روضہ اطہر سے منع کرنا اس سبب سے ہے کہ آپ نے فرمایا۔

بخاری شریف ١/١٥٩ کنز العمال ٦/٢٥٤ مسلم شریف ٢/٢٤٦ } عن ابی هريرة اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَابَيْنَ قَبْرِی وَمِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے)

اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو جنت سے بے نصیب رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اس ریاض جنت سے بے نصیب رکھتا ہے۔

"وہابی": نبی ﷺ نے فرمایا کہ لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ اس حدیث پر عمل کرنے کے واسطے ہم نہیں جاتے۔

"محمد عمر": اس کا مطلب تم نے سمجھا ہی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب "میری قبر کو عید نہ بناؤ" یہ ہے کہ عید چونکہ سال بسال آتی ہے۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے کہ جو

دوست دیر سے ملے اسے کہا جاتا ہے کہ تو عید کا چاند بن گیا ہے۔ یعنی دیر سے پہنچنا ہے یہی مطلب لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کا ہے یعنی میری قبر پر دیر سے نہ پہنچنا بلکہ فرمان الٰہی ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وک کو یاد رکھنا اور اسی پر عمل کرنا۔ جب گناہ کرو، جرم کرو تو عید کی طرح دیر سے نہ آنا بلکہ جلدی پہنچنا۔

دوسرا مطلب یہ ہے جو عید میں لوگ فاخرانہ لباس پہن کر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں گناہ کی بخشش پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہم رمضان میں گناہ سے پاک ہو چکے ہیں اور عید میں شامل ہونا ہے۔ لہٰذا آپ نے روضہ اطہر پر آنے والے کو ایسی عید منانے سے روکا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ یعنی فاخرانہ لباس پہن کر میرے دربار میں حاضری نہ دینا بلکہ مجرمانہ حیثیت سے اپنے آپ کو ظاہر سمجھتے ہوئے ولو انهم اذظلموا انفسهم کا نقشہ ذہن میں رکھتے ہوئے ۔ ودمدینہ طیبہ میں داخل ہو کر جاء وک پر عمل کرنا تاکہ ملائکہ بھی تم کو پاک کر کے دربارر سالت کے لائق بنا دیں۔ اور جبرائیل علیہ السلام کی طرح ایسے مودبانہ داخل ہونا۔ کہ د بار اقدس میں حاضر ہو۔ تے ہی ویز کیھم ے ا ہوں سے تمہاری صفائی جلدی ہو جائے۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ تم عید میں تکبیریں پڑھتے ہو تاکہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عید منا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا یعنی عید کی طرح بلند آواز سے میری جنت کے پاس صلوٰۃ اور دعائیں نہ پڑھنا۔ بلکہ آہستہ اور عجز سے آواز نکالنا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ بجائے تزکیہ اور بخشش کے پچھلی عبادت بھی اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ کے رو سے ضائع کر جاؤ۔

''وہابی'': حدیث شریف میں آتا ہے لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ (میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جاتی ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے اپنی قبر پر متواتر جانے اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بت پرست

کرتے ہیں۔ اور وہی تمہارا عمل ہے۔

"محمد عمر": سبحان اللہ جناب تم نے تو علم غیب کا اپنی زبان سے اقرار کرلیا۔ کہ آپ نبی ﷺ کو علم غیب ضرور حاصل تھا۔ لیکن مذہبی تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے۔ اور اس حدیث کے مطلب و غلط بیان کر کے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے ہو۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کاٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بت کسے کہا جاتا ہے اور بت کیوں فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے بت کے صفات بیان فرمائے یاابت **لم تعبد مالا یسمع ولا یبصر وَلَا یُغنیُ عَنکَ شیئا** (اے میرے باپ تو اس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب حاصل تھا۔ کہ ابھی وہ قوم پیدا ہی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بت سمجھے گی۔ لیکن آپ نے تیرہ سو سال پہلے ارشاد فرما دیا۔ کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھا یعنی جیسا کہ بت نہیں سنتا میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا۔ کیونکہ میں سنتا ہوں اور بعداز وصال بھی سنتا رہوں گا۔ اور بت دیکھ نہیں سکتا۔ میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا۔ کیونکہ میں قبر میں بھی بصیر رہوں گا۔ پھر فرمایا بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت پرست سے بت کسی تکلیف کو دور نہیں کرسکتا ایسا مجھے نہ سمجھنا کیونکہ میں رحمۃ للعالمین ہوں۔ تمہاری ہر تکلیف کو دور کرتا رہوں گا۔ حضور اکرم ﷺ سمیع نہ ہوں تو اللہ کا درود اور ملائکہ کا کیسے سن سکتے ہیں اور آپ کی چونکہ شان میں شاھدا اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں۔ اس واسطے آپ کا مشاہدہ بھی ضروری ہے۔ اور کوئی وقت مشاہدے سے خالی نہیں۔ اور آپ لوگوں سے بہر طور خصوصا مومنین کا تزکیہ نفس فرما کر اور **عزیز علیه ماعنتم** سے لوگوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ نے تو اس حدیث و بیان فرما کر تمہارا ایسا رد کیا اور اپنے علم کا ایسا اظہار فرمایا کہ تمہارے

تمام عقیدے کو فاذا ھو زاھق سے معاملہ صاف کر دیا۔ اور پھر عام قبور کے متعلق نبی ﷺ نے ادب کا سق سکھایا۔

ابوداؤد ج۲ ص۱۰۴} عن ابی ھریرۃ قال قال رسُولُ اللہ ﷺ لانْ یجلِس اَحدُکُم علٰی جمْرۃٍ فتحرقُ ثِیابُہٗ حتّٰی تخلُص الٰی جلدِہٖ خیرٌ لہٗ مِنْ اَنْ یجلِس علٰی قبْرٍ (ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ اگر تم سے کوئی آگ پر بیٹھ جاۓ تو اس کے کپڑوں کو آگ جلا دے یہاں تک کہ آگ اس کے چہرے تک پہنچ جائے اس کے واسطے اس سے بہتر ہے کہ قبر پر بیٹھے)

دوسری حدیث میں مذکور ہے فاذا رجُلٌ یمْشی فِی الْقبُوْرِ علیہِ نعْلانِ فقال یاصاحِب السّبْتِیّیْنِ ویحک الْقِ سبْتِیّیْک (تو اچانک ایک آدمی قبور میں بمع جوتوں کے جا رہا تھا۔ تو نبی ﷺ فرمایا۔ اور جوتوں والے افسوس ہے تجھ پر اپنے جوتے اتار دو) یہ ہیں آداب قبور جو قبرستان میں آپ جوتا لے کر بھی چلنے نہیں دیتے ایسا ادب حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا بقول تمہارے آپ نے لیٹے ہوئے بتوں کی تعظیم فرمائی۔ بیت اللہ کو تو بتوں سے ایسا صاف فرمائیں کہ قیامت تک وہاں بت نظر نہیں آئیں گے۔ اور اہل قبور کی قبور کا احترام نبی ﷺ پر زور فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بت شکن بنا کر انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کے مزارات پر زور دھاسے زیارت کا حکم جاری فرمایا۔ تاکہ انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کر کے مسلمانوں کے دلوں میں خشیت الٰہی پیدا ہو جائے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں اور وہابیوں کی قبریں بموجب تمہارے عقیدہ کے ضرور بت ہیں۔ کیونکہ ان کے باشندے دنیا میں ایسے ہی تھے جیسے قبور میں۔

غیر مقلدین وہابیوں کی فقہ کے مسائل

(۱) فقہ محمدیہ کلاں مصنف محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری ص۱۲-۱۳} پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر

کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانہ ے وقت قبلے کی رف منہ کرنا اور پیٹھ دنیا مطلق جائز ہے۔یعنی خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

(۲) فقہ محمد یہ کلاں ص ۱۲۔۱۳} جماع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

(۳) فقہ محمد یہ کلاں ص ۲۳} جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اس پر فرج کی رطوبت ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

(۴) فقہ محمد یہ کلاں ص ۲۴} پاک ہے جوٹھا کل درندے کا (وہابیہ کے نزدیک خنزیر کا جوتھا پاک ہے۔

(۵) فقہ محمد یہ کلاں ص ۳۶} ہر جانور کا چمڑا ر لگنے سے پاک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کا بھی چمڑے کا ظاہر بھی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بھی۔

(۶) فقہ محمد یہ کلاں ص ۳۷} چمڑا اڑ کر رنگنے کی جگہ میں جا پڑے تو پاک ہو جاتا ہے۔

(۷) فقہ محمد یہ کلاں ص ۴۰ عرف الجادی ص ۱۰} انسان کی منی پاک ہے۔امام مالکؒ اور امام حنفیہؒ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ناپاک ہے۔منی ہر چند پاک است۔

(۸) فقہ محمد یہ کلاں ص ۴۱} زیادہ ترصحیح قو ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔

(۹) فقہ محمد یہ کلاں ص ۴۱} عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔

(۱۰) فقہ محمد یہ کلاں ص ۶۱} اگر قبل اور دبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔اگر جاری ہو خون سر سے پاؤں تک۔

(۱۱) فقہ محمدیہ کلاں ص ۶۱} اور اسی طرح نہیں ٹوٹتا وضو نکسیر پھوٹنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔

(۱۲) فقہ محمدیہ کلاں ص ۶۲} اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سنگی لگوانے سے۔

(۱۳) فقہ محمدیہ کلاں ص ۶۵} اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو یعنی بلکہ بعض غائب ہو اور بعض ہو اور بعض باہر رہے۔ تو اس کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں۔ نہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے اور نہ کوئی اور حکم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے (یعنی حد نہیں لگتی)

(۱۴) فقہ محمدیہ کلاں حصہ دوم ص ۱۰۶} اور جائز ہے عزل کرنا عورت سے۔

(۱۵) روضہ الندیہ ص ۲۳۶} ویجوز ارضاع الکبیر ولو کان ذالحیة (اور جائز ہے بڑے کو دودھ پلانا۔ اگرچہ داڑھی والا ہو)

(۱۶) فقہ محمدیہ کلاں ص ص ۱۴۶} لڑکے اور لڑکی کا نماز میں اٹھانا جائز ہے برابر ہے کہ فرضی نماز یا نفل ہو اور برابر ہے وہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا۔ اور اسی طرح نماز میں اٹھانا ہر جانور پاک کا پرندے اور بکری وغیرہ سے۔

(وہابیہ کے نزدیک امام مسجد وہابی جماعت بھی کرائے اور محلہ کے بچے بھی کھلائے تو نماز پڑھائے۔ اگر امام وہابیہ بیٹر بازی یا مرغ بازی نماز میں کرے تو مقتدیوں کو کوئی اعتراض نہیں) اور نہ نماز میں حرج ہے۔

قرآن کریم} قُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ (کھڑے ہو کر اللہ ہی کے واسطے فرمانبرداری کرنے والے)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (تحقیق خلاصی پائی ان مومنوں نے جو اپنی نماز میں خشوع

کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ وہی لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں)

(۱۷) فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۵۷} اگر عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جاوے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی نہیں ٹوٹتی۔ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر مرد عورت کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(آج کل مخلوطی تعلیم سے لوگ گھبراتے ہیں چہ جائیکہ مخلوطی نماز ہو)۔

(۱۸) عراف الجادی ص ۱۰} پس دعویٰ نجس عین بودن سگ وخنزیر و پلید بودن خمر ودم مسفوح وعیون مردار نا تمام است۔ پس کتے اور خنزیر کو نجس عین کہنا اور شراب اور خون بہنے والے اور عین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں۔

(۱۹) عراف الجادی ص ۱۱ } طہارت پاپوش آلودہ نجاست ہمیں سوئش بزمین است و بس درآں نماز گزاردن بمسجد درآمدن رواست و جائز است تاذین محدث (نجاست سے لتھڑی ہوئی جوتی کا پاک ہونا یہی ہے کہ اس کو زمین سے رگڑا جاوے اور بس اسی میں نماز ادا کرنی اور مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور جنبی اذان کہہ سکتا ہے۔)

غیر مقلدین وہابیوں کے نزدیک اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز ہے

(۲۰) عراف الجادی ص ۱۰۹} ونیست وجہ از برائے منع نکاح بادختر یکہ ایں کس باما درش زنا کردہ وایں دختر بنت شرعی نیست تا داخل زیر قولہ تعالیٰ وبناتکم ونتوان گفت کہ اسم بنت لاحق مخلوقہ باراوست زیرا کہ ایں طوق اگر بشرح است باطل است واگر مراد آنست کہ غیر شرعی است پس مضر مانیست چہ اگر مخلوق از آب اوست لیکن آب نہ آبے ست کہ بداں لحوق نصب ثابت شدہ بلکہ آبے است کہ صاحب اوراجز حجر دیگر حاصل نیست۔

(۲۱) نزل الابرار ص ۲/۲۱ } فلوزنا بامرة تحل له امها وبنتها وكذالك ابنه بامرة تحل لابيه وكذالك لوزنا ابوه بامرة فتحل لابنه (اور اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اس کے واسطے اس کی ماں اور اس کی بیٹی حلال ہے۔ اور اسی طرح اس کا بیٹا ایسی عورت کے ساتھ جو اس کے باپ کے لئے حلال ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی کے باپ نے عورت کے ساتھ زنا یا تو وہ عورت اس کے بیٹے کے لئے حلال ہے۔)

وہابیہ کے نزدیک مشت زنی واجب ہے

(۲۲) عرف الجادی ص ۲۰۷ } بالجملہ استنزال منی بکف یا بچیزے از جادات نزد دعا حاجت مباح است بلکہ گاہے واجب گردو (الحاصل منی کا ہاتھ سے نکالنا یا کسی سخت چیز سے بوقت حاجت جائز ہے۔ بلکہ کبھی واجب ہو جاتا ہے)

وہابیہ کے نزدیک بجو کھانا جائز ہے

(۲۳) عرف الجادی ص ۲۳۵ } (بجو صید است (بجو شکار ہے)

وہابیہ کے نزدیک کتا کنوئیں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے بشرطیکہ رنگ، بو مزہ نہ بدلے

(۲۴) فتاوی نذیریہ ص ۱/۲۰۰ } سوال چہ فرمائند علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتد چہ حکم است بنیو۔

الجواب: حکم چاہ مذکور آنست کہ اگر آب آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بر حال خود است آں چاہ طاہر است۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنوئیں میں گر پڑے کیا حکم ہے بیان کرو۔

الجواب: کنوئیں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر پانی اس کنوئیں کا کتا گرنے سے متغیر نہ ہوے بلکہ اپنی حالت پر ہے وہ کنواں پاک ہے۔

(۲۵) فتاوی نذیریہ ص ۳۴۸} سجدہ تلاوت بے وضو نیز ثابت است (سجدہ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے)

(۲۶) اخبار اہلحدیث}۲۱ محرم ۱۳۳۰ھ مولوی ثناء اللہ نے دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا۔ اور سوتیلے بھانجہ کی پوتی سے نکاح جائز کر دیا۔

(بحوالہ کتاب التوحید والسنہ مصنف عبدالاحد وہابی خانپوری)

عراف الجادی ص ۳۷} وہابیہ کے نزدیک عورت امام مقرر ہو سکتی ہے۔

وہابیہ کے نزدیک ساس سے جماع کرے تو عورت خود حرام نہیں ہوتی اور ساس سے نکاح جائز ہے۔

(۲۷) نزل الابرار ۲/۲۹} وَلَوْ جَامَعَ اُمَّ اِمْرَءَتِهٖ لَاتُحَرَّمُ عَلَيْهِ مُرءَتُهٗ (اور اگر کسی نے اپنی ساس سے جماع کیا تو اس پر اس کی عورت حرام نہیں ہوتی)

(۲۸) نزل الابرار ۲/۲۸} وَكَذَالِكَ لَوْ جَامَعَ زَوْجَةَ اِبْنِهٖ لَاتُحَرَّمُ عَلٰى اِبْنِهٖ (اور اگر کسی شخص نے اپنے سگے بیٹے کی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوتی۔)

وہابیہ کے نزدیک کنجری بازی جائز ہے

(۲۹) نزل الابرار ص ۳۳} وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ وَالْمُوَقَّتِ وَكَذَالِكَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا فِىْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ فَجَوَّزُوْهَا لِاَنَّهٗ كَانَ ثَابِتًا وَقَدْ وَقَعَ

اَلْاِجْمَاعُ عَلَیْہِ (اور نکاح متعہ اور وقت مقرر کر کے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز رکھا ہے۔ اس واسطے کہ وہ ثابت ہے اور اس پر اجماع واقع ہے)

''وہابی'': تم نے ہمارے مذہب کے پول نکالے ہیں۔ لہٰذا میں تمہارے مذہب کے پول بھی ظاہر کرتا ہوں۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی ماں بہن سے نکاح کرے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک، اس پر حد واجب نہیں۔ خواہ اس کے ساتھ اس نے وطی بھی کی ہو اور اس کو جانتا بھی ہو۔

''محمد عمر'': جناب عرض یہ ہے کہ واقعی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے اس واسطے کہ حد شرعیہ اس شخص کے واسطے ہوتی ہے جو شریعت کی حد میں رہ کر جرم کرے۔ کیونکہ جب اس پر شرعی حد لگ جاتی ہے۔ تو وہ شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ والدہ اور ہمشیرہ وغیرہ کے ساتھ وطی کرنے والا چونکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اس واسطیوہ شرعی حد سے پاک نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے:

بیہقی شریف $\frac{8}{23}$ ابن ماجہ ۱۸} عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقع علی ذات محرم وقتلوہ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ذی محرم سے زنا کرے تو اس کو قتل کردو)

چنانچہ فتح القدیر وغیرہ میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ زنا کی دونوں حدوں سے اس کو کوئی حد نہیں لگائی گئی۔ بلکہ شریعت کی حد توڑنے کی سزا قتل مقرر کی ہے۔

''وہابی'': تمہاری کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مجنونہ یا صغیرہ سے زنا کرے تو حد نہیں لگائی جاتی۔

"محمد عمر": غلط ہے۔

ہدایہ ۱/۴۹۷} وان زنی صحیح بمجنونة او صغیرة تجامع مثلها حد الرجل خاصة وهذا بالجماع (اگر صحیح نے دیوانی کے ساتھ زنا کیا یا صغیرہ سے جو قابل جماع ہو تو آدمی کو خصوصا حد لگائی جاوے گی۔ اور یہ تمام احناف کا اتفاقی مسئلہ ہے)

"وہابی": تمہاری فقہ میں لکھا ہے کہ جس شخص نے چار پائے سے وطی کی تو اس پر حد نہیں۔

"محمد عمر": واقعی اس پر حد نہیں۔ کیونکہ اس پر زنا کی تعریف صادق نہیں آتی اس واسطے کہ شریعت میں زنا کہتے ہیں آدمی کا وطی کرنا عورت غیر مملوکہ کی قبل میں۔ اور اس وطی سے ان کو سزا دیجائے گی۔ ملاحظہ ہو۔

ہدایہ ۱/۴۹۵} اَنَّهٗ یُعَزَّرُ بِمَا بَیَّنَّا اے مَنْ اتی بَهِیمَةً فاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا (اس کو سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ یعنی جس نے چوپائے سے وطی کی تو اس آدمی کو بھی اور چوپائے کو بھی قتل کردو حدیث پاک میں بھی نبی ﷺ نے یہی سزا فرمائی ہے۔)

بیہقی شریف ۸/۲۳۴} مَنْ وَقَعَ علی بهِیمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ (جو شخص چار پائے سے زنا کرے تو اس کو قتل کردو)

"وہابی": تمہارے مذہب حنفی میں متعہ جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ و تَسْتَحِبُّ الْمُتْعَةُ لِکُلِّ مُطَلَّقَةٍ ہر مطلقہ کو متعہ مستحب ہے۔

"محمد عمر": لعنة الله علی الکاذبین

دیکھئے آپ کا بہتان

ہدایہ ص ۳۰۴} وتستحب المتعة لکل مطلقة الا مطلقة واحدة وهی التی طلقها الزوج قبل الدخول بها وقدسمی بها مهرا (اور متعہ مستحب

ہے ہر مطلقہ کو سوائے ایک طلاق کے اور وہ وہ عورت ہے جس کو خاوند نے قبل دخول طلاق دی۔ اور اس کے لئے مہر مقرر کیا۔)

معلوم ہوا کہ یہاں سامان مراد ہے۔ دیکھئے (۳،۴) میں لکھا ہے ثـلـثة اثـواب من قسوة مثلها وهى درع وخمار وملحفة (اور متعہ تین کپڑے ہیں یعنی سامان اور وہ کرتہ ہے اور دوپٹہ اور چادر) حکم متعہ اس سے زیادہ صاف ملاحظہ ہو۔ ہدایہ اولین (۲۹۲) ونـکـاح الـمـتـعة بـاطـل (نکاح متعہ باطل ہے) ہاں البتہ تمہارے مذہب میں متعہ جائز ہے۔ اپنے مذہب کا عمل ہم پر چسپاں کرتے ہو۔ دیکھئے نـزل الابـرار (صفحہ ۳۳) جو پہلے گزر چکا ہے ملاحظہ ہو۔ اور یہ متعہ روافض کا شعار ہے۔ اسی واسطے آپ کو حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کی ایک جماعت سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو غنیۃ الطالبین ص ۲۱۷ امـا الـرافـضـة فتـفـرقـت اربـع عشر فرقة القطعية والكيسانية والمكبرية والمغيرية والمحمدية الخ اور محمدی تم خود لکھواتے ہو۔ دیکھئے آپ کے امام ومقتدا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایضاح الحق میں فرماتے ہیں: خودرا از منکاں جند محمدی باید ساخت۔ یعنی اپنے آپ کو محمدی لشکر میں منسلک کرواور۔

معیار الحق} مصنفہ مولوی نذیر حسین ص ۸۱:۔ آئمہ اہل سنت را برحق مے داند وخود را محمدی مے گوئند (آئمہ اہل سنت کو برحق جانے اور اپنے آپ کو محمدی کہلائے)

بجلی آسمانی ص ۲۹}

یعنی جیہڑا ہوگ محمدی اور جنت وچہ جاوے　　　باجھ محمدیاں دے سبھنوں دوزخ حکم سناوے

حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی غنیۃ الطالبین کو پڑھ کر محظوظ ہوتے ہو وہ تم کو جو محمدی ہونے کے دعویدار ہو فرقہ ناجیہ سے خارج کر رہے ہیں۔

چونکہ آپ کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متبعین محمدی کہلانے واوں کا غیبی علم تھے۔ اس واسطے انہوں نے محمدی کہلانے والوں کو پہلے ہی فرقہ ناجیہ سے خارج کر دیا۔ کیونکہ وہابیوں کا محمدی کہلانا اس بنا پر نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو محمد بن عبدالوہاب کی طرف منسوب کرتے ہوئے محمدی کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ قادیانی اپنے آپ کو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے احمدی ہلاتے ہیں۔ جو ناواقف کو دھوکا ہوتا ہے۔ ایسے ہی تمہارا بھی محمدی کہلانا عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے۔

پھر دوسری جگہ بھی حضرت غوث الاعظمؒ نے تمہارے برخلاف فتویٰ دیا ہے۔

غنیۃ الطالبین ص ۳۸} روی عبداللہ بن عمرؓ عنہما انه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من حلق الشارب. ولان فی ذالک مثلة وذھابا لماء الوجه وجماله فی بقاء اصول الشعر زینةوجمال

(عبداللہ بن عمرؓ عنہما سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے مونچھیں منڈائیں وہ ہم سے نہیں ہے اور اس واسطے کہ اس میں بچہ پن ہے۔ اور چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔ اور چہرے کی خوبصورتی اور زینت مونچھوں کی جڑوں کو باقی رکھنے میں ہے)

اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمام فرقہ وہابیہ عموماً مونچھیں منڈواتے ہیں۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں یا خارج۔ باقی قابل غور یہ امر ہے کہ یہ فرقہ یا یہ عقیدہ کب سے شروع ہوا ہے۔

سب سے پہلا محض کوری توحید کا قائل انبیاء اور اولیاء کا حاسد اور ان کے مقابلہ میں اپنے آپ کو انا خیر منہ کی بڑ لگانے والا اور اپنے علم سے انبیاء کے علم کو کم سمجھنے والا اور عبادت الٰہیہ کا پرانا دعویدار ابلیس تھا جو اپنے نبی ولی کی عزت کو کم سمجھنے

لگا۔تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام عبادت حبط کر کے فاخرج منها فانک رجیم کا فتویٰ دے کر نکال دیا۔اور راندۂ درگاہ بنا دیا۔ چنانچہ وہ موحد متکبر باوجود مردود وطعون ہونے کے اکڑ کر پھرتا رہا۔ جیسا کہ آجکل بھی بعض مصلی سنت ابلیسی کو ادا کرتے ہوئے۔ سینہ تان کر قانتین کے حکم کے برخلاف کھڑے ہوتے ہیں بعدازاں کفار مکہ جو ابلیس کے مرکزی ممبر تھے انہوں نے نبی ﷺ کے برخلاف میٹنگ کی اور اس مقام کا نام جہاں نبی ﷺ کے برخلاف مجلس شوریٰ قائم کی جاتی تھی دارالندوہ سے موسوم کیا۔ جیسا کہ آجکل ہندوستان میں بھی انکے متبعین نے سنت کو رائج کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی ہتک کا اشاعتی مرکز کھول کر دارالندوہ مقرر کیا ہوا ہے۔تو اس مکہ معظمہ کے کفار کی مجلس شوریٰ میں ابلیس بھی اپنے محبوب نجدی کی شکل میں متشکل ہو کر مکہ کے دارالندوہ میں پہنچا تو ہر ایک نے نبی ﷺ کے برخلاف آپ کے مذہب کو مٹانے کے لئے مشورے پیش کیے۔تو ابلیس بشکل نجدی بولا۔ کہ میں بھی مشورہ دیسکتا ہوں؟ تمام حیران ہو گئے کہ یہ مشورہ دینے والا کون ہے۔ابوجہل نے اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ انا شیخ من اهل نجدی (میں نجدی بزرگ ہوں)'' ابلیس کو بھی بشکل نجدی ظاہر ہونا پسند آیا۔تو ابوجہل نے مشورہ دریافت کیا'' ابوجہل کو بھی یقین تھا کہ جتنی مخالفت اور عناد نبی ﷺ سے نجدیوں کو ہے اتنی ہمیں بھی نہیں ابلیس نے کہا کہ جب تک تم اسکو قتل نہ کرو گے۔تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔تماری حکومتیں چھین لے گا۔ تمہاری عزتیں جاتی رہیں گی۔الم تر و حسن حدیثه کیا تم نے اس کی اچھی اچھی باتوں کا ملاحظہ نہیں کیا و حلاوۃ منطقه اور اس کی کلام کی مٹھاس نہیں دیکھو غبته علی قلوب الرجال بما یاتی به اور وہ قرآن کی برکت سے لوگوں پر چھایا ہوا ہے۔ ابوجہل کو شیخ نجدی کی شیبہ کا مشورہ نبی ﷺ کے قتل کرنے والا پسند آیا تو ابوجہل نے چند آدمی ننگے سر حضور اکرم ﷺ کے دروازے پر مسلح کھڑے کر دئے۔تو اللہ تعالیٰ نے

نبی ﷺ کو ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپ نے سورہ یسین کی پہلی پانچ آتیں پڑھ کہ ایک مشت مٹی ان کی طرف پھینک دی۔ چنانچہ نبی ﷺ ان کو تشریف لے جاتے ہوئے نظر نہ آئے۔ چنانچہ ان اشخاص قاتلین کی ہیت کذائیہ کو ادا کرتے ہوئے نجدی بھی ننگے سر نماز پڑھتا ہے۔ قیام بھی اس کا اسی طور کو متلزم ہوتا ہے۔ اور چونکہ ان کے سر پر آپ نے مٹی ڈالی تھی۔ وہی نشانی آپ تک ان کے چہروں پر نمایاں ہو رہی ہے یہ تمام واقعہ نجدی (دارالندوہ کا تاریخ طبری ۲/۹۸ ابن ہشام ۲/۹۳ میں مذکور ہے۔ تاریخ کامل لابن الثیر ۲/۳۸

چنانچہ دوسرے مقام پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ انی اخشی اھل نجد میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں۔ قسطلانی ۶/۳۱۴ اور بخاری شریف ۲/۱۰۵۱ مشکوۃ شریف ص ۵۸۲ میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے نجدیوں کے حق میں دعا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ نجد سے فتنے اور زلزلے اٹھیں گے۔ اور قرن شیطان کا طلوع ہوگا اور آپ کا رخ انور مشرق کی جانب تھا۔ آپنے انگلی کے اشارے سے الفتنة ھھنا انفتنة ھھنا من حیث یطلع قرن الشیطان (فتنہ یہاں سے ہوگا۔ جہاں سے قرن شیطان طلوع ہوگا) آپ کا اس وقت علم غیب کی اطلاع دینا اس وقت میں من و عن صحیح ہو رہا ہے۔

درر کامنہ } مصنفہ ابن حجر عسقلانی ص ۱۴۵ ابن تیمیہ حرانی نے بعد ازاں ۶۹۸ھ میں صوفیائے کرام کے حق میں زبان درازی شروع کی۔ اور اس امت میں یہ نیا مسئلہ نکالا کہ نبی ﷺ کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ان سے فریاد کرنا اور ان سے امداد و شفاعت کی امید وابستہ رکھنا شرک ہے اور یہ کہا کہ روضہ اطہر پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔ سب سے پہلا یہ شخص ہے۔ جس نے ان مسائل کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو مشرک کہا۔ چنانچہ روضہ اطہر پر سفر کر کے جانے پر ابن تیمیہ کا تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ ہوا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حرانی کو بدلائل روضہ اطہر پر سفر کر کے جانا ثابت کر دیا۔ ابن تیمیہ نے

باوجود مغلوب ہونے کے توبہ نہ کی تو جلال الدین قزوینی نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔ بعدازاں اس کے توبہ کرنے پر بری کیا گیا۔ پھر بدلا۔ پھر قید ہوا تو بادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ علماء کے اتفاق سے اس شخص کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ لہٰذا من اعتقدا اعتقاد ابن تیمیتہ حل مالہ و دمہ جو تمہیں ابن تیمیہ کے عقیدے کا ملے اس کا مال لوٹ لو اور اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ چند دن کے واسطے وہابیت روپوش ہوگئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابن تیمیہ کے شاگرد نے جامعہ امیر حسین اور جامعہ عمر بن عاص میں اب تیمیہ کے عقیدے کا وعظ کیا۔ درر کامنہ ص ۳۰۲ میں لکھا ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے نبی ﷺ اور بزرگوں کی شان میں گستاخانہ لفظ استعمال کیے تو اس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا تو اس نے عدالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا۔ اور گدھے پر الٹا سوار کر کے شہر میں پھرایا۔ اور اعلان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے نبی ﷺ کی ہتک میں وعظ کیا ہے۔ پھر اس کو بھی قید کیا گیا۔ دوسری جگہ ابن تیمیہ کے دوسرے شاگرد ابن قیم نے تیمی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دنوں کے فتوے سے آجکل بھی وہابی ان کی تقلید میں فتویٰ دیتے ہیں۔ ابن قیم وغیرہ تقلید کے برخلاف بھی کچھ کہنے پر تل آئے۔ آہستہ آہستہ ابن تیمیہ کے عقیدے کا دھواں رمتا رہا۔ باوجود اس کے شاہان اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۰۰۵ھ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کی پرانی ضائع شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کر دی اور زور شور سے اس مذہب کی مستقل بنیاد رکھ دی۔ اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے نام کا پردہ ڈال کر تیمی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں کتاب التوحید و کشف الشبہات وغیرہما تصنیف کیں۔ اور ۱۱۴۳ھ میں قومی رضا کار بھرتی کر کے تمام نجد پر چھا گیا۔

چناچہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہو گیا۔ کہ جو مسلمان نبی ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کو جاوے یا انبیاء اولیاء اور صالحین کے وسیلہ کا اظہار کرے تو اس پر مشرک کا فتویٰ لگا کر محمد بن عبدالوہاب کے مخالف مذہب ہونے کی بنا پر اس کو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بھائی شیخ سلیمان کو اس کے مقابلے کے واسطے بنا دیا۔ جس نے تحریرًا وتقریرًا اپنے بھائی کا رد کیا۔ محمد بن اسماعیل یمنی نے یمن میں وہابیت کو کافی فروغ دیا۔ اور حضور ﷺ کی ہتک میں کافی اشاعت کی۔ اس طرف ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی سے ۹ برس چھوٹے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کئے شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اور انہوں نے اپنے باپ شاہ عبدالرحمٰن صاحبؒ کی ولایت کی جانشینی اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس وقت تک پہنچ گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کوئی قطب الدین کے لقب سے نوازتا تھا۔ چنانچہ آپ کو نبی ﷺ کی محبت نے اتنا بھانپا کہ آپ نے ایک قصیدہ مدحیہ جس کا نام **الطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم** تحریر فرمایا۔ جس کا ایک شعر تحریر کیا جاتا ہے۔ ص۲۲

وَصَلّٰی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَاخَیْرَ خَلقِہٖ   وَ یَاخَیْرَ مَامُوْلٍ وَّیَاخَیْرَوَاھِب

خود ترجمہ فرماتے ہیں (یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا اے بہترین کسی کہ امید او داشتہ شود والے بہترین عطا کنندہ اور بزرگان دین کے تمام وظائف کا ہر روز ورد فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ **الانتباہ فی سلاسل اولیاء** ایک کتاب لکھی جس میں لکھا کہ اور ادفتحیہ جس میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول بھی درج ہے۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں۔ جواہر خمسہ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ موجود ہے اور ہر روز پڑھتے تھے۔ اچانک ارادہ حج

صاحب سے بڑی محبت کا وطیرہ اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو ورغلا
شروع کیا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے

صحبت بدرا تباہ مے کند دیگ سیاہ جامہ سیاہ مے کند

باپ کی صحبت نے شاہ صاحب کو رنگا۔ اور حرمین شریفین تک رسائی کروادی
جس کے متعلق آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیوض الحرمین وغیرہ۔ نجدی کی
صحبت کی تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی جاتا رہا۔ جب واپس پہنچے جو حالت دگرگوں ہو
چکی تھی۔ اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے۔ حتےٰ کہ والد ماجد کے سمجھے
ہوئے مریدنی نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں سنے تو دست افسوس
ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبدالوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیرہ
انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کیں۔ مسلمانان ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ
کی سعی بلیغ سے حنفیت کا رنگ پکا ہو چکا تھا۔ اور شاہ عبدالرحیم صاحب کی صحبت سے
لوگ متاثر تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ دہلی میں
ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے۔ چنانچہ حیات طیبہ کے ص ۱۲ پر درج ہے
کہ تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر فتویٰ کفر صادر کئے تو شاہ صاحب کا بدی و علمی وقار
ہباً منثورا ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے نئے مذہب وہابیت کی اشاعت کے واسطے
اپنے خاندانی مذہب حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ لیا۔ چنانچہ چند متمول اشخاص شاہ
صاحب کے معتقد بن گئے۔ اور مذہبی آسانی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور شاہ
صاحب کے ہر وقت حفاظت میں مقید ہو گئے کیونکہ ہر مسلمان شاہ صاحب کے کلمات
کو انبیاء اللہ اور اولیاء کرام کے برخلاف برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اور چونکہ مسلمان فرقہ
وہابیہ سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عوام و خواصان کو سوائے محمدی کے وہابی ہی کہتے
تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالم شخص وہابی نہ تھا۔ لوگ اس وقت شاہ

صاحب کو بڑا مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور بھی ہوتے تھے۔ لیکن حکومت اسلامی کے انصاف سے خائف تھے۔ شاہ صاحب کس مپرسی کی حالت میں اپنے دینی وطن نجد کو آبائی وطن پر مقدم سمجھتے ہوئے محمد بن عبدالوہاب کے پاس جا کر وہابیت کے مقتدر نمائندے کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ اخیر عمر میں پھر لوٹے۔ محمدی مذہب کی حالت میں جب ہندوستان پھرے تو اپنے جانشین ولائق بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا۔ لیکن آبی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سا رنگ چڑھا۔ جس کا علماء کرام نے کافی جواب دیدیا۔ ان کے بعد ۱۱۹۳ھ میں ان کے بھتیجے اسماعیل پیدا ہوئے۔ علم دین حاصل کیا لیکن تحریر سے بچارے بالکل عاری تھے۔ محمد اسماعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی تائید میں اپنا مذہب محمدی کہلوایا۔ گو تمام مسلمان ان کو بدعتی اور وہابی کے نام سے مدعو کرتے تھے۔ اسماعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک بالکل ان پڑھ شخص سید احمد بریلوی کو وہابیت کا دستی مدد معاون بنالیا۔ دہلی میں کچھ حنفیت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ احناف کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ بھلا اسماعیل صاحب کی کون سنے۔ اسماعیل صاحب چاہتے تھے کہ میں وہابیت کا پرچار کھلم کھلا کروں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقعہ نہ ملتا تھا۔ آخر کتاب التوحید مولفہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ترجمانی میں کتاب تقویۃ الایمان صراط مستقیم اور تنویر العلین وہابیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ سوائے چند اشخاص کے کتابیں پڑھ کر بڑے متغفر ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر صوبہ پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانان پنجاب پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ خدایا تیری پناہ۔ اسماعیل صاحب نے سیاسی موقعہ سوچا کہ

سکھوں کے برخلاف جہاد کر کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت وہابیہ مستقل بن جائے گی اور آہستہ آہستہ سارا ہندوستان وہابیہ سے پر ہو جائے گا۔ مولوی اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے سرحد ہند وافغانستان میں آ کر آزاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا۔ ان میں چونکہ جہاد کی تڑپ پہلے ہی موجود تھی۔ ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دونوں کی کامیابی الاعملہ بالبنیات کے اصول سے منظور نہ تھی۔ سکھوں کے مقابلہ میں شکست فاش دی۔ اور ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروادئے۔ اور سار یسکیم ملیامیٹ ہوگئی۔ اس طرف حجاز میں ۱۲۲۰ھ میں سعود امیر وہابیہ نجدیہ نے تمام قبے شہید کر دئے حتیٰ کہ حضور علیہ السلام کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا ۱۲۲۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعود جانشین ہوا۔ ۱۲۳۳ھ میں ابراہیم بادشاہ مصر نے عبداللہ کو شکست دے کر عبداللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور حجاز پر قبضہ کیا ۱۲۳۵ھ میں عبداللہ بن سعود نجدی کو مصر کے ہمایوں دروازہ کے پاس قتل کروادیا۔ ہندوستان میں مولوی مملوک علی صاحب جو تمام دیابنہ کے استاد ہیں دہلی میں اجمیری دروازہ عربک ہائی سکول کے مدرس اول تھے۔ ان کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے ہی وہابیت سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام مملوک علی کی بجائے مملوک علیکی بجائے مملوک العلیٰ بدل دیا۔ اور اور واپس گھر پہنچتے ہی نانوتہ ضلع سہارنپور سے ملوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب بھی مولوی مملوک علی صاحب کے پاس پہنچ گئے دونوں نے مولوی صاحب مذکور سے علوم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی مملوک علی صاحب کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ حقیقتہ مولوی مملوک علی صاحب سلطنت مغلیہ حنفیہ کے خوف سے اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے وہابی مذہب کی علی الاعلان اشاعت تو نہ رسکتے تھے۔ لیکن درس میں عقائد وہابیہ کے کئی پرزے تیار کر

لئے۔ جو اس قابل بن گئے کہ عوامک کا الانعام کو وہابیعقیدہ سے مضبوط کر کے وہابی مشن کی ترقی کریں۔ مولوی مملوک علی صاحب دیوبندی مذہب کی شین میں باقی سب پرزے یا فرع ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور نے چند دیگر علماء کو کسی لالچ یا کئی دیگر وجوہات سے اپنا ہم عقیدہ بنالیا۔ مثلاً مولوی صدر دین صاحب غیرہ ے تمام عقیدہ وہابیہ اور اعمال حنفیہ سے مجموعہ ایک مستقل مذہب ایجاد کرلیا۔ حکومت مغلیہ کا جب زوال وا اور حکومت برطانیہ مسلط ہوئی تو مولوی خلیل احمد صاحب انیٹھوی نے مولوی رشید احمد صاحب کی امداد سے ریاست بہاولپور میں اپنا تسلط جمانا شروع کر دیا تو ہمارے بزرگ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد فاسدہ پر دونوں سے مناظرہ رکے ان کو والی ریاست کی طرف سے اخراج کا حکم صادر فرمایا اور ان کی شکست کا ایک رسالہ تقدیس الوکیل شائع کیا جس میں ان کے تمام عقائد جمع کر کے عرب وعجم کے علماء دین سے فتویٰ کفر ثبت کروا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ دیا بنہمنہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ آخر بچاروں نے تنگ آ کر ہندوؤں کے ساتھ کانگرس جماعت کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ہندوانہ لباس بھی اپنا فخر سمجھا۔ اور برخلاف قرآن کریم ہندو مسلم اتحاد کا سبق دینا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ ہندوؤں ے تہوار کو پوری کچوری کو جائز کیا۔ اور پیر پیرانؓ کی گیارھویں پر حرام ہونے کا فتویٰ لگا دیا۔ ملاحظہ ہو فتویٰ رشیدیہ۔ اگر کسیمسلمان نے کسی اور بزرگ کی روح کو ثواب طعام بخشا اور قران پا کلو بھی رہل قبول کی ارواح کو بخشا یا چند آیات قرآن کریم بھی پڑھ کر بخشیں تو قرآن کریم کے پڑھنے سے اس کھانے کو بھی حرام کہہ دیا۔ جبھندوؤں کو ان کی ہندونوازی کا پورا اعتماد ہو گیا تو ہندوؤں نے سوچا کہا گر ہم اسلام اور بانی اسلام کے نقائص تحریر کرتے ہیں تو ہمارا نقص بیان کرنا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ انہی دیوبندیوں سے ہی کام لیا جاوے تو ممکن ہے انہوں نے مولوی محمد

قاسم صاحبسے مدرسہ قاسمیہ دارالعلوم دیوبند کا اجرا کروایا۔ اوراس میں مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان اورصراط مستقیم سے اسلامی طلباء کو ورغلانا شروع کر دیا۔ اور تراجم قرآن کریم اپنی مرضی کے مطابق شائع کرنے شروع کر دیئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے ایسی کتابیں شائع کیں جن میں انبیاء عظام اور اولیاء اللہ کی جی بھر کر توہین کی۔ اور مندو مذہب کی وکالت برملا کی۔ اور جواب لکھنے والوں سے اپنی بناوٹ کو حقیقت کہا۔ حتی کہ حسین علی صاحب واں بھچراں دیابنہ سیہاں تک سبقت لے گئے۔ اور معاذ اللہ یہ کہا کہ انبیاء و اولیا تمام شیطان ہیں۔ برطانیہ بھی اسلام اور بانی اسلام کا چونکہ پرانا دشمن تھا۔ اس نے بھی اس شاخ کو ترقی سے ہی نوازا۔ اور باقی اسلامی مدارس آہستہ آہستہ ان کی کس مپرسی کی حالت سے کمزور ہو گئے۔ کیونکہ ان کا پشت پناہ انگریز اور ہندو متمول قومیں تھیں وہ ترقی کر گیا۔ حتی کہ ریاستوں سے چندہ آنا شروع ہو گیا۔ جس کے نشے میں دیابنہ نبی ﷺ کے استاد بننے کے مدعی بن گئے۔ چنانچہ ہر کمالے راز والے است رب کریم نے اعلحضرت قبلہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو ان کے مقابلہ کے واسطے قائمہ کر دیا۔ انہوں نے فضل ابزدیسے دیوبندیوں کے ہر بول کا جواب احسن طریقہ سے دیا جب تائب ہوتے نظر نہ آئے تو ان کے اکابر کے تمام عقائد لکھ کر تمام علماء عرب و عراق کو بھیجے تو انہوں نے ان عقائد دیوبندیہ پر پرزور فتویٰ کفر ثبت کیئے تو اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شائع کر دیا۔ جس کا نام حسام الحرمین رکھا۔ جس کا جواب آج تک دیابنہ نہ دے سکے۔ اور نہ اپنے عقائد سے تائب ہوئے بلکہ تاویلات فاسدہ سے اپنی گندگی کو چھپانے کی کوشش کی۔ جواب تک ان کے معتقد بن ان کیتقلید میں کانگرس کے ہی کلمہ گر ہیں اور اپنے عقائد فاسدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

۱۲۴۸ھ کو بانس بریلی میں نواب صدیق حسن خان پیدا ہوئے۔ قنوج میں پرورش پائی۔ بھوپال میں جا کر ایک سیاسی چال سے نواب بن گئے۔ علم دین حاصل کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۸۵ھ میں حج کو تشریف لے گئے تو وہاں سے وہابیت کا سبق سیکھ آئے اور ہدوستان واپس آ کر استاد الوہابین بن گئے۔ اور بھوپال میں تمام ہندوستان سے وہابی علماء کو اکٹھے کر کے فقہ وہابیہ کی تدوین کی۔ جس سے پردہ سے نکل کر مذہب وہابیہ ایک مستقل مذہب شروع ہو گیا۔ خود بھی کتابیں لکھیں اور مولوی بشیر احمد شہسوانی وغیرہ سے بھی کتابیں لکھوائیں۔ اور حیدر آباد دکن جو مسلمانوں کے واسطے پرانا تباہی کا گھڑا مشہور چلا آیا ہے وہاں وحید الزمان صاحب نے بھی وہابیت کی فقہ پر کئی کتابیں لکھیں۔ بہت کوشش کی لیکن سوائے چند حواریوں کے کسی کو مذہب میں نہ ڈھال سکے۔

دہلی میں مولوی نذیر احمد صاحب نے درس شروع کر دیا۔ اور اسماعیل صاحب دہلوی کے عقیدے سے اپنے آپ کو محمدی کہلانا شروع کر دیا۔ حتے کہ کچھ عرصہ بعد غیر مقلد ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر حنبلی کہلوا کر پکے نجدی کی شکل میں متشکل ہو گئے۔ جن کے بڑے شاگرد حافظ محمد لکھو کے والے اور حافظ عبد المنان وزیر آبادی اور مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی یہ تینوں حضرات دہلی میں علم دین حاصل کرنے کو گئے لیکن وہابیت کے نرغے میں جا پھنسے۔ دہلی میں تو چونکہ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی موجود تھے۔ مولوی نذیر حسین صاحب ارد فرماتے رہے۔ اور مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین جنہوں نے مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی لکھی ہے۔ مولوی نذیر حسین فرماتے یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب جب کبھی وہابیت کو مسئلہ جاری فرماتے یا تحریری اشاعت رتے تو نوابصاحب رات کو ہی اس کا جواب لکھ کر صبح شائع کروا دیتے۔ مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو جاتی اور دھوکے سے بچ جاتے۔ ہاں البتہ جو باہر کے طلباء بھولے بھالے بچارے پھنس

جاتے ان کا نکلنا مشکل تھا۔ چنانچہ حافظ محمد صاحب خاندانی حنفی علماء میں سے تھے۔ جمولوی نذیر حسین صاحب سے تعلیم حاصلکر کے تشریف لائے تو ضلع فیروز پور میں اپنے گاؤں لکھو کے میں ایک وہابیت کا مرکز کھول دیا۔ جس سے ان کے پرانے مریدین بھی متنفر ہو گئے۔ سوائے چند کے۔ احناف میں ان کے سر پر مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری اور دلی محمد صاحب جالندھری تھے۔ انہوں نے سوائےچند ان کے خاندان کے آدمیوں کے کسی کو وہابی نہ بننے دیا۔ چنانچہ اپنینا کامی دیکھتے ہوئے انہوں نے تفسیر محمدی ایک پنجابیزبان کے شعروں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی کہ اس طرح نہ سہی ایسے تو لوگ ضرور ہمارے مذہب کو ترقی دینگے۔ لیکن پھر بھی ان کی مرضی کیمطابق وہابیت نہ پھیل سکی۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آباد میں بہت کوشش رچکے لیکن وہاں ملاں ملتانی صاحب نے ان کو نہ اٹھنے دیا۔ وزیر آباد میں تو اثر نہو سکا۔ البتہ گوجرانوالہ میں ان کا اثر کافی رہا۔ فرقہ وہابیہ پہلے اپنے آپ کو امام حنبلؒ کی طرفغلط نسبت کرتے رہے۔ پھر اپنے مذہب کو محمدی لقب سے مشہور کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نجد سے آکر محمدی کہلوایا۔ اور وہ بھی نجد میں قیام پذیر رہے۔ ان کی اولاد حنفی کہلاتی رہے اور ازاں بعد اسماعیل صاحب دہلوی نے محمدی کہلایا۔ مولوی نذیر حسین صاحب نے پھر محمدی کہلایا۔ بعد میں وہابی پھر عرصہتک غیر مقلد کہلواتے رہے۔ جب مولویثناء اللہ صاحب امرتسری نے اہلحدیث اخبار نکالا تو تمام غیر مقلدین وہابیوں کو وہابی اور اہلحدیثکے لقب سے منسوب کرے کی تلقین کی۔ چنانچہ آجکل فرقہ وہابیہ اپنے تمام اسماء سے مدعو ہوتا ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے۔

''وہابی'': بعض علاقوں میں تمہارے حنفیوں نے نئی نئی بدعتیں جاری کررکھی ہیں۔ حالانکہ شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں اگر ہے تو اس کا ثبوت چاہیئے۔

(۱) احاف میت کی چارپائی لے جاتے ہوئے کلمہ کاذکر کرتے ہیں۔

(۲) جنازہ پڑھ کر میت کے پاس میت کی طرف سے اس کے ورثا ایک قرآن کریم اپنی طرف سے لاتے ہیں اور ساتھ کچھ رقم یا غلہ وغیرہ ہوتا ہے تو وہ ولی میت کہتا ہے کہ ہماری میت ھذا نے کچھ حقوق الہیہ کو ادا کیا ہے اور کچھ اس کے ذمہ حقوق اللہ فرائض و وجوبات اور کفارات اور منذ ورات باقی ہیں ان باقی حقوق کے بدلے میں یہ فدیہ قرآن کریم اور یہ نقود یا غلہ وغیرہ ہما کا اس عاجز میت کی طرف سے جواب ادا کرے سے قاضر ہے ادا کر رہا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ اس حیلہ کو قبول فرما کر اس کے گناہوں کو ساقط فرماوے اور اپنے مغفورین میں شامل فرماوے۔

(۳) اور یہ بھی رواج ہے کہ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے ہیں تو چلے جاتے ہیں۔ ایک آدمی قبر کے پاس ٹھہرا رہتا ہے اور وہ بلند آواز سے صاحب قبر کو تلقین کرتا ہے کہ اے فلاں فلانیکے بیٹے اے فلاں فلانی کے بیٹے اسے فلاں فلانی کے بیٹے تین دفعہ ایسے کہہ کر پھر کہتا ہے کہ خداوند کریم کی طرف سے تیرے پاس منکر نکیر آئینگے اور وہ دریافت کریں گے کہ تیرا خدا کون ہے تیرا رسول کون کیا ہے دین تیرا کون ہے امام تیرا تو تو جواب دینا۔ جیسا کہ تو دنیا سے نکلا اور تو اقراری تھا۔ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ

وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِا اللہِ رَبًّا وَبِمحمد نبیا وبالاسلام دینا وَبِالْقُرْآنِ اِمَامًا کیا یہ تینوں رواج بدعت ہے یا واقعی ان کا کوئی ثبوت شرعیہ تمہارے پاس ہے تو بیان کرو۔

''محمد عمر'': جنازے کے ساتھ ذکر کرنا کسی صورت میں منع نہیں ہے کیونکہ ارشاد الہٰی ہے۔ فَاذْکُرُوا اللہَ کَثِیْراً لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ پھر تم اللہ کا ذکر بہت کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ ور وہابیہ کا انکار کرنا یا روکنا یہ معیت شیطانی فی کی بنا پر ہے جیسا کہ ارشاد الہٰی ہے۔

زخرف ۲۵/۳ }وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِا الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَلَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

اور جو شخص چشم پوشی کرتا ہے رحمٰن کے ذکر سے مسلط کر دیتے ہیں۔ ہم اس کے لئے شیطان کو تو وہ اس کا ساتھی بنجا تا ہے۔ اور بے شکوہ ضرور روکتے ہیں ان کو اللہ کے رستے سے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت والے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو ذکر اللہ سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو حزبالشیطانسے خطاب کیا ہے سنیئے۔

مجادلہ ۲۸/۳ }اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ان پر شیطان مسلط ہے تو انہوں نیذ کر اللہ کو بھلا دیا ہے۔ یہی شیطانی فرقہ ہے خبردار ضرور شیطانی فرقہ وہ خسمارے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کے میل جول سے منع فرمایا ہے۔

حشر ۲۸ }وَلَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوْا اللّٰهَ اور نہ ہوتم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ اور حدیث شریف میں مذکور ہے۔

جنازہ کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھنا

جامع صغیر ۴۵ مصنفہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کنوز الحقائق لامام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۹ کنز العمال ۸/۹۹ }اَكْثِرُوْافِى الْجَنَازَةِ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قَوْلَ لا اله اِلَّا الله جنازہ میں زیادہ پڑھا کرو۔

کنزل العمال ۸/۹۹ }قَوْلَ لا اله اِلَّا الله

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے موتا کے لئے قَوْلَ لا اله اِلَّا الله کا سامان تیار کرو تو ان مذکورہ بالا احادیث و آیات سے ثابت ہوا کہ جنازہ کے ساتھ کلمے کا ذکر

ثواب ہے اور میت کو بھی مفید ہے۔

اور اس زمانہ میں میں ذکر جھری بمیت کرنا اہل سنت کے لئے ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں کو وہابی اور حنفی کے جنازے کا علم ہو جائے اگر وہابی کا جنازہ ہے تو نمازی کو دریافتہ کرنا پڑے کہ یہ جنازہ حنفی کا ہے یا وہابی کا تو آجکل چونکہ فرقے بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ اسواسطے مابہ الامتیاز صورت یہی ہے کہ کلمہ طیبہ بالجھر پڑھا جاوے۔

"وہابی": فقہانے ذکر بالجھر فی الجنازہ مکروہ لکھا ہے۔

"محمد عمر" بحر الرائق {۲/۲۰۷} میں مذکور ہے کہ وَل ۱۸ بَاسَ بِمَرْثِيَةِ الْمَيِّتِ شِعْراً میت کا شعروں میں مرثیہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ تم اپنے جنازہ کے ساتھ فقہاء کی اتباع میں مرثیہ خوانی کرلیا کرو ہم ذکر کلمہ کرلیا کریں گے۔

حیلہ اسقاط

آپ کا دوسرا سوال کہ حیلہ اسقاط تو اس کے متعلق عرض ہے۔

قرآن کریم میت کی طرف سے حفاظ یا امام مسجد کو پڑھنے کے لئے دینا بڑا ثواب ہے۔ جب تک قرآن کریم لوگ پڑھتے رہیں گے۔ اتنا عرصہ ہی میت کو ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ ہے اور قرآ نریم کو کئی آدمیوں کے ملک کرنا ثواب کو زیادہ بڑھانے کے واسطے تا کہ قرآن کریم ایک اور کئی لوگوں کے ملک کرنے سے کئی قرآن کا ثواب میت کو پہنچ گیا یہ ہے حیلہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کا کام تھوڑا لیکن قرآن کریم کے شان سے میت کے لئے حیلہ زبردست بن گیا چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جامع صغیر {۲/۴۳} اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔

اس لئے میت کی طرف سے قرآن کریم ہدیہ دیا جاتا ہے تا کہ میت کا

سفارشی بنے اور دوسری وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے افشاء کا ثواب بھی میت کو پہنچے گا جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مشکوۃ شریف ۱۹۲} قال رسول اللہ ﷺ یَا اَھْلَ الْقُرْآنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَفْشُوْهُ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے قرآن والو قرآن میں غفلت نہ کرو اور اس کو پڑھو حق پڑھنے کا دن رات اور قرآن کا افشاء کرو۔

اے مانعین اگر تم میت کی طرف سے ولی کے قرآن دینے و بند کرو گے تو بموجب احدیث پاک کے تم نے قرآنی افشاء کو بند کردیا اور جو اس قرآنی عطیہ سے میت کے اعمال سب ساقط ہونے تھے وہ نہ ہوئے تو اس کے اس بوجھ کا گناہ تم مانعین کو بھی ضروریہ ہوگا۔ باقی رقم یا غلے کا میٹ کی طرف سے صدقہ کرنا تو یہ بھی ءحدیث شریف سے ثابت ہے میت وصت کرے یا نہ اور میت کی طرف سے ہر صدقہ حلال شیی کا ہوسکتا ہے۔

مسلم شریف ۲/۱۴} عَنْ عائشة اَنَّ رَجُلاً اَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اُمِّیْ فُتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ. حضرت عائشہ صدقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رواۃ ہے کہ ایک آدمی آیا نبی ﷺ کے پاس تو آپ سے عرض کی یا رسول اللہ بے شک میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی اور مجھے اس سے گمان ہے کہ اگر اسے کلام کا موقعہ ملتا صدقہ کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں تو یا اس کو اس صدقے کا کوئی ثوابملے گا آپ نے فرمایا ہاں۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت خواہ وصیت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی طرف سے مطلق صدقہ دینا جانبین کو ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے ماتحت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا: وَفِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ

عَنِ الْمَيِّتِ وَاِسْتِحْبَا بِهَالَيَصِلُهُ وَيَنْفَعُهُ وَيَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ اَيْضًا وَهٰذَا كُلُّهُ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْن

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے مطلقاً صدقہ جائز اور مستحب ثابت ہوا اور بے شک صدقے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی نفع ہوتا ہے اور اس تمام مسئلے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور امام بیہقی نے السنن الکبری $\frac{4}{62}$ میں باب مقرر فرمایا (باب مایستحب لولی المیت م التصدق عنہ وان لمیوص بہ) اور اس کے ماتحت وہی مذکورہ بالا حدیث بیانفرمائی ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنیکے واسطے غلے یا داموں کا حیلہ مصطفی علیہ السلام کی زبان پاک سے ثابت ہوا میت قبل از موت وصیت کرے یا نہ اس کی طرف سے صدقہ دینے سے اسکے گناہ ساقط ہوتے ہیں اور علامہ نوری نیملک پر مسلمانوں کا اجماع ہے اب اگر تم اس خرچ کو معیوب ہو گے تو مسلمانوں کے اجماع سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور یبتع غیر سبیل المومنین میں داخل ہو کر خداود کے عتاب نولہ مانولی ونصلہ جھنم میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

''وہابی'': اور یہ میت کی موجودگی میں کیوں دیا جاتا ہے گھر آ کر کیوں نہیں دیا جاتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض اپنی غیرت کے واسطے اور ریا کاری ہے۔

''محمد عمر'': گھر میں آ کر بھی ولی خرچ کرتا ہے لیکن وہاں میت کے پاس اس لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کو قبر میں رکھا گیا تو اس کا حساب شروع ہوگا اور میت کے ذمے کئی فرائض روزے ونماز وکفارات وغیرہم ہونگے اور ابھی اس کا حساب شروع ہونے والا ہے تو قبل از حساب ہی اس کی طرف سے ولی اس کے حساب میں یسر کے لئے وہیں فقراو حفاظ وعلماء وغیرھم کو تقسیمکر دیتا ہے۔ اور میت کے روزے کا ولی

کو کفارہ ادا کرنا حدیث شریف میں مذکور ہے۔

ابن ماجہ ۱۲۷} عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر ماہ رمضان کے روزے ہیں تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا کھلایا جاوے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ولی میت کے رمضانی روزے کے بدلے مساکین کو غلہ یا نقدی پیسے ادا کر دے تو ثواب ہے اور میت کی طرف سے اس کے روزوں کا حساب ولی کے ادا کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے یہ ہے حیلہ اسقاط اور ایسے ہی میت کے ذمہ جو نمازیں فریضہ قضا ہو چکی ہوں اس کی طرف سے بھی ولی ادا کرتا ہے اور یہ بھی شرعاً جائز ہے۔

مشکوۃ شریف ۱۲۱۔ ابن ماجہ ۸۔ ابوداؤد ۱/۱۸۵} عن دمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ تَرَكَ الْجُمْعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے ایک جمعہ بلا عذر ترک کیا تو چاہیئے کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ طاقت رکھے تو نصف دینار دے۔

ابوداؤد ۱/۱۸۵} قال قال رسول اللہ ﷺ مَنْ فَاتَهُ الْجُمْعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ اَوْنِصْفِ دِرْهَمٍ اَوْصَاعِ حِنْطَةٍ اَوْنِصْفِ صَاعٍ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص سے بلا عذر جمعہ فوت ہو گیا تو ضرور ایک درھم ب یا نصف درھم صدقہ کرے یا گندم کا ایک یا نصف صاع ہی صدقہ کر دے جمعے

کی چونکہ قضائی نہیں اس واسطے صدقہ ہے اور میت بھی چونکہ قضائی نہیں ادا کرسکتا اس واسطے میت کا دلی قبل از حساب ہی اس کی طرف سے گندم یا رقم صدقہ ردیتا ہے تاکہ اس کے حساب میں تخفیف ہو جاوے۔

پھر تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

جامع صغیر ۲/۱۴۱} اَلصَّدقَةُ تَمنَعُ مِيتَةَ السُّوءَ

صدقہ مردے سے عذاب کو روکتا ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ اس صدقہ نے میت کو فوری فائدہ دیا یا نہ اور اس سے اس کی برائیاں اس صدقے کی وجہ سے ساقط ہوئیں یا نہ فقیر نے واضح طور پر اس حیلہ اسقاط کو از روئے حدیث ثابت کر دیا جس سے تم روک نہیں سکتے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ظاہر ریا کاری معلوم ہوتی ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر یہ صدقہ دینا ریا کاری ہے تو تمہارا نماز پڑھنا روزہ رکھنا حج کرنا زکوۃ دینا سب ریا کاری ہوسکتی ہے دلوں کے حساب سے تو خداوند خود نبٹ لیں گے۔ صدقہ ظاہر او چھپا کر دینا دونو طرح جائز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

بقرہ ۳/۳۷} اِنْ تُبْدُو الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّاهِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اگر ظاہر کرو تم صدقوں کو تو بھی بہت اچھا ہے۔ اگر پوشیدہ کرو تم ان کو اور فقراء کو تقسیم کرو تو وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور خداوند تم سے تمہارے گناہ مٹا دے گا اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ خبر دار ہے۔

قبر پر تلقین

(اور تیسرا مسئلہ) بعینہ حدیث شریف کے مطابق عمل ہے سنیئے۔

کنز العمال ۸/۸۹} اِذَا مَاتَ اَحَدٌ مِّنْ اِخْوَانِكُمْ فَنَثَرْتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ

فَلْیَقُمْ رَجُلٌ مِّنْکُمْ عِنْدَ رَاسِهٖ ثُمَّ لِیَقُلْ یَافُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ فَاِنَّهٗ یَسْمَعُ وَلٰکِنْ لَّا یُجِیْبُ ثُمَّ لِیَقُلْ یَافُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ یَسْتَوِیْ جَالِسًا ثُمَّ لِیَقُلْ یَافُلَانُ بْنُ فُلَانَةٍ فَاِنَّهٗ یَقُوْلُ اَرْشِدْنَا رَحِمَکَ اللّٰهُ وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ثُمَّ لِیَقُلْ اُذْکُرْ مَاخَرَجْتَ عَلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِالْقُرْآنِ اِمَامًا فَاِنَّهٗ اِذَا فَعَلَ ذَالِکَ اَخَذَ مُنْکَرٌ وَنَکِیْرٌ اَحَدُ هُمَا بِیَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ لَهٗ اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا مَاتَصْنَعُ بِهٖ فَقَدْ لُقِّنَ حُجَّتَهٗ وَلٰکِنَ اللّٰهَ وَجَلَّ حُجَّتُهٗ دُوْنَهُمْ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ اَعْرِفْ اُمَّهٗ قَالَ اَنْسِبُهٗ اِلٰی حَوَّاءَ

نبی ﷺ نے فرمایا جب تمہارا مسلمان بھائی کوئی فوت ہو جائے تو تم اس پر مٹی ڈال کر فارغ ہو جاؤ تو اس کی قبر کے سرہانے تمہارا ایک آدمی دوہابی دیوبندی نہ ہوسنی ہو کھڑا ہو جائے پھر کہے اے فلاں شخص فلانی عورت کے بیٹے تو بے شک وہ سنے گا اور لیکن جواب نہیں دے گا پھر ضرور کہے اے فلاں شخص فلانی عورت کے بیٹے تو بلا شک وہ (قبر میں سیدھا بیٹھ جاویگا پھر چاہیئے کہ کہے اے فلاں شخص فلانی کے بیٹے تو بیشک وہ صاحب قبر کہے گا جس نے ہمیں ہدایت دی تجھے رحم کرے اللہ تعالیٰ (یہ جواب دے گا صاحب قبر) اور لیکن تم نہ سمجھو گے پھر چاہیئے کہ ہے اس بات کو یاد کر جس پر تو دنیا سے نکلا گواہی وہ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور یہ بھی شہادۃ دنیا کہ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ انبیًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِالْقُرْآنِ اِمَامًا پھر تحقیق جب اس نے یہ بیان کرلیا تو منکر نکیر کا ایک اپنے دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے پھر کہتا ہے اس کو پاس سے ہمارے ساتھ نکل کیا کرے گا تو اس کے ساتھ پس تحقیق پورا کیا اس نے اپنی حجت کو اور لیکن اللہ تعالیٰ عزوجل میں میت کی والدہ کو آپ نے فرمایا نسبت کر اس کو حوا کی طرف۔

اس حدیث سے تین مور ثابت ہوئے۔

(۱) صاب قبر کا دیا والے کی پکار کو سننا اور اس کا اواز وغیرہ بھی پہچاننا۔

(۲) صاحب قبر کو زندہ سے فائدہ پہنچنا

(۳) صاحب قبر و تلقین کرنا سنت ثابت ہوا۔

''وہابی'': تمہارے سنی بزرگوں کے مزارات کو روضہ کہ دیتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں روضہ داتا گنج بخش روضہ بابا فرید کیا یہ جائز ہے یا اس کا ثبوت شرعی ہے؟

''محمد عمر'': ہاں ثبوت ہے۔

کنز العمال ۸/۸۸} اَلْقَبْرُ حَضْرَةٌ مِّنْ حُضْرِ النَّارِ اَوْرَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

نبی ﷺ نے فرمایا قبر گڑھا ہے آگ کے گڑھوں سے یا روضہ ہے جنت کے باغوں سے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کو جن کی ولایت میں شک نہیں ان کی قبروں کے روضہ ہونے میں بھی شک نہیں۔

ارشادات حضرت پیر پیران شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

استمداد اولیاء اللہ کے متعلق آپ کا عقیدہ

فتوح الغیب مترجم شاہ عبدالحق محدث دہلوی مقالہ ۲۳/۳} بِکَ تُنْکَشِفُ الْکُرُوْبُ وَبِکَ تُسْقَی الْغُیُوْثُ وَبِکَ تُبْتُ الزُّرُوْعُ وَبِکَ تُدْفَعُ الْبَلَایَاوَالْمِحَنُ عَنِ الْخَاصِ وَالْعَامِ (وبہمت تو کشادہ مے شود و دور کردہ مے شوداند ودھائے سخت کودم باز گیردو ببرکت تو وہ دعائے تو آب وادہ مے شود و خلق راد فاستادہ مے شود بارانہا دتیورہ شدہ مے شود کشتہا و بامد او واعانت تو دور کردہ مے شود بلاہا ومحنہا از تمامہ مروم خاص وعام۔ اور تیری ہمت سے دور ہو جائیں سخت غم (وتکلیف) کہ فوراً واپس آجائے اور

تیری برکت اور دعا سے بارش ہو جائے اور خلق کو بارش بھیجی جاوے اور تیرے وسیلے سے کھیت اا گائے جائیں تیری امداد اور مدد سے بلائیں دور کی جائیں اور تمام تکلیفیں خاص و عام آدمیوں سے۔ کیوں جناب وہابی صاحب تم اگر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات معتبر سمجھتے ہو تو اب اولیاء اللہ کی غائبانہ استمد اد کے قائل ہو جاؤ اور ایمان درست کرلو)

فتوح الغیب $\frac{۲۳۲}{مقالہ ۳۹}$ } فتلون نی هذه الحالة كانك احييت بعد الموت فی الاخرة (پس مے باش تو دریں حالت گویا کہ تو زندہ گردانیدہ شد پس ازمردن بموت ارادی)

فتوح الغیب ص ۲۳۲ } فَتَكُونُ كُلِيَّتُكَ قُدْرَةً تَسْمَعُ بِا اللهِ وَتُبْصِرُ بِا اللهِ وَتَنْطِقُ بِااللهِ وتبطش بِااللهِ وَتَسْعٰی بِااللهِ وَتَعْقِلُ بِا اللهِ (پس مے باشد ہمہ وجود تو مظہر قدرت الٰہی تعالیٰ بلکہ عین قدرت مبالغہ میشنوی نجدا وے بینی نجدا دمیگوئی نجدا ومیگیری بخدا دمیر دی بخدا وے فہمی نجدا)

پس ہو جائے گا تمام وجود ترا قدرت الٰہی کا مظہر بلکہ عین قدرت لغۃ گا تو خدا کے ساتھ اور دیکھے گا تو خدا کے ساتھ اور سمجھ گا تو خدا کے ساتھ۔

کیوں جناب سن لو شان اولیاء اللہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی۔

فتوح الغیب $\frac{۳۶}{مقالہ ۶}$ } وَيُغْرِقُكَ فِیْ بِحَارِ خَيْرِهٖ فَتَكُوْنُ وَعَاءً لِكُلِّ خَيْرَ وَمَنْبَعًا لِكُلِّ نِعْمَةٍ وَسَرُوْرٍ وَبُحُوْرٍ وَنُوْرٍ وَضِيَاءٍ وَاَمْنٍ وَسُكُوْنٍ (وغرق گرواند ترا خدائے تعالیٰ وردریائے خیر خود پس معیاشی تو ظرف و محل ہر نیکیو باشی تو چشمہ زائندہ مر ہر نعمۃ راخوشی آراشگی رو اور وشنائیو ایمنی وآرام ونور را)

فتوح الغیب مقالہ ۱۷ ۲۸۶ } وَھِیَ الَّتِیْ حَالَۃُ الْفَنَاءِ الَّتِیْ عَلَیْہِ اَحْوَالُ الْاَوْلِیَاءِ وَالْاَبْدَالِ ثُمَّ قَدْ یُرَدُّ اِلَیْہِ التَّکْوِیْنُ ھیکُوْنُ جَمِیْعُ مَایَحْتَاجُ اِلَیْہِ بِاِذْنِ اللہِ وَھُوَ قَوْلُھفِیْ بَعْضُکُتُبِہٖ یَاابْنَ آدَمَ اَنَا اللہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ لَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ (وایں بار آمدن بیاد حق از سوال و طلب حوائج حالت فنا دنیستی است کہ آں نہایت احوال اولیاء وابدال است پستر بعداز رسیدن بمرتبہ فناولایت وبدلیت گاہے ردکردہ میشود او سپردہ مے شود پیدا کردن اشیاء وتصرف دراکوان کہ عبارت ازخرق عادتو کرامت است پس یافتہ مے شود تمامہ آنچہ احتیاج کردہ میشود بسوئے آں بدستوری خداوقدرت عزوجل یعنی آں درحقیقت فعل حق است کہ بردست ولی ظہور یافتہ وایں روتکوین واعطاء تصرف ورکائنات ثابت و مذکوراست بقول حق سبحانہ دربعض کتابہائے دیکھبر پیغمبراں خود فرستادہ اے فرزد آدمی منھم خدا نیست خدا جزمن میگویم چیزے راپیدا شوپس پیدا مے شود آں چیز اطاعت وفرمانبرداری کن مرامیگوئی تو مرچیز یراشوپس میشود۔

یہ ہے فرمان حضرت شیخ پیر پیراں عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس تصرففی الامور کی طاقت ہر وقترہتی ہے یا اذن کیضرورت ہوتی ہے؟)

غنیۃ الطالبین ص ۹۸۴ } وَقَدْ یُنْقَلُوْنَ اِلٰی حَاجَۃٍ بَعْدَ اَنْ جَعَلُوْ الْاُمَنَاءَ وَخُوْطِبَ کُلُّوَاحِدٍ مِّنْھُمْ بِالْاِنْفِرَادِفِیْ حَالَتِہٖ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ فَلَا یَحْتَاجُرْ اِفِیْھَااِلٰی اِذْنٍ لِاَنَّھُمْ صَارُوْ لَا لُمُفُوْضِ اِلَیْھِمُ اَمْرُھُمْ فَھُمْ فِیْ قَبْضَۃٍ حَیْثُ مَاذَاھَبُوْ اِفِیْ شَیْءٍ مِنْ اُمُوْرِھِمْ (اور کبھی امین بنائے جانے کے بعد ایک حالت کی طرف منتقل کئے جاتے ہیں۔اوران میں سے ہرایک بحالت خود تنہائی سے خطاب کیا جاتا ہے کہ تو آج کے دن ہمارے پاس صاحب مرتبہ اور امان ہے۔پس اس

میں اذن کے محتاج نہیں ہوتے۔ چونکہ وہ سپرد کردہ امرہم کی طرح ہو جاتے ہیں جہاں وہ کہیں جس کام پر مامور ہوں تو انہی کے قبضہ میں ہوتے ہیں)

حاضروناظر غیب کے متعلق حضرت پیر پیران صاحبؒ کا ارشاد

غنیۃ الطالبین ص ۲۶۱ } وَاشْغَلَ قُلُوْبُهُمْ بِمَطَالَعَةِ اَسْرَارِ الْغُيُوْبِ (اور مشغول کیا اس نے ان کے دلوں کو غیوب کے بھیدوں کے مطالعہ کے ساتھ)

ص ۵۷۹: وَيَطَّلِعُ عَلٰى اَسْرَارٍ تَخُصُّه فَلَا يَبُوْحُ بِهَا عِنْدَ غَيْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ (ولی اللہ کی شان ہے) اور مطلع ہو جاتا ہے اس کے خاص بھیدوں پر اللہ کے اس کے سوا کے پاس ان کو ظاہر نہیں کرتا وہ ولی)

ص ۹۸۱: ثُمَّ يَجْلِسُ عَلَى الْكُرْسِيِّ التَّوْحِيْدِ ثُمَّ يُرْفَعُ عَنْهُ الْحُجُبُ (پھر ولی اللہ بیٹھ جاتا ہے توحید کی کرسی پر۔ پھر اس سے تمام پردے اٹھائے جاتے ہیں)۔

غنیۃ الطالبین ص ۹۸۲ } اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَهُوَ عَزَّوَجَلَّ اَطْلَعَهُمْ عَلٰى مَا اُضْمِرَتْ قُلُوْبُ الْعِبَادِ وَانْطَوَتْ عَلَيْهِ النِّيَاتُ اِذْجَعَلَهُمْ رَبِّيْ جَوَاسِيْسَ الْقُلُوْبُ الْعِبَادِ وَانْطَوَتْ عَلَيْهِ النِّيَّاتُ اِذْجَعَلَهُمْ رَبِّيْ جَوَاسِيْسَ الْقُلُوْبِ وَالْاُمَنَاءِ عَلَى السَّرَائِرِ وَالْخَفِيَّاتِ

(اللہ مومنوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے ان کو اندھیروں سے نکالتا ہے نور کی طرف اور وہ عز وجل بندوں کے دلوں کے بھیدوں پر اور نیتوں پر ان کو مطلع کرتا ہے۔ اس وقت میرے رب نے ان کو تمام قلوب کے جاسوس مقرر کر دیئے ہیں۔ اور بھیدوں اور غیوبات کا امین واقف بنایا ہے)

غنیۃ الطالبین ص ۷۸۹ }یُکْشَفُ لَهُمْ عَنِ الْمَلَکُوتِ وَتُضِیْئُ لَهُمْ اَنْوَاعُ الْعُلُوْمِ مِنَ الْجَبْرُوْتِ وَیُلَقَّوْنَ غَرَائِبَ الْحِکَمِ وَالْعُلُوْمِ وَیَطَّلِعُوْنَ عَلٰی مَاغَابَ عَنْهُمْ مِنَ الْاَقْسَامِ وَالْحُظُوْظِ (منکشف ہو جاتا ہے اور اولیاء اللہ کے واسطے عالم ملکوت اور روشن ہو جاتے ہیں ان کیلئے کئی قسم کے علوم عالم جبروت سے عجیب عجیب علوم اور حکمتیں ان کو القا کئے جاتے ہیں اور مطلع ہوتے ہیں کئی قسم کی غیبی خبروں)

ص ۱۰۹۴: وَقِیْلَ اِذْ طَلَبْتَ اللّٰهَ بِالصِّدْقِ اَعْطَاکَ مِرْءَۃً تُبْصِرُ فِیْهَا کُلَّ شَیْئٍ مِنْ عَجَائِبَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (اور بیان کیا گیا ہے جس وقت تو اللہ کو صدق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک شیشہ عطا کرے گا۔ جس وقت تو اللہ کو صدق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک شیشہ عطا کرے گا۔ جس میں تو دنیا و عقبیٰ کی کل اشیاء کو اس میں دیکھے گا)

اب تو حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ ہر ولی کے واسطے دنیا و عقبیٰ کے علم کلی کا حکم صادر فرما رہے ہیں اور اولیاء اللہ کے حاضر و ناظر ہونے اارشاد فرماتے ہیں۔ ان پر بھی فتویٰ کفر جڑ دیتے۔ یا اپنے ایمان کو ہی درست کرلو اگر تمہیں ضرورت ہو۔

حیات اولیاء اللہ از ارشاد حضرت پیر پیران صاحب رحؒ

غنیۃ الطالبین ص ۲۶۱ }وَهُمْ فِیْ نَعِیْمٍ لَانَفَادَ لَهٗ وَالْاٰءِ لَا اِنْقِطَاعَ لَهَا وَسُرُوْرٍ لَاغَائِبَۃً لَهٗ وَلَا مُنْتَهٰی فَاِذَا بَلَغَ الْکِتَابُ اَجَلَهٗ وَانْتَهٰی مَاقُدِّرَلَهُمْ مِ الْقَاءِ فِیْ دَارِ الْفَنَاءِ نَقَلَهُمْ مِنْهَا بِاَحْسَنِ الْاِنْتِقَالِ کَمَا یُنْقَلُ الْعُرُوْسُ مِنْ حُجْرَۃِ اِلٰی دَارٍ مِّنَ الْاَدْنٰی اِلَی الْاَعْلٰی فَالدُّنْیَا فِیْ حَقِّهِمْ جَنَّۃٌ وَفِی الْاٰخِرَہِ لَاَعْیُنِهِمْ قُرَّۃٌ وَهُوَ النَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْکَرِیْمِ مَنْ غَیْرِ حِجَابٍ (اور وہ ایسی نعمتوں میں ہیں جن کو ختم ہونا نہیں اور ایسی عطاؤں میں جن کو

انقطاع نہیں اور ایسے سردروں میں جن کی انتہا نہیں اور نہ حد تو جمیعاد مقررہ کو پہنچ گیا ہے اور انتہا ہو گئیجو ان کے لئے بقا سے مقدر کیا گیا دار فنا میں نقل کا کی اس نے ان کو اس دار فنا سے بہت احسن انتقال کے ساتھ جیسا کہ منتقل کیا جاتا ہے۔ دلہن کو تنگ مکان سے کشادہ مکان کی طرف ادنی سے اعلیٰ کی طرف تو دنیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرۃ میں ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہے اور وہ دیکھتا ہے اللہ کے وجہہ کو بلا حجاب۔)

تبرکا بزرگ کے ہاتھ چومنا اور اس کے واسطے قیام کرنا

(از قلم حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ)

غنیۃ الطالبین ص ۳۵} وَاِنْ تعالقاو قبّلَ احدُ ھُما راسَ الاٰخِرِ ویدَہٗ علٰی وَجہِ التَّبرُّکِ وَالتَّدایُنِ جازَ وَامّا تقبیلُ الْفَمِّ فمکرُوْہٌ فصل وَیستَحِبُّ الْقیَامُ لِاِمامِ الْعادِلِ وَالْوالِدَیْنِ وَاھلِ الدِّیْنِ وَالْوَرْعِ وَاکرمِ النَّاسِ وَاصلُ ذالِکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرسلَ اِلیٰ سعدٍؓ فِیْ شانِ اھلِ قُریظَۃَ فَجاءَ اِلیٰ حِمارٍ اقْمَرَ فقالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قُوْمُوْ اِلیٰ سیِّدِ کُم وَقَدْ رَوَتْ اِعائِشَۃُؓ انّھا قالَتْ کانَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَیہِ وسلم اِذا دَخلَ علٰی فاطِمَۃؓ عَنھا قامتغ اِلَیہِ فاخذتْ بیدِہٖ وَقبّلَتْہُ وَاجلَسَتْہُ فِیْ مَجلِسھا وَاِذا دَخلَتْ علٰی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قامَ اِلَیھا وَاخذَ بیدِھا وَقبّلَھا وَاجلَسَھا فِیْ مَجلِسِہٖ وَقَدْ رُوِیَ عَنْہُ صلی اللہ علیہ وسلم اَنّہٗ قالَ اِذا جاءَ کُم کرِیْمُ قَوْمٍ فاکرِمُوْہُ

(اور اگر دونوں بغلگیر ہوئے اور ایک دوسرے کے سر کو انہوں نے بوسہ دیا ایک دوسرے کے ہاتھ کو تبرکا اور شرعاً جائز ہے اور لیکن منہ کو چومنا مکروہ ہے۔ فصل اور مستحب ہے کھڑا ہونا امام عادل کے واسطے اور والدین کے واسطے اور دیندار کے واسطے اور پرہیز گار کے

ا اور یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے از ابتداء انتہا ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴ میں مذکور ہے۔

واسطے اور جو لوگوں کا بڑا ہو اس کے واسطے اور اس کا اصلیہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو حضرت سعدؓ کی طرف بھیجا اہل قریظہ کے کام میں تو حضرت سعدؓ سفید گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور تحقیق حضرت عائشہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت فاطمہ آپ کی طرف کھڑی ہو جائیں۔ اور آپ کے دست پاک کو پکڑتیں اور اس کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ اور جب حضرت فاطمہؓ نبی ﷺ کے پاس تشریف لاتیں۔ تو آپ حضرت فاطمہ کے واسطے کھڑے ہوتے اور ان کے ہاتھ کو پکڑتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب قوم کا بزرگ آئے تو اس کی عزت کرو)

غنیۃ الطالبین ص ۳۳} وَاِنْ اَحَبَّ اَنْ یَتَمَسَّہَ بِاالمنبر تبر کا بِہٖ

(اور اگر محبوب سمجھے کہ نبی ﷺ کے منبر کو تبرکا ہاتھ پھیرے تو جائز ہے)

یہ ہے عقیدہ اور فرمان حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنہوں نے از روئے حدیث صحیحہ تعظیم و تقبیل کو ثابت فرمایا۔ چنانچہ اس کے متعلق حدیثیں اور بھی موجود ہیں۔ لہٰذا ایمانداروں کے لئے درج کی جاتی ہیں۔

ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴} عن ابن عمر قَالَ فَقَبَّلْنَا یَدَهٗ (ابن عمرؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہم نے حضور کے دست پاک کو بوسہ دیا)

ص ۱۹۴: عَنْ عَبْدَ الرحمٰنِ بن رزین قال مَرَرْنَا بِالرَّبْذَةِ فَقِیْلَ کھا ھٰھُنَا سَلْمَةُ بْنَ الْاَکْوَعِ فَاَتَیْتُهٗ فَسَلَّمْنَا عَلَیْهِ فَاَخْرَجَ یَدَیْهِ فَقَالَ بَایَعْتُ بِهَا تَیْنِ نَبِیَّ اللہ ﷺ فَاَخْرَجَ لَفًّا لَهٗ ضَخْمَةً کَاَنَّهَا کَفُّ بَعِیْرٍ فَقُمْنَا اِلَیْهَا فَقَبَّلْنَاهَا (عبدالرحمٰن بن رزینؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک

جماعت کے پاس سے گزرے تو ان کو کہا گیا کہ یہاں سلمہ بن الاکوع ہیں تو میں اس کے پاس آیا تو اس پر سلام علیکم کہا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو اس نے کہا کہ میں نیان دونوں ہاتھوں کے ساتھ نبی ﷺ سے بیعت کی ہے تو اس کے لئے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اس سے کھولی۔ گویا کہ وہ اونٹ کی ہتھیلی ہے تو ہم اس کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم نے اس کو بوسہ دیا)

اس حدیث پاک سے بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا بھی ثابت ہوا اور صافحہ یا الیدین ثابت ہوا۔

ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴} قَالَ ثَابِتٌ لانسٍ اَمَسْتَ النَّبِیَّ ﷺ بِیَدِکَ قَالَ نَعَمْ فَقَبَّلَهَا (حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کو عرض کیا کہ کیا آپ نے نبی ﷺ کے دست پاک کو چھوا ہے تو حضرت انسؓ نے فرمایا۔ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا)

ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۵} عن صہیبٍ قَالَ رئیتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ ید الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْهِ (حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ حضرت عباسؓ کے دست مبارک اور پاؤں کو بوسہ دیتے تھے)

فتاویٰ الامام النووی ص ۳۶} (مسئالہ) تَقْبِیْلُ یدِغَیْرِہٖ مَا حُکْمُهٗ (اپنے غیر کے ہاتھ کو بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟)

الجواب :یَسْتَحِبُّ تَقْبِیْلُ اَیْدِی الصَّالِحِیْنَ وَفُضَلاءِ الْعُلَمَاءِ (مستحب ہے صالحین اور فضلاء اور علماء کے ہاتھ کو چومنا)

یہ تو عمل ہے رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا اور آئمہ عظام کا اور تمام کی نستاب تم دیوبندی اور وہابی اگران

احادیث کو سن کر بھی مسنون طریقہ کو شرک کہو تو یہ تمہارے ایمان کا انصاف ہے۔ جیسا کہ جواہر القرآن ص ۳۱ وغیرہ میں درج ہے۔

دیوبندی: موذن جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہِ کہتا ہے تو تم انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہو۔ تم نے یہ کیا بدعت نکلی ہوئی ہے۔

"محمد عمر" } یہ بدعت نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے۔

طحطاوی شریف ص ۱۲۲ } ذکر القھستانی عن کنز العباد اَنَّهُ یُسْتَحِبُّ اَنْ یَّقُوْلَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّهَادَتَیْنِ لِلنَّبِیِّ ﷺ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ وَعِنْدَ سَماعِ الثَّانِیَةِ قُرَّتْ عَیْنِی بِکَ یَارَسُوْلَ اللہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ اُبْهَامَیْهِ عَلٰی عَیْنَیْهِ فَاِنَّهٗ ﷺ یَکُوْنُ لَهٗ قَائِدًا فِی الْجَنَّةِ وَذَکَرَ لدَّیْلَمِی فِی الْفِرْدُوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رض مَرْفُوْعًا مِنْ مَسْحِ الْعَیْنَیْنِ بَبَاطِنِ اَنْمِلَةِ السَّبَابَتَیْنِ بَعْدَ تَقْبِیْلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّد رَّسُوْلَ اللہِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِیْتُ بِاللہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا حَلَّتْ شَفَاعَتِیْ وَکَذَارُوِیَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَیْهِ السَّلَامِ وَبِمِثْلِهٖ یُعْمَلُ فِی الْفَضَائِلِ (قہسانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اشھدان محمد رسول اللہ جب موذن پہلی دفعہ کہے تو (سننے والا) کہے صلی اللہ علیک یا رسول الہ اور دوسری دفعہ اشھدان محمد رسول الہ کہنے ے وقت (سننے والا) کہے قُرَّتْ عَیْنِیْ بِکَ یا رَسُوْلَ اللہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اپے دوو ں انگوٹھوں کو دووں آنکھوں پر رکھ کر یہ پڑھے تو نبی ﷺ جنت میں اس ے قائد ہوں گے۔ اور دیلمی نے فردوس میں ذکر کیا ہے ابوبکرؓ کی حدیث سے مرفوعا دووں ہاتھوں کے دونوں ہاتھوں کے دونوں

انگوٹھوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر ننا موذن کے اشہدان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت۔اور کہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِااللهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا تواس کو میری شاعت لازمی ہوئی اوراسی طرح خضر علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔اوراسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔

ردالمختار شامی جلد۱ ص۲۷۰} (تتمة) يُسْتَحِبُّ ان يُقَالَ عِنْدَ سماع الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ رَسُوْلَ اللهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظَفْرَيِ الْاَبِهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ السلام يَكُوْنُ قَائِدًا لَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ.

مستحب ہے یہ کہ کہا جائے موذن کے کلمہ شہادت اشہدان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسرے کلمہ شہادت کے وقت کہے قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ رَسُوْلَ اللهِ پھر کہے ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ دونوں آنکھوں پر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخوں کو رکھنے کے بعد اس لئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ جنت کی طرف اس کے قائد ہونگے۔

کیوں جی نام کے حنفی کہلانے والو اگر حنفی ہو تو اس پر عمل کر کے اپنی حنفیت کو تھام لو ورنہ حنفیت کہلانا چھوڑ دو کیونکہ جو فقہاء کو سمجھ آئی ہے وہ تمہیں ہیں آئی۔

موضوعات ملا علی قاری ؒ ص۶۴} قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ اِلَى الصِّدِّيْقِ فَيَكْفِيْ الْعَمَلُ بِهٖ لِقَمْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامِ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ

حضرت ملا علی قاری ؒ فرماتے ہیں: (میں کہتا ہوں کہ (یہ عمل) جب صدیق اکبر تک مرفوع ثابت ہوا تو اس کے ساتھ عمل (انگوٹھے چومنے کا) کافی ہے۔ نبی ﷺ کے فرمان ے مطابق کہ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت اتنی ہے۔

تذکرۃ الموضوعات سید تکالن ص ۳۴} وَحُکِیَ عَن بعضٍ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اِذَا سَمِعَ ذِکرَہ فِی الْاَذَان وَجَمَعَ اِصْبَعَیہِ الْمُسَبِّحَۃِ وَالْاِبْھَام وَمَسَحَ بِھِمَا عَیْنَیْہِ لَم یَرْمُدْ اَبَدًا وَقَالَ ابنُ صَالِحٍ وَسَمِعَ عَن بَعْضِ الشُّیُوخِ اَنَّہُ یَقُوْلُ جِنْدُ مَا یَمْسَحُ عَیْنَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیکَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ یَا حَبِیْبَ قَلْبِیْ یَانُوْرَ بَصَرِیْ وَیَاقُرَّۃَ عَیْنِیْ فَالَ وَمُذْ فعلتُہٗ لَم تَرْمُدْ عَیْنِیْ وَقَدْ جَرَّبَ کُلٌّ مِنْھُمْ ذَالِکَ وَ رَوَی الحَسَنُ مِثْلُ مَارُوِیَ عَنِ الْخِضرِ علیہ السلام بِعَیْنِہٖ اِنْتَھٰی.

(بعض سے بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص نے نبی ﷺ پر درود پڑھا جب آپؐ کا ذکر اس نے اذان میں سنا اور اپنی دووں مسبحوانگلیوں کو اور انگوٹھے کو اٹھا کیا اور ان کو اپنی دونوں آنکھوں پر ملا تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ اور ابن صالح نے کہا اور بعض بزرگان سے بھی سنا ہے کہ اپنی دونو آنکھوں کو متے وقت کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیکَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ یَا حَبِیْبَ قَلْبِیْ یَانُوْرَ بَصَرِیْ وَیَاقُرَّۃَ عَیْنِیْ فَالَ وَمُذْ فعلتُہٗ لَم تَرْمُدْ عَیْنِیْ تو آپ نے فرمایا کہ جب سے میں نے یہ عمل کیا ہے۔ میری آنکھیں نہیں دکھیں اور یہ تمام بزرگوں کو تجربہ ہے۔ اور حضرت حسنؓ نے بھی روایت کیا ہے بعینہ جیسا کہ حضرت علیہ اسلام سے مروی ہے۔ فقط۔

انجیل برنباس ص ۶۰} مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا۔ اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے۔ جو کہ اس وقت کے بہت سے عدال بعد دنیا میں آئیگا۔ اور وہ میرا ایسا رسول ہوگا کہ اس کے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ رسول کہ جب آئیگا دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ یہ وہ نبی ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ

ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی۔ کہ میں کسی چیز کو پیدا کرو۔ پس آدمی علیہ السلام نے بمنت یہ کہا کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔ داہنے ہاتھ کے ناخن پا یہ عبارت لا الہ الا اللہ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ محمد رسول اللہ۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات و پدری محمد کے ستھ بوسہ دیا اور ان کلمات و پدری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔

تمت باالخیر

مناظر اعظم جنید زمان رازی دوراں، پیر طریقت

حضرت مولانا **محمد عمر صدیقی** رحمۃ اللہ علیہ

کا مرزائیوں کے ساتھ تاریخی **مناظرہ** جو کنری، ضلع

تھرپارکر صوبہ سندھ میں 1946ء میں ہوا۔ اس کی روئیداد

رئیس المناظرین، پیر طریقت، شیخ الحدیث حضرت

علامہ **محمد عبدالتواب صدیقی**

سجادہ نشین مناظر اعظم

کے قلم سے عنقریب چھپ کر جلد منظر عام پر آرہی ہے۔